

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۱۷۷	رمضان کی بزرگی {	۳۲۵	۱۸۶	آل ہاشم پر زکوٰۃ و صدقات	۳۲۵
۱۷۸	باجبہام	۳۲۶	۱۸۷	کیوں حرام تھے؟	۳۲۶
۱۷۹	اعمال مالی	۳۲۷	۱۸۸	آل ہاشم کو منع صدقات کا حکم	۳۲۷
۱۸۰	زکوٰۃ	۳۲۸	۱۸۹	موقت حکم تھا نہ مؤبد	۳۲۸
۱۸۱	برنی عبادت کے مقابل میں	۳۲۹	۱۹۰	ذات اور پیشوں کی امتیاز	۳۲۹
۱۸۲	مالی عبادت کو ترجیح دینا	۳۳۰	۱۹۱	زمین میں معتبر نہیں	۳۳۰
۱۸۳	کی عقلی وجہ	۳۳۱	۱۹۲	جو لوگ سیادت کے مدعی ہیں	۳۳۱
۱۸۴	ظاہر واری کی عبادت پر ایک	۳۳۲	۱۹۳	وہ آل ہاشم ہیں یا نہیں اس کا حکم	۳۳۲
۱۸۵	نہایت مفید اور بیسقط تقریر	۳۳۳	۱۹۴	عالمانہ بحث	۳۳۳
۱۸۶	مسلمانوں کی دنیاوی حالت	۳۳۴	۱۹۵	امام حسین کی شہادت اور	۳۳۴
۱۸۷	پر نہایت سودمند نوٹ	۳۳۵	۱۹۶	خلافت پر سرسری نظر	۳۳۵
۱۸۸	مسائل زکوٰۃ	۳۳۶	۱۹۷	معارف سپکا ماخذ حدیث	۳۳۶
۱۸۹	نقدین کی زکوٰۃ اور اس کا نصاب	۳۳۷	۱۹۸	وقفہ اور تاریخ میں کس بھی نہیں	۳۳۷
۱۹۰	چاندی سونے کا نصاب اور	۳۳۸	۱۹۹	حج	۳۳۸
۱۹۱	اس پر زکوٰۃ	۳۳۹	۲۰۰	اسلامی احکام کی غرض غایت	۳۳۹
۱۹۲	جانوروں میں زکوٰۃ	۳۴۰	۲۰۱	لوگوں کا اتحاد و اتفاق ہے اور	۳۴۰
۱۹۳	کھیتی میں عشر	۳۴۱	۲۰۲	اس پر ایک نہایت دلچسپ تقریر	۳۴۱
۱۹۴	کن چیزوں میں زکوٰۃ نہیں	۳۴۲	۲۰۳	ارکان حج کی مشروعیت کے	۳۴۲
۱۹۵	مصارف زکوٰۃ کی تفصیل	۳۴۳	۲۰۴	عقلی دلائل	۳۴۳
۱۹۶	اب مصارف زکوٰۃ کو کن کن ہیں	۳۴۴	۲۰۵	فرضیت حج کے اسباب و	۳۴۴
۱۹۷	۲ اور اس پر ایک محققانہ نہایت	۳۴۵	۲۰۶	شرائط	۳۴۵
۱۹۸	عمیق بحث	۳۴۶	۲۰۷	قرآن کسے کہتے ہیں؟ اور اس	۳۴۶
۱۹۹	زکوٰۃ کے حق العباد ہو کی ایک	۳۴۷	۲۰۸	کے احکام کیا ہیں؟	۳۴۷
۲۰۰	نہایت نفیس توجیہ	۳۴۸	۲۰۹	تمتع کے متنع	۳۴۸
۲۰۱	نصاب زکوٰۃ میں ترمیم کی	۳۴۹	۲۱۰	اقرار کی تعریف	۳۴۹
۲۰۲	ضرورت	۳۵۰	۲۱۱	حج کے ارکان	۳۵۰
۲۰۳	واجبات حج	۱۹۶	۲۱۲	مضمون	۳۵۱
۲۰۴	منہیات حج	۱۹۷	۲۱۳	مضمون	۳۵۲
۲۰۵	وجوب حج کی ایک نہایت	۱۹۸	۲۱۴	مضمون	۳۵۳
۲۰۶	مفید اور نئی تحقیق	۱۹۹	۲۱۵	مضمون	۳۵۴
۲۰۷	کثرت سے قربانیوں کو کرنے پر	۲۰۰	۲۱۶	مضمون	۳۵۵
۲۰۸	ایک ضروری نوٹ	۲۰۱	۲۱۷	مضمون	۳۵۶
۲۰۹	حج و عمرے کی کیفیت	۲۰۲	۲۱۸	مضمون	۳۵۷
۲۱۰	حج کو حالت احرام میں کو کن	۲۰۳	۲۱۹	مضمون	۳۵۸
۲۱۱	کون چیزیں درست ہیں؟	۲۰۴	۲۲۰	مضمون	۳۵۹
۲۱۲	میقات احرام کی تفصیل	۲۰۵	۲۲۱	مضمون	۳۶۰
۲۱۳	عمارت حرم کا بیان	۲۰۶	۲۲۲	مضمون	۳۶۱
۲۱۴	حرم کے مندوں کی تعداد	۲۰۷	۲۲۳	مضمون	۳۶۲
۲۱۵	سجدہ الحرام کے گنگوے	۲۰۸	۲۲۴	مضمون	۳۶۳
۲۱۶	سجدہ الحرام کی پیمائش اور تقاضا	۲۰۹	۲۲۵	مضمون	۳۶۴
۲۱۷	مشہورہ کا ذکر	۲۱۰	۲۲۶	مضمون	۳۶۵
۲۱۸	ضمیمہ متعلقہ حصہ	۲۱۱	۲۲۷	مضمون	۳۶۶
۲۱۹	اول حقوق اللہ	۲۱۲	۲۲۸	مضمون	۳۶۷
۲۲۰	حقوق قرآن	۲۱۳	۲۲۹	مضمون	۳۶۸
۲۲۱	استماع و انصات	۲۱۴	۲۳۰	مضمون	۳۶۹
۲۲۲	ترتیل قرأت	۲۱۵	۲۳۱	مضمون	۳۷۰
۲۲۳	ماثر	۲۱۶	۲۳۲	مضمون	۳۷۱
۲۲۴	تدبر و تفکر	۲۱۷	۲۳۳	مضمون	۳۷۲
۲۲۵	قرآن مجید کو بے سمجھے پڑھنے پر	۲۱۸	۲۳۴	مضمون	۳۷۳
۲۲۶	وعید	۲۱۹	۲۳۵	مضمون	۳۷۴
۲۲۷	آداب تلاوت قرآن اور اس پر	۲۲۰	۲۳۶	مضمون	۳۷۵
۲۲۸	ایک نہایت مفید اور وسیلہ بیان	۲۲۱	۲۳۷	مضمون	۳۷۶

کسی نے کیا اچھی تلی ہوئی باؤں تو بے پاور تھی بات کہی ہے کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ رَجَسُ نے اپنے آپ کو پہچانا تو اُس نے اپنے پروردگار کی کو پہچانا یعنی اپنے نفس کی معرفت خدا کی معرفت کی دلیل ہے۔ بعینہ یہی خیال ایک شاعر نے اس طرح پر ظاہر کیا ہے کہ ۱۔ پونچا میں آپ کو تو میں پونچا خدا کے تئیں ۲۔ معلوم آپ ہو کہ بہت میں بھی دور تھا ۳۔ اس بات کا پتہ قرآن سے بھی لگتا ہے جہاں فرماتے ہیں وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِلْمُوقِنِينَ وَفِي الْأَنْفُسِ كُفٌ لِّلْجَاهِلِينَ (اور لوگو! یقین کرنے والوں کے لیے زمین میں (خدا کی) قدرت کی (بہت سی) نشانیاں ہیں اور خود تم میں بھی تو کیا تم کو سوچ نہیں پڑتا) پس سب بڑی اور مقدم بات یہ ہے کہ آدمی اپنے تئیں پہچانے کہ میں کون ہوں اور کس لیے دنیا میں آیا ہوں۔ دنیا میں ہزاروں لاکھوں قسم کی مخلوقات ہے وَمَا يَلِكُمْ جُنُودٌ ذَاتُ الْأَعْيُنِ (اور اسی غیر متعارفے پروردگار کے لشکروں کو لوپورا پورا جاننا) کوئی اُس کے سوا نہیں جانتا اور ان مخلوقات میں سے ایک مخلوق انسان ضعیف البیان بھی ہے۔ انسان کو ضعیف البیان اس سے کہا کہ تن و توش اور توانائی میں مانتھی گھوڑے۔ بیل۔ جینس۔ شیر۔ چیتے۔ کہیں اس سے بڑھ کر نہیں نازک ایسا کہ گرمی سردی کی برداشت نہیں۔ ٹھیس کی سہا نہیں۔ دریا ندی کا یہ حال کہ نہ پرندوں کے سے پر ہیں کہ ان کے ذریعے سے جہاں چاہے اڑ کر جا بیٹھے۔ نہ درندوں کے سے سینک یا دانت کے ہتھیاروں کا کام دیں۔ نہ بیڑہ بحری کی سی آؤں کہ مینہ بوندی اور جاڑے سے بچا سکے۔ مگر سارے ساز و سامان ایک طرف اور اس کی ایک عقل ایک طرف جس کے بل پر کوئی بندہ ہو کر رونے زمین پر ایک طرح کی خدائی کر رہا ہے قطعہ خاک کے پتے نے دیکھ لیا ہی مچا یا ہے شور ۲۔ فرش سے لوح شمس تک کر رہا ہے اپنا زور ۲۔ سینے میں قلم کو لے قطرے کا قطرہ رہا ۲۔ بل بے سمائی تری آف رے سمندر کے چور ۲۔ زمین پر جو وقت اور چل پھل دیکھتے ہو سب اسی آدمی کے دم سے ہے اور اسی آدمی کے دم کے لیے ہے۔ اسی نے شہر بسائے۔ اسی نے غنایں لگائے۔ اسی نے سمندر میں جہاز چلائے۔ اسی نے دریاؤں پر پل بنائے ہم تو جمادات۔ نباتات۔ حیوانات۔ میں سے کسی نہیں دیکھتے جسے کسی نہ کسی شان سے آدمی نے اپنے بس میں نہ کیا ہو۔ چاند۔ سورج۔ ستاروں کا کچھ نہ کر سکا تو ہمیں زمین

نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون
۳۳۸	۲۱۳	مغایات	۳۳۲	۲۲۱	خدا کی قدرت کی نشانیوں میں غور کرنا
۳۳۷	۲۱۵		۳۳۳	۲۲۱	خدا کی قسم کا ادب
۳۳۵	۲۱۶		۳۳۴	۲۲۲	کفارہ قسم
۳۳۰	۲۱۷		۳۳۵	۲۲۵	حقائق خانہ کعبہ حرم کعبہ
۳۲۹	۲۱۸				
۳۲۸	۲۱۹				
۳۲۷	۲۲۰				
۳۲۶	۲۲۱				
۳۲۵	۲۲۲				
۳۲۴	۲۲۳				
۳۲۳	۲۲۴				
۳۲۲	۲۲۵				
۳۲۱	۲۲۶				
۳۲۰	۲۲۷				
۳۱۹	۲۲۸				
۳۱۸	۲۲۹				
۳۱۷	۲۳۰				
۳۱۶	۲۳۱				
۳۱۵	۲۳۲				
۳۱۴	۲۳۳				
۳۱۳	۲۳۴				
۳۱۲	۲۳۵				
۳۱۱	۲۳۶				
۳۱۰	۲۳۷				
۳۰۹	۲۳۸				
۳۰۸	۲۳۹				
۳۰۷	۲۴۰				
۳۰۶	۲۴۱				
۳۰۵	۲۴۲				
۳۰۴	۲۴۳				
۳۰۳	۲۴۴				
۳۰۲	۲۴۵				
۳۰۱	۲۴۶				
۳۰۰	۲۴۷				
۲۹۹	۲۴۸				
۲۹۸	۲۴۹				
۲۹۷	۲۵۰				
۲۹۶	۲۵۱				
۲۹۵	۲۵۲				
۲۹۴	۲۵۳				
۲۹۳	۲۵۴				
۲۹۲	۲۵۵				
۲۹۱	۲۵۶				
۲۹۰	۲۵۷				
۲۸۹	۲۵۸				
۲۸۸	۲۵۹				
۲۸۷	۲۶۰				
۲۸۶	۲۶۱				
۲۸۵	۲۶۲				
۲۸۴	۲۶۳				
۲۸۳	۲۶۴				
۲۸۲	۲۶۵				
۲۸۱	۲۶۶				
۲۸۰	۲۶۷				
۲۷۹	۲۶۸				
۲۷۸	۲۶۹				
۲۷۷	۲۷۰				
۲۷۶	۲۷۱				
۲۷۵	۲۷۲				
۲۷۴	۲۷۳				
۲۷۳	۲۷۴				
۲۷۲	۲۷۵				
۲۷۱	۲۷۶				
۲۷۰	۲۷۷				
۲۶۹	۲۷۸				
۲۶۸	۲۷۹				
۲۶۷	۲۸۰				
۲۶۶	۲۸۱				
۲۶۵	۲۸۲				
۲۶۴	۲۸۳				
۲۶۳	۲۸۴				
۲۶۲	۲۸۵				
۲۶۱	۲۸۶				
۲۶۰	۲۸۷				
۲۵۹	۲۸۸				
۲۵۸	۲۸۹				
۲۵۷	۲۹۰				
۲۵۶	۲۹۱				
۲۵۵	۲۹۲				
۲۵۴	۲۹۳				
۲۵۳	۲۹۴				
۲۵۲	۲۹۵				
۲۵۱	۲۹۶				
۲۵۰	۲۹۷				
۲۴۹	۲۹۸				
۲۴۸	۲۹۹				
۲۴۷	۳۰۰				
۲۴۶	۳۰۱				
۲۴۵	۳۰۲				
۲۴۴	۳۰۳				
۲۴۳	۳۰۴				
۲۴۲	۳۰۵				
۲۴۱	۳۰۶				
۲۴۰	۳۰۷				
۲۳۹	۳۰۸				
۲۳۸	۳۰۹				
۲۳۷	۳۱۰				
۲۳۶	۳۱۱				
۲۳۵	۳۱۲				
۲۳۴	۳۱۳				
۲۳۳	۳۱۴				
۲۳۲	۳۱۵				
۲۳۱	۳۱۶				
۲۳۰	۳۱۷				
۲۲۹	۳۱۸				
۲۲۸	۳۱۹				
۲۲۷	۳۲۰				
۲۲۶	۳۲۱				
۲۲۵	۳۲۲				
۲۲۴	۳۲۳				
۲۲۳	۳۲۴				
۲۲۲	۳۲۵				
۲۲۱	۳۲۶				
۲۲۰	۳۲۷				
۲۱۹	۳۲۸				
۲۱۸	۳۲۹				
۲۱۷	۳۳۰				
۲۱۶	۳۳۱				
۲۱۵	۳۳۲				
۲۱۴	۳۳۳				
۲۱۳	۳۳۴				
۲۱۲	۳۳۵				
۲۱۱	۳۳۶				
۲۱۰	۳۳۷				
۲۰۹	۳۳۸				
۲۰۸	۳۳۹				
۲۰۷	۳۴۰				
۲۰۶	۳۴۱				
۲۰۵	۳۴۲				
۲۰۴	۳۴۳				
۲۰۳	۳۴۴				
۲۰۲	۳۴۵				
۲۰۱	۳۴۶				
۲۰۰	۳۴۷				
۱۹۹	۳۴۸				
۱۹۸	۳۴۹				
۱۹۷	۳۵۰				
۱۹۶	۳۵۱				
۱۹۵	۳۵۲				
۱۹۴	۳۵۳				
۱۹۳	۳۵۴				
۱۹۲	۳۵۵				
۱۹۱	۳۵۶				
۱۹۰	۳۵۷				
۱۸۹	۳۵۸				
۱۸۸	۳۵۹				
۱۸۷	۳۶۰				
۱۸۶	۳۶۱				
۱۸۵	۳۶۲				
۱۸۴	۳۶۳				
۱۸۳	۳۶۴				
۱۸۲	۳۶۵				
۱۸۱	۳۶۶				
۱۸۰	۳۶۷				
۱۷۹	۳۶۸				
۱۷۸	۳۶۹				
۱۷۷	۳۷۰				
۱۷۶	۳۷۱				
۱۷۵	۳۷۲				
۱۷۴	۳۷۳				
۱۷۳	۳۷۴				
۱۷۲	۳۷۵				
۱۷۱	۳۷۶				
۱۷۰	۳۷۷				
۱۶۹	۳۷۸				
۱۶۸	۳۷۹				
۱۶۷	۳۸۰				
۱۶۶	۳۸۱				
۱۶۵	۳۸۲				
۱۶۴	۳۸۳				
۱۶۳	۳۸۴				
۱۶۲	۳۸۵				
۱۶۱	۳۸۶				
۱۶۰	۳۸۷				
۱۵۹	۳۸۸				
۱۵۸	۳۸۹				
۱۵۷	۳۹۰				
۱۵۶	۳۹۱				
۱۵۵	۳۹۲				
۱۵۴	۳۹۳				
۱۵۳	۳۹۴				
۱۵۲	۳۹۵				
۱۵۱	۳۹۶				
۱۵۰	۳۹۷				
۱۴۹	۳۹۸				
۱۴۸	۳۹۹				
۱۴۷	۴۰۰				
۱۴۶	۴۰۱				
۱۴۵	۴۰۲				
۱۴۴	۴۰۳				
۱۴۳	۴۰۴				
۱۴۲	۴۰۵				
۱۴۱	۴۰۶				
۱۴۰	۴۰۷				
۱۳۹	۴۰۸				
۱۳۸	۴۰۹				
۱۳۷	۴۱۰				
۱۳۶	۴۱۱				
۱۳۵	۴۱۲				
۱۳۴	۴۱۳				
۱۳۳	۴۱۴				
۱۳۲	۴۱۵				
۱۳۱	۴۱۶				
۱۳۰	۴۱۷				
۱۲۹	۴۱۸				
۱۲۸	۴۱۹				
۱۲۷	۴۲۰				
۱۲۶	۴۲۱				
۱۲۵	۴۲۲				
۱۲۴	۴۲۳				
۱۲۳	۴۲۴				
۱۲۲	۴۲۵				
۱۲۱	۴۲۶				
۱۲۰	۴۲۷				
۱۱۹	۴۲۸				
۱۱۸	۴۲۹				
۱۱۷	۴۳۰				
۱۱۶	۴۳۱				
۱۱۵	۴۳۲				
۱۱۴	۴۳۳				
۱۱۳	۴۳۴				
۱۱۲	۴۳۵				
۱۱۱	۴۳۶				
۱۱۰	۴۳۷				
۱۰۹	۴۳۸				
۱۰۸	۴۳۹				
۱۰۷	۴۴۰				
۱۰۶	۴۴۱				
۱۰۵	۴۴۲				
۱۰۴	۴۴۳				
۱۰۳	۴۴۴				
۱۰۲	۴۴۵				
۱۰۱	۴۴۶				
۱۰۰	۴۴۷				
۹۹	۴۴۸				
۹۸	۴۴۹				
۹۷	۴۵۰				
۹۶	۴۵۱				
۹۵	۴۵۲				
۹۴	۴۵۳				
۹۳	۴۵۴				
۹۲	۴۵۵				
۹۱	۴۵۶				
۹۰	۴۵۷				
۸۹	۴۵۸				
۸۸	۴۵۹				
۸۷	۴۶۰				
۸۶	۴۶۱				
۸۵	۴۶۲				
۸۴	۴۶۳				
۸۳	۴۶۴				
۸۲	۴۶۵				
۸۱	۴۶۶				
۸۰	۴۶۷				
۷۹	۴۶۸				
۷۸	۴۶۹				
۷۷	۴۷۰				
۷۶	۴۷۱				
۷۵	۴۷۲				
۷۴	۴۷۳				
۷۳	۴۷۴				
۷۲	۴۷۵				
۷۱	۴۷۶				
۷۰	۴۷۷				
۶۹	۴۷۸				
۶۸	۴۷۹				
۶۷	۴۸۰				
۶۶	۴۸۱				
۶۵	۴۸۲				
۶۴	۴۸۳				
۶۳	۴۸۴				
۶۲	۴۸۵				
۶۱	۴۸۶				
۶۰	۴۸۷				
۵۹	۴۸۸				
۵۸	۴۸۹				
۵۷	۴۹۰				
۵۶	۴۹۱				
۵۵	۴۹۲				

اس سے یہ تو معلوم ہوا کہ خدا نے آدمی کو اور آدمی ہونے میں مرد و عورت دونوں برابر جیسے آدمی مرد ویسے ہی آدمی عورتیں غرض خدا نے آدمی کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ زمین میں خدا کا خلیفہ ہو کر رہے۔ اب خلیفہ کے معنی معلوم کرنے چاہئیں۔ سو قرآن ہی سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ آدمی اس معنی کر خدا کا خلیفہ ہے کہ مثال کے طور پر زمین کو ایک گاؤں سمجھو۔ اکیسے خدا کو دروست سارے گاؤں کا مالک۔ آدمی کا زندہ جس کا فرض خدمت یہ ہے کہ زمین کو آباد کرے محل کو بڑھائے۔ گاؤں میں کسی طرح کی بظلمتی نہ ہونے دے۔ جن کا پیشہ زمینداری ہے وہ تو اس مثال کی یقیناً قدر کر لیں گے۔ اور آسانی سے سمجھ لیں گے کہ آدمی کو دنیا میں کیونکر رہنا اور کیا کرنا ہے۔ مگر دوسرے لوگوں کو ہم اور ہی طرح سمجھانا چاہتے ہیں اور وہ طرح یہ ہے کہ آدمی ایک خاص طرح کا مخلوق ہے۔ کثیر العالقی اس کی بناوٹ اس طرح کی واقع ہوئی ہے کہ آرائش اور آسائش نہ بھی سہمی۔ زندگی کی سیدھی سادی ضرورتیں بھی اپنے بہت سے بھجسوں کی مدد کے بدون بہم نہیں پہنچا سکتا۔ ایک ظریف کا مقلوب ہے کہ جینا تو جینا مرنے کا بھی بے دوسروں کی مدد کے نہیں ہو سکتا۔ اور یہی ایسے آدمی تھوڑے تھوڑے بہت بہت جمع ہو کر قصبوں اور شہروں میں بستے ہیں تاکہ ایک دوسرے کی مدد کریں اور کرتے ہیں۔ سوچی جو ماننا تھا۔ جولاہا کپڑا ابتدا و زری سیتا اور اسی طرح مصرعہ ہر یکے راہر کارے ساختند۔ جو جس کام میں لگا ہے اہناے بنس کی کوئی نہ کوئی خدمت کر رہا ہے۔ اور اس اعتبار سے ہر فرد بشر خدا کا بھی ہے اور مخلوق بھی ہے۔ مگر چونکہ سب کو جینا ہے مصرع شاد باید زینتن ناشاد باید زینتن * اور جینا ہے تو جینے کے ساتھ ضرورتیں اور حاجتیں بھی سبھی کے پیچھے لگی ہیں اور چونکہ سارے آدم زاد ایک ہی طرح کے مخلوق ہیں نہ درتیں اور حاجتیں بھی سب کی قریب قریب ایک ہی طرح کی ہیں تو اکثر ضرورتوں اور حاجتوں کی کشش میں آدمی پس میں لڑنے جھگڑنے بھی لگتے ہیں۔ اور لڑائی جھگڑا بھی تو توئیں میں تک ہو تو فیہ باتوں باتوں میں خون خرابے تک نہ بت پہنچ جاتی ہے۔ آخر بزرگوں نے دیکھا کہ یہی حالت رہی تو ایک دن یہ سب کٹ مریں گے اور آدم کی نسل معدوم ہو جائے گی۔ ناچار سلطنت کا دستون نکالا۔ اور اپنے میں سے ایک کو سبک سر و صہرا یعنی بادشاہ بنا کر اس کو یہ خدمت سپرد کی کہ اپنی رعایا میں سے کسی کو دوسرے کے حقوق میں دست اندازی نہ کرنے دے اور لوگ امن و امان کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ اور طوعاً کرہاً سب اس کا حکم مانیں۔ کچھ شک نہیں کہ اس انتظام سے ضرور ظلم کا بہت کچھ انسداد ہوا۔ مگر اس انتظام میں کئی نقص بھی تھے اور میں جو امن کو جیسا چاہیے قائم نہیں ہونے دیتے۔ اول تو وقت کا بادشاہ جو امن کا قائم رکھنے والا ہے وہ بھی آدمیوں میں کا ایک آدمی ہے اور حرص اور طمع اور خود غرضی اور غصہ کہ اکثر ایسی ہی باتوں سے فساد پیدا ہوتا ہے یہ سب بلائیں اس پر بھی ملتی ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خود ہی کی ذات سے امن میں بڑے بڑے رخنے پڑ جاتے ہیں دوسرے وہ جو کہتے ہیں اکیلا سو با چننا بھاڑ کو تو نہیں بھڑک سکتا رعایا میں امن قائم رکھنے کے لیے بادشاہ کو چاہئیں اعوان و انصار اپنی عملے فعلے اور پھر وہ بھی آدمی ہوں گے اور لہ اسی کا نام ہے دشمن آدمی کو محتاج تمدن دیکھ کر بغرموں کی سزائوں میں سے ایک سزا نفی عن البلد (دیں نکالا) قرار پائی۔ مجرم جو سمندر پار کا ہے ہانی میج دینے جاتے ہیں یہ بھی نفی عن البلد کی ایک شان ہے علی ہذا القیاس بلوری سے خارج کر کے تختہ ہانی بند کر دینا جو ہندوں میں اور خاص کر پنج تو میں ابھی تک بھرت شائع ہے۔ ابتدائے اسلام میں کھار قریش نے ایسی ہی سزا جناب سولہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ارادتمندوں کو بھی دی تھی کہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کھانا پینا موقوف کر دیا تھا ۱۲ منہ +

پر بیٹھے بیٹھے دُور بین کے ذریعے سے بہت کچھ حال معلوم کر لیا کہ کتنی دُور ہیں۔ کتنے بڑے ہیں۔ کس ماؤس کے بنے ہیں۔ کیسے ہیں۔ بکے موسم ہیں۔ آباد ہیں تو کس قسم اور مزاج کے۔ جاندار ان میں بستے ہیں کتنی تیزی سے دورہ کرتے ہیں۔ ان کی رفتار کا حساب کیا درست لگا یا کہ سینکڑوں ہزاروں برس پہلے پیشین گوئی کی جاسکتی ہے۔ کہ فلاں ستارہ اب سے مثلاً سو دو سو ہزار برس بعد کس مقام پر ہوگا۔ نجومی سوچ رہیں چاند گہن کو برسوں پہلے معلوم کر لیتے ہیں کیا مجال کہ ایک لمحہ کا پس و پیش ہو جائے وَالشَّمْسُ شَجْرٌ مِّنْ مُّشْتَقِّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ اور آفتاب رب کے اپنے ایک ٹھکانے کی طرف کوچیلا جا رہا ہے یہ اندازہ خدا کا باندھا ہوا ہے جو زبردست راہ پر چل رہا ہے (آگاہ ہے)۔ اور پھر یہ کہ گہن کتنا ہوگا۔ کتنی دیر ہے گا کہ اُن دیکھائی دے گا اور کہاں نہیں۔ اور ابھی تک بھی آدمی نے اجرامِ فلکی کا چچھا نہیں چھوڑا۔ دیکھے آخر کو یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ غرض یہ ہیں حضرت انسان کے نہایت مختصر حالات۔ مثلاً نمونہ از خروارے۔ اتنا سوچے سمجھے پیچھے آدمی کو ضرور خیال آتا ہے۔ کہ میں سب کچھ تو کرتا ہوں اور کر سکتا ہوں مگر سن آنم کہ من و نام دنیا کا مالک کوئی اور ہے۔ بیش برین نیست کہ میں بھی جہانِ دخل اس میں اُترا ہوں۔ دنیا کی چیزوں میں ایک حد تک صرف کر سکتا ہوں۔ مگر ایک بھنگا پیدا کرنا چاہوں تو نہیں کر سکتا۔ مینھ کا برسنا۔ پروا بچھو کا چلنا۔ رات دن کا گھٹنا بڑھنا۔ چاند سورج ستاروں کا ایک معمول سے طلوع و غروب ہونا۔ دنیا میں ایسے بے شمار واقعات ہیں جن میں میرا کچھ بھی دخل نہیں اِن فِی خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاٰخِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ الْفُلَاتِ الَّتِیْ تُجْرٰی فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَاَخْبٰی اَبَاحْشٰی بَعَثَ مَوْتَهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَتَصْرِیْفِ الرِّیَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَجِّجِ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اٰیَاتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ۔ اس قسم کے خیالات آدمی کو خدا شناسی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور وہ بے دیکھے بتقاضائے عقل خدا پر ایمان لاتا یعنی اُس مانتا اور اُس کے ہونے کا یقین کرتا ہے۔ اور یوں مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ کی تصدیق ہوتی ہے۔ مگر یقین یقین میں فرق ہے۔ ایک یقین آگ کے جلانے کا ہے۔ ایک یقین ایک نہ ایک دن مرنے کا ہے۔ ایک یقین آج سے کل اور کل سے فرق ہے۔ ایک یقین ان شہروں کا ہے جہاں ہم نہیں گئے۔ ایک یقین واقعاتِ گزشتہ کا ہے۔ چاہیے کہ برسوں کے ہونے کا ہے۔ ایک یقین ان شہروں کا ہے جہاں ہم نہیں گئے۔ ایک یقین واقعاتِ گزشتہ کا ہے۔ چاہیے کہ خدا کے ہونے کا یقین سب یقینوں سے بڑھ کر ہو کیونکہ یہ یقین دین و مذہب کا اصل الاصول ہے۔ جتنا سوچو جتنا خیال کرو و تنہا ہی یہ یقین بچا ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ہر وقت ہر جگہ ہر چیز میں گویا خدا دکھائی دینے لگتا ہے۔ مگر یہ مقام ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتا۔ سب سے بات کہ آدمی کیوں اور کس غرض سے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ تو پیدا کرنے والے ہی سے پوچھا جائے کیونکہ مصرعہ تصنیف اَمْصَف نِیکو کند بیان۔ سو خدا کے کلام سے تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے۔ کہ خدا نے ہر شے میں آدم کے پیدا کرنے کا ارادہ اس طرح ظاہر فرمایا تھا کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً رِّیْسِ زَمِیْنِ میں اپنا نائب بنانے کو پہلا

۵۔ بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرتے ہیں اور اُن کی آمد و شد اور جہازوں میں جو لوگوں کے فائدے کی چیزیں (یعنی مالی تجارت)

سمندر میں لے کر پلتے ہیں اور مینہ میں جس کو اس آسمان سے برساتا پھر اُس کے ذریعے زمین کو اُس کے مرے (یعنی افتادہ ہے) کچھ چھ پر زندہ رہنے

نشاندہ اب کرتا جو اور قہر کے جانوروں میں جو خدا نے روئے زمین پر پھیلا رکھے ہیں اور ہواؤں کو (اور ہر سے اور ہواؤں سے اور پھیلنے میں اور ہواؤں میں جو خدا کے

حکم سے) آسمان زمین کے درمیان گھبرہ پڑتے ہیں غرض ان سب چیزوں میں اُن لوگوں کے عقل رکھنے ہیں (خدا نے خدا کی شہری نشانیاں (موجود ہیں) ۱۲ +

یعنی خدا کو جس رستے بندوں کو چلانا منظور ہے۔ وہ رستہ قرآن میں صاف صاف بتا دیا ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ جو کچھ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے چُون وچر اُس پر کاربند ہو۔ ایسا کرنے سے وہ دنیا میں بھی امن و اطمینان کے ساتھ مریج و مرجان زندگی بسر کرے گا اور مرے پیچھے خدا بھی اُس کے اچھے عملوں کا اچھا ہی بدلہ دے گا۔ **بِقَضَى اللَّهِ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ**۔

بادی النظر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کا انتظام حکام وقت کرتے ہیں۔ اور مجرموں کا افسد اور جنتنا کچھ بھی ہے اُن کے قوانین کی وجہ سے ہے کہ قانون کے ڈر سے کوئی کسی پر کسی طرح کی زیادتی نہیں کرتا اور کرتا ہے تو اُس کو زیادتی کا خمیازہ جھکتنا پڑتا ہے ہم کو بھی اس سے انکار نہیں۔ مگر ہمارا کہنا یہ ہے کہ ایک چھٹانک انتظام حکام وقت کا قانون کرتا ہے تو اُس کے معاملے میں نُن بھر بلکہ زیادہ قانون الہی کرتا ہے۔ جس کا دوسرا نام ہے **شریعت** یا **دین**۔ یا مذہب۔ اس لیے کہ **اول تو** حاکم وقت کا قانون نقل ہے قانون الہی کی۔ اور نقل بھی ہے تو ناقص و نامتام۔ کجا حاکم وقت۔ اور کجا خدا نے تعالیٰ مصرع چہ نسبت خاک رابا عالم پاک۔ حاکم وقت کیسا ہی بیدار و بیدار اور با اقتدار ہو پھر بھی بندہ بشر ہے۔ **مَرَّتْ مِنْ أخطاء النَّسِيَانِ** اور اُس کا اختیار بھی محدود ہے۔ **إِنَّمَا تَقْضِي هَذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا**۔ کیا آدمی کیا اُس کا قانون۔ کیا پدی کیا پدی کا شورا۔

دوسری بات یہ ہے کہ مجرموں کا وقوع اس طرح پر ہوتا ہے کہ مجرم پہلے جرم کا ارادہ کرتا ہے اُس کو کر گزرتا ہے۔ تو ارادے تک حاکم دنیا اُس کا کچھ نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ اُس کو لوگوں کے دلی ارادے کا علم نہیں ہو سکتا تاہاں وقوع جرم کے بعد وہ اختیار رکھتا ہے کہ مجرم کو سزا دے۔ غرض جرم کا ارادہ قانون دنیا کی رُو سے جرم نہیں لیکن قانون الہی میں جرم کا ارادہ کرنا بھی جرم ہے **وَلَنْ تَنبِتْ دَا مَاتِي أَنْفُسِكُمْ وَأَنْتُمْ تَخْلَوْا كَيْفَ سَبَّحْتُمْ بِهِنَّ اللَّهُ** اور ظاہر ہے کہ ارادہ اصل ہے اور فعل اُس کی فرع و نتیجہ کیا نکلا کہ قانون الہی جرموں کو جڑ سے اکھاڑتا ہے۔ اور حاکم وقت کا قانون جرموں کی جڑ پر تو دسترس نہیں رکھتا۔ ٹہنیوں اور پتوں کو کاٹتا چھانٹتا رہتا ہے۔ بدی کی جڑ بدستور قائم ہے۔ یاد و سر لفظوں کیوں سمجھو کہ قانون الہی باطن اور ظاہر دونوں کی اصلاح کرتا ہے۔ اور حاکم وقت کا قانون فقط ظاہر کی۔ حکام وقت کے قانون میں اس کے سوا ایک نقص اُوڑ ہے کہ اس قانون میں ثبوت جرم کا مدار شہادت پر ہے۔ اور شہادت نہ ہو یا ہو اور کافی نہ ہو تو مجرم سزا سے بچ جاتا ہے۔ اور ایسی صورتیں ہر حاکم کے اجلاس میں روز پیش آتی رہتی ہیں۔ بخلاف اس کے قانون الہی کا مجرم سزا سے بچ ہی نہیں سکتا۔ نفیس تو اُمہ کا مجسٹریٹ مجرم کے دل میں بیٹھا ہوا اُس کو ندامت اور ملامت اور حسرت اور افسوس کی سزا دے رہا ہے۔ جس کی انداز قید اور جرم ماننے اور تازیانی سے بڑھ کر ہے۔

غرض جو شخص شریفانہ زندگی کرنا چاہتا ہے وہ تو بے اس کے ہونی نہیں کہ قرآن کو مضبوط پکڑے رہے۔ اُس کو اپنا لے افسان سے خوش اور یہ اُس سے خوش ۱۲ ملے تو دنیا کی اسی زندگی پر حکم چلا سکتا ہے ۱۲ فرعون دعوئی خدائی کرتا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تو انھوں نے فرعون اور اُس کی قوم کو خدا نے واحد کی طرف بلایا مگر فرعونین نے حضرت موسیٰ کو جادوگر بتلایا اور اُن کے مقابلے کے لیے دُور دُور کے مشہور جادوگر جمع کیے ایک وسیع میدان میں مقابلہ ہوا اور انھام کا جادو گر مغلوب ہو کر حضرت موسیٰ پر ایمان لے آئے یہ دیکھ کر فرعون نے جادو گروں کو سزا دے ڈرایا دھمکایا اس پر جادو گروں نے جو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے تھے یہ کہا +

سے اور لوگو! جو مختارے دلوں میں ہے اگر اُس کو ظاہر کرو یا اُس کو چھپاؤ امدت سے اُس کا حساب لگا ۱۲ +

اپنے انوار کی نفل سے کرتے نئے فساد کھڑے کر کے اور یہی کچھ پھریں اور عالتوں میں ہو رہا ہو غرض اس ظاہری سلطنت کے انتظام سے لوگوں میں کامل امن و امان کے قائم رکھنے کی توقع کرنی فضول ہے مصرع اور خوشنغمی گم است کرار سیری کندہ بانیہ نہ نصف مزاج اور خدا ترس بادشاہوں نے ہتیرا کچھ کیسا ہے اور اب بھی ہتیرا کچھ کر رہے ہیں۔ اور اس لیے وہ ہماری شکر گزاری کے مستحق ہیں لیکن اصلی شکر تو اللہ تعالیٰ شائد کا ہے کہ وہ آدمی کے رگ وریشہ سے بخوبی واقف تھا اور ہے **لَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ** اور خدا تو خدا جب خدا نے خلق آدم کا ارادہ فرشتوں پر ظاہر کیا تو فرشتوں نے آدم کا نام سننے ہی سے آدم کو مفسد اور خونریز بتایا **أَنجَحِلُ فِيهِمَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهِمَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ** خوض خدا تو خوب جانتا تھا کہ آدمی بڑا بدو ججگو خود مفسد رہے گا۔ **الْهَرَّ - الْهَلَّ كَهْرًا - غَضِيلًا - طَامِع - حَرِيص** جانور ہو گا۔ تو اس نے ابتدا ہی سے پیغمبر بھیجے شروع کیے پیغمبر بھی آدمی ہی ہوتے آئے ہیں۔ مگر فساد کی باتیں جو عام آدمیوں میں ہوتی ہیں۔ پیغمبروں کی طبیعتوں میں نہیں ہوتیں خدا وہ احکام جو امن کے قائم رکھنے کے لیے ضرور اور مناسب ہوتے تھے وقتاً فوقتاً ان پیغمبروں پر نازل کرتا رہتا تھا۔ اصل میں یہ احکام الہی امن کی بنیاد ہیں اور حکام وقت کے آئین و قانون ان ہی احکام کی اوصوری نقل ہیں یا ان پر قیاس کر کے بنائے جاتے ہیں یوں تو آدمی کی پور پور میں شرارت بھری ہے۔ مگر جس طرح خاص خاص موسموں خاص خاص وقتوں میں خاص خاص بیماریوں کا زور ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح ابتدائے آفرینش سے لوگ مختلف زمانوں میں خاص خاص شرارتیں کرتے رہے ہیں۔ جب جیسی شرارت کا رواج ہوا۔ اس کی روک تھام کے لیے پیغمبر آیا اور احکام نازل ہوئے۔ پیغمبروں کا ٹھیک شمار ہم کو نہیں بتایا گیا مگر جو زیادہ مشہور ہیں قرآن میں مذکور ہیں۔ اسی طرح ہم کو نہیں معلوم کہ کس پیغمبر پر کیا احکام نازل ہوئے اور نہ وہ احکام تمام و کمال محفوظ ہیں۔ ہاں موسیٰ علیہ السلام کی تورات۔ داؤد علیہ السلام کی زبور۔ عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل۔ محمد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن۔ یہ چار کتابیں زبانِ زبور خلایق ہیں۔ اور محفوظ بھی ہیں۔ محفوظ سے ہماری یہ مراد ہے کہ موجود ہیں اور گم نہیں ہیں۔ ورنہ یہودی جو موسیٰ علیہ السلام کی امت ہیں عیسائی اور ان کی انجیل کو نہیں مانتے یہودی اور عیسائی دونوں۔ حضرت پیغمبر صاحب اور قرآن کے قائل نہیں ہم مسلمان تورات۔ زبور۔ انجیل سب کو اس معنے کر مانتے ہیں کہ یہ سب کتابیں خدا کی اتاری ہوئی ہیں۔ مگر یہودیوں اور عیسائیوں نے براہِ نفسانیت تورات و انجیل میں کہیں کہیں کچھ کا کچھ کر دیا جس کو تحریف کہتے ہیں۔ غرض ہم مسلمانوں کے نزدیک حضرت پیغمبر صاحب سب سے آخری پیغمبر ہیں اور قرآن سب سے آخری آسمانی کتاب ہے اور آگے کو خدا کی طرف سے پیغمبروں کا آنا۔ کتابوں کا اترنا ہمیشہ کے لیے بند۔ ہم نے تو یوں سمجھا ہے کہ دنیا مدرسہ ہے۔ نبی آدم طلبہ۔ انبیاء علیہم السلام مدرس۔ خدا بلا تشبیہ ڈائرکٹر۔ ہمارے پیغمبر صاحب سے پہلے جو پیغمبر ہو کر اسے ابتدائی جماعتوں کو تعلیم دیتے تھے۔ ہمارے پیغمبر صاحب مدرس اول ہیں۔ اور ان کی امتِ منتہیوں کی جماعت۔ قرآن فنِ اخلاق میں انتہائی کتاب ہے۔ اس کے بعد نبی آدم کو فنِ اخلاق میں کسی کتاب کے پڑھانے سکھانے کی ضرورت نہیں۔ یہ ہیں پیغمبر صاحب کے خاتم الانبیاء اور قرآن کے آخری آسمانی کتاب ہونے کے معنے

لے کھلا رہتا ہے کہ خدا جو پیدا کرے وہی اپنی مخلوقات کے حال سے ناواقف ہو حالانکہ وہ ربُّ الاربابیک ہیں اور باخبر ہے ۱۲ سالہ کیا تو زمین میں

یہ شخص کو نامہ بناتا ہے جو اس میں فساد پھیلے اور خونریزیوں کرے ۱۲ *

حقوق اللہ

(ایمان باللہ)

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارًا تَهْتَدُوا
قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ خَنِيفًا وَمَا كَانَ

مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ (بقرہ ع ۱۶-۱۷) پاره ۱ *

قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا
وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ
وَيَعْقُوبَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرُ

مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ
مِّن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ

وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ○ (بقرہ ع ۱۶-۱۷)

أَمِنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ
وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ

وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ
مِّن رُّسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا

عُفِّرْنَا وَرَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ○ (بقرہ ع ۲۰-۲۱)

اور یہود اور عیسائی مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ نبوی یا عیسائی
بن جاؤ تو راہِ راست پر آؤ راہِ پیغمبر تم ان لوگوں سے کہو نہیں
بلکہ ہم ابراہیم کے طریقے پر ہیں جو ایک (خدا) کے ہو رہے
تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔

○ (مسلمانو! تم یہود و نصاریٰ کو یہ) جواب دو کہ ہم تو اللہ پر
ایمان لائے ہیں اور (قرآن) جو ہم پر اترا اُس پر اور (پیغمبر)
جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولادِ یعقوب
پر اترے اُن پر اور موسیٰ اور عیسیٰ کو جو (کتاب) ملی اُس پر
اور جو (دوسرے) پیغمبروں کو اُن کے پروردگار سے ملا
اُس پر، ہم (ان پیغمبروں) میں سے کسی ایک میں بھی کسی
طرح کی جدائی نہیں سمجھتے اور ہم اسی (ایک
خدا) کے فرماں برداریں

○ (ہمارے یہ) پیغمبر (خدا) اُس کتاب کو مانتے ہیں جو اُن کے
پروردگار کی طرف سے اُن پر اتری ہے اور (پیغمبر کے ساتھ
دوسرے) مسلمان بھی یہ سب کے سب اللہ اور اُس کے
فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے پیغمبروں پر ایمان لانے کے قرب
پیغمبروں کا دین ایک ہے اور ہم خدا کے پیغمبروں میں سے کسی کو بھی
خدا نہیں سمجھتے (یعنی سب مانتے ہیں) اور بولے کہ اللہ ہی ہمارے
پروردگار ہے (تیسرا ارشاد) سنا اور تسلیم کیا اے ہمارے پروردگار

○ (یہود مسلمانوں سے کہتے تھے کہ ہم راہِ راست پر ہیں اور ہمارے دین میں دخل ہو اور نصاریٰ کہتے تھے ہم راہِ راست پر ہیں ہمارے دین میں دخل ہو خدا نے
مسلمانوں کی طرف سے اُن کو جواب دیا کہ تم دونوں فرقوں نے اصل دین یعنی توحید کو چھوڑ دیا ہے اور ہمارا دین اور عقائد وہی ہے جو بڑے بچے محمد بنی ابراہیم کا
نصا اور یہی دین اُن کی اولاد موسیٰ عیسیٰ وغیرہ انبیاء علیہم السلام کا تھا اور ہم سب کتابِ سماوی کو لکھتے ہیں اور ہم کسی کو لکھتے ہو اور کسی کو نہیں لکھتے ۱۲ *

بیش بہی بی نصرتہ درکار دی اور تیری ہی طرف لشکر ہوا تو

دستور العمل قرار دے اور اُس کی ہدایتوں پر نظر کرے۔ انسان کا کچھ یوں ہی سامخہ حال تو ہم اُوپر لکھ چکے ہیں اب ہم اُس کے تعلقات پر نظر کرتے ہیں تو پاتے ہیں کہ کثرتِ تعلقات کی وجہ سے وہ بے طرح شگفتے میں کُسا ہوا ہے۔ اور اسی وجہ سے خدا اپنے کلام پاک میں اس کی نسبت فرمایا ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ جن کے رتبے ہیں سو اُن کو سوا شکل پر نہ نزدیکان را بیش بود میرانی خدا نے آدمی کو اشرف المخلوقات اور اپنا خلیفہ یعنی کارندہ یا نائب بنا کر مٹی مٹاری اور جاد ہی اس پر عائد کر دی جو اَنَّا نَعْرِضُكَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ تَحْمِلَ مَا وَاسَّفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا آسمان بارائات نہ توانست کشیدہ قرعہ فال بنام من پرانہ زندہ ہو دی گاؤں اور زمیندار اور کارندے کی مثال پیش نظر رکھو تو خلیفہ اللہ ہونے کی حیثیت سے آدمی کو دنیا بھر کی خبر کھنی ہی تو کون کھتا ہو اور کون کھ سکتا ہو قطعہ نبیہ ہمان بہ کہ نہ تقصیر خویش بہ عذر بدر گاہ خدا آورد بہ ورنہ سزاوار خداوندیش بہ کس نتواند کہ بج آورد بہ لیکن اگر آدمی کے تعلقات کے دائرہ کو اتنا وسیع نہ بھی کریں تاہم اس کے معمولی تعلقات بھی کچھ کم نہیں۔ اور ان میں اکثر ایسے ہیں جو چار دنا چار رکھنے ہی پڑتے ہیں ہر ایک تعلق کے ساتھ چند در چند ذمہ داریاں ہیں۔ ذمہ داری کا نام آیا تو ہم اس کے معنی سمجھانے کے لیے ایک تعلق کی مثال دیتے ہیں۔ کہ مثلاً زید نے ہندہ سے نکاح کیا تو نکاح کے تعلق سے زید کو ہندہ کا مہر دینا آیا۔ مہر ہندہ کا حق ہے اور اس کا ادا کرنا زید کا فرض۔ اور اسی پر دوسرے حقوق اور فرائض کو قیاس کر لو۔ انسان کے تعلقات کی رُو سے حق واربہت اور سب کے حقوق کا ادا کرنے والا یہ ایک۔ یعنی اُوروں کے حقوق بہت اس کے فرائض بہت۔ اس کتاب میں جس کو ہم اس تمہید کے ساتھ پیش کرتے ہیں ہم نے یہ کیا ہے کہ انسان کے تعلقات کو قرآن سے چُن کر انسانی فرائض کو الگ الگ کر کے دکھایا ہے۔ ہر ایک فرض کا ایک عنہ ان ہے توٹے حروف میں لکھا ہوا عنوان کے تھے قرآن کی آیت ہے کہ جیسے سمیت۔ آیت کے بعد مغبر حدیث ہے جس کی ضرورت سمجھی گئی۔ اور جہاں آیت نہیں وہاں زہری حدیث ہے۔ آیت اور حدیث کے ذیل میں کہیں کہیں ہم نے اپنی طرف سے بھی توضیح کے طور پر کچھ لکھ دیا ہے۔ اس کتاب کا نام تو فرائض انسانی ہے مگر فرض سمجھ کر دیکھو تو اور حقوق سمجھ کر دیکھو تو بات ایک ہی ہے۔ غرض زندگی کا دستور العمل ہے جامع۔ کہ جیسے جیسے معاملات آدمی کو دنیا میں پیش آتے ہیں سب کے بارے میں حکم و ہدایت اس دستور العمل میں موجود ہے چاہیے کہ ہر مسلمان جو اسلام کا دم بھرتا ہے۔ اور اُردو پڑھ سکتا ہے اس دستور العمل کا ایک نسخہ اُس کے پاس ہو اور ہر مسلمان کے پاس نہ ہو تو گیارہ مسلمان خاندان میں تو ہو بہ ورنہ پھر نہ کہنا کہ ہم کو کسی نے سنایا سمجھا یا نہیں اور کہو گے توٹنے گا کون۔ وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَن تَعْبُدُونَ قَوْمًا لَّهِ عِبَادٌ أَوْ مَعْبُدُوا لَهُمْ عَدُوًّا بَشَرًا لَّا تَالُوا أَعْبُدُ إِلَهَ رَبِّكُمْ وَكَعْبُكُمْ يَتَّبِعُونَ

لہ ہم نے آدمی کو ایسا مخلوق بنایا ہے کہ کساری عمر معیبت میں رہے ۱۲۷۷ھ ہم نے ذمہ داری کو جو انسان پر ہے (آسمانوں پر) اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا (اور یہ بوجہ ان پر لا دنا چاہا) تو انھوں نے (زبانِ عاقل) اُس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اُس سے ڈگے اور آدمی نے (گو یا راؤ تا بے تامل) اُس کو اٹھالیا اس میں شک نہیں کہ وہ اپنے حق میں) بڑا ہی ظالم (تھا اور ظالم ہونے کے علاوہ) بڑا ہی نادان (رہی) تھا ۱۲۷۸ھ اور جب یہودیوں میں سے بعض لوگوں نے دوسرے لوگوں سے جو کہ خدا کے مطابق بننے کے دن شکار کرنے سے منع کرتے تھے) کہا کہ جن زمانہ ان لوگوں کو خدا ہلاک کرنا یا ان کو خدا بخت میں مبتلا کرنا چاہتا ہے (وہاں ان کو) تم دے فائدہ کیوں نعمت کرتے ہو انھوں نے جواب پاکہ دیم تو تمھارے پروردگار کی جناب میں رہنے اور پرستے الزام اُٹانے کی غرض سے نعمت کرتے

وَسَلَّمَ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدٌ
بَيَاضَ الثِّيَابِ شَدِيدٌ سَوَادِ الشَّعْرِ
لَا يَرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ
مِنَّا أَحَدٌ حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ
إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى
فَخْذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي
عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ الْإِسْلَامُ
أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ
أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ
وَتَصُومَ رَهْضَانَ وَتُحَاجَّ الْبَيْتَ
إِنْ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا قَالَ
صَدَقْتُ فَيَحْبِبُنَا لَهُ يَسْأَلُ عَنْ
يُصَدِّقُهُ قَالَ فَأَخْبَرْتَنِي عَنِ الْإِيمَانِ
قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ
وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
تُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ قَالَ
صَدَقْتُ الْخ (تيسير الوصول صفحہ ۷) *

کہ دفعہ ایک شخص جس کے کپڑے نہایت
اُچلے اور سر کے بال سخت سیاہ تھے یعنی
جوان عمر تھا) نمودار ہوا اُس پر نہ تو سفر ہی کا
کچھ اثر دیکھا جاتا تھا نہ ہم میں سے اُسے کوئی
پہچان ہی سکتا تھا یہاں تک کہ وہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس آ بیٹھا اور اپنے دونوں
زانو حضرت کے زانوئے مبارک سے چٹکر کر
اپنے دونوں ماتھے رانوں پر رکھ لیے
اور عرض کیا محمد! مجھے بتاؤ اسلام کیا
ہے؟ فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو خدا کے
ایک معبود ہونے کی شہادت دے
اور نیز اس بات کی شہادت دے
کہ محمد اُس کا بندہ ہے اور اُس کا
رسول اور نماز پڑھا کرے زکوٰۃ دیتا رہے
رمضان کے روزے رکھے مقدور ہو تو
کعبے کا حج کرے۔ اُس نے کہا آپ درست
فرماتے ہیں حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں اُس
کی اس بات سے تعجب تھا کہ آپ ہی تو سوال کرتا
ہے اور آپ ہی تصدیق کرتا ہر زمان بعد اُس نے
کہا مجھے بتائیے کہ ایمان کسے نہیں فرمایا تیل
خدا پر اور اُس کے فرشتوں پر اور اُس کی کتابوں
پر اور اُس کے پیغمبروں پر اور روز قیامت پر
ایمان لانا اور اس بات پر ایمان لانا کہ خدا
تعالیٰ نے تمام چیزوں کی بھلائی برائی اُن میں
معلوم کر لی ہے۔ اور اُن کا اندازہ کر لیا
ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ آپ نے
سچ فرمایا *

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ
وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ
يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلِكِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا

(النساء - ع ۲۰ پارہ ۵) +

مسلمانو! اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسولؐ
اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسولؐ (محمدؐ) پر اتاری
ہے اور ان کتابوں پر جو (قرآن سے) پہلے (دوسرے)
پیغمبروں پر اتاریں اور جو شخص اللہ کا منکر ہوا
اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں
کا اور اس کے رسولوں کا اور روزِ آخرت
کا تو وہ (راہِ راست سے) بڑی دور بھٹک گیا

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ
جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

حضرت عثمان بن الخطاب سے روایت
ہے کہ ہم ایک دن نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے حضور میں حاضر تھے

وَسُلَامُونَ سِوَا كُنَّا نَسْمَعُ رَسُولَ اللَّهِ يَتْلُو رَسُولَ (محمدؐ) پر اتاری ہوئی کتابوں پر جو قرآن
سے پہلے (دوسرے پیغمبروں پر) اتاریں۔ اس کے یعنی ان کے اجمالاً ایمان لائے جو تو اب انفسیلاً ایمان لاؤ اب بھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی نو مسلم اسلام میں آنا چاہتا ہو تو
اس کو کبیر یا کبیرا مسلمان کر دیتے ہیں اس کا ایمان جالی و تفصیلی ایمان نو مسلم کو بعد میں حاصل ہوتا ہے جو اس وقت تک کہ وہ اپنی شہادت دیتا ہے کہ میں نے ایمان لے لیا ہے اس
آیت میں اسی طرح کے نو مسلم مخاطب ہیں یا شاید یہ طلب ہے کہ انہیں اسلام لے آئے جو تو بھی قلم سے بھی ایمان لاؤ تاکہ سچے مسلمان بنو۔
اس مضمون کی آواز آتے ہیں بھی قرآن مجید میں جستہ جستہ مذکور ہیں۔ ہم نے بنظرِ اختصار ان سی چار آیتوں پر تفسیر کی لیکن
لگتے ہاتھ جو آیتیں ہمیں دستیاب ہو گئیں مع حوالہ درج ذیل کرتے ہیں۔ ہم نے کاوش کے ساتھ قرآن کا استقصا نہیں کیا
ممکن ہے کہ ان کے علاوہ اور بھی چند آیتیں ہوں۔

(۱) قُلْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ

ويعقوب والاسباط الخ (آل عمران رکوع ۹) +

(۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّخَذُوا الْكِتَابَ آمِنُوا (النساء رکوع ۷) +

(۳) فَاْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَتِهِ الخ (اعراف رکوع ۲۰)

(۴) آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّوْلِ الَّذِي أَنْزَلْنَا الخ (الحمدید رکوع ۱) +

(۵) وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالرَّسُولِ الخ (الحمدید رکوع ۱) +

سب کچھ جانتا ہے۔ اس کی کسی صفت میں کسی مخلوق کا سا جھانہ نہیں۔ وہ اپنی ذات سے اکیلا ہے۔ نیکی سے خوش اور برائی سے ناخوش ہوتا ہے۔ اس نے انسان کے دل کو بھلے بُرے کی تمیز کا احساس بخشا ہے چنانچہ فرمایا ہے **وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا**۔ اس احساس کے علاوہ وہ وقتاً فوقتاً پیغمبر بھیجتا رہا ہے کہ بندوں کو نیک بنی تمیز سکھائیں **إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَهَارُونَ وَصَالِحِينَ وَابْنَادَ أَوْ دَرَبُورَ أَوْ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ تَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ**۔ **وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تِلْكَ الرُّسُلَ فَتَشِيرُ بَيْنَ وَمُؤْمِنِينَ لَئِنْ يَكُونُ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا**۔ اُس نے قیامت کی ایک میعاد مقرر کر رکھی ہے اور کسی کو اُس کے وقت کا علم نہیں جب کہ دنیا کا تمام کارخانہ نیست و نابود ہو جائے گا اور بندوں کی نیکی برائی کا حساب کتاب ہو کر نیکیوں کو جنت میں جگہ دی جائے گی۔ اور بدوں کو دوزخ میں جھونک دیا جائے گا۔ اور یہ فیصلہ ابدی آباد کے لیے ہوگا۔ جو جہاں رہا سو رہا (اس عقیدے سے اُن لوگوں کے عقیدہ فاسد کا بطلان لازم آتا ہے۔ جو تاسخ کے قائل ہیں کہ اُمی دنیا ہی میں بار بار جہنم لیتا ہے اور دنیا ہی میں گناہوں کی سزا جھگت لیتا ہے) قیامت کے بعد جو ہستی ہوگی وہ جس طرح کی بھی ہو انہی ہوگی۔ یہ تو ایمان باللہ ہو اگر پھر بھی پوری تفصیل کے ساتھ نہیں۔

پیغمبروں کا حال یہ ہے کہ بعض کا مذکور قرآن مجید اور تورات اور انجیل اور دوسرے پیغمبروں کے صحیفوں میں ہے مگر پیغمبروں کا انحصار ہم کو خدا نے نہیں بتایا۔ بلکہ قرآن میں ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہے **مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ** کہ پیغمبر و قوم کے ہیں بعض کا مذکور ہم نے قرآن میں کیا ہے اور بعض کا نہیں بھی کیا بہر کیف پیغمبروں کے ساتھ ایمان لانے کی یہ شکل ہے کہ جو معلوم ہیں وہ اور جو نہیں معلوم وہ سب ایمان اور انسان کی اور انسانی ذات کی قسم جس نے اُس کو ایسا درست بنایا پھر اُس کی بدکاری اور پرہیزگاری (دونوں باتیں) اُس کو سمجھا دیں **وَلَا رَيْبَ لَهَا**۔ (اور پیغمبر) ہم نے نصاریٰ طرف (اسی طرح) وحی بھیجی ہے جس طرح ہم نے نوح اور دوسرے پیغمبروں کی طرف جو ان کے بعد ہوئے وہی بھیجی تھی۔ اور (جس طرح) ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ابراہیم اور یعقوب اور اسحاق اور یوسف اور ہارون اور سلیمان کی طرف وحی بھیجی تھی اور ہم نے داؤد کو زبور وحی اور (تصاریٰ طرح) ہم نے پیغمبر بھیجے ہیں جن کا حال اس کے پیچھے تم سے بیان کر چکے ہیں اور کتنے پیغمبر جن کا حال ہم نے تم سے اب تک بیان نہیں کیا اور اللہ نے موسیٰ سے (تو) باتیں بھی کیں (یہ سب پیغمبروں کو جنت کی خوش خبری دینے والے اور (بدوں کو عذاب خدا سے ڈرانے والے) پیغمبروں کے (آئے) پیچھے لوگوں کو خدا پر کسی طرح کا پتہ دار رکھنے کا موقع باقی نہ رہے اور اللہ غالب (اور حکمت والا ہے) **۱۱** اُن میں سے بعض ایسے ہیں جن کے حالات ہم نے تم کو سنائے اور اُن میں سے (بعض) ایسے ہیں جن کے حالات ہم نے تم کو نہیں سنائے **۱۲**۔

۱ یعنی انسان میں لڑی سے نہ مانے تو نہ خدا نے اُس کا دل ہی اس طرح کا نصف بنا دیا ہے کہ وہ از خود نیکی اور برائی میں فرق نہ کرے

عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ
يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ
مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ بَعَثَنِي بِالْحَقِّ
وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَيُؤْمِنُ بِالْبَعْثِ
بَعْدَ الْمَوْتِ وَيُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ

(ترمذی صفحہ ۸)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيمَانُ
بِضَمِّهِ وَسَبْعُونَ وَفِي رِوَايَةٍ بَضْعُونَ
سِتُونَ شُعْبَةً وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ

حضرت علی بن ابی طالب سے روایت ہے
کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کوئی بندہ مومن نہیں ہو سکتا جب تک
چار باتوں پر ایمان نہ لائے ایک اس بات
کی شہادت دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود
نہیں اور میں محمد رسول خدا ہوں۔ خدا نے
مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے۔

دوسرے مرنے پر ایمان لائے۔
تیسرے مرنے کے پیچھے اٹھائے جانے
پر ایمان لائے۔ چوتھے تقدیر کا
یقین کرے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
ایمان کی کچھ اوپر شتر اور ایک روایت
میں سب سے کچھ اوپر ساٹھ شاخیں ہیں۔ اور
حیا بھی ایمان کی ایک
شاخ ہے

ان آیتوں اور حدیثوں میں اللہ اور انبیاء، مرسلین اور قرآن، وحیف، براسم اور سمیع اور سخی اور یعقوب اور اسباط
یعنی اولاد یعقوب اور نورات موسیٰ اور نجیل میسے اور صدف دیگر اور مانا گم اور روز آخرت اور تقدیر الہی۔ اتنی
چیزوں پر ایمان لانے کا حکم ہے سو ان میں سے ہر ایک پر ایمان لانے کی نشان خدا گناہ ہے۔

خدا پر ایمان لانے کے یہ معنی کہ وہ ہے اور ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ کو رہے گا۔ وہ کسی سے نہیں پیدا ہوا اور نہ
کوئی اس سے پیدا ہوا یعنی کوئی اس کا باپ نہ کوئی اس کا بیٹا بیٹی۔ کارخانہ عالم کا بننے والا اور سنبھالنے والا وہی ہے
اُس کی ذات میں تمام صفات کمال جو اُس کے اسماء صفاتی سے ظاہر ہوتے ہیں موجود ہیں اور جس طرح اُس
کی ذات ازلی ابدی ہے اُس کے صفات بھی ازلی ابدی ہیں۔ کارخانہ عالم میں جو چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے
سے بڑے تغیرات ہوتے ہیں وہ اُسی کے علم اور ارادے اور قدرت سے ہوتے ہیں۔ وہ ظاہر اور پوشیدہ

مسہ یہ بیان مُسنف کا ایک مبسوط بیان ہے اس کے ہر بیان کے ممتاز اور علیحدہ ہونے کے لیے متن کتاب میں ہندسوں کے نشان
اور حاشیہ پر خطی قلم سے اُس کی سرخی لکھی گئی ہے ۱۲ کا تب +

ایمان بالغیر

آب ایک بات رسالت کے متعلق اور ہے کہ منصب رسالت متواتر نہیں خدا تعالیٰ جس کو اس امانت کے قابل سمجھتا ہے اُس کو منصب رسالت سے سرفراز فرماتا ہے **اللّٰهُ اَعْلَمُ حَقِيقَتِیْ جَعَلَیْ رَسَالَتِکَ اَبْرٰہِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ** کے باب میں تراش تھے اور ابراہیم علیہ السلام اپنی ذات سے بڑے بچے موصد اور موصدوں کے پیشوا۔ توح علیہ السلام کا بیٹا **اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ** ہونے کی وجہ سے طوفان میں غرق کر دیا گیا۔ اور نوح علیہ السلام نے تقاضائے شفقت پر رسی اس کے حق میں دعا کرنی چاہی تو اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا سو اسے اسکے کہ پیغمبروں پر وحی نازل ہوتی ہے اور وہ تبلیغ وحی میں کسی طرح کی خطا نہیں کر سکتے باقی تمام خواص بشری اُن میں موجود ہوتے ہیں اور اس سے اُن کی شان رسالت میں کسی طرح کا ضعف لازم نہیں آتا۔ الغرض رسالت ایک مرتبہ ہے بین العباد و بین اللہ خدا سے فزوت اور تمام بندوں سے برتر یہاں تک کہ فرشتوں سے بھی کیونکہ فرشتوں کو خدا نے نقائص بشری سے محفوظ پیدا کیا ہے اور اُن کی طبائع میں تقاضائے بدی فطرتا نہیں ہوتا۔ خواص بشری رکھ کر بدی پر غالب آنا تعریف کی بات ہے فرشتوں کی مصونیت اضطراری ہے نہ پیغمبروں کی طرح اختیاری۔

تیسری چیز جس پر ایمان لانے کا حکم ہوکتا میں ہیں۔ جو خدا نے پیغمبروں پر نازل کی ہیں بڑی کو کتاب اور جھوٹی کو صحیفہ کہتے ہیں اور کبھی بڑائی اور جھوٹائی کا لحاظ نہیں بھی کیا جاتا۔ جس طرح خدا نے پیغمبروں کا شمار ہم کو نہیں بتایا پیغمبروں کی کتابیں اور اُن کے صحیفے بھی محفوظ نہیں۔ یوں کہنے کو چار کتابیں بہت مشہور ہیں۔ زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ توراۃ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر۔ انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور آخر میں قرآن مجید حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ ہم مسلمان تو قرآن مجید کے ہوتے زبور اور توراۃ اور انجیل کی طرف التفات نہیں کرتے اور التفات کرنے کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ قرآن مجید ہمیشہ کے لیے تمام دینی و دنیاوی ضرورتوں کے لیے کفایت کرتا ہے مگر عیسائیوں اور یہودیوں نے تورات کو محفوظ رکھا ہے۔ اس میں تورات و زبور کے علاوہ چند پیغمبروں کے صحیفے بھی شامل ہیں مجموعے کو بائبل بینی عہد عتیق کہتے ہیں اور عہد عتیق کے مقابلے میں انجیل کو عہد جدید۔ عہد کے معنی میں وہ معاہدہ جو خدا نے بندوں کے ساتھ کیا۔ ممکن ہے کہ عہد عتیق کے علاوہ کچھ صحیفے دوسرے پیغمبروں کے بھی ہوں جو عہد عتیق کے مجموعے میں شامل نہیں۔ ہم مسلمان جو عہد عتیق اور عہد جدید کی پروا نہیں کرتے اس کے یہی معنی ہیں کہ قرآن کے ہوتے ہم کو اُن کتابوں کے پڑھنے اور اُن کے احکام پر عمل کرنے کی ضرورت باقی نہیں اور قرآن کو جو ہم لوگ پچھلی کتابوں کا نسخہ مانتے ہیں وہ بھی اسی نسخہ کے علاوہ بریں اُن کتابوں میں تحریف بھی پائی گئی ہے یعنی پیغمبر صاحب آخر الزماں کی پیشین گوئیاں براہِ عداوت نکال ڈالی گئی ہیں اور جو باقی رہ گئی ہیں اُن کے معنی ایسے کرتے ہیں جن سے پیشین گوئیوں کا مصداق کسی اور کو ٹھیراتے ہیں۔ باآئینہ جو ہم مسلمانوں کو تمام پیغمبروں

(تذکرہ ۱۲) ہتھارے پاس آئے اور خدا سے معافی مانگے اور رسول (یعنی تم ہی) اُن کی معافی چاہتے تو یہ لوگ دیکھ لینے کہ اللہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ۱۲۔ لہٰذا جس جگہ اپنی پیغمبری کی امانت سپرد کرتا ہے وہ راس جگہ کے محفوظ اور قابلِ اطمینان ہونے کو بھی خوب جانتا ہے ۱۲۔

۱۲۔ اس کے عمل اچھے نہیں ۱۲۔

خدا کے بھیجے ہوئے ہیں اور جو رسالت میں پہنچے ہیں اُن کے مابج خدا ہی کو معلوم ہیں۔ ہم اپنی طرف سے کسی کو فاضل یا مفضول نہیں کہہ سکتے۔ تخریر و پیغمبر کا ہونا ہی شرف بشر کے لیے کافی ہے۔ دوسری بات پیغمبروں پر ایمان لانے کی یہ ہے کہ وہ بھی بندے ہیں مگر مقبول بندے اور بارگاہِ الہی کے مقرب۔ اُن کو خدا کے اختیارات میں کچھ بھی دخل نہیں یہاں تک کہ اُن کا اپنا نفع و ضرر بھی اُن کے اختیار میں نہ تھا قُلْ لَا أَهْلَاکَ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَ لَوْ کُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبِ لَا سْتَنْدِکْتُ مِنْ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّیَ السَّوْمُ اِنْ اَنَالَ لَا نَذِیْرٌ وَ کَسْبِیْ لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ وَ نہ وہ اپنے اختیار سے معجزہ دکھا سکتے تھے اور نہ اپنے اختیار سے وحی اُتار سکتے تھے و عَا کَانَ لِرَسُولِیْ اَنْ یَّاتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ لَکِیْ اَجَلٌ کِیۡتَابٌ یَّحْیِی اللّٰهُ مَا یَشَاءُ وَ یُثَبِّتُ وَ عِنْدَکَ اَمْرٌ لِّکُلِّ شَیْءٍ وَ وحی کے نازل ہونے کے تین طریقے تھے۔ معمولی طریقہ تو یہ تھا کہ جبریل امین خدا کا حکم پیغمبروں کو پونچھا دیتے تھے تو جبریل کبھی کسی آدمی کی صورت میں اور کبھی کسی اور شکل میں پیغمبروں پر ظاہر ہوتے تھے دوسرا طریقہ یہ تھا کہ غیب سے آواز آ جاتی تھی اور بولنے والا دکھائی نہیں دیتا تھا۔ وحی کی تیسری صورت یہ تھی کہ خدا پیغمبر کے دل میں کسی طرح ایک بات ڈال دیتا تھا بہر کیف وحی اسرارِ الہی میں سے ایک راز ہے ہم لوگوں کے فہم سے بالاتر مگر ہاں حدیثوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہمارے پیغمبر صاحبِ سلواتِ امد علیہ پر جب تیسری قسم کی وحی نازل ہوتی تھی تو حضور بہت گراں گزرتی تھی یعنی غشی کی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ جسم شریف بھاری پڑ جاتا تھا یہاں تک کہ کبھی آپ اُٹھتی پر سوار ہوتے تھے تو نزولِ وحی کے وقت اُٹھتی آپ کا بوجھ نہیں سہا سکتی تھی اور بیٹھ جاتی تھی۔ یا اُٹھنا آپ کسی کے زانو پر سر رکھتے ہوئے ہیں۔ اور وحی نازل ہوتی تو اُس کا زانو حضرت کے سر مبارک کے بوجھ سے ٹوٹا پڑتا تھا۔ ثقلِ جسم کے علاوہ کڑا کے کے جاروں میں پسینے پسینے ہو جاتے تھے۔ پیغمبروں کے ساتھ ایمان لانے میں ایک بات یہ بھی دخل ہے کہ آدم علیہ السلام سب سے پہلے پیغمبر تھے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری پیغمبر خاتم النبیین۔ اسی ایمان کے متعلق ایک مسئلہ شفاعت کا ہے کہ سب پیغمبر آخرت میں اپنے اپنے اُمت کے گنہگاروں کی سفارش کریں گے اور خدا سے عرض معروض کر کے اُن کے گناہ بخشوائیں گے۔ شفاعت کے معنی ہیں سفارش اور لوگوں نے اس کو دنیا کی باتوں پر قیاس کر کے بڑا مغالطہ کھایا ہے۔ لیکن اگر شفاعت دُعا اور استغفار سمجھا جائے تو شفاعت کا مسئلہ بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ اور ہم کو اس کا پتہ قرآن کی آیتوں سے ملتا ہے۔ اِذْ ظَلَمُوۡا اَنْفُسَهُمْ جَاۤءُوۡکَ فَاَسْتَغْفَرُوۡا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوۡا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا سے ملتا ہے۔

۱۱۔ پیغمبر ان لوگوں سے کہہ کہ میرا اپنا ذاتی نفع نقصان میری میرے اختیار میں نہیں رہیں بتیہ اچا ہوں (مگر وہی ہو کر رہتا ہے) جو خدا چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو اپنا بہت سا فائدہ کر لیتا اور کجگوئی طرح کا گزند رہی نہ پونچتا میں تو ان لوگوں کو جو ایمان لانا چاہتے ہیں (دروغ کا) اور (بہشت کی) انجمن نہری سنانے والا ہوں اور میں ۱۲۔ اور کسی رسول کی طاقت نہ تھی کہ بے حکم خدا کو فی معجزہ لا دکھائے ہر ایک وقت (موجود) کے لیے ہمارے ہاں ایک قسم کی تحریر ہوتی ہو (پھر اُس میں سے) خدا جس کو چاہتا ہے نسخ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اُس کے پاس اہل کتاب یعنی لوح محفوظ موجود ہے ۱۳۔ اور زمری پیغمبر (جب ان لوگوں نے) (تجاری نامزدی کر کے) اپنے آپ کو ظلم کیا تھا اگر اُس وقت یہ لوگ

۱۰ اور روزِ نوحی داروغہ جنہم کو آواز دیں گے کہ اے مالکِ دُغم ہی کوئی ایسی تدبیر کرو کہ کہیں (تھکار پر و روگار ہمارا کام تمام نہ کیجے) ۱۱
۱۱ اور فرشتے (رُزق کی جان بھالنے کے لیے ان طرح طرح کی دست و زبیاں کر رہے ہیں) اور کہتے جاتے ہیں (اچھی چائیں نکالو) ۱۲ حالانکہ تم پر (ہمارے)
جو کیدارِ تعینات ہیں (یعنی اگر انکاتین (فرشتے) جو کچھ بھی تم کرتے ہو ان کو نہ اُم رہتا ہے) ۱۳ (انسان کسی حالت میں بھی) اُس کے آگے
اور اُس کے پیچھے باری باری سے (خدا کے) مُوکل گئے رہتے ہیں جو حکمِ خدا اُس کی مخالفت کرتے ہیں ۱۴ اور اُس دن تمھارا
پر و روگار کے تحت کو اُٹھ (فرشتے) اپنے اوپر اُٹھائے ہوں گے ۱۵ اُس پر ربیٰ یعنی دُغم بہر اُنیں (پاسِ مہانِ تعینات) ہیں ۱۶
۱۷ اور انھوں نے (یعنی پیغمبر نے) تو را مخرج کے وقت (سیرۃ النبی کے پاس جبریل کو ایک دفعہ اور بھی (اصلی صورت پر اپنے پاس
آیا ہوا) دیکھا تھا ۱۸ خدا جو ان کو حکم دے اُس کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو ان کو حکم دیا جاتا ہے (بے کم و کاست) اُس
کی تعمیل کرتے ہیں ۱۹

کی کتابوں پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے وہ ایمان بھی اجمالی ایمان ہے۔ یعنی یہ کہ زبور۔ تورات۔ انجیل اجمالی طور پر ویسی ہی الہامی کتابیں ہیں جیسے قرآن نہ یہ کہ اُن میں کہیں تحریف نہیں ہوئی اور نہ یہ کہ اُن کے احکام اُن کے اصل سے پہلے ہی ایسے ہیں۔ قرآن میں جہاں کہیں اہل کتاب کا مذکور ہے اُن سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں۔ سب سے پہلے دین آئی یہودیوں کا ہے۔ پھر اُن سے جدا ہو کر نصاریٰ ہوئے۔ یہودیوں نے نہ عیسیٰ علیہ السلام کو مانا اور نہ اُن کی کتاب انجیل کو پھر آخر میں ہم مسلمان ہوئے یہود اور نصاریٰ دونوں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے قرآن سے انکار کیا اور ہم مسلمان ہیں کہ یہود اور نصاریٰ دونوں کے بزرگوں اور دونوں کی کتابوں کو بھی مانتے ہیں جیسے نصاریٰ تورات کو اور یہود انجیل کو جو عہد عتیق میں ہیں مگر تورات میں داؤد اور سلیمان اور عیسیٰ علیہم السلام کو بھی نہیں کہا۔

اب فرشتے جن پر ایمان لانے کا حکم ہے یہ ایک جداگانہ مخلوق ہے از قلم جنات چونکہ ہیں وہ فرشتے کہلاتے ہیں اور بدوں کو جن کہتے ہیں۔ لوگوں کا مقولہ تو یہ ہے کہ فرشتے نور سے بنے ہیں اور جنات آگ سے اور دونوں حسی شکل چاہتے ہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ فرشتوں کی شکل و صورت کے بارے میں قرآن اتنا ہی بتاتا ہے کہ یہ ایک خاص طرح کے مخلوق ہیں اور ان کے وودو تین تین چار چار اور زیادہ بھی پرہوتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِکَہٗ رُسُلًا اُولٰٓئِہٖۤ اَخْبَتُہٗ مُتَنِّیٰ وَتِلْکَ اَوَّلُ نَبَاٍ یَّزِیْدُ فِی الْخَلْقِ عَالِیْسَاءُ اسلام سے پہلے عرب کے ایک گروہ کا یہ عقیدہ تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اس عقیدے پر قرآن میں کئی جگہ بڑی سختی کے ساتھ اعتراض کیا گیا ہے۔ فرشتوں کے شمار کا بھی قرآن سے کچھ تہ نہیں چلتا۔ مگر حدیث میں آیا ہے کہ سارے آسمان میں ایک چپہ ہرزین نہیں جہاں فرشتہ سجدے میں پڑا ہوا خدا کی شیعہ و تقدیس نہ کرتا ہو یعنی فرشتوں کی یہ کثرت ہے بقیاس دنیا فرشتے بارگاہ الہی کے چوبدار اور حشم و خدام کی طرح کے ہیں ان میں سے بہتوں کو انتظام و دنیا کی خدمتیں سپرد ہیں کچھ ایسے بھی ہیں جو ہمہ وقت مصروف عبادت رہتے ہیں بلکہ نیک بندوں کے لیے طلب مغفرت کرتے رہتے ہیں وَالْمَلٰٓئِکَہٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّہُمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ قرآن سے صرف تین فرشتوں کا نام ملتا ہے اول حضرت جبریل جن کا خطاب ہے اَیْنِیَہٗ حضرت حائل وحی ہیں یعنی پیغمبروں کے پاس حکم الہی ہی لاتے ہے ہیں۔ آئین اس سے کہلائے کہ پیام الہی میں اپنی طرف سے کمی بیشی نہیں کر سکتے۔ پیام الہی امانت ہے اور یہ اُس کے امانت دار دوسرے حضرت میکائیل مَنَّٰنْ کَانَ عَدُوًّا لِلّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَرُسُلِہٖ وَجِبْرِیْلُ وَصِیْکَا مِثْلُ فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِلْکٰفِرِیْنَ یہ بندوں کے رزق پر مسلط ہیں یعنی جہاں حکم ہوتا ہے وہاں پانی ہر سائے

۱۲۔ ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو دے سزاوار ہے جس نے محض عدم سے آسمان اور زمین بنائے (اور) اُسی نے فرشتوں کو (اپنا) قاصد بنایا جن کے دو دواو تین تین اور چار پڑھیں (اپنی مخلوقات کی بناوٹ میں جو چیز چاہتا ہے زیادہ کر دیتا ہے) ۱۳۔ اور فرشتے (ہیں کہ) اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ (اُس کی) تسبیح (و تحمید) میں لگے ہیں اور جو لوگ زمین میں رہتے ہیں ان کے گناہوں کی معافی مانگا کرتے ہیں ۱۴۔

۱۵۔ محض اللہ کا دشمن ہو اور اُس کے فرشتوں کا اور اُس کے رسولوں کا اور (خاص کر) جبریل (فرشتے) کا اور میکائیل (فرشتے) کا اور ابھی ایسے کافر مل کا دشمن ہے ۱۶۔

سید محمد بن ابی جری

خاص مخلوق ہیں اُن میں فرو مادہ نہیں ہوتے، وہ جو جسمانی صورت چاہیں اختیار کر سکتے ہیں۔ جب ریل حامل وحی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آومی بن کر بھی آتے رہے۔ فرشتوں کی طبیعتوں میں آدمی کی طرح بدی کا تقاضا نہیں وہ نیکی اور خدا کی فرماں برداری پر مجبور ہیں۔ غرض وہ شاہی چوہداروں کی طرح کے ہیں۔ فرشتے اور جن ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اتنا فرق ہے کہ فرشتے نور سے بنے..... ہیں اور جن آگ سے اور جنوں میں کا ایک جن شیطان بھی ہے۔ چونکہ اس طرح کی مخلوق دیکھنے میں نہیں آتی فلسفی جنوں اور فرشتوں اور شیطان کسی کے قائل نہیں۔ فلاسفہ کے تمام اعتراضات اور استنباطات پیدا ہوئے اس سے کہ انہوں نے مَا أَؤْتِيْنٰمْ قِرْنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا پر تو نظر کی نہیں مگر اس راعقل خود بحال و فرزند خود بحال کے مطابق براہ خود پسندی اپنی معلومات کو جامع اپنی عقل کو کامل۔ اپنے ذہن کو رسافر فرض کر لیا اور جو بات سمجھ میں نہ آئی بجائے اس کے کہ اپنے تصور فہم کے معترف ہوں اور

نہ ہر جاسے مرکب تو ان تاخستن | کہ جا یا سپہ باید انداختن *

پہ عمل کریں گے اُس کو جھٹلائے تاکہ فرمودہ خدا جلّ کذّ لَوْ اِجْمَاعًا لَمْ يَجِيْطُوْا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِيْكُمْ كَاوْنِيْلُهُ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ پورا ہوا اور وہ پورا ہونا ہی تھا۔ فلسفی نے جو کچھ اپنی معلومات اپنی عقل اپنے ذہن کی نسبت سمجھا غلط سمجھا۔ آیا ز قدر خود بشناس۔ اس کی معلومات کا تو حال ہے کہ جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے۔ انسانی معلومات کا ذخیرہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ نئی نئی چیزیں دریافت ہوتی جاتی ہیں جو پہلے لوگوں کے وہم و گمان میں بھی نہ تھیں۔ کج حال عقل اور رسانی ذہن کی یہ کیفیت ہے کہ آدمی پاس کے پاس اپنی ربح کی حقیقت تو تاحد اطمینان دریافت نہیں کر سکا۔ اور دریافت کر بھی نہیں سکے گا اس لیے کہ خدا نے وَ لَيْسَتْ لَكَ مِنَ الرَّوْحِ قُلُوبٌ قَلِيلٌ الرَّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّ فَرَاكَ اُس کو اس نفیث سے روک دیا ہے۔ ایسا از خود بے خبر اسرار الہی میں جن کا شمار نہیں کیا دخل دے سکتا ہے۔ اور دخل دینا چاہے تو یہ اُس کی یا وہ سری ہے

تو کارزین رانحو ساختی * کہ با آسمان نیز پرداختی *

مخلوقات عالم پر نظر کرتے ہیں تو سارا جہان ایک حیرت کہہ دکھائی دیتا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ عظیم الشان کائنات بائن حُسن و خوبی کیونکر موجود ہو گیا اور اس ربط و ضبط کے ساتھ کیونکر چل رہا ہے۔ مثلاً منونہ از خوارے مثال کے طور پر ایک آدمی کو لیتے ہیں کہ شروع میں مٹی تھا پھر مٹی سے نہات کی شکل میں آیا پھر حیوان کی پھر آدمی کی بھلا مٹی کو جیتے جاتے چلتے پھرتے سوچتے سمجھتے آدمی سے کیا مناسب۔ اسی طرح کوئی سا پھلا پھولا درخت لو

۱۷ اور تم لوگوں کو اسرار الہی میں سے بس قشور ہی حاصل دیا گیا ہے ۱۲ یہ لوگ گئے اُس چیز کو جھٹلانے جس کے سمجھنے پر اُن کو دسترس نہ ہوا اور ابھی تک اُس کی تصدیق کا موقع ہی اُن کو پیش نہیں آیا۔ اسی طرح اُن لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں تو راوی پیغمبر ادیکھو اُن اظالموں کا کیسا رُبر! انجام ہوا ۱۲ اور راے پیغمبر (لوگ) تم سے روح کی حقیقت دریافت کرتے ہیں تو (ان سے) کہدو کہ روح (یعنی) میرے پروردگار کا حکم ہے ۱۲ *

پڑتے ہیں سمجھیں اور تعلقات کے ساتھ ان ذمہ داریوں کو بھی جو تعلقات کی وجہ سے ان پر عائد ہوتی ہیں اور مد نظر یہ ہے کہ سب لوگ حتمی الوسع اپنے فرائض زندگی پورے پورے ادا کریں تاکہ دنیا جب تک خدا کو منظور ہے امن اور عافیت اور سکون کے ساتھ چلی جائے کہ یہی مذہبی تسلیم کا لب لباب ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ دین و مذہب وضع تو کیا گیا اس لیے کہ دنیا میں امن قائم ہو اور اسی کو لوگوں نے فساد کا آلہ بنا لیا ہے کہ اختلاف مذہب کی وجہ سے آپس میں لڑے مارتے ہیں حالانکہ فرض کرو کہ ایک شخص غلط راستے چلتا ہے تو جب تک وہ ہماری دل آزاری نہیں کرتا ہم کو اس سے کچھ سروکار نہیں۔ ہر کسے مصلحت خویش نحو میداند، ہاں ہم کو ہاتھ سے زبان سے سنائے تو اپنی حفاظت کی قدر اور صرف حفاظت کی قدر ہم تدبیر کر سکتے ہیں نہ یہ کہ لوگوں سے ناحق لڑائی مول لیں۔ اسی اختلاف مذہب ہندوستان کے باشندوں میں اس قدر چھوٹ ڈال رکھی ہو کہ ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکتا جس کا ضروری نتیجہ ہے عام ملک کی تباہی اور وہ ہو رہی ہے مگر احمقوں کو سوچ نہیں پڑتا۔ ہندوستان کی لکڑی میں یہ ایسا گھن لگا ہے کہ آخر کار اس کو کھا کر رہے گا۔ ہندو مسلمانوں میں جو اختلاف تھا سو تھا مصیبت یہ ہے کہ غور مسلمانوں میں پرانے فرقوں کے علاوہ نئے نئے فرقے پیدا ہوتے چلے جا رہے ہیں اور ان کے آپس میں سخت عداوتیں قائم ہیں سورہ آل عمران میں ایک آیت ہے **وَأَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرُّوا** وَاذْكُرُوا اللَّهَ عَالِمِ الْغَيْبِ اذْکُنْتُمْ اَعْدَاءَ فَاَلْفَ بَلِّغْ قُلُوبَكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ اِخْوَانًا وَاذْكُرُوا عَلَی شَفَا حُمْرَةٍ مِّنَ النَّارِ اَنْتُمْ اَقْرَبُ مِّنْهَا کَذٰلِکَ یُبَيِّنُ اللّٰهُ لَکُم اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ اس کی تعمیل ان وقتوں کے مسلمانوں نے اس طرح پر کی ہے کہ مسجد میں تک تقیم ہو گئی ہیں ایک کے پیچھے ایک کا نماز نہ پڑھ سکتا کیسا ایک فراق کی مسجد میں دوسرا فراق نماز نہیں پڑھ سکتا مصرعہ نہیاں لے کوئی واں کا نہ واں جائے کوئی یاں کا، فوجداریاں ہوتی ہیں جبرمانے دیتے ہیں چٹکے لیے جاتے ہیں۔ میرے متعارفین میں ایک خاٹن ہے جس میں مقلدی اور غیر مقلدی کے اختلاف کی وجہ سے زن و شوہر میں ٹھیک ٹھپا ہو گئی۔ نئے مذہبی فرقوں میں ایک فرقہ ہے جو پیچری کہلاتا ہے۔ یہ لوگ اکثر انگریزی خوان ہیں اور ان کے معتقدات فلسفیوں کے سے ہیں ہر ایک بات میں رائے کو بہت دخل دیتے ہیں۔ باتیں تو بہت ہیں اور ہم کو کسی کے ساتھ مناظرہ کرنا نہیں اس واسطے کہ مناظرہ سے نہ کبھی کوئی بات فیصلہ ہوتی ہے نہ آئندہ ہو مگر چونکہ قرآن مجید میں فرشتوں پر ایمان لانا ایمان بالحد کا جزو قرار دیا گیا ہے ہم کو مناظرہ کے طور پر نہیں بلکہ اپنا خیال ظاہر کرنے کے لیے بیان کرنا ضرور ہے کہ فرشتوں کے بارے میں عام اسلامی عقیدہ تو یہ ہے کہ فرشتے نور کے بنے ہوئے

سندھ اور سب ریل کر، مضبوطی سے اللہ کے دین کی رتی کو پکڑے رہو اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہونا اور اللہ کا وہ احسان یاد کرو۔ سب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی اور تم اُس کے فضل سے بھائی (بھائی) ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے (یعنی دونوں کے کن رے آگے) تھے پھر اُس نے تم کو اُس سے بچا لیا اسی طرح اللہ اپنے احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم راہ راست پر آ جاؤ ۱۲۰

2

لین راہ کہ تو میری برکستانست

و

۱۲) محکمیں

عقل نہیں کام کرتی کہ بیج نے یہ رنگ و بو یہ ذائقہ یہ نقش و نگار یہ تن و گوش کہاں سے پایا۔ ہر وقت نہرا ہوا واقعات واقع ہوتے رہتے ہیں اور بڑے سے بڑا بوجھ بھگتا آدمی بھی اُن کی لہ نہ آپ سمجھتا ہے اور نہ سمجھا سکتا ہے۔ ایک فارسی شاعر نے کیا اچھا کہا ہے

ہر کس نہ شناسندہ رازست و گر نہ | اینہا ہمہ رازست کہ معلوم عوام است

خواجہ حافظ شیرازی فرماتے ہیں اور خوب فرماتے ہیں۔

سخن از سطرپ و گوز رازِ دہر کمتر جو | کہ کس بخشود و بخشاید حکمت این عتبارا

عربی کا مشہور شاعر تنبی کہہ گیا ہے۔

اَلْکُلُّ مَا لَمْ یَکُنْ مِنَ الصَّعْبِ فِی الْاَنْفِیْرِ | سَمِعْتُ مَنْ فِیْ مَا اِذَا هُوَ کَانَ

اسی طرح کے مضامین ہیں جن کی وجہ سے شعر اکو تلامذۃ الرحمن کہا جاتا ہے۔ یہ خیالات دل میں جاگزیں ہوں تو ایک صبیح انقل سلیم الفطرت آدمی اشتباہ و اعتراض کا نام بھی نہیں بے سکتا۔ وہ جدھر آنکھ اٹھا کر دیکھے گا ایک سے ایک عجیب چیز اسے دکھائی دے گی۔ اور وہ بے اختیار بول اُٹھے گا رَبَّنَا مَا لَمْ یَخْلُقْ هَذَا بَا دِلًا لَمْ یُخْلَقْ فَهِنَا عَذَابُ النَّارِ فیہر فلسفی جو ازل و ابد کے قلابے مالتے اور ہر ایک چیز میں رائے زنی کرتے ہیں اور اُن کی باتوں سے علوم ہوتا ہے کہ جیسے یہ لوگ جہان کے بناتے پیدا کرتے وقت خدا کے صلاح کار تھے مَا اَلَّهْمْ هَدَاهُمْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلَقَ اَنْفُسَهُمْ وَمَا کُنْتُ تَخْتِزُ الْمُضِلِّیْنَ عَصْدًا غَوْضِیْ بڑے لمبے چوڑے دعوؤں کے ساتھ عجائبات دُنیا کے متعلق و توفیق کے ساتھ کوئی بات بھی نہیں کہہ سکتے مَا لَکُمْ بِذَٰلِکَ مِنْ عِلْمٍ اِنَّ هُمْ اِلَّا یُفْرِصُونَ۔ ہاں ٹھیکس دھڑاتے ہیں کہ مثلاً آدمی کے جدِ امجد بند رہے ہوں گے اچھائیوں سمی ہی مگر اس سے زندگی کا سمجھا تو حل نہیں ہوتا

کچ و دار و مرید ساقی دیر | می بین و مکن حوالہ برغیر

این نقش کہ دانیش منو نہ | کنہش ز وہ نعل واژگونہ

ہم ایک دینی سی بات پوچھتے ہیں کہ ایک پیلی مرغی اور اندے اور درخت اور بیج کی ہے کہ ان میں سب سے پہلے تو والد و نسل کیوں کر شروع ہوا؟ اندھے اور بیج کو جڑ قرار دو تو مشکل اور مرغی اور درخت کو اصل ٹھیرا تو مشکل۔ اسی سے ثابت ہے کہ نیچر کے اصول ضرور ازلی نہیں اور ممکن ہے کہ ابدی بھی نہ ہوں۔ کوئی عقل جو خدا ہی کا قائل نہیں اس قسم کے اعتراضات اور اشتباہات کرے تو ایک بات بھی ہے بڑا تعجب اور افسوس تو اُس وقت ہوتا ہے ۱۔ اوی ہمارے پروردگار تو نے اس رکاز خانہ عالم کو بے فائدہ (تو) نہیں بنایا تیری ذات (ایسے فعل عبث کے کرنے سے) پاک ہے (اور) رکاز خانہ جبرے رہا ہے کہ آخرت میں نیکی کی جزا اور بے نیکی کی سزا ہوتی ہے) تو اسے ہمارے پروردگار ہم کو دوزخ کے عذاب محفوظ رکھو ۱۱۔ ۲۔ ہم نے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرتے وقت بلکہ خود شیاطین کے پیدا کرتے وقت بھی شیاطین کو راہی مرد کے لیے نہیں بلایا اور ہم رکچہ گئے گزرے) نہ تھے کہ گمراہ کرنے والوں کو اپنا (تو) بازو بناتے ۱۲۔ ان کو معاملہ تقدیر کی کچھ خبر تو ہے نہیں نرمی ٹھیکس دھڑا رہے ہیں ۱۳۔

تَسْوَى بَنَانَهُ يَسِي وَهُوَ سَتَبْعَادُ تَحَاجِسُ كَوْمَنُكَزِينَ قِيَامَتِ يَه كَه كَرَطَاهِر كَرْتِي تَحِي اِذْ اَمْسِنَا وَكُنَّا اَبَاوَعَطَامَا
عَرَاكُمُتُونُ اَوَاوَاوَا اَلَاوُونُ جِيَسَا سَتَبْعَادُ تَحَاوِيَسَا يِي جَوَاب مَلَا تَحَا اَفْعِيَنَا اَلْخَلْقِي اَلَاوَلِ بَلْ هُمُ
فِي كَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ جَوَاب كِي تَشْرِيح اِس طَرَح پَر هِي كِه اَوَمِي شَرُوع مِيں مِثِي تَحَا مِثِي سِي سَبَاتَات كِي جُون
مِيں آيَا۔ نَبَاتَات سِي جِيَوَانَات مِيں جَمْع لِيَا۔ نَبَاتَات اَوَر جِيَوَانَات اَوَمِي كِي غِذَا هُوِي۔ غِذَا سِي نَظْفِي بِنَظْفِي
سِي سَبَاتَات سِي تَبَاتَات كِي بَعْد اَوَمِي۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِينٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً
فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعُكَّةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظًا فَكَسْنَا الْعِظَامَ
حَمًا ثُمَّ اَنشَأْنَاهُ خَلْقًا اٰخَرًا فَبَارَكِ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ثُمَّ اَنَكُرْ بَعْدَ ذَلِكَ لِمَيِّتُونَ ثُمَّ اَنَكُرْ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ تَبَعْتُونَ لِه عَالَم كِي دَرِي سِي مِيں خَدَا كِي قَدَرْت كِي يَسِي سَبَاتَات سِي كَر شَمِي هِيں مَكْرَهَم كُو اِن كَر شَمُون
كِي دِيكْنِي كِي عَادَت سِي هُو كِي هِي اِس جِه سِي هَم اِن كَا سَتَبْعَادُ نَهِيں كَرْتِي حَشَر بَعْدُ الْمَوْتُ بِي اِسِي طَرَح كَا اِيَك
كِي شَمِي هِي اَوَر هَم كُو اِس كِي سَتَبْعَادُ كَرْنِي كَا كُو نِي حَق نَهِيں اَوَر اِسِي كَا نَام هِي اِيْمَان بِالْاٰخِرَةِ فَرَمُو دِه خَدَا
كِي اَنْضَام سِي اَوَر تَام نَبِي اَدَم كِي تَعَال سِي اِس بِيْتِيں كُو قُوْت هُو تِي هِي اَوَر غَفْلَت اَوَر بِي فِكْرِي سِي كَمَزُورِي
قِيَامَت كَا اِنكَار مَتَفَرَع هِي اِس پَر كِه هَم نِي رُوْح كِي حَقِيْقَت كُو نَهِيں جَانَا رُوْح اَوَر جَسَد كِي تَعَلَق كُو نَهِيں پُچْجَانَا۔ خَدَا
كِي قَدَرْت كِي وَسْعَت كَا تُشْكِي اَنْدَازِه نَهِيں كِيَا ۞

ایمان بالقدر

رَبَّاسْمَلْتَقْدِير تُو يَه اِيَسَا مُشْكَل سَمْلِه هِي كِه عَوَام تُو عَوَام اَلشَّرُوعَا ص بِي اِس كُو نَهِيں سَجْجِي سَكْتِي۔ سَارَا اَشْكَال خُو دُو
كِي خَاص طَرَح كِي بِنَاوَت كَا بِي كِه اَوَمِي نِه تُو كَسْ كَر پُچْھَر كِي طَرَح مَجْمُوعِ رُحْض هِي جِهَاں پُڑا پُڑا هِي كُو نِي اِس كُو جَلَك سِي
بِلَاكِي تُو يَه اَوَر نِه بَا اَخْتِيَارِ مُطْلَق هِي كِه جُو پَا بِي كَر كَر رُوِي۔ اَوَمِي كِي اِس حَالَت كُو مِثِيں نَظَر كِه كَر تَقْدِير كِي مَعْنِي
سَجْجِي كِي هِيں۔ تَقْدِير كِي نِسْبَت لُوگوں كَا عَام خِيَال تُو يَه هِي كِه اَوَمِي كُو جَلَا بَرَا جُو كُچھ مِثِيں آتا هِي اَوَر جُو كُچھ مِثِيں اِنِي
وَالَا هِي پَهْلِي سِي خَدَا نِي اِس كِي بِي تَظْهِر اَوِيَا هِي يِهَاں تَك كِه اِس كَا جَنَتِي اَوَر دُوزَخِي هُونَا بِي۔ دُوسَر لَفْظُون
مِيں اِس كِي يِه مَعْنِي هِيں كِه اِنْسَان جُو كُچھ بِي كَر تَا هِي اِنِي اَخْتِيَار سِي نَهِيں كَر تَا اَوَر اِسِي يِي نِيكِي كِي جَزَا كَا مُسْتَحَق

سَلَا كِيَا (وَاتَقِ مِيں) جَب هَم كُنِي اَوَر بِيَاں هُو كَر زِه كُنِي كِيَا هَم قِيَامَت مِيں دُوبَارَه (اُتْھَا كُھڑے كِيے) هَا يِيں كِي ۱۲
سَلَا كِيَا هَم اَوَل (بَارَا) پِيَا كَرْنِي مِيں تَشْك كُنِي كِيَا قِيَامَت مِيں دُوبَارَه پِيَا نَهِيں كَر سَكِيں گے۔ نَهِيں (بَلَكِه) سَلَا بَات يِه هِي كِه (يِر لُوگ رَضَا)
عَادَت (اَز سَر تُو پِيَا كَرْنِي كِي طَرَف سِي تَشْك مِيں (پُڑے) هِيں ۱۲ سَلَا اَوَر هَم نِي اِنْسَان كُو مِثِي كِي سُنْت سِي بِنَا يَا پُچْھَر هَم يِي نِي اُس كُو خَاطِلَت كِي جَلَك
رِجْمِي عَوَرْت كِي رِجْم مِيں) اَلطَف نَا كَر كُھَا پُچْھَر هَم يِي نِي لُطْف كَا لُطْف اِنَا يَا پُچْھَر هَم يِي نِي لُطْف كِي بِنْدِي بُو تِي بِنَا يَا پُچْھَر هَم يِي نِي بِنْدِي بُو تِي كِي بُو تِي
بِنَا يِيں پُچْھَر هَم يِي نِي بُو تِيں پَر كُو شَت مَرَحَا۔ پُچْھَر (اَخِر كَار) هَم يِي نِي اُس كُو (كُو يَا اِيَكِل) دُوسَرِي هِي مَخْلُوق (كِي صُورَت مِيں) بِنَا كُھَا كِيَا تُو (سَبْحَان اَللّٰه)
خَدَا بَرَا يِي بَار كَت يِي (وَسْب) بِنَانِي وَالُون مِيں يِه تَرَبَا نِي (وَالَا) پُچْھَر (لُوگوں) اِس كِي بَعْد (سَب) كُو نَا بِي پُچْھَر قِيَامَت مِيں دُن (سَب) اُتْھَا كُھڑے كُنِي

گروزی راز خدا بستر سیدے ہچنان کہ نہ ملک ملک بودے

بجذب میں پائے خم مے پہ ہے کس لطف سے مست
یوں عبادت ہو تو زاہد ہیں عبادت کے مزے

ہمارا کہنا یہ ہے کہ جس طرح آنکھیں دیکھنے کے لیے ہیں اسی طرح عقل سوچنے سمجھنے کے لیے تو جس طرح ہم تاریکی میں آنکھوں کو دیکھنے کی تکلیف نہیں دیتے۔ بعینہ اسی طرح خواص اسرارِ حجتِ الہی میں عقل کو غور کرنے کی تکلیف دینی نہیں چاہیے وَالسَّلَامُ عَلَیْہِمْ اٰمِنٌ نَّبَعُ الْہُدٰی +

ایمان بالیوم الآخرہ

اب ایک بات رہ گئی ہے یعنی روزِ آخرت پر ایمان لانا۔ ایمان کا سلسلہ اس طرح پر ہے کہ پہلے آدمی خدا کا قائل ہو پھر اس کا کہ وہ نیکی سے خوش اور بدی سے ناخوش ہوتا ہے اور نہ صرف یہ کہ خوش اور ناخوش ہو کر رہ جاتا ہے۔ بلکہ نیکیوں کو ثواب اور بدوں کو سزا دیتا ہے کبھی تو دنیا ہی میں نیکی اور بدی کا نتیجہ مل جاتا ہے۔ اور کبھی خدا اپنی مرضی سے روزِ آخرت پر موقوف رکھتا ہے جب کہ دنیا کا سارا کارخانہ اٹھا دیا جائے گا اور نیکی بدی کا حساب ہو کر اخیر فیصلہ کر دیا جائے گا۔ نیک بندے جنت میں ہوں گے۔ اور نافرمان گنہگار دوزخ میں ہم مسلمانوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ روزِ آخرت کے فیصلے کے بعد جو زندگی ہوگی۔ ہمیشہ کے لیے ہوگی۔ دنیا میں پھر آنا نہیں۔ ایک طرف تو قیامت کے ہونے کا یقین ایسا نہ وری عقیدہ ہے کہ دین و مذہب کی ساری عمارت اسی ایک ستون پر قائم ہے۔ قیامت کے خیال کو دل سے نکال دو تو ٹکڑی کے جالے کی طرح انکار کی ایک چھونک دین و مذہب کی تمام بندشوں کو توڑتاڑ برابر کر دے۔ دوسری طرف قیامت اپنی ذات سے ایسا معاملہ ہے کہ اس کے وقوع کا ثبوت رستی دنیا تک مل ہی نہیں سکتا جس سے دل کو اطمینان ہو اس لیے کہ ثبوت کسی قسم کا بھی ہوا آخر کار مجاہدین اور مشاہدے پر جا کر منتهی ہوتا ہے اور یہاں مجاہدین اور مشاہدے کا موقوف ہی نہیں۔ ے دے کر دلیل کہو ثبوت کہو دل کی گواہی کہ ایک ظلم سمجھ رہا ہے کہ آجی مرے سے فنا نہیں ہوتا۔ یہی خیال دنیا میں نیکوکاری اور حسنِ شرف کا بڑا ضامن ہے۔ اسی خیال نے بڑے شہناظر مجرموں سے جن پر توبیخ اور قطع اور تعذیب کی تدبیریں بے اثر محض ثابت ہوئیں از کتاب جرم کا اقرار کر اچھوڑا ہے۔ یہی خیال پر لوگ مال اور جان جیسی عزیز چیز قربان کر دیتے ہیں۔ یہی خیال درو مند کی تسلی ہے اور یہی خیال دنیا میں امن کا باعث ہے اور اسی کا نام ہے فطرۃ بوس تمام دسیلوں سے بڑی دلیل اور تمام ثبوتوں سے بڑا ثبوت ہے۔ بے شک سمجھ میں نہیں آتا کہ ہزاروں برس کے مرقے جن میں سے بعض سمندریں ڈوبے اور اُن کو مچھلیاں کھا گئیں اور بعض پارسیوں کے وٹھے میں رکھ دیے گئے اور چپیلوں اور گدھوں نے اُن کی بوٹیاں نچ کھائیں اور بعض مدفون قبر ہو کر مہما خلقِ کفر و فہما تعین کفر کے مصداق ہوئے کیسے جلا اٹھائے جائیں گے اور جلا اٹھایا جانا ہی کیسا بے قیاد دینِ علیٰ اُن

ایمان بالیوم الآخرہ

۱۲ سے چھوڑا

باتھ پاؤں ہلائے سمجھے ہوئے ہیں کہ خدایٰ ان کی بہتری نہیں چاہتا۔

مَزنِ قَبالِ بَدکا وَرُو حَالِ بَد

۱۱۔ اگر تم کو اس لطیفی میں شکست کی، کھڑی بیچ لگی تو سبے دل مت ہو کیونکہ جنگ بدر میں، طرف ثنائی کو بھی (اس طرح کی کھڑی بیچ لگ چکی ہے اور یہ اتفاقات وقت ہیں جو ہمارے حکم سے نوبت بہ نوبت (سب) لوگوں کو پیش آتے رہتے ہیں ۱۲۔ راعی بنیہر اپنی خواہش کے مطابق انہیں کو چاہا ہو ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اسد جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے ۱۲۔ جس کو چاہتا کر اکرنا اور جس کو چاہتا ہدایت دیتا ہے ۱۲۔

۱۳۔ تو جتنی خدا کرے اُس کو نہ راہ راست پر لاسکتا ہو ۱۴۔ اُن کے دلوں پر نور اُن کا نور پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور اُن کی آنکھوں پر پردہ (پڑا) ہے ۱۲۔ یہی لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی اور اُن کو رقیق بات کے سننے سے (بہرہ) اور راہ راست کے دیکھنے سے اُن کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے ۱۲۔ اگر تم اور جتنے لوگ روئے زمین پر ہیں وہ سب رکے سب ل کر بھی (خدا کی ناشکری کو تو خدا کو ذرا بھی پروا نہیں کیونکہ وہ) بے نیاز (اور بہر حال میں) سزاوارحد و سزاوار (جو) ۱۲۔ اور انسان کی اور اس فطرت کی قسم جس نے اُس کو دنیا اور ست بنایا پھر اُس کی بدکاری اور پہنچ بیکاری (دو دنیاں باتیں) اُس کو کُٹھیا دیں ۱۲۔ (پھر ہم نے) اُس کو (دین کا) رستہ بھی (دھکیا) پھر اُن کو قسم کے آدمی ہیں (یا تو شکر گزار ہیں (یعنی مسلمان) یا ناشکر یعنی کافر) ۱۲۔

۱۳۔ پس جو چاہے مانے اور جو چاہے نہ مانے ۱۲۔ بلکہ (نعم) انسان اپنے مقابلے میں محبت ہو گو وہ (اپنے تئیں بے قصور ثابت کرنے کے لیے

اور نبی کی سزا کا مستوجب بھی نہیں۔ بے شک کٹختی کے لیے بڑی گنجائش ہے۔ اور اس خیال کی تائید میں بہت سی باتیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ جن سے انسان کی مجبوری ظاہر ہوتی ہے۔ مگر یوں انسان کی زندگی کے دوسرے پہلو کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اور نہیں دیکھتے کہ انسان کچھ اختیار بھی رکھتا ہے۔ اور اسی اختیار کی بنا پر دنیا میں اپنے افعال کا جواب دہ سمجھا جاتا ہے۔ دنیا میں یہ قاعدہ جاری ہے تو آخرت میں کیوں نہ ہو۔ دنیا اور آخرت میں نقل اور اصل کی نسبت ہے اور ایک کا دوسرے کے مطابق ہونا ضرور ہے۔ اچھا پھر تقدیر کو کیا سمجھنا چاہیے تو لفظ تقدیر کا قدر سے جس کے معنی اندازے کے ہیں پس تقدیر کے معنی اندازہ ٹھیکر انے کے ہونے پر معنی اِنَّا كُلُّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ کے ہیں وہی معنی تقدیر کے ہیں۔ اس کو ایک مثال سے باسانی سمجھ گے۔ ہم نے ایک وزری کو کپڑے کا ٹھکان دیا کہ اس میں سے جتنے بن سکیں ہمارے کرتے بنادو۔ تو وزری پہلے آگاہ چھا نکلیاں جو پونڈ آستینیں ہر ایک چیز کا اندازہ کر لیتا ہے تب قطع کرتا ہے لغت کی رُو سے اسی کا نام ہے تقدیر۔ تمنا تعبیر سے پہلے مکان کا نقشہ بناتا ہے۔ پڑھیں چوکی کے لیے لکڑی کی تراش کا اندازہ کرتا ہے۔ یہ سب تقدیر ہے۔ اسی طرح خدا نے جو چیز بھی پیدا کی ایک اندازے کے ساتھ پیدا کی تھی اُس چیز کی تقدیر ہوئی۔ دوسری مخلوقات کے ساتھ ایک تقدیر انسان کی ہے کہ اُس کی دوا آنھیں ہیں دوکان دو ماٹھ دو پاؤں ایک ناک۔ وہ خاص ایک خاندان میں خاص ملک میں خاص زمانے میں پیدا ہوتا اور ایک خاص وقت تک خاص حالت میں زندہ رہ کر آخر کو دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ انسان پر جو حالتیں گزرتی ہیں ان میں سے بہت سی باتیں ہیں جن میں انسان کے ارادے انسان کی رائے انسان کی تدبیر کو کچھ دخل نہیں ایسی ہی باتوں میں اس معنی کے تقدیر کا قائل ہونا پڑتا ہے جو لوگوں نے سمجھ رکھے ہیں ہنگامی و بیچارگی۔ فطرت اللہ میں نہتہ چینی کرنا فساد و غفل اور کرپزی کی دلیل ہے۔ مثلاً یہ کہ آدمی کو پرندوں کی طرح پرواز کی قدرت کیوں نہیں دی یا جیسا کہ تیز خوردین میں دیکھا جاتا ہے کہ کبھی کے چھوٹے سے جتنے میں نہرا روئی نکھیں ہیں آدمی کس لیے اس نعمت سے محروم رکھا گیا۔ پس اس صورت میں تقدیر پر ایمان لانے کے یہ معنی ہیں کہ مخلوقات عالم کو خدا نے جیسا چاہا بنا دیا اور بہت درست بنایا۔ اَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَى۔ لیکن اس میں تو کچھ جھگڑا نہیں۔ جھگڑے کی بات تو یہ ہے کہ انسان اپنی ذات سے کچھ بھی نہیں۔ جو کچھ کرتا ہے خدا کرتا ہے یہی وہ عقیدہ ہے جس میں بانی نمرتا ہے۔ اسی عقیدے نے مسلمانوں کی دنیا کو تباہ اور برباد کیا۔ ایک وقت تھا کہ مسلمان روئے زمین پر گوسلمن الملک الیوم مرجعنا الیہ اور شایستگی اور فضائل میں کوئی قوم ان کو لگا نہیں کھاتی تھی یا اب یہ وقت ہے کہ دوسروں کے غلام ہیں۔ اور غلام بھی ہیں تو نیکے بکھٹو اَبَکْمَرُ لَا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ وَهُوَ کُلٌّ عَلٰی مَوْلَاهُ اَیْنَما یُوجِّہُ لَا یَاْتِ بِخَیْرٍ۔ برائے نام معدودے چند سلطنتیں بھی ہیں تو اگر ماند شے ماند شے دیکھنے ماندا یہ سب اس لیے کہ مسلمان تقدیر پر بھروسہ کر کے حسب اقتضائے وقت اپنے متیں سنبھالنے

لے ہم نے تمام چیزوں کو ایک اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے ۱۲ ہر مخلوق کو اُس کی (خاص طرح کی) بناوٹ عطا فرمائی پھر اُس کو ارادے

مواضع خاصان کے پورا کرنے کی راہ دکھائی ۱۲ + ۱۳ کو لگا (اور کو لگا ہونے کے علاوہ پر یا غلام کہ خود) کچھ نہیں کہ سستا اور دگونے ہونے کی وجہ

یعنی نفع ہو یا نقصان۔ ہے تو سب کچھ خدائی طرف سے مگر اُوکھا تقاضا یہ ہے کہ بندہ نقصان۔ اور گناہ کو اپنی طرف منسوب کرے اور باوجود بے اختیاری کے قصور کا معترف ہو۔ لیکن یہ بات ہمارے دل کو تو گتھی نہیں، ہم تو آدمی کو فاعل مختار اور نیک و بد کا ذمہ دار مانتے اور اس قاعدے کو دنیا اور دین دونوں کے انتظام کا مدار سمجھتے ہیں۔ ان دو مخالف باتوں میں واقعی وجہ توفیق پوچھو تو یہ ہے کہ خدا نے دنیا کے انتظام کا ایک قاعدہ بھیرا دیا ہے ہر چیز اور ہر واقعے کا ایک سبب ہوتا ہے اور ہر سبب کا ایک نتیجہ۔ اور اسی سے یہ جہان عالم اسباب کہلاتا ہے جیسے مثلاً حاکم ظاہر نے ایک قانون بنا دیا۔ اور اُس میں چور کی سزا تجویز کر دی۔ اتنے برس قید۔ زید نے چوری کی اور جیل خانے بھیجا گیا۔ کہتے ہیں تو یوں آتا ہے کہ حاکم نے قید کیا مگر حقیقتہ میں زید نے آپ اپنے کو قید کیا نہ چوری کرتا نہ جیل خانے جاتا۔ پس حاکم کا زید کو قید کرنا اور زید کا خود اپنے تئیں قید کرنا اپنی اپنی جگہ دونوں باتیں ٹھیک ہیں۔

تیسرا فائدہ سورہ انعام کے رکوع ۱۱۱ آیت قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدٰی کُلّٰیہُمْ سَبِیْلًا سے عاجز آتے تو مشیتِ الہی کی بحث نکال کھڑی کرتے لیکن وہ مرضی اور مشیت میں فرق نہیں کرتے تھے خدا نے اس آیت میں مرضی اور مشیت کا فرق نہایت عمدہ طور پر دکھایا ہے۔ کہ جو خدائی مرضی تھی وہ پیغمبروں کے ذریعے سے ظاہر کر دی گئی اور لوگوں کو اختیار دیا گیا کہ نیک راہ اختیار کریں یا بُری راہ چلیں۔ مبروں نے پیغمبروں کو جھٹلایا اور دیدہ و دانستہ بُری راہ اختیار کی تو وہ ملزم ٹھہرے اور خدا کی نجات ان پر تمام ہوئی مشیتِ الہی سے اور اس سے کچھ تعلق نہیں۔ مشیتِ الہی بالکل دوسری چیز ہے۔ اس میں شک نہیں کہ خدا چاہتا تو سب راہ راست پر چلتے۔ مگر اُس نے چاہا کہ لوگ اپنے ارادے سے راہ راست اختیار کریں تو لوگوں کے افعال سے مشیتِ الہی متعلق نہیں ہے بلکہ اُن کی اپنی مشیت متعلق ہے۔ یعنی مشیتِ الہی تھی کہ لوگ اپنی مشیت سے بُرا یا بھلا کریں۔“

اب ان سب باتوں کے اخیر میں ہم ناظرین کو ایک نہایت ضروری بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں وہ یہ کہ ایمان اور اسلام دو لفظ ہیں بولنے میں مراد یکساں ہو جاتے ہیں۔ یعنی ایک ہی معنی میں ان کا استعمال ہوتا ہے مگر عموماً فرق ایمان و اسلام میں ہے وہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے قَالَتْ اِلَآءَ اَبْرٰہِیْمَ ؑ اَتَقُولُوْنَ اَوْ لٰکِنْ قَوْلُوْا اَسْلَمْنَا وَاَلَمْ یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ زُجْرًا کے دیہانی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے پیغمبر ان سے کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے (ہاں) یوں کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے اور ایمان کا تو ہونو تمہارے دلوں میں گزرتا ہی نہیں ہوا۔ اسلام اعمال ظاہر سے تعلق رکھتا ہے۔ اور ایمان دل سے پس جو شخص ظاہر میں مسلمانوں کے سے کام کرتا ہے۔ مثلاً ہمارے قبیلے کی طرف نماز پڑھتا ہے ہمارا بیچہ کھاتا ہے یعنی اُس کا ظاہر مسلمان ہے چاہیے کہ ہم اُس کو مسلمان سمجھیں یہی مضمون شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے نہایت عمدگی سے اس قطعے میں اُوکھا ہے قطعہ۔

چوری کی نیت سے ایک گھر کو تاناکا آلات سیر قمر لے کر چلا وہاں جا کر دیکھا کہ لوگ جاگ رہے ہیں تاکام واپس آیا۔ حاکم ظاہر اُس کو سزا نہیں دے سکتا کیونکہ چوری نہیں ہوئی۔ مگر وہ چوری کا ارادہ کرنے سے عند الصبح چڑھیا۔ یہ ہیں سنے

اِنْ تَبْدَا فَاَنْقِ اَنْفُسَكُمْ اَوْ تَخْضَوْهَا حَسْبُكُمْ بِهِنَّ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ کے۔ ایک مشکل خدا کے عالم الغیب ہونے کی ہے کہ وہ اس سے پہلے کہ آدمی عرصہ بہتی میں آئے ایک ایک فرد بشر کے جزو کل حالات سے واقف ہے کہ فلاں آدمی فلاں جگہ فلاں خاندان میں فلاں وقت پیدا ہو گا اتنے دن بیچے گا اور اُس کو یہ یہ واقعات پیش آئیں گے اور آخر کار قانون الہی یعنی قرآن کی رُو سے جنتی ہو گا۔ یا دوزخی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ خدا کا علم غلط نہیں ہو سکتا ضرور ہے کہ ایک ایک بات خدا کے علم کے مطابق واقع ہو اس سے بھی لوگ انسان کی مجبوری استنباط کرتے ہیں ایک جملے تن ہندو نے ایک دو ٹوکھا ہے کہ

بن کینے لکھ لیں جُرانی

نیاؤ نہ کین کین ٹھکرائی

لیکن یہ استنباط غلط ہے ایک طبیب چاقو بھی ایک مریض کی نسبت جانتا ہے کہ وہ بد پرہیز ہے ضرور بد پرہیزی کرے گا اور مرنے کا اور وہ بد پرہیزی کرتا اور مرنے کا بھی ہے۔ لیکن طبیب نے اُس کو بد پرہیزی کرتے اور مرنے کا حکم نہیں دیا۔ غرض تقدیر کی بحث ہے بڑی دقیق اور اسی وجہ سے شاعر نے اس میں گزیدہ کرنے کی مٹا ہی بھی فرمائی ہے۔ ہم نے قرآن کا ترجمہ کرتے وقت نین مقام پر تین فائدے بھی لکھے ہیں اُن تینوں کو اس جگہ نقل کیے دیتے ہیں شاید فہم مطلب میں ان سے کچھ مدد ملے

پان تلمک الرسل کے آغاز کی آیہ ولو شاء اللہ عاقبتوا و لکن اللہ یفعل ما یرید کے ذیل میں لکھا ہے۔
 ”مطلب یہ ہے کہ خدا چاہتا تو تمام نبی آدم کی طبع ایک ہی طرح کی ہوتیں تو ان میں اختلاف بھی نہ ہوتا لیکن اس
 حق و باطل دو چیز بنائیں آدمی کو حق و باطل کی تمیز کی اور تمیز کے علاوہ اختیار حق کا رستہ اختیار کرے یا باطل کا آدمی کا
 اختیار پیدا کرنا خدا کا فعل ہے اور حق و باطل کی تمیز کرنا اور ایک کو لینا اور دوسرے کو چھوڑنا آدمی کا“

وہ سرفائدہ پانچ اور اخصدت کے آیہ ما اصابك من حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن نفسك کے متعلق لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔ اس سے پہلی آیت میں فرمایا کہ (رفع ہو یا نقصان) سب اللہ کی طرف سے ہے اور یہاں فرماتے ہیں کہ فائدہ اللہ کی طرف سے اور نقصان بندے کی طرف سے ظاہر ان دونوں باتوں میں مخالفت سی معلوم ہوتی ہے اور کلام الہی میں یہ ہونی نہیں سکتا۔ کہ ایک سانس میں کچھ اور دوسرے سانس میں کچھ چنانچہ قصوریٰ دور آگے چل کر فرماتے بھی ہیں ولو كان من عند غير الله لوجدنا فيه اختلافا كثيرا سو جو لوگ انسان کو فاعل محنتار نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ آدمی بُرا یا بھلا جو کچھ بھی کرتا ہے خدا کے کرنے سے کرتا ہے یہ لوگ ان دو مخالف باتوں میں اس طرح وجہ توفیق پیدا کرتے ہیں جیسے حافظ شیراز کہہ گئے ہیں کہ

گناه اگر چه نبود اختیارِ محافظ
تو در طریقِ اذب کوش و گناه من است

قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ آل عمران ع ۳۵ (۳۵)
إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي
(طہ - ۲۷ - پارہ ۱۶)

جیتے ہیں اور نیز یہ کہ اللہ عدل و انصاف کا ساتھ رکھتا ہے
عالم کو سنبھالے ہوئے رہے، اُس کے سوا کوئی معبود
نہیں زبردست (اور) حکمت والا ہے و
ہمارے سوا کوئی معبود نہیں تو
ہماری ہی عبادت
کیا کرو؟

ممانعت شرک

وَأَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ
شَيْئًا (نسا ع ۶ پارہ ۵)

اور اللہ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ
کسی چیز کو شریک
مَن تَظْهَرُ

اول معلوم ہے کہ کارخانہ مالک کو خدا نے آپ خاک و آب و آتش چار عناصر مختلف الطبع سے بنایا ہے اور ایک وقت خاص تک عناصر میں اختلاط
والقیام رہتا ہے اور جو نسبت عناصر میں کی گئی ہو ایک وقت خاص تک اس میں کمی بیشی نہیں ہونے پاتی ورنہ وہ مخلوق جو عناصر سے مرکب ہے اپنی حالت
پر قائم نہ رہے مثلاً مخلوقات میں سے ہم ایک انسان کو لیتے ہیں جس کی نسبت سعدی نے اس مضمون کو عمدہ طور پر ادا کیا ہے قطعہ چار طبع مختلف
و سرکش ۛ چند روز سے بوند باہم خوش ۛ چون یکے دین چہار شد غالب ۛ بان تپیرین برآید از غالب ۛ تو عناصر میں عدل و انصاف کا یہ پیرا یہ ہے
کہ ان کی باہمی نسبت ایک وقت خاص تک نہ بدلے و یا جائے چنانچہ یہ حالت عالم کے ذرے ذرے میں کمی جاتی ہے اور بقائے عالم اسی نسبت کے کئی
رہنے پر موقوف ہے یا اس مضمون کو ہم انسانوں کی دوسری حالت پر مطلق کرتے ہیں تو ہاتھ میں کمران میں باہم عداوتیں ہیں جھگڑے ہیں تو روز ظلم و فساد ہے
اور اگر خدا اقسام کو بیروز بریز کر تارے تو یہ آپس میں کٹ مریں دوسری جگہ فرمایا ہے ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض و
لكن الله ذو فضل على العالمين اور اگر اللہ بعض لوگوں کے ذریعے سے بعض کو دگرگئی حکومت پر سے نہ ہٹاتا رہے تو ملک کا انتظام و رجم برجم
ہو جائے لیکن اللہ دنیا کے لوگوں پر (بر) مہربان ہے اور بقائے عالم کی تدبیر میں سے ایک بڑی تدبیر دین ہے اگرچہ ظاہر میں حکام دنیا انتظام کرتے ہیں مگر
انتظام عالم میں براؤفل دین کو ہی لوگوں کے ارادوں اور ذہنوں پر اثر ڈالتا ہے جو حکام کی دسترس سے باہر خارج ہے یعنی قانون دنیا تو کو یا مرض کے
پیدا ہونے پیچھے اُس کا ازالہ کرتا ہے اور قانون دین سرے سے مرض کے پیدا ہونے کو روکتا ہے ۛ

عہد اس عنوان کی تفصیل جامع نہیں طاعت کے خوف سے بہت ہی آیتیں چھوڑ دی گئیں ہیں بخلاف ان کے چند آیتیں ہیں (۱) اِنَّمَا الْهُكْمُ لِلَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ (طہ ۵۶) (۲) وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي (الانبیاء ۲۱) (۳) قُلْ
أَنَّمَا يُوحِي إِلَيَّ أَنَّمَا الْهُكْمُ لِلَّهِ وَاحِدٍ (الانبیاء ۴۳) (۴) اِنَّمَا الْهُكْمُ لِوَاحِدٍ (صافات ۱۶) (۵) هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ (المؤمن ۴) (۶) فَاعْلَمْ
أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (محمد ۲) (۷) قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحِي إِلَيَّ أَنَّمَا الْهُكْمُ لِلَّهِ وَاحِدٍ (الاحزاب ۶) (۸) قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (الاحزاب ۱۶)

وَرَدِندانی کہ در نہانش چہست | محاسب را درون خانہ چہ کار

اور اسی مضمون کی توضیح ہماری اُس تحریر سے بھی ہو سکتی ہے جو ہم نے آیۃ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا بِالْاٰیۃِ کے فائدے میں کی ہے چنانچہ وہاں لکھا ہے کہ ایمان دل سے علاقہ رکھتا ہے اور خدا کے سوا دوسروں کو اس کی خبر نہیں ہو سکتی اور اسلام افعال ظاہر سے تعلق رکھتا ہے ایک شخص مسلمانوں کی سی وضع رکھتا اور مسلمانوں کے ساتھ لکھتا پیتا اور اپنے تئیں مسلمان کہتا ہو شرع جو ظاہر پر حکم کرتی ہے اُس کی رُو سے وہ مسلمان سمجھا جائے گا۔ مگر ممکن ہے کہ اُس کے دل میں ایمان نہ ہو۔ اس آیت میں اسلام اور ایمان کا فرق بتانا مقصود ہے۔ سخت افسوس ہے کہ آج کل کے مسلمانوں میں یہ فساد و کثرت سے شائع ہو گیا ہے۔ کہ بات بات میں مسلمانوں کو کافر بنادیتے ہیں حالانکہ شریعت کی رُو سے کسی کو قبیح نہیں کہ مسلمان بھائی کو گروہ اسلام سے خارج کرے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ساری عمر مسلمانوں کے گروہ کے بڑھانے کی تدبیروں میں لگے رہے اور وہ مسلمانوں کے گروہ میں دخل کرنے کے لیے جیلے ڈھونڈتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے اُبَاہِیْ بِکُمْ الْاُمَمَ۔ کہ تمام پیغمبروں میں میں ایسا پیغمبر ہوں جس کی امت آخرت میں سب امتوں سے زیادہ ہوگی۔ اس کے برخلاف اب مسلمان گروہ مسلمانوں سے خارج کرنے کے لیے جیلے ڈھونڈتے جلتے ہیں۔ بہین تفاوت رہ از کجاست تا بجا۔ خدا کے نزدیک مسلم سے مومن کا درجہ بڑا ہے کیونکہ اعمال ظاہر کہیں دکھاوے کے لیے بھی ہوتے ہیں اور ہمارے ان وقتوں میں بہت سے لوگ ایسے ملیں گے جو جتنے اور برادری کے خوف سے مسلمانوں کا سا ظاہر رکھتے ہیں مگر جس کو ایمان کہتے ہیں وہ اُن کے دل میں نہیں۔ ان کے برخلاف کچھ لوگ ظاہر خراب باطن آباد بھی پائے جاتے ہیں۔ لیکن چونکہ شریعت ظاہر پر حکم کرتی ہے۔ ہم تو لوگوں کے ظاہر حال ہی پر فیصلہ کر سکتے ہیں اور باطن کی خبر خدا کو ہے جس طرح ایمان اور اسلام دو چیزیں ہیں اسی طرح کفر بھی دو طرح کا ہے۔ کفر ظاہر اور کفر باطن۔ غرض کسی کے ظاہر کو شعائر اسلام کے خلاف دیکھ کر اُس کو کافر سمجھنا یا کافر کہہ دینا بڑی خطرناک بات ہے۔

توحید

وَالْحُكْمُ لِلّٰهِ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (البقرہ ۱۶۹) ۲۰
شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
الْمَلِكُ يَوْمَ الدِّينِ

اور (لوگو!) تمھارا مہبود (توہوبی) خدا ہے واحد
ہے اُس کے سوا کوئی مہبود نہیں بڑا رحم
کرنے والا مہربان ہے +
خدا اللہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اُس کے سوا
کوئی مہبود نہیں اور فرشتے اور علم والے بھی گواہی

شکلی میں ہو یا تری میں جاندار ہو یا بے جان اس خوبی اور عمرگی کے ساتھ کہ اس سے بہتر ہونا ممکن نہیں۔ آپ نے نہیں بن گئی۔ ضرور کسی کے بنائے سے بنی ہے۔ ہم نے اس بنانے والے کی جستجو کی اور زمین سے لے کر آسمان تک چھان مارا تو کسی کو اس لائق نہ پایا جس کو دیکھا عاجز جس کو ٹولا اور ماندہ روئے زمین پر ہم ہی سب میں پیش پیش تھے کہ عقل رکھتے تھے سو ایا ز قدر خود بننا سُن کر اپنا ساموئیل لے کر رہ گئے ناچار آسمان پر نظر دوڑانی چاہی تو ابراہیم علیہ السلام کا قصہ یاد کر کے خاموش بیٹھ گئے اور سمجھے کہ جس کی جستجو ہے وہ چشمِ سر سے دیکھنے کی چیز نہیں بنی اس سربل نے شیخِ چشمی کی تو فَاخَذَ تَهَمُ الصَّاعِقَةِ کی سزا پائی۔ مومن علیہ السلام نے غلبہ شوق میں اگر حوصلہ کیا تو خود کو ملے صحت سے شرمندگی اٹھائی یعنی خدا ہمارے حواس ظاہر کی گرفت سے بالاتر ہے اور یہ ہمارے حواس کا قصور ہے۔

گر نہ بیند بروز شپیرہ چشم	چشمہ آفتاب راجہ گناہ
ہاں چشمِ دل سے دیکھا جائے تو دنیا آئینہ خانہ ہے اور درود پورا خدا کے نور سے پڑے جگمگا رہے ہیں	
دل کے آئینے میں ہے تصویر یار	جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی +

قطعہ

دوست نزدیک تر از من بمن ست	وین عجب ترکہ من ازوے دورم
چہ کنم باکہ توان گفت کہ او	در کنار من ومن منخورم

اللمتہم

جلالورید سے بھی وہ نزدیک ہو گیا	آنکھیں نہیں تو کیا نظر آئے قریب سے
---------------------------------	------------------------------------

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بیٹہ قرآن شریف میں اس طرح مذکور ہے۔ وَذَاقَ اَبْرٰهِيْمُ لَبِيْهٍ اَمَّا رَاجِعًا صَمًا لِّلّٰهِ اِنِّیْ اَرٰمَكَ وَتَوَكَّلْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَكَذٰلِكَ نُرِیْ اِبْرٰهِيْمَ مَلٰكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَیْكُوْنُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الْلَیْلُ رَا كُوْكُبًا ۝ قَالَ هٰذَا رَبِّیْ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَا اُحِبُّ الْاَفْلٰهِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَا الْقَمَرَ بَارِعًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ۝ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَیْنٌ لِّمَنْ هٰذَا رَبِّیْ لَا كُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّیْنَ ۝ فَلَمَّا رَا الشَّمْسَ بَارِعَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَا اَكْبَرُ ۝ فَلَمَّا اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیٌّ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۝ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (الانعام ۹۶ پارہ ۷) اور راجعِ غیر اُس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ تم بتوں کو سجدو مانتے ہو میں تو تم کو اور تمہاری قوم کو صریح مگر ای میں (مثلاً) پاتا ہوں اور جس طرح ابراہیم کے دل میں ہم نے یہ خیال پیدا کیا اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمان و زمین کا انتظام دکھانے کے تاکہ وہ کمال یقین کرنے والوں میں سے ہو جائیں تو جب اُن پر رات چھا گئی اُن کو ایک ستارہ نظر آیا اور اُس کو دیکھ کر لگے کہ یہ میرا پروردگار ہے پھر جب غروب ہو گیا تو بوسے کہ غروب ہو جانے والی چیزوں کو تو میں پسند نہیں کرتا کہ خدا مان لوں پھر جب چاند کو دیکھا کہ پڑا جگمگا رہا ہے تو لگے کہ یہ میرا پروردگار ہے پھر جب (دوسری) غروب ہو گیا تو لگے کہ اگر جو میرا پروردگار راہِ راست نہیں کھائے گا تو بے شک میں (دوسری) گمراہ لوگوں میں ہو جاؤں گا پھر جب سورج کو دیکھا کہ پڑا جگمگا رہا ہے تو لگے

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ
مَادُونِ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ
يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا
لَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَنْتَ أُولَئِكَ
يَدْعُونَ إِلَّا الشَّيْطَانَ مَرِيدًا ۖ لَعَنَهُ
اللَّهُ وَقَالَ لَا تَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِي نَصِيبًا
مَفْرُوضًا ۚ وَلَا ضَلَّةً لَهُمْ وَلَا مَنِيَّةً لَهُمْ
وَلَا مَرْتَبًا ۚ فَلْيَبْتَئِزَّنْ أُولَئِكَ الْأَنْعَامَ
وَالْأَنْفُسَ فَلْيَغْشَيْنِ خَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ
يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِمَّنْ دُونِ اللَّهِ
فَقَدْ خَسِرَ خَسْرًا مُبِينًا ۚ يَعِدُهُمْ
وَيُمِيزُهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا
أُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُونَ عَنْهَا مَحِيصًا
(النساء ۱۸ پارہ ۷)

وقف لا یرحمہ

مجلس مسیحیہ
کوئی نہیں ہو سکتا
کہ ان کی قوم ہے
انہوں کا یہ عقیدہ
ہے کہ وہ خود بخود
میکرے گی جس کو چاہے
کہ وہ جہنم پہنچے
وہی مارد ہے

توحید

اللہ یہ (گناہ) تو معاف کرتا نہیں کہ اُس کے ساتھ کسی کو
شریک گردانا جائے اور اس سے کم جس کو چاہے معاف
کرے اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک گردانا وہ (راہِ
راست سے بڑی) دُور بھٹک گیا (یہ مشرک خدا کے
سوا تو بس عورتوں ہی کو پکارتے ہیں یعنی بس اُس
شیطان سرکش رکے کہے ہیں اگر اُن کو پکارتے ہیں
جس کو روزِ ازل میں خدا نے بھٹکا دیا اور وہ لگا کہنے
کہ میں تو تیرے بندوں سے (نذرِ نیاز کا) ایک معین حصہ
ضرور رہی) لیا کروں گا اور اُن کو ضرور ہی بھگاؤں گا اور اُن
کو اُمیدیں (بھی) ضرور دلاؤں گا اور اُن کو سمجھاؤں گا تو وہ
(میری ہدایت کے مطابق ہوں کی نیاز کے) جانوروں کے
کان (بھی) ضرور چیرا کریں گے اور اُن کو سمجھاؤں گا تو وہ
(میری ہدایت کے مطابق) خدا کی بنائی ہوئی صورتوں کو (بھی)
ضرور ہلا کریں گے اور جو شخص خدا کے سوا شیطان کو دوست
بنائے (اور اُس کی پیروی کرے) تو وہ صریح گھسائے میں
آگیا (شیطان) اُن کو وعدے دیتا اور اُن کو اُمیدیں
دلاتا ہے اور شیطان اُن سے جو کچھ بھی وعدہ کرتا ہے
بڑا دھوکا (دہی دھوکا) ہے یہ ہیں جن کا (آخری) ٹھکانا
دوزخ ہے اور وہاں سے کہیں بھاگنے نہ پائیں گے۔

دنیا کے اس غظیم الشان کارخانے کا ذرہ ذرہ - سمندروں کا قطرہ قطرہ - درختوں کا پتہ پتہ خدا کی ہستی کا گواہ ہے وَ
إِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا أَيْبِسْهُمْ وَجَعَلْهُمُ لَنَا نَافِقًا ۚ وَلَكِنْ لَا يُفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۚ اِس لیے کہ کوئی چیز بڑی ہو یا چھوٹی زمین میں ہو یا آسمان میں
وَل عورتوں سے مراد ہیں بت جس طرح ہمارے ملک کے بند و دیویوں کو لٹے ہیں اسی طرح عجب لوگ لات و عزی وغیرہ کو دیوی اور فرشتوں کو خدائی
سمجھ کر ان کی پرست کرتے تھے کیسے حق کی بات کو عورتوں کو بومردوں سے بھی لگی گزری ہیں خدا مانا جائے ۱۲ و سر پرست کی چوٹی رکھنا گونا گونا اور اس قسم
کی اور باتیں تیسری طبقہ میں ۱۲ اور چھٹی چیزیں ہیں سب اُس کی عدد و شمار کے ساتھ اُس کی تسبیح و تقدیس کر رہی ہیں مگر تم لوگ ان کی تسبیح
(و تقدیس) کو نہیں سمجھتے ع

میں دو خدا ہیں ایک پیدا کرتا اور دوسرا مارتا ہے۔ ایک خالق خیر ہے اور دوسرا خالق شر۔ کوئی کہتا ہے کہ ہیں۔ اور پھر وہ ایک بھی ہے۔ کوئی مانتا ہے کہ ہر چیز بجائے خود خدا ہی کسی کا خیال ہے کہ خدا تو ہے مگر وہ کا سلسلہ قائم کر کے آپ انتظام دُنیا سے دست کش ہو بیٹھا ہے ان کے نزدیک دُنیا ایک گھڑی ہے اور خدا گھڑی ساز۔ جس نے اس کو بن کر لوگ دیا ہے۔ اور گھڑی پڑی چل رہی ہے تو ذاتِ خدا کی صفات میں اس سے بڑھ کر یہود کی جاتی ہے۔ غرض بندوں نے اتنے خدا بنا دیے ایک خدا کے حصے میں پورا ایک بندہ بھی نہیں آتا۔ اور یہ نہ سمجھے کہ خدا نے واحد کے سوائے کوئی اور خدا تو دو باسن ایک جگہ رکھے ہوئے کھٹکھا اٹھتے ہیں۔ ایسا تو کیا ہے کہ دو یا زیادہ خداؤں میں اختلاف ختلاف ہو تو دُنیا ایک لمحہ نہیں ٹھیر سکتی۔ لَوْ كَانَ فِيهَا إِلَهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا دو بادشاہ آپس میں ملے کے ملک خاک سیاہ ہو جاتے ہیں۔

س کی لڑائی تو خدا کی پناہ۔ پس دُنیا کا ایک اسلوب پر چلا جانا صاف اس بات کی دلیل ہے کہ تمام ایک خدا کی حکومت ہے۔ اقوام روزگاریں دوسری تو ہیں خدا کے بارے میں جیسے کچھ خیالات رکھتی ہوں

ت مَوْسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَايِدِ وَقَعْدَةِ إِبْرَاهِيمَ فِي إِنْ آيَاتِهِمْ مِنْ مُفَصَّلَاتٍ مَكْرُوبَةٍ - وَوَعَدْنَا مَوْسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَأَتَمَمْنَاهَا فَمِيقَاتٍ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مَوْسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ وَلَمَّا جَاءَ مَوْسَىٰ بِبَيِّنَاتٍ مِنْ رَبِّهِ قَالَ رَبِّ ارْنِي إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تُرِنِّي وَلكِنْ أَنْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ مَعْقُومًا كَانَتْ فَسُوفَ تُرِنِّي ۚ فَلَمَّا تَخَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مَوْسَىٰ صَقًّا فَأَقْبَقَ قَالَ أَنُؤْتِيكَ الْآيَاتِ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ (سورہ اعراف پارہ ۹) اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ کیا اور چھ مہینے (تیس اور پڑھا کر ان) سے تیس

میں (کر دیا اور پھر پروردگار موسیٰ کا وعدہ چالیس رات کا پورا چلے) ہو گیا اور موسیٰ (کو وہ طور پر جاتے وقت) اپنے بھائی ہارون سے میری قوم کے لوگوں میں میری نیابت کرتے رہنا اور ان میں میل جول (قائم) رکھنا اور سفیدوں کے رستے نہ چلنا اور جب موسیٰ عدس کے مطابق (کوہ طور پر) حاضر ہوئے اور ان کا پروردگار ان سے ہم کلام ہوا تو (موسیٰ نے) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار تو مجھے دکھا کہ میں تیری طرف ایک نظر دیکھوں (خدا نے) فرمایا تم ہم کو ہرگز نہ دیکھ سکو گے مگر ہاں ایسا ہی شوق ہے تو سامنے کے پہ نظر کر (کہ ہم اس پہلو سے فرما ہوں گے) پس اگر یہ پہاڑ اپنی جگہ ٹھیرا تا تو (جاننا کہ ہم کو بھی) دیکھ سکو گے پھر جب ان کا پروردگار ہر ماہ ہوا تو اس کو چھتا چور کر دیا اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑے پھر جب ہوش میں آئے تو بول اٹھے کہ اے پروردگار! تیری ذات پاک ہے وہ دیکھنے کی بے جا درخواست کی تھی اتیری جناب میں (اُس سے) توبہ کرتا ہوں اور (تمہ پر) ایمان لانے والوں میں لانے والا بندہ میں ہوں ۛۛۛ

سے علیہ السلام سے خدا نے وعدہ کیا تھا کہ تم کوہ طور پر اگر ایک مہینے تک عبادت الہی کرو تو ہم تم کو تورات عنایت کریں گے ی طرح کی خلوت تھی جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے غار حرا میں کیا کرتے تھے۔ بہر کیف پھر خدا نے ایک کر دیا تاکہ موسیٰ اپنا پورا تہذیب کر لیں چنانچہ چلے پورا ہوئے پیچھے ان کو تورات ملی اور خدا سے رخصت ہوئے ۛۛۛ

ہمارا خیال تو یہ ہے کہ آدمی کو شروع ہی سے خدا کے بارے میں یہ غلطی واقع ہوئی ہے اور اب تک بھی اکثر خدا کے بندے اسی غلطی میں مبتلا ہیں کہ انھوں نے خدا کو اپنے حواسِ ظاہر کے ذریعے سے معلوم کرنا چاہا اور جب ان کو اس ارادے میں کامیابی نہ ہوئی تو مَن مانا خدا فرض کیا اَللّٰھُمَّ اِنّیْ اَسْأَلُکَ ہٰذَا اور اُس کو اپنے او نامِ باطلہ کا مشتق بنایا یعنی ذیل سے ذیل اور زریل سے زریل مخلوقات کو بھی پورا یا اُدھورا خدا بنانے یا ماننے میں تامل نہیں کیا۔ پورا تو پورا اُدھورے کے پرستے کے لیے زعم میں خدائی کے اختیارِ خدا سے چھین کرنا اہلوں کے حوالے کیے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ خدا کو منصبِ خدائی سے معزول کر دیا جس جس طرح پر خدا کے بندوں نے خدا کی جناب میں گستاخیاں اور بے ادبیاں کی ہیں اور کر رہے ہیں ناگفتہ بہ ہیں کوئی تو اُس کی ذات پر حملے کرتا ہے کہ (ترجمہ متعلقہ صفحہ ۲۹) کہنے ہی میرا پروردگار ہے کہ یہ (سب سے) بڑا (بھی) ہے پھر جب (وہ بھی) غروب ہو گیا تو (اپنی قوم سے مخاطب ہو کر) بولے کہ بھائیو! جس چیزوں کو تم شریک (خدا) مانتے ہو میں تو ان سے بے تعلقیِ محض ہوں میں نے تو ایک ہی کا ہو کر اپنا بُخ اسی رذاتِ پاک کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمانِ زمین کو بنایا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں و

ف) ابراہیم علیہ السلام کا ستاروں اور چاند اور سورج کو خوب ہونے دیکھ کر یہ کہنا کہ ان کا خوب ہونا نشانِ خلائی کے خلاف ہے اس کا مطلب یہ تھا کہ ستارے اور چاند اور سورج مجبوراً معلوم ہوتے ہیں اور کسی دوسرے کے ارادے کے محکوم اور جب مجبور اور محکوم ہیں تو خدا نہیں ہو سکتے ۱۲

[illegible]

نمبر شمار	اسماء عربی	ترجمہ اردو	کیفیت
۱	اللَّهُ	خدا - معبود	اگرچہ نطق اللہ میں وضعی ہے موجود ہیں اور اس عستبار سے بس کو بھی اسماء صفاتی میں بڑا چاہیے مگر سب کے اجمال کر کے بس کو اسم ذات قرار دیا ہو
۲	الرَّحْمَنُ	نہایت رحم والا	دونوں مبالغے کے وزن ہیں مگر جس الفاظ کی کوئی تکرار نہ ہو اور آخرت دونوں کی رحمت کو شامل اور صرف خدا کی مقدس ذات کے ساتھ مخصوص ہو۔
۳	الرَّحِيمُ	بہت مہربان	نہایت - خاص الفاظ جو مالک سے یعنی دونوں میں عام خصوص مطلق کی نسبت ہے یہی وجہ ہے کہ ہر مالک کو مالک کو کہہ سکتے ہیں مگر ہر مالک کو رحیم نہیں کہہ سکتے۔
۴	الْمَلِكُ	بادشاہ	نہایت - خاص الفاظ جو مالک سے یعنی دونوں میں عام خصوص مطلق کی نسبت ہے یہی وجہ ہے کہ ہر مالک کو مالک کو کہہ سکتے ہیں مگر ہر مالک کو رحیم نہیں کہہ سکتے۔
۵	الْقُدُّوسُ	تمام بیہوش پاک	یہ اصل میں مصدر ہے یعنی سلامت مگر یہاں سالم کہتے ہیں یہی جہتی وجہ کی ذات ہر طرح کے عیب اور نقصان سے سالما اور محفوظ ہے۔
۶	السَّلَامُ	تمام نقصانات محفوظ	یہ اصل میں مصدر ہے یعنی سلامت مگر یہاں سالم کہتے ہیں یہی جہتی وجہ کی ذات ہر طرح کے عیب اور نقصان سے سالما اور محفوظ ہے۔
۷	الْمُؤْمِنُ	ایسے وعدے پر یقین رکھنے والا	نظرمؤمن کا ماخذ ائمن و ایمان ہے اگر ائمن و ایمان جو تو حتمی کے ہوتے ہیں امن دینے والا یعنی دینا میں سبیلین کو نمائندہ کر کے والا یعنی میں سبیلین کو نمائندہ کر کے والا اور اگر ماخذ ایمان جو تو حتمی کا لفظ دینی المؤمن ہے۔ ائمن باب تخیال سے ہے اور ائمن باب مفاعلت سے تو ائمن میں اصل میں ائمن کو ائمن سے تیار دوسرے جہز سے میں قاعدہ تبلیغ جاری کر کے ائمن سے بدل لیا اور پہلے جہز سے بدل لیا اور پہلے جہز سے بدل لیا۔
۸	الْمُهَيَّمِنُ	نگہبان - یگواہ	یہ اصل میں مصدر ہے یعنی سلامت مگر یہاں سالم کہتے ہیں یہی جہتی وجہ کی ذات ہر طرح کے عیب اور نقصان سے سالما اور محفوظ ہے۔
۹	الْعَزِيزُ	غالب قوی - قاهر	یہ اصل میں مصدر ہے یعنی سلامت مگر یہاں سالم کہتے ہیں یہی جہتی وجہ کی ذات ہر طرح کے عیب اور نقصان سے سالما اور محفوظ ہے۔
۱۰	الْجَبَّارُ	بڑا او باؤ والا	یہ اصل میں مصدر ہے یعنی سلامت مگر یہاں سالم کہتے ہیں یہی جہتی وجہ کی ذات ہر طرح کے عیب اور نقصان سے سالما اور محفوظ ہے۔
۱۱	الْمُتَكَبِّرُ	عظمت بزرگی والا	یہ اصل میں مصدر ہے یعنی سلامت مگر یہاں سالم کہتے ہیں یہی جہتی وجہ کی ذات ہر طرح کے عیب اور نقصان سے سالما اور محفوظ ہے۔
۱۲	الْخَالِقُ	ہر چیز کا پیدا کرنے والا	یہ اصل میں مصدر ہے یعنی سلامت مگر یہاں سالم کہتے ہیں یہی جہتی وجہ کی ذات ہر طرح کے عیب اور نقصان سے سالما اور محفوظ ہے۔
۱۳	الْبَارِئُ	ہر چیز کا موجد	یہ اصل میں مصدر ہے یعنی سلامت مگر یہاں سالم کہتے ہیں یہی جہتی وجہ کی ذات ہر طرح کے عیب اور نقصان سے سالما اور محفوظ ہے۔
۱۴	الْمُصَوِّرُ	مخلوقات کی طرح طرح کی صورتیں بنانے والا	یہ اصل میں مصدر ہے یعنی سلامت مگر یہاں سالم کہتے ہیں یہی جہتی وجہ کی ذات ہر طرح کے عیب اور نقصان سے سالما اور محفوظ ہے۔
۱۵	الْغَفَّارُ	بہت بخشنے والا	یہ اصل میں مصدر ہے یعنی سلامت مگر یہاں سالم کہتے ہیں یہی جہتی وجہ کی ذات ہر طرح کے عیب اور نقصان سے سالما اور محفوظ ہے۔
۱۶	الْقَهَّارُ	زبردست یا غلبہ کرنے والا	یہ اصل میں مصدر ہے یعنی سلامت مگر یہاں سالم کہتے ہیں یہی جہتی وجہ کی ذات ہر طرح کے عیب اور نقصان سے سالما اور محفوظ ہے۔
۱۷	الْمُهَيَّمِنُ	بہت بخشنے والا	یہ اصل میں مصدر ہے یعنی سلامت مگر یہاں سالم کہتے ہیں یہی جہتی وجہ کی ذات ہر طرح کے عیب اور نقصان سے سالما اور محفوظ ہے۔
۱۸	الْمُتَكَبِّرُ	عظمت بزرگی والا	یہ اصل میں مصدر ہے یعنی سلامت مگر یہاں سالم کہتے ہیں یہی جہتی وجہ کی ذات ہر طرح کے عیب اور نقصان سے سالما اور محفوظ ہے۔
۱۹	الْخَالِقُ	ہر چیز کا پیدا کرنے والا	یہ اصل میں مصدر ہے یعنی سلامت مگر یہاں سالم کہتے ہیں یہی جہتی وجہ کی ذات ہر طرح کے عیب اور نقصان سے سالما اور محفوظ ہے۔
۲۰	الْبَارِئُ	ہر چیز کا موجد	یہ اصل میں مصدر ہے یعنی سلامت مگر یہاں سالم کہتے ہیں یہی جہتی وجہ کی ذات ہر طرح کے عیب اور نقصان سے سالما اور محفوظ ہے۔
۲۱	الْمُصَوِّرُ	مخلوقات کی طرح طرح کی صورتیں بنانے والا	یہ اصل میں مصدر ہے یعنی سلامت مگر یہاں سالم کہتے ہیں یہی جہتی وجہ کی ذات ہر طرح کے عیب اور نقصان سے سالما اور محفوظ ہے۔

مومن کے معنی ہوئے صدق یعنی ایمان واروں کے ایمان کو بجا کر نئے حالات

ابن کے معنی ہوں سے لگتا ہوں کا جیسا نے والا۔

جانیں اور ان کی عقلیں ہم کو تو بڑا خیال مسلمانوں کا ہے کہ ان کے ہاں بڑا زور توحید پر ہے مگر علماء انہوں نے مشرکوں کی کوئی ادا نہ چھوڑی جس کی نقل نہ کی ہو الا ماشاء اللہ وقلیل ماہر۔ وَمَا مِنْ اَكْثَرِهِمْ يَاسُو اَكْثَرُهُمْ مُشْرِكُونَ اس کو ہر شخص اپنی جگہ سمجھ لے معاملہ خدا کے ساتھ ہے یَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَلْحَنَةَ الصَّدْرِ۔

عذرت اربیش سے روو باما با خداوند غیب دان نہ روو

خدا کے بارے میں اسلامی عقیدہ ایسا سیدھا اور صاف ہے کہ اس سے زیادہ سیدھا اور صاف عقیدہ نہیں سکتا۔ اسلام مخلوقات سے خدا کی ذات و صفات کا پتہ چلاتا ہے۔ اور یہی وہ رستہ ہے جسے مولیٰ المطلب کہہ سکتے ہیں۔ مخلوقات سے ہم کو اتنی بات کا پتہ چلتا ہے کہ کارخانہ عالم کا بنانے والا اور سنبھالنے والا کوئی ہجو اور وہ کوئی ان چیزوں میں سے نہیں جن کو ہم معلوم کر سکتے ہیں جس سوائے اس کے ہم خدا کی ذات کے بارے میں اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اور عقل انسانی کی رسائی یہیں تک ہے۔

اب رہیں صفات تو کارخانہ عالم اور اس کے انتظام سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس کا بنانے والا اور اس کے انتظام کا چلانے والا ان صفتوں سے متصف ہو یعنی اس میں وہ کمالات ہوں جو اس کے صفاتی ناموں سے ظاہر ہوتے ہیں۔ خدا کے ننانویں نام ہیں جو نود و نہ نام کر کے مشہور ہیں ان میں سے ایک نام اللہ اسم ذات مان لیا گیا ہے۔ اگرچہ معبود ہونے کی حیثیت سے اللہ کو بھی اسم صفت کہہ سکتے ہیں۔ مگر آخرتے سارے صفاتی نام ہوں تو کوئی اسم ذات بھی ہونا چاہیے اور وہ اللہ ہے باقی رہے اٹھائیس نام وہ کسی نہ کسی صفت پر دلالت کرتے ہیں۔ اسمائے صفاتی کے بارے میں بھی ہم اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ صفتیں بھی خدا میں ہونی ضرور ہیں جس اس سے زیادہ ہم اس کے صفات کی توضیح نہیں کر سکتے۔ مثلاً ہم کہتے ہیں کہ خدا سمیع ہے سب کی سنتا ہے تو اس کے معنی ہیں کہ جو علم ہم بنی آدم کو حاشہ سمیع کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے وہ علم علی وجہ اکمال خدا کو بھی ہے نہ یہ کہ ہماری طرح کے اس کے کان ہیں ہمارے سننے کا تو یہ حال ہے کہ بولنے والا آواز کے ذریعے سے ہوا میں موج پیدا کرتا ہے اور وہ موج کان کے پردے سے گزرتا ہے۔ اور ہم کو آواز کا علم ہو جاتا ہے خدا اس طرح کا علم تو رکھتا ہے مگر وہ بے نیب زکان کا اور ہوا کے موج کا محتاج نہیں اور اسی پر خدا کی دوسری صفتوں کو قیاس کر لو یہ صفتیں ہم نے اپنے اوپر قیاس کر کے خدا میں مان لی ہیں مگر ہماری صفات ناقص ہیں خدا کی کامل و اکمل۔ جیسے دڑے کی چمک اور آفتاب کی جگمگا ہٹ + مزید توضیح کے لیے اسماء حسنی کے تین نقشے درج کتاب ہوتے ہیں +

ان نقشوں کے ذریعے سے خدا کے اسماء ذاتی و صفاتی معلوم ہوں گے اور یہ بھی کہ خدا کے کون کون اسماء ایسے ہیں جو قرآن میں بعینہ تو مذکور نہیں مگر ان کے ماقرے اور مشتقات مذکور ہیں اور نیز اسماء کے تراجم اردو بھی معلوم ہوں گے +

۱۰ اور اکثر لوگوں کا حال۔ ہے کہ خدا کو نام سے میں اور شکر بھی کرتے جاتے ہیں + ۱۱۔ خدا آنکھوں کی چوری کو جانتا ہو اور ان (وہیدوں) کو (بھی) جو لوگوں کے

نمبر	اسماء عربی	ترجمہ اردو	کیفیت
۴۳	الْكَرِيمُ	بزرگ	اس کے سنے ہیں بزرگ اور عزیز۔ کہتے ہیں کہ تم وہ ہو کہ قادر ہو تو صاف کہتے وعدہ کرے تو وفا کرے اور عہدے تو عہدے سے زیادہ ملے اور کوئی جس کی طرف التجا لے جائے تو اسے ضائع نہ ہونے دے کسی مکرّم اور چوکے سنی میں بھی آتا ہو۔
۴۴	الرَّقِيبُ	نگہبان	رقیب نگہبان اور بڑھل اور نگران کرانی بصر۔
۴۵	الْمُجِيبُ	دعا قبول کرنے والا	اجابت کہتے ہیں جواب دینے اور اجابت دعا کرنے کو سنی جو شخص خدا کو بلا تا ہے۔ وہ اسے جواب دیتا اور دعا کو قبول کرتا ہے سوال کو رد نہیں کرتا۔
۴۶	الْوَاسِعُ	وسیع المعلومات یا وسیع الغنا	ماخوذ جو سخت سے اور سخت سے ہیں فراخی اور بزرگ کرنے اور گہر لینے کو بصر اس کی اضافت بھی تو علم کی طرف ہوتی ہے اور کہتے ہیں خدا کا علم وسیع معلومات کو اور کسی انسان کی طرف بولا کرتے ہیں اس کا احسان وسیع ہے۔
۴۷	الْحَكِيمُ	حقائق اشیاء کا عالم	مشق و حکمت اور حکمت علامت جو کمال علم و تجربہ عمل اور بقاء اور احکام علم وحس سے جسے کہتے ہیں حکیم ماہر و حکام کا اور حکیم وہ جو حقائق اشیاء کا عالم ہو اور مساعیات کے دقائق کو خوب جانتا ہو۔
۴۸	الْوَدُودُ	نیک نیتوں کو دوست رکھنے والا۔	ساتنے کا صیغہ ہے ذوق پر فعل کے ذوق و رغبہ (دور) اور ودود و دجبر (دور) اور ودود تینوں کے سنے ہیں دوست رکھنے کے معنی خدا تعالیٰ نیک بندوں کو دوست رکھتا ہے۔
۴۹	الْمُجِيدُ	بزرگ - شریف	ماہر کا ماہر ہے اور ماہر۔ حق سے لیا گیا ہے۔ تجرید بزرگ کذا فی الصراح جسے کہتے ہیں تجرید وہ جس کی ذات شریف۔ آفاق جیل۔ عطا جیل ہو۔ اور جب سے جو تجرید جیل جی اچھا جیل اور وہاں اور حکم کو۔
۵۰	الْبَاعِثُ	مردوں کو مریے تھے اٹھا کر اٹھانے والا	بث کہتے ہیں مردوں کو قبروں سے اٹھا کر اٹھانے کو اور کبھی سوئے کو جگانے اور کبھی کبھی گام کے پیسے کے سنے ہیں بکری قتل ہوتا ہے۔
۵۱	الشَّهِيدُ	حاضر	شہد سے مشتق ہے یا شہادت سے گواہی دہنے سے جو گواہی دینے والے کے کہ بیک شہادت کہتے ہیں گواہی دینے کو خدا کو شہید یہ ہے ہر حاضر ہونے کے اور شہادت ہے جو تسمیٰ ہیں گواہی دینے والے کے کہ بیک شہادت کہتے ہیں گواہی دینے کو خدا کو شہید یہ ہے
۵۲	الْحَيُّ	ثابت	حق کے معنی ہیں ثابت اور بہت کے اس کی ضد ہے بال ہی نیست و نابجہ کبھی حق اور راستی اور راستی کے سنے ہیں ہی عقل ہوتا ہے۔
۵۳	الْوَكِيلُ	کار ساز	وکیل کہ جسے اپنا کام سپرد کر دے اور تمام تصرف کی باگ اس کے ہاتھ میں دیں چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و معروفتی سے بندوں کے تمام امور پر نشان کام رزق وغیرہ ملنے دے سے یہ ہیں اس لیے اسے وکیل کہتے ہیں
۵۴	الْقَوِيُّ	توانا۔ تمام القوت	توی توانا تین استوار۔ امام غزالی کہتے ہیں قوت و دلاوت کرتی ہے قدرت کاملہ بالغہ پر اور شانت شدت قوت پر۔ خدا تعالیٰ قوی ہے اس لیے کہ قدرت کاملہ بالغہ رکھتا ہے۔ متین ہے اس لیے کہ شدت القوت ہے +
۵۵	الْمُتَيْنُ	استوار	توی توانا تین استوار۔ امام غزالی کہتے ہیں قوت و دلاوت کرتی ہے قدرت کاملہ بالغہ پر اور شانت شدت قوت پر۔ خدا تعالیٰ قوی ہے اس لیے کہ قدرت کاملہ بالغہ رکھتا ہے۔ متین ہے اس لیے کہ شدت القوت ہے +
۵۶	الْوَلِيُّ	محب۔ مددگار	ولی کہتے ہیں محب ناصر کو اور خدا تعالیٰ پر بزرگوار اہانت داروں کا محب اور انصاف مدد و نصرت دیتا ہو ولی متولی کے سنے ہیں بھی لیا ہو اور حق تعالیٰ چلو کا مدد کے گھر کا متولی جو اور قریب کے سنے میں بھی لیا ہو۔
۵۷	الْحَمِيدُ	مستحق حمد	سزا دار حمد و ثنا
۵۸	الْمُحْصِي	ہر چیز کو احاطہ علم میں کرنے والا۔	احصا و شمار کرنا اور بطریق مستصفا کسی چیز کو جانا۔ تخصیصی مطلق ہے کلاسیا کے حقائق و دقائق کو جانتا جو اور کثرت عالم کو اس کا علم محیط ہے۔
۵۹	الْمُبْدِي	ابتدا پیدا کرنے والا	المبدی ماخوذ ہے ابد سے اور ابد کہتے ہیں ابتداء کرنے اور نیا پیدا کرنے کو۔ المعبود لیا گیا ہے عبادت سے جس کے سنے ہیں اولیٰ مانے اور عدم کے بعد ایجاد کرنے کے خدا مبدی جس میں ہی کہ وہ اول پیدا کرتا اور نتیجہ اس میں ہی کہ وہ قیامت میں دوبارہ پیدا کرے گا یا تیسری تلاش اعتبار سے کدات دن کا چکر باندھ رکھا ہے +
۶۰	الْمُعِيدُ	دوبارہ پیدا کرنے والا	المعید
۶۱	الْمُحْيِي	مخلوق کو زندہ رکھنے والا	المحیی
۶۲	الْمُمِيتُ	مارنے والا	الممیت
۶۳	الْحَيُّ	زنده	المحیی

اس کے سنے ہیں بزرگ اور عزیز۔ کہتے ہیں کہ تم وہ ہو کہ قادر ہو تو صاف کہتے وعدہ کرے تو وفا کرے اور عہدے تو عہدے سے زیادہ ملے اور کوئی جس کی طرف التجا لے جائے تو اسے ضائع نہ ہونے دے کسی مکرّم اور چوکے سنی میں بھی آتا ہو۔

اس کے سنے ہیں بزرگ اور عزیز۔ کہتے ہیں کہ تم وہ ہو کہ قادر ہو تو صاف کہتے وعدہ کرے تو وفا کرے اور عہدے تو عہدے سے زیادہ ملے اور کوئی جس کی طرف التجا لے جائے تو اسے ضائع نہ ہونے دے کسی مکرّم اور چوکے سنی میں بھی آتا ہو۔

[illegible]

نمبر شمار	اسماء عربی	ترجمہ اردو	کیفیت
۸۵	الْجَارُّ الْكَافِرُ	بزرگی و عزت والا	
۸۶	الْمُقْسِطُ	عادل و منصف	اس کا مادہ ہو متوسط اور متوسط کہتے ہیں جو رطل کو لیکن جب اسے باب افعال میں لے گئے تو معنی ہوئے جو رطل کا وزن کر کے، اور زنا اور جرم و ظلم کا نام جو انصاف و منصف کے معنی ہوئے منصف عادل۔
۸۷	الْجَامِعُ	تمام مخلوق کو جمع کرنے والا	قیامت میں خدا لوگوں کو جمع کرے گا یا دنیا میں پھڑے ہو کر جمع کرے گا۔
۸۸	الْغَنِيُّ	بے پروا	غنی مشتق ہو غنی سے اور غنی کہتے ہیں بے نیاز ہونے کو یعنی خدا تعالیٰ سے بے نیاز ہو کر خود بخود پیدا ہو گیا، اور غنی سے جس کے معنی ہیں بے نیاز کرنا یعنی وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے بے نیاز کرتا ہے کہ وہ اپنے ہم جنسوں کی طرف حاجت نہیں لے جاتا غنی جو مال دار کے معنی میں مشہور ہے وہ بھی بے نیازی کی ایک شاخ ہے
۸۹	الْمَغْنِيُّ	لوگوں کو بے پروا کرنے والا	
۹۰	الْمُعْطِ	عطا کرنے والا	مستطی دینے والا۔ اور ملے روک رکھنے والا یعنی جسے چاہے اور جو چاہے دیتا۔ اور جسے چاہے نہیں دیتا۔
۹۱	الْمُنَانِ	اپنے دوستوں سے تکلیف روکنے والا	
۹۲	الضَّارُّ	ضرر و شر کا خالق	یعنی خدا خالق خیر و شر اور نفع و ضرر ہے اور ورو۔ وودا۔ آج و شفا۔ گرمی و سردی خشکی و ترخی پیدا کی ہوئی اسی کی ہیں
۹۳	النَّافِعُ	نفع و خیر کا پیدا کرنے والا	
۹۴	الْمُؤَدِّ	روشن کرنے والا	عرف عام میں نور کہتے ہیں روشنی کو خدا پر نور کا اطلاق اس سے کیا گیا کہ زمین و آسمان میں اسی کا چاند نورا اور اسی کا نور ہے۔
۹۵	الْبَدِيعُ	موجد	بدیع بے مثل اور بے مانند۔ کبھی معنی میں مبدع یعنی موجد کے معنی آتا ہے جو بے موند دیکھے از خود اخراج کرے تو اس معنی کر بھی خدا بدیع ہے جو کہ اس نے جہان کے بنائے میں کسی کی تقلید نہیں کی۔
۹۶	الْبَاقِیُّ	باقی رہنے والا	دائم الوجود جو کبھی فنا نہیں ہوتا۔
۹۷	الْوَارِثُ	فنا ہو جانے والا جو باقی رہے	اس سے مراد ہے فنا سے موجودات کے بعد باقی رہنے والا جو تمام مرنے والوں کی میراث اُس کو پہنچی ہے
۹۸	الرَّشِیدُ	صاحبِ رشد	رشد خدا ہے یعنی کی اور ہی سے ہے ہیں لگائی تو رشد کے معنی ہوئے صاحبِ رشد اور خدا اور خدا کو رشد اسی کی کہ کیا کہ طریقی اسلام اُس کو پہنچا ہے اور وہی مہرط مستقیم ہے یا اس اعتبار سے جو صفات کا یہ خدا میں ہوئی۔
۹۹	الصَّبُورُ	بڑا صبر کرنے والا	صل میں صبر کے معنی عمل اور برداشت کرنے کے ہیں اور جو خدا تعالیٰ بندوں کی گستاخیوں اور آزمائشوں کی برداشت کرتا اور انتقام اور مواظبت میں جلدی نہیں کرتا اس لیے اُس کا نام صبور رکھا گیا۔

یہ اسماء صفاتی جنہیں اسماء حسنی بھی کہتے ہیں اکثر تو بحسنہ قرآن سے لیے گئے ہیں اور بعض جو بعینہ قرآن میں موجود نہیں ہیں اُن کے ماوراء اور مشتقات قرآن میں مذکور ہیں چنانچہ دونوں قسم کے اسماء کے دونے دیئے جاتے ہیں جن سے صاف طور پر معلوم ہو سکے گا کہ کون اسماء بعینہ قرآن میں موجود ہیں اور کون کے مشتقات مذکور ہیں۔

اللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ وَالْهَكَمُ اللَّهُ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ (رقعہ ۲۰۶)

أَمْلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ اللَّهُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ (حشرہ ۳۶)

الْحَاقُّ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ (حشرہ ۳۶)

الْعَفَّارُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ (ص ۵۶)

الْقَهَّارُ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَمِمَّا مَلَكَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (ص ۵۶)

نمبر شمار	اسماء عربی	ترجمہ اردو	کیفیت
۶۴	الْقَيُّومُ	کا خاندان عالم کا سنبھالنے والا	کائنات بذات خود اور زندہ قائم رکھنے والا اپنے غیر کو یا یوں کہو کہ قیوم مبالغہ ہے قیوم اور قیوم کہتے ہیں مصلح امور کو۔
۶۵	الْوَّاحِدُ	غنی	مشتق ہے وجود سے اور وجہ کہتے ہیں اسی اور قصد پر کامیاب ہونے یا مشتق ہے قصد اور عہدہ سے جن کے سنے ہیں تو نگر ہونے کے۔
۶۶	الْمَلِكُ	بزرگی والا	سنے میں ہے مجید کے جس طرح عالم سنے میں عظیم کے مگر تجید میں مبالغہ اور تاکید ہے یہ لیا گیا ہے مجید اور جو کہتے ہیں بزرگی کو۔
۶۷	الْوَّاحِدُ	تنہا - یگانہ	وحدت سے لیا گیا ہے جس کے سننے میں ایک اور یگانہ ہونا عرف میں واحد کا استعمال دو معنی میں ہوتا ہے ایک یہ کہ تجریدی اور بعض پر مبنی اس پر بعض میں ہوں جیسے جوہر فرد و سر یہ کہ بے مثال ہے مانند ہوا و آواز و آواز و آواز کے اہل معنی ہیں قصد کے چونکہ آدمی اپنے تمام مطالب میں باگاہ خداوندی کا قصد کرتے ہیں اس لیے اسے قصد کہتے ہیں غرض قصد اور فہم و مزج و تاب کا۔
۶۸	الصَّمَدُ	بے نیاز	
۶۹	الْقَادِرُ	قدرت والا	قدر اور قدرت اور اقتدار اور قدرت سب کے سننے ہیں توانائی کے تو قادر و مقتدر کے سننے ہوتے خدا
۷۰	الْمُقْتَدِرُ	صاحب قدرت	قدرت مگر مقتدر رہیں مبالغہ ہو
۷۱	الْمُقَدِّمُ	اپنے دوستوں کو باگاہ عروہ کی طرف بڑھانے والا۔	مقدم دال کے کسر کے ساتھ تقدیم سے مشتق ہے اور تقدیم کہتے ہیں آگے کرنے کو یہی طرح جو توجہ کے کسر سے تاخیر سے لیا گیا ہے جس کے سننے میں پہچھے بٹانا یعنی خدا تعالیٰ فرماں برداروں کو راہ قرب میں آگے بڑھانا اور نافرمانوں کو دگاہ قدرت سے دور کرنا اور پیچھے بٹانا ہے۔ یاد کیا کے کاموں میں تو توجہ طلب میں تقدیم تاخیر اس کے کرنے سے ہوتی ہے۔
۷۲	السَّوَّخِرُ	دشمنوں کو اپنے لطف سے پیچھے ہٹانے والا۔	
۷۳	الْأَوَّلُ	سب پہلا	اول ہے یعنی ازلی ہے کہ اس کے وجود کی ابتدا اور سہتی کا آغاز نہیں اور آخر پر مبنی دائمی ہے کہ اس کی بقا کے لیے نہایت اور دوام کے لیے انقضاء نہیں
۷۴	الْآخِرُ	سب پچھلا	
۷۵	الظَّاهِرُ	اشکارا ہے بلحاظ قدرت	خدا ظاہر ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کا وجود اس کی ہستی ان آیات و دلائل سے ظاہر ہے جو آسمان و زمین میں ہر صاحب بصیرت کو دکھائی دیتے ہیں اور خدا کے باطن ہونے کے یہ معنی ہیں کہ انہی گنہ ذات حجاب جلال میں محبوت پوشیدہ ہے۔
۷۶	الْبَاطِنُ	پوشیدہ، باعتبار ذات	بالات میں جو اسے مشتق ہے جس کے صرف کرنے اور قابو لینے کے ہیں اور ایک ہی ولایت و فتح و او جس کے سننے مدد کرنے اور کفرانی کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ ولایت و فتح و او مصدر ہے اور بکسر او اسم تولى و وجہ سب کا مالک و تمام
۷۷	الْوَالِي	تمام امور کا ستولی	
۷۸	الْمُتَعَالِي	مخلوق کی صفات منترہ	تمام حکمرانوں اور ولات سے بلند قدر یا تمام قاضی انات عابدینان۔
۷۹	الْبَرُّ	اپنے لطف بندوں کے ساتھ نیکی کرنے والا۔	بر یعنی با حسن نیت یعنی نیکی کرنے والا۔
۸۰	التَّوَّابُ	گنہگاروں کی توبہ قبول کرنے والا	توبہ مبالغہ ہے تاب کا اور تابا غفر توبہ سے توبہ کے اہل معنی میں توبہ کرنے کے بعد جہاں کی نسبت بندے کی طرف ہوتی ہے تو گناہ سے رجوع کرنا اور توبہ کی طرف ہوتی ہے توبہ کے ساتھ رجوع کرنا یعنی انتقام کہتے ہیں بدلے کی توبہ خدا تعالیٰ کا فرسوں سے اپنی نافرمانی کا بدلہ لینے والا۔ اور ان کے مکر و سرکشی کی سزا دینے والا۔
۸۱	الْمُسْتَقِيمُ	نافرمانوں سے بدلا لینے والا۔	
۸۲	الْعَفُوُّ	گناہوں کو مٹانے والا	
۸۳	الرَّؤُوفُ	بہت شفقت کرنے والا	رأفت کہتے ہیں شدت رحمت کو اور یہ مبالغہ کا صیغہ ہے جیسے غروب اور شکر
۸۴	مَالِكُ الْمُلْكِ	ملک کا مالک	

الْوَاحِدُ وما من اله الا الله الواحد القهار (ص ۵۶)
 الْقَمَدُ قل هو الله احد الله الصمد (اخلاص ۱۶)
 الْقَادِرُ قل هو القادر على ان يبعث عليكم عذابا من فوقكم (انعام ۸۶)
 الْمُقْتَدِرُ في مقعد جدد وعند مليك مقتدر (نمر ۳۶)
 الْأَوَّلُ الْآخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شئ عليم (صدید ۶)
 الْمُتَعَالَى علم الغیب الشهادة الكبير المتعال (رعد ۸۴)
 الْبَرُّ انه هو البر الرحيم (طور ۱)
 التَّوَابُ انك انت التواب الرحيم (نور ۱۵۶)
 الْعَفُو ان الله كان عفوا غفورا (النساء ۴۶)
 الرَّؤُوفُ ان الله بالناس لرؤوف رحيم (نور ۱۵۶)
 مَالِكُ الْمَلِكِ قل اللهم مالك الملك توتی الملك من تشاء (زل ۳۶)
 ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ تبارک اسم ربك ذي الجلال والاكرام (الرحمن ۳۶)
 الْجَامِعُ ربنا انك جامع الناس لیوم لا ریب فیہ (زل ۱۶)
 الْغَنِيُّ والله غنی حلیم (نور ۳۶)
 الشَّوْرُ الله نور السموت والارض (النور ۵)
 الْحَكِيمُ یوسی انه انا الله العزیز الحکیم (النمل ۱۶)
 الْقَابِضُ الْبَاسِطُ والله یقبض ویبسط والیہ ترجعون (نور ۳۶)
 الرَّافِعُ یرفع الله الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات (الحجرات ۳۶)
 الْمُنْزِلُ وتفر من تشاء وتذل من تشاء (زل ۳۶)
 الْحَكَمُ والله یحکم لا معقب لحکمہ (رعد ۲۰)
 الْبَاعِثُ وان الله یبعث من فی القبور (حج ۱-۶)
 الْمُخْصِي وأخصی کل شئ عددا (جن ۲۰-۶)
 الْمُبْدِي الْمُعِيدُ انه هو مبدئ و معید (روح ۱۶)
 الْمُبِيتُ والله یحیی ویمیت (زل ۱۶)
 الْمُنْتَقِمُ فانا منهم منتقمون (زخرف ۶-۳)
 الْمُقْسِطُ قائما بالقسط (زل ۱۶)
 الْمَغْنِي ان تكونوا فقراء یغنی الله من فضله (النور ۳۶)

الْوَهَّابُ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب (ال عمران ١٠٦)

الرَّزَاقُ ان الله هو الرزاق ذو القوة المتين (ذاريات ٣٣)

الْفَتْاحُ الْعَلِيمُ ثم يفتح بيننا بالحق وهو الفتاح العليم (سبا ٣٦)

الَسَّمِيعُ وله ما سكن في الليل والنهار وهو السميع العليم (انعام ٢٤)

الْبَصِيرُ والله بصير بالعباد (ال عمران ١٦)

اللطيف الخبير وهو يدرك الابصار وهو اللطيف الخبير (انعام ١١٣)

الحليم يتبعها اذى والله غني حليم (بقره ٣٧٤)

الْعَظِيمُ ولا يؤده حفظهما وهو العلي العظيم (بقره ٣٣٦)

الْغَفُورُ الشَّكُورُ يرفعهم اجرهم ويزيدهم من فضله انه غفور شكور (فاطر ٢٧)

الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ قالوا الحق وهو العلي الكبير (سبا ٣٦)

الْحَفِيفُ ان ربي على كل شيء حفيظ (هود ٥٦)

الْمُقِيتُ وكان الله على كل شيء مقيتا (النساء ١١)

الْحَسِيبُ ان الله كان على كل شيء حسيبا (النساء ١١)

الْكَرِيمُ ومن كفر فان ربي غني كريم (النحل ٣٦)

الرَّقِيبُ ان الله كان عليكم رقيبا (النساء ١٦)

الْجَبِيبُ ان ربي قريب مجيب (هود ٤٦)

الْوَاسِعُ ان ربك واسع المغفرة (نجم ٢-٣)

الْوَدُودُ وهو الغفور الودود (روم ١٦)

الْمُحِيدُ رحمة الله وبركاته عليكم اهل البيت انه حميد مجيد (هود ٤٤)

الشَّهِيدُ وانت على كل شيء شهيد (مائده ١١٤)

الْحَقُّ ثم ردوا الى الله مولاهم الحق (انعام ٨٦)

الْوَكِيلُ وقالوا احسبنا الله ونعم الوكيل (ال عمران ١٨٦)

الْقَوِيُّ الله لطيف بعباده يرزق من يشاء وهو القوى العزيز (الشورى ٢٦)

الْمُتَيْنُ ان الله هو الرزاق ذو القوة المتين (ذاريات ٣٦)

الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ وينشر رحمته وهو الولي الحميد (شورى ٣٦)

الْمُحِيطُ ان ذلك لحي المولى وهو على كل شيء قدير (روم ٥٦)

الْقَيُّومُ المر الله لا اله الا هو الحي القيوم (ال عمران ١٦)

حالت کے مناسب غذا پونجی رتی ہے۔ پھر وہ عرصہ ہتی میں آتا ہے تو بَدَنًا خَالِصًا سَاغًا لِلشَّرِيعِین سے پور ش پاتا ہے۔ اور آخر کو غذائے نباتی اور حیوانی سے یعنی جب تک آدمی ضعیف و ناتوان ہوتا ہے بے سعی اُس کو روزی ملتی ہے اور قادر ہوئے پیچھے اُس کو پیٹ کے لیے کتنے جتن کرنے پڑتے ہیں۔ اور پھر بھی وہ کتنے ہی جتن کیوں نہ کرے۔ خدا کا ہاتھ شروع سے آخر تک اُس کو سہارا کا تار ہوتا ہے فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهِ أَنَا صَبَّأْنَا الْمَاءَ صَبًّا ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا وَعِنبًا وَقَضَبًا وَزَيْتُونًا وَغُلًّا وَحَدَائِقَ غُلْبًا وَفَاكِهَةً وَأَبَاقًا ثُمَّ نَعْلَمُ كُفْرًا وَنَعْلَمُ مَكْرًا قَطْعًا

ابرو باد و مہ و خورشید و فلک در کارند تا تو نانے بجف آری و بخت نخوری

ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں بری

غذا کے پیسے آئے بعد بھی آدمی کی آخری کوشش یہ ہوتی ہے۔ کہ غذا کو خلق سے اُتارے۔ مگر اتنے سے مقصود غذا حاصل نہیں ہوتا اُس کا ہضم کرنا اُس کا خون بنانا۔ خون کو گوشت پوست ہڈی چھتے بال ناخن وغیرہ میں تبدیل کرنا اور ہر ایک عضو کو تائید و پوجنا ان میں سے کوئی سا کام بھی آدمی کے ارادے سے نہیں ہوتا اور ان کاموں کے بدون جسم کی عمارت قائم نہیں رہ سکتی۔ ارادہ تو ارادہ آدمی کو تو خبر تک بھی نہیں ہوتی اور اندرونی قوتیں خدا کے حکم سے اپنی اپنی خدمتوں کی بجائے کوشش کرتی رہتی ہیں۔ یہ تو ایک غذا کا حال ہے کہ قدرتی خدمتگاروں کا مذکور نہیں۔ بوئے سے لے کر پیسے پکانے تک کتنے آدمی کتنے جانور اُس کا سر انجام کرتے ہیں تب کہیں جا کر لقمہ آدمی کے نیک لگتا ہے۔ پھر خدا کے علاوہ اور کتنی ضرورتیں ہیں جو آدمی کے پیچھے لگی ہیں یا اُس نے خود تکلف آرائش آسائش کے لیے اپنے پیچھے لگالی ہیں سو فصول اور لاینبی چیزوں کے لیے تو آدمی کو قصور بہت ہاتھ پاؤں بلانے بھی پڑتے ہیں۔ نہایت ضروری چیزیں خدا نے اپنی قدرت سے مہیا کر دی ہیں مثلاً زندگی گانی کی ضرورتوں میں سب سے زیادہ ضروری چیز ہوا ہے۔ کہ کوئی متنفس و مسکن بھی سانس لینے بغیر زندہ نہیں رہتا۔ سو آدمی گھر میں ہو یا بازار میں یا کھلے میدان میں تہ خانہ میں ہو یا پہاڑ پر سانس لینے کے لیے ہوا ہر جگہ موجود۔ ہوا سے دوسرے درجے میں پانی ہے۔ وہ بھی برس میں دوبار خدا ہرانا رہتا ہے۔ جا بجا دریا پڑے۔ رہے ہیں کہیں بھی زمین کو گھو دو پانی نکل آتا ہے۔ کھانے کے لیے جنگل میں درخت پھل پھلاری کی افراط ہے۔ پانی کی جگہ شربت کی بوڑھ پنو۔ اور پلاؤ زردے کھانا چاہو تو خدا سے یہ توقع نہ رکھو کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں بنی اسرائیل برحق و سلوے اتر کر تاقھا بنا بنایا شربت اور پکا پکا پلاؤ آسمان سے برے کا خدا نے وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا سے مختاری زندگی کا ذمہ لیا ہے۔ نہ

سے ہم تم کو خالص دودھ پلاتے ہیں جس کو پینے والے آسانی سے دُکھٹ غٹ اپنی جاتے ہیں ۱۲ اے آدمی کو چاہیے کہ راتوں نہیں تو اپنے کھانے ہی کی طرف نظر کرے کہ ہم ہی اُنے اُوپر سے پانی برسایا پھر ہم ہی اُسے راکھ زمین میں (یہ سب کچھ اگایا دینی غلہ اور انگور اور ترکاریاں اور زیتون اور کھجوریں اور گئے گئے باغ اور میوے اور چار ذرے سب) اس لیے کہ تم لوگوں کو اور تمھارے چار پاؤں کو فائدہ پہنچے ۱۲ اے اور جتنے (جاندار) زمین میں چلتے

الْبَاقِي وَبَقِيَ وَجْهَ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (الرحمن ۱۶)

الْقَادِي وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (انعام ۵۶)

الضُّبُورُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ (سبا ۲۶)

الْوَارِثُ وَإِنَّا لَنَحْنُ فَخْرِي وَنَمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ (حج ۲۶)

ذیل میں اسماء مذکور ہوتے ہیں ان کے مشتقات بھی بعینہ قرآن میں نہیں ملے ہاں ماقے یا جاتے ہیں
الْخَافِضُ الْعِزُّ الْجَلِيلُ الْوَاجِدُ الْمَجْدُ الْمُتَوَكِّلُ الْمُتَعَزِّزُ الْمُتَعَزِّزُ الْمُتَعَزِّزُ
الضَّارُّ الشَّارِعُ الْكَاشِفُ

میں اللہ صریح طور پر کاغذ عالم خدا تعالیٰ کی ہستی پر دلالت کرتا ہے اور ہر بڑی چھوٹی چیز سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی نے اس کو بنایا اور پیدا کیا ہے اور اسی کا نام ہے خدا اسی طرح انتظام دنیا ان صفات پر دلالت کرتا ہے جن کے اعتبار سے اسماء صفاتی وضع کیے گئے ہیں یعنی یہ تمام صفتیں ہوں تو کاغذ عالم کے انتظام کا چلنا ناممکن ہو جائے غرض یہی نیا اور اس کا انتظام ہم کو خدا کی ذات و صفات کی طرف رہبری کرتا ہے ہمارے پاس عقلی شہادۂ خدا کی کوئی دلیل ہے اور وہی عقلی شہادت ان صفات کے ساتھ خدا کے متصف ہونے کی تصرفات عالم پر نظر کرنے سے خدا کے صفاتی نام اور بھی بنایے جاسکتے ہیں مگر نو و نو نام حدیث سے ثابت ہوئے ہیں اور ان میں اتنی جامعیت ہے کہ دوسرے نام بنانے کی ضرورت نہیں بعض اسماء صفاتی ایسے ہیں کہ آدمی اپنے اور پر قیاس کر کے خدا کو ان ناموں سے پکارتا ہے مگر خدا کے صفات انسانی صفات سے اعلیٰ اور کمال ہیں مثلاً خدا کو سمیع و بصیر کہتے ہیں تو اس کے یہ معنی نہیں کہ خدا کے کان ہیں اور وہ سنتا ہے یا اس کی آنکھیں ہیں اور وہ دیکھتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو علم ہم کو بنی نوع بشر کو سمیع و بصیر کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے اس سے کمال تر خدا کو ہے ایک بات یہ بھی ہے کہ خدا کے اسماء صفاتی اکثر صفت مشبہہ کے صیغوں میں ہیں اس واسطے کہ صفت مشبہہ کا صیغہ ثابت استمرار پر دلالت کرتا ہے اور اسم فاعل کا حدوث پر سماع اور سمیع قادر اور قدیر میں تجدد اور استمرار حدوث اور ثبات کا تفاوت ملحوظ رکھنا چاہیے۔

آدمی مطلق خدا کا منکر تو ہو نہیں سکتا۔ اس لیے کہ خدا نے آدمی کو عقل دی ہے اور وہ زبردستی اس سے منواتی ہے کہ ضرور کوئی ہرگز اور ہر جس اس مشین کو بنایا اور وہی اس مشین کو چلا رہا ہے یہاں تک تو تمام بنی آدم کا اجماع ہو اور اجماع ہو تو ایک امر صحیح واقعی یقینی پر ایک کاش لوگ مسلمانوں کی طرح ملتے ہی پر قناعت کرتے لیکن وہ نگے بال کی کھال نکالنے اور راہ راست جھٹک گئے نہ ہر جائے مرکب تو ان تاخیر کہ جا با سپر باید انداختن

آدمی کو چاہیے کہ اپنی عقل پر نازاں نہ ہو اور اسے اسی کی حدیں رکھے اتنی بات تو ہر ایک کو سمجھ پڑتی ہے کہ آدمی سرایا احتیاج پیدا ہوا ہے اس کا پیدا ہونا جیتا۔ مرنے کا سب پر لے ہاتھ میں ہے اس کو سرایا احتیاج پیدا کیا ہے تو اس کی حاجت روائی کے سامان بھی جیتا ہیں خدا نے زمین کا ایسا بھر پور توشہ خانہ مخلوقات کے لیے بنا دیا ہے کہ جو چیز جس کو درکار ہوتی ہے وہ اسی توشہ خانے سے نکلی چلی آتی ہو ورنہ من شئ الا عندنا کتھبت آیت وما ننزلہ الا بقدر معلوم ہم مخلوقات میں سے ایک آدمی کو لیتے ہیں تو پتے ہیں کہ جبکہ اس میں جان پڑتی ہے اس کو غذا درکار ہوتی ہے اور وہیں ماں کے پیٹ میں اس کو اس کی لے اور جتنی چیزیں ہیں ہمارے ہاں سب خزانے رکھنے بھرے پڑے ہیں مگر ہم ایک اندازہ معلوم (مقرر) کے ساتھ ان کو مخلوقات کے لیے

اور یہی وجہ ہے کہ جس کو خدا نے اپنی عبادت قرار دیا ہے اُس میں بھی مقصود اصلی خلاق کا نفع ہے۔ مگر کتنے آدمی ہیں جو اس فہم کو سمجھتے ہیں شاید سو میں ایک دو عبادتیں تین قسم کی ہیں۔ قلبی۔ بدنی۔ مالی۔ قلبی عبادت سے مراد ہے۔ دلی عقیدہ۔ دلی یقین۔ کہ خدا واقع میں ہے۔ اور عالم سارا اُسی کا بنایا اُسی کا پیدا کیا ہوا ہے اُسی کی مخلوقات میں ایک مخلوق ہم بنی آدم بھی ہیں مگر عقل سرفراز فرما کر خدا نے ہم کو ایک خاص طرح کی برتری دی ہے وَفَضَّلَنَا هُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا۔ کہ ہم عقل ہی کے بننے پر دنیا میں چن سے زندگی بسر کرتے ہیں سچ ہے کہ آدمی کو دنیا میں تکلیفیں بھی پہنچتی ہیں۔ بلکہ لوگ اکثر تکلیفوں کے شکاری پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے

در عالم بے وفا کسے خرم نیست شادی و نشاط در بنی آدم نیست

آنکس کہ درین زمانہ اور غم نیست یا آدم نیست یا درین عالم نیست

تو کیا خدا نے ہم لوگوں کو بے خطابے قصور گوناگوں تکلیفوں میں مبتلا رہنے کے لیے پیدا کیا ہے۔ ایسا خیال کرنا محاذِ الصدقہ کو ظالم ٹھہرنا ہے۔ حالانکہ واقعی بات تو یہ ہے کہ دنیا کی بناوٹ دنیا کے واقعات سے بے شائبہ اشتباہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ دنیا کے پیدا کرنے کی مصلحتوں کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ مگر اُن میں سے بڑی مصلحت اظہارِ رحمت ہے۔ سہرے سے پیدا کرنا ہی رحمت ہے اور پھر ہر مخلوق کی تمام ضرورتوں کو مہیا کرنا مہرِ رحمت

للمؤلف

میں جس غرض سے بنایا جو اُس نے اُس کا ستہ دکھایا ہے اُس نے

الَّذِي اعْطَى كُلَّ شَيْءٍ حَقَّهُ ثُمَّ هَدَىٰ اِتِّجَا پھر یہ تکلیفیں کسی جن کا ہر فرد بشر شاک ہے؟ ہاں یہ تکلیفیں اسے سببِ این ہمہ آورہ نُست۔ خود آدمی اپنی نادانیِ ناقبت اندیشیِ نامرمانی سے مول لیتا ہے۔ مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ یعنی خدا نے جو زندگی کا دستورِ العمل ہم لوگوں کے لیے بنا دیا ہے اور وہ کیا ہے قرآن پاک لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ شامتِ نفس سے ہم اُس کی ہدایتوں پر عمل نہیں کرتے اس سے تکلیفیں اُٹھاتے اُوں سببیں جھیلے ہیں جس جب ہم کو کوئی امرِ مالامل پیش آئے یقین کر لو کہ تم سے خدائی دستورِ العمل کی تعمیل میں ضرور کوئی فروگزاشت ہوئی ہو اور یہ تکلیف اُسی فروگزاشت کا نتیجہ ہو خدائی دستورِ العمل تم کو نہ صرف تمھاری فروگزاشت بتائے گا بلکہ اُس کی تلافی بھی۔ غرض کہ خدا تو ہماری ذرا

لے اور جتنی مخلوقات ہم نے پیدا کی ہے اُن میں مہتروں پر اُن کو برتری دی ۱۲۔ جس نے ہر مخلوق کو اُس کی (خاص طرح کی)

بناوٹ عطا فرمائی پھر اُس کو اُن اغراضِ خاص کے پورا کرنے کی راہ دکھائی (جن کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے) ۱۲۔

۱۳۔ راویِ مندے حقیقت حال تو یہ ہے کہ تجھ کو کوئی فائدہ پہنچے تو (تجھ کے) اللہ کی طرف سے ہے اور تجھ کو کوئی نقصان پہنچے تو (تجھ کے) اللہ کی

نفس کی طرف سے ہے ۱۴۔ جھوٹ نہ تو اُس کے آگے (وہی کی طرف) سے اُس کے پاس پھٹکنے پاتا ہے اور نہ اُس کے پیچھے (وہی کی طرف) سے

رکھو (کہ حکمت والے سزاوارِ حمد و ثنا یعنی خدا کی اتاری ہوئی کتاب) ہے :

ان تکلفات کا اپنی ضرورت کے لیے نہیں۔ مگر تکلف کے لیے کچھ نہ کچھ تکلیف کرنی ہی پڑے گی۔
۱ اور ذوق تکلف میں ہے تکلیف طر سر آرام سے وہ ہر جو تکلف نہیں کرتا

غرض کہ خدا تعالیٰ نے آدمی کو ایک خاص طرح کا مخلوق کا جتن پیدا کیا ہے تو اس کی ضرورتوں کا سامان بھی مہیا کر دیا ہے بہت کچھ اپنی قدرت سے اور کچھ یوں ہی سا برائے نام آدمی کے انبائے جنس کے ذریعے سے اور اسی لیے تو آدمی اپنی طرح کے آدمیوں میں بل کر رہتا ہے کہ لوگ ضرورتوں کے بہم پونچانے میں اس کی مدد کریں اور یہ لوگوں کی۔ جسے مشہور میں ہزاروں لاکھوں آدمی بستے ہیں۔ اور ان میں سے ہتیرے ایسے ہیں کہ ظاہر میں ایک کو دوسرے سے کچھ تعلق نہیں۔ مگر حقیقت وہ سب ایک دوسرے کا کام کر رہے ہیں۔ غرض آدمی کے لیے جو کام ظاہر میں دوسرے آدمی کرتے ہیں وہ بھی خدا ہی ان سے کرتا ہے کہ ان کو اس کی توفیق دی ہے ان کو اس قابل کیا ہے۔ ان کے دل میں یہ بات ڈالی ہے۔ آدمی ان باتوں کو سوچے سمجھے تو وہ ضرورت پیدا کرے گا کہ آدمی کے تعلقات تو بہت ہیں مگر کوئی تعلق اس تعلق کو نہیں پاتا۔ جو آدمی کو خدا کے ساتھ ہے۔ آدمی کے دوسرے تعلقات عارضی اور چند روزہ ہیں۔ مگر اس کا تعلق خدا کے ساتھ ہر وقت کا تعلق ہے اور ابدی ہے۔ اور میراث تو دنیا جے میں ثابت کر دی جا چکی ہے۔ کہ ہر ایک تعلق کے دو پہلو ہوتے ہیں حق کا اور ذمہ داری کا۔ سو بندوں کا کوئی دعویٰ اور کوئی حق خدا پر نہیں۔ ہاں اُس نے از خود بندوں کی روزی کا ذمہ لیا ہے وَكَأَنِّي كَاتِبُتُ فِي الْأَرْضِ اللَّهُ رَزَقَهَا وَمَرْبَاهَا كَاتِبٌ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةُ سَوْخُذِ ابْنِي وَتَمَّ دَارِي كَبُؤُاسُ لَپَنے اُوپر لازم کر لی ہیں بے طلب بے تقاضا با حسن الوجہ پورا کر رہا ہے۔ رزق کے عتبار سے خیر الزین ہے اور مہربانی کے لحاظ سے ارحم الراحمین۔

رہے اُس کے احسان بندوں پر۔ ہندوں کا تو مقدور نہیں کہ اُن کو گن سکیں وَإِنْ تَعَدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا تو جیسے اُس کے بے شمار احسان ویسے ہی اُس کے بے شمار حقوق اور ویسے ہی اُس کی نعمتوں کے مقابلے میں بندوں کے فرائض هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ۔ دنیا میں اگر کوئی ہم پر احسان کرتا ہے۔ تو ہم اُس سے خدمت سے کسی نہ کسی طرح اُس کا بدلہ اُتار بھی سکتے ہیں مگر خدا کی نہ تو ہم سے خدمت ہی ہو سکتی ہے اور نہ وہ ہماری خدمت کی پروا کرتا ہے فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ عَلِيمٌ۔ ہاں اُس کے بندوں کی خدمت بھی اُس کی خدمت ہے اور یہی خدا ہم سے چاہتا بھی ہے۔

دل بدست اور کہ سچ کسبِ رست از ہزاراں کعبہ یک دل بہت رست

۱۰ اور بظنہ (عامدار) زمین میں چلتے پھرتے ہیں اُن (سب) کی روزی اللہ ہی کے دے ہے ۱۲۔

۱۱ اُس نے از خود لوگوں پر مہربانی کرنے کو اپنے اُوپر لازم کر لیا ہے ۱۲۔

۱۳ اور اگر خدا کی نعمتوں کو گننا چاہو تو اُن کو پورا پورا گن نہ سکو ۱۲۔

۱۴ بظاہر کے سوا نیکی کا بدلہ کچھ اور بھی ہو سکتا ہے ۱۲ بے شک اللہ دنیا جہان سے بے نیاز ہے ۱۲۔

اور نہ وہ بے نیاز کسی طرح کی غرض رکھتا ہے۔ اِنْ تَكْفُرُوْا اِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ
وَ اِنْ تَشْكُرُوْا اِیْرَضْنٰهُ لَكُمْ لیکن یقین یقین میں فرق ہے۔ عام طرح کا یقین تو یہ ہے اور یہ یقین کا اونی
درجہ ہے کہ آپ تو غور و فکر کرنے کی عادت نہیں۔ کسی کو مرتے دیکھا یا آپ مبتلائے مصیبت ہوئے خدا
یاد آگیا۔ بات رفت و گزشت ہوئی۔ یاد خدا بھی بھولی بسری ہوگئی۔ ایسے ہی لوگوں کے حق میں کسی نے کہا ہے
مصرع چکنے گھڑے پہ بوند پڑی اور پھسل پڑی * یقین کا اعلیٰ درجہ جو خاصانِ خدا کا حصہ ہے یہ ہے۔ شعر
کسانے کہ نیروان پرستی کنند باواز و لابلاب مستی کنند
یہ لوگ دُڑے میں آفتاب کو۔ مخلوق میں خالق کو۔ یعنی ہر چیز میں خدا کو یا بحشم سر مشاہدہ کرتے ہیں۔
ہرچہ آید در نظر غیر تو نیست یا تو فی یا خوئے تو یا بوئے تو *

ان اعلیٰ اور اونے دو درجوں کے درمیان میں یقین کے بے شمار مدارج ہیں۔ مَن كَانَ يُرِیْدُ الْعَاجِلَةَ
عَجَلْنَا لَهُ فِیْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِیْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ بَٰجِهَیْمًا یَّضْلِمُهَا مَدَامًا مَّذْخُورًا وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعَىٰ
لَهَا سَعِیْمًا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَوْ لَئِكَ كَانَ سَعِیْمُهُمْ مَّشْكُورًا كَلَّا ثُمِّلَ اُولَٰئِیْكَ وَهُوَ لَا یَعْلَمُ مِنْ عَطَاۤءِ رَبِّكَ وَمَا
كَانَ عَطَاۤءُ رَبِّكَ یَحْظُرُ اَنْظُرْ كَیْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَلَآ اَخِیْرَةَ الْاَبْرَدِ رَحٰتٍ وَ الْاَبَرُ تَقْضِیْلًا
خدا نے جو عبادت کو اپنا حق اور ہم بندوں کا فرض قرار دیا ہے۔ تو اس کا اصل مطلب اس بات کا ظاہر کرنا ہے
کہ ہم اُس کے بندے ہیں۔ پھر بندگی کے ظاہر کرنے کے اُس لئے طریقے بتا دیے ہیں۔ ہمارا خیال تو یہ ہے
کہ ان تمام طریقوں سے خلق اللہ کو فائدہ پہنچانا مقصود ہے۔

ع راحت بدل رسان کہ ہمیں مذہب ست و بس *
اور جس طریقے سے صاف طور پر یہ بات ظاہر نہیں ہوتی۔ تو کم سے کم اتنا تو ہے کہ خدا کا
خیال تازہ ہوتا ہے۔ اور عبادت گزار کی بلکہ سارے مسلمانوں کی بلکہ کل عالم کی صلاح و ارباب
اسی خیال پر متفرع ہے *

اے اگر تم (خدا کی) ناشکری کرو تو اس قدر تم سے بے نیاز (مطلق) ہو اور اپنے بندوں کے لیے ناشکری کو پسند نہیں کرتا (یعنی نہیں
چاہتا کہ اُس کی ناشکری کروں) اور اگر تم اُس کا شکر کرو تو وہ تمہاری اس ادا کو پسند کرتا ہے ۱۲ * جو شخص دنیا کا طالب ہو تو ہم پر
چاہتے ہیں (اور) جتنا چاہتے ہیں (اسی دنیا) میں سر دست اُس کو دے دیتے ہیں (دگر) پھر آخر کار ہم نے اُس کے لیے دوزخ طیار
رکھی ہے جس میں وہ بُرے حالوں رائدہ (درگاہِ خدا) ہو کر داخل ہوگا اور جو شخص طالبِ آخرت ہو اور آخرت کے لیے جیسی کوشش
کرتی چاہیے ویسی اُس کے لیے کوشش بھی کرے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو یہی لوگ ہیں جن کی محنت (خدا کے ہاں) مقبول ہوگی
(اور) پیغمبر (وہ دنیا کے طالب) اور یہ (آخرت کے طالب) سب ہی کو ہم تمہارے پروردگار کی (یعنی اپنی) بخشش سے امداد دیتے ہیں
اور تمہارے پروردگار کی بخشش (عام ہو کسی پر) بند نہیں (اور) پیغمبر (دیکھو تو سہی کہ) ہم نے (دنیا میں) بعض لوگوں کو بعض کچھ سی بُری
دی اور اللہ آخرت کے دے کہیں بڑھ کر ہیں اور (جیسے ہی اُن کی) برتری دہی کہیں بڑھ کر ہو ۱۳

سی تکلیف کار و ادارہ نہیں۔ خواہ وہ تکلیف روحانی ہو یا جسمانی۔ داخلی ہو یا خارجی۔ یعنی ہماری اپنی وجہ سے ہو یا دوسروں کی وجہ سے مگر ہم ہی اُس کا کہنا نہ مانیں تو اس کا کیا علاج۔ تم کو جو خدشے واقع ہوں بے تامل بیان کرو خدشات کا واقع ہونا عیب نہیں ہے۔ عیب بے خدشات کا چھپانا کہ اس سے بزدلانہ ثابت ہوتا ہے ہمارا دعویٰ تو یہ ہے مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنْ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ اس دعوے کے دو جزو ہیں پہلے جزو کے صحیح ہونے میں تو کوئی کلام ہی نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ دنیا میں جو کچھ سامان عیش و عشرت آدمی کے لیے ہے وہ سب خدا کا بنایا خدا کا دیا ہوا ہے۔ آدمی ماں کے پیٹ سے تو لے کر نہیں آیا جو کچھ اس نے کمایا وہ بھی خدا ہی کی دین ہے کہ خدا نے آدمی کو اس قابل کیا اور کمایا بھی تو کیا کمایا۔ خدا کی بنائی ہوئی خدا کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں تصرف کیا اور بس۔ پس مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنْ اللَّهِ یا مَا بِكَ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنْ اللَّهِ کے بوجھ سے تو آدمی کسی طرح سبکدوش ہو ہی نہیں سکتا۔ اب رہا مَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ تو مصیبتیں جو آدمی کو زندگی میں پہنچی رہتی ہیں بہت تو اسی کی بے احتیاطی کے نتیجے ہیں مثلاً وہ حفظِ صحت کے قاعدوں کی تعمیل نہیں کرتا اور طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہوتا رہتا ہے۔ قاعدوں کی تعمیل نہ کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اُن قاعدوں سے واقف نہیں دوسرے یہ کہ واقف تو ہو مگر اُن پر عمل نہیں کرتا تو جیسے واقف ہو کر عمل نہ کرنا اس کا تصور جو بے ہی ناواقف رہنا بھی اسی کا تصور ہے۔ کیوں نہیں جانا۔ اور کیوں نہیں واقفیت پیدا کی۔ دریا میں بہنا ہے تو تیرنا سیکھنا ہی پڑے گا۔ اور نہیں سیکھے گا تو ڈوبے گا بھی ضرور اور لوگ اسی کو اُلا ہنا بھی دیں گے ضرور یہ جو کچھ ہم نے کہا امراض جسمانی کے متعلق تھا۔ اب اُن تکلیفوں پر نظر کرو جو آدمی کو ابنائے جنس کے ہاتھوں پہنچ جاتی ہیں۔ یہ بھی تھوڑی نہیں اور بسا اوقات بیماری سے بڑھ کر تکلیف و ثنابت ہوتی ہیں۔ اُن میں بھی اگر آدمی انصاف کے ساتھ دیکھے بہت سی ایسی نکلیں گی۔ جو اس کی اپنی بے تدبیری سے اس کو پہنچی ہیں۔ ان سب کو حساب سے خارج کر کے دیکھا جائے تو عجب نہیں گنتی کی چند تکلیفیں اضطرابی بھی ہوں جن میں اس شخص تکلیف رسیدہ کو کچھ بھی دخل نہیں۔ یا شاید نہ بھی ہوں۔ لیکن فرض کرو کہ میں تو بھی خدا کی بے شمار نعمتوں کے مقابلے میں ان کا وزن پاسنگ سے زیادہ نہ ہوگا۔ اور ان کا الزام بھی اس پر نہ ہوگا تو اُن کے ابنائے جنس پر ہوگا۔ بس تو یہ بات اگر ٹھہری کہ آدمی پر خدا کے بے شمار احسان ہیں۔ اور چونکہ آدمی کی طبیعت احسان شناس واقع ہوتی ہے۔ اس کو ہمہ وقت اور ہر حال میں خدا کا احسان ماننا اور اُس کا شکر کرنا چاہیے۔ بڑی بات تو خدا کا جاننا پہچاننا۔ اور اُس کی ہستی کا یقین کرنا ہے اور اسی پر انسان کی زندگی کی کامیابی کا انحصار ہے۔ کیونکہ آدمی خدا کا یقین کرے گا تو ضرور اُس کے حقوق اور اپنے فرائض کو بھی سمجھ گا اور سمجھے گا تو ضرور تھوڑا بہت عمل بھی کرے گا۔ اور عمل کرے گا تو آپ بھی راضی رہے گا اور اوروں کو بھی راضی رکھے گا اور خدا بھی اُس کی فرماں برداری سے خوش ہوگا اس لیے کہ خدا نے جو حکم دیے ہیں خود آدمی اور اُسی کے ابنائے جنس کے فائدے کے لیے دیے ہیں خدا کی کوئی ذاتی غرض ان سے متعلق نہیں

مانعت شرک میں اور بھی بہت سی آیتیں ہیں جن میں سے چند آیتوں کا ذیل میں حوالہ دیا جاتا ہے۔

(۱) قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّيَ كَمَا نَهَىٰ اَنْتُمْ عَنْ تَعْلَمِ الْاَشْيَاءِ (انعام ۱۱۶)

(۲) لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَعَهُ وَاَنْتَ خَلْقُ اللَّهِ (نبی اسرائیل ۲۲)

(۳) وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنْ اَعْبُدُوْا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (النحل ۵۶)

(۴) قُلْ هٰذِهِ سَبِيْلِيْ اَدْعُوْا اِلَى الْاَلٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا مِنَ اتَّبِعَنِ وَرَبِّيَ اللَّهُ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (يوسف ۱۲)

(۵) قُلْ اِنَّمَا اَمَلْتُ لِنَفْسِيْ اَنْفَعًا وَاَضَرًا اِلٰهًا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبِ لَا سَتَكُنُّتُ مِنَ الْخٰلِفِيْنَ (اعراف ۱۹)

(۶) وَاِنْ اَقْبِرْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَسْبِيَ اللَّهُ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُنْشِقِيْنَ وَلَا تَدْعُ مَرْدُوْنَ اللَّهُ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ اِنَّكَ

(۷) فَاَقْبِرْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَسْبِيَ اللَّهُ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُنْشِقِيْنَ وَلَا تَدْعُ مَرْدُوْنَ اللَّهُ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ اِنَّكَ

(۸) وَاِنْ خَالَ لِقَامُكَ اِنَّكَ لَا تَدْعُ مَرْدُوْنَ اللَّهُ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ اِنَّكَ

(۹) قُلْ اِنَّمَا اَمَلْتُ لِنَفْسِيْ اَنْفَعًا وَاَضَرًا اِلٰهًا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبِ لَا سَتَكُنُّتُ مِنَ الْخٰلِفِيْنَ (اعراف ۱۹)

(۱۰) قُلْ اِنَّمَا اَمَلْتُ لِنَفْسِيْ اَنْفَعًا وَاَضَرًا اِلٰهًا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبِ لَا سَتَكُنُّتُ مِنَ الْخٰلِفِيْنَ (اعراف ۱۹)

ممانعت شرک

توحید اور ممانعت شرک کے بارے میں جو آیتیں ہیں وہ حکم کے پیرائے میں ہیں کہ خدا کو اُس کی ذات و صفات میں بیکار نہ مانو اس سے ممانعت شرک مستنبط ہوتی ہے لیکن چونکہ توحید کا معاملہ بڑا مہتمم بالشان ہے اس لیے نبی کے پیرائے میں بھی ممانعت شرک کی بہت سی آیتیں آن پائی جاتی ہیں۔ قرین الہی اور عینہ السلام سے شرع ہو کر بلا تغیر و تبدیل چلا آتا ہے اور اس کا اصل الاصول توحید ہے کہ خدا کو ایک یا بارہائے مگر دین کے اسی ایک رکن توحید میں ایسا ضعف آگیا تھا کہ جو لوگ بت پرست تھے سو قہر اہل کتاب بھی توحید پر نہ اندازیں کرتے تھے یعنی یہود و نصاریٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعض خدا کا بیٹا اور بعض مستقل خدا ماننے لگے تھے نصاریٰ میں جو لوگ حضرت عیسیٰ کو مستقل خدا ماننے میں عجب طرح پر خدا کے بارے میں تثلیث اور توحید و متناسفہ ہائوں کو ایک جگہ جمع کرتے ہیں اس معے کو خود سمجھتے ہیں نہ دوسروں کو سمجھا سکتے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ انسان کو صرف وجود عاقل ہونے کی وجہ سے دین و مذہب کی تکلیف دی گئی ہے پھر بھی عقل انسانی محدود و عقل سے بہت سی باتیں ہیں جن کو انسان نہیں سمجھتا مثلاً دُور کیوں جاؤ خود اسی کی روح ہو کہ آتی تک کسی سے روح کی حقیقت کو نہیں سمجھا لے پھر بھی روح ہے۔ لیکن سمجھ میں نہ آنا اور بات ہے اور انکار عقلی بالکل دوسری بات ہے خدا کی ذات اور اس کی صفات عقل انسانی میں آنے کی باتیں نہیں مگر شرک کہ اُس میں بہت سی باتیں اور عقیدہ تالیفات سب عقل میں ایسی باتیں ہیں کہ عقل ان کو قبول نہیں کرتی نہ یہ کہ سمجھتی نہیں۔ اُس خاصہ توحید کو دُور کرنے کے لیے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم معوث ہوئے اسلام اور

ممانعت شرک

(۱) یوسف علیہ السلام نے اپنے
 خواہوں کی تعبیر پوچھی تھی یہ بھی کہا اور میں اپنے
 باپ وادوں یعنی ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے
 دین پر چلتا رہا ہوں ہم کو شکایاں نہیں کہ خدا کے ساتھ
 کسی چیز کو شریک بنائیں یہ عقیدہ خدا کا ایک فضل ہے
 جو اس نے ہم پر اور لوگوں پر (کر لیا ہے) مگر اکثر آدمی اس
 کی اس نعمت کا شکر نہیں کرتے وہ اسے یا راجح نہیں
 سمجھتے یا کچھ تو سمجھتے ہیں کہ خدا خدا مبعود اچھے یا خدا کے یگانہ
 (راز) پر ہر دست تم لوگ خدا کے سوا بڑے ناموں ہی کی
 پرستش کرتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ وادوں
 نے اپنے دل سے انکار رکھے ہیں خدا نے تو ان کے
 عقیدہ و بوسے کی کوئی سزا دینی نہیں تمام جہان
 میں ان کے عقیدہ و بوسے کی ایک عذاب دہی کی ہے (اور) اس نے
 ان کو یا جس قدر کہ جس قدر اُس کی پرستش کرو یہی دین رکھا
 سیدھا رکھا رکھا ہے مگر (افسوس) اکثر لوگ
 نہیں مانتے۔

یہ ہے اس کی رہنمائی اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس طرح کی ہدایت دے اور اگر یہ (غیر شرک) کیے جوتے تو ان کا رسالہ کیا دھرا ان سے ضائع ہو جاتا۔

میں نے پہلے ہونے والے ہیں (ایک ایک کی طرف) وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو ضرور تمہارے (سارے) عمل مضبوط ہو جائیں گے اور ضرور تم گھاٹے میں آ جاؤ گے۔

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ مَا كَانَ لَنَا أَنْ نُشْرِكَ بِاللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ذَلِكَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ يَصْلَحِيهِ السَّجْنُ أَوْ بَابُ مُتَّقِرُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمِيَتْ لَهُمْ أَنْثَمُ وَأَبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا لِحُكْمِهِ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (يوسف - ع ٥ ١٢ ١٤)

ذَٰلِكَ هُدًى لِّلَّهِ يَهْدِي بِهِ لِمَنْ يَشَاءُ
مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحِطَّ عَلَيْهِم
ثِقَاتُ كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ (انعام ۱۰ پارہ ۴)

وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ
لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ
مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿الزمر: ٢٣﴾

اے عمیدہ نوحید کا بیٹے بروں کے حق میں خصلِ خدا ہو نا تو نفاہر ہے کہ وہ ان کی نجات کا ذریعہ ہے اور

سوائے حق میں ہر سے پیڑ کی انا فیض ناپ کر کہہ دو موت کو عقیدہ توحید کی قید کرتے اور فحاشی کے سترے پر لے چکے ہیں ۱۲

کہ خود جناب رسالت مآب فرماتے ہیں مَعَ اللَّهِ وَتَمَّتْ لَكَ سَعَتُكَ فِيهِ مَكَاتٌ مُقَرَّبَةٌ وَلَا تَبْتَغِ سُلْماً شَرْكاً
ایک اعتبار سے انکار نہیں ہے۔ مگر دوسرے پہلو سے دیکھا جائے تو وہ بھی داخل انکار ہے۔ شرک ایسی بد بلا ہو
کہ اس سے محفوظ رہنا بہت دشوار ہے اس لیے کہ شرک کی دو قسمیں ہیں شرک جلی اور شرک خفی۔ بتوں کو
پوچھنا قرستوں اور پنجپروں اور بزرگان دین یا سوا کے خدا کے کسی چیز میں خدا کی صفتوں میں سے کسی
صفت کا ہونا تسلیم کرنا شرک جلی ہے۔ اور شرک خفی کے بہت سے اقسام ہیں از انجملہ لوگوں کے نام ایسے رکھنا
جن سے بوسے شرک پیدا ہوتی ہو۔

اسل میں شرک کی تین قسمیں ہیں۔ شرک فی الذات۔ شرک فی الصفات۔ شرک فی الاسماء
شرک فی الذات تو یہ ہے کہ کسی خدا مانے جائیں اور سب کو خدا بھی شرک فی الذات کے ذیل میں ہے۔ شرک فی الصفات
یہ ہے کہ سوا کے خدا کے کسی دوسرے کو ان صفات سے متصف مانا جائے جو خدا کے ساتھ خاص ہیں۔
شرک فی الاسماء کو ہم نے شرک کی ثالث قسم قرار دیا ہے مگر از بسکہ اسماء صفاتی ہیں۔ شرک فی الاسماء حقیقت میں
شرک فی الصفات ہے۔ شرک فی الاسماء کو قسم مستقل قرار دینا ایک آیت کی وجہ سے ہوا ہے۔ جو مع ترجمہ وفائدہ
ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔ وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِمْ يَمْشِكُونَ مَا
كَانُوا يَحْكُمُونَ۔ یعنی اور اللہ کے (سب ہی) نام اچھے ہیں تو اُس کے نام لے کر اُس کو رجن نام سے چاہو پکارو اور
جو لوگ اُس کے ناموں میں کفر کرتے ہیں اُن کو ران ہی کے حال پر چھوڑ دو کوئی دن جاتا ہے کہ وہ اپنے کیے کا
بدلہ پائیں گے گول

ف ناموں میں کفر کرنے کے بہت پیرائے ہیں از انجملہ جو بیضی سے مسلمانوں میں بھی یہ کثرت شائع ہے یہ کہ
خدا کے سوا کسی اور کو ان صفتوں سے پکارا جائے جو خدا کے ساتھ مخصوص ہیں جیسے شکل کشا۔ دستگیر
آن و اما۔ شہنشاہ وغیرہ ۱۲ *

رجاء

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اَلْحَسْبُ وَ اَلْحَسْبُ مِنْ يُّوسُفَ (يعقوب نے اپنے بیٹوں سے یہ بھی کہا کہ) (رکوع ۱۰)

اس عنوان رجاء میں ذیل کی چند آیتیں بھی داخل ہو سکتی ہیں
(۱) اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاءَ نَارٍ وَ رِضْوَانِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ اطْمَآؤُنَا بِهَا وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا عٰفِلُوْنَ اُوْلٰٓئِكَ مَا لَهُمْ
النَّارُ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (رویس ۲۶) (۲) اُوْلٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَتَاهُمْ اَقْرَبُ وَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهُ
وَ يَخَافُوْنَ عَذَابَ رَبِّكَ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا رَّبِّيْ اِسْرَآءِيْل (۵۶)

(۳) اَمِنْ هُوَ قَانَتْ اَنْاءُ الْبَلِّ سَاجِدًا وَ قَانَمَا يَحْزُرُ الْاٰخِرَةَ وَ يَرْجُوْا رَحْمَتَ رَبِّهِ اِنْ (الزمر ۱۶)

ع یعنی میرے لیے خدا کے ساتھ ایک وقت خاص جو جس میں نہ تو مقرب فرشتے کو گنجائش ہوتی ہے نہ نبی مرسل کو ۱۲ *

یہودیت اور نصاریت میں اور بھی چند در چند اختلافات ہیں مگر وہ اختلاف فروعی ہیں۔ مثلاً اعبادتوں کے طریقے اور اوقات یا بعض جانوروں کی حلت و حرمت یا مثلاً جہت قبلہ یا اسی طرح کے اور بعض مسائل بڑا اختلاف جو اسلام اور اہل کتاب کے عقائد میں ہے وہ توحید ہے۔ قرآن کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید اصل دین ہے اور اسلام اس بارے میں کسی طرح کی توجیہ و تاویل کو بھی جائز نہیں رکھتا۔ ہم نے جو کچھ اس کتاب کے دبایے اور عنوان توحید کے ذیل میں لکھا ہے۔ وہ ممانعت شرک کے لیے بھی ہنس کرتا ہے۔ خدا شناسی کا سیدھا راستہ جو اسلام نے تعلیم کیا ہے یہ ہے کہ کارخانہ عالم پر نظر کر کے اُسے قائل سے ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ اس کارخانے کا بنانے والا اور سنبھالنے والا کوئی ہے اور وہ کوئی ان چیزوں میں سے نہیں ہے جن کو ہم دیکھتے اور دیکھ سکتے ہیں۔ ہم اپنے تئیں عقل و دانش کے اعتبار سے اشرف المخلوقات پاتے ہیں لیکن ہم خود اپنی جگہ در ماندہ ہیں۔ مجبور ہو کر ہم کو ایسی ہستی کا قائل ہونا پڑتا ہے جو ہماری اور مخلوقات کی جنس میں سے نہیں ہے۔ بس خدا کے ہونے کی ہمارے پاس ایک یہی دلیل ہے ہمارے دل کی گواہی ہم نے اپنے دل کی گواہی کو جب جب آزمایا صحیح ثابت ہوئی مثلاً ہم صبح کے وقت مشرق کی طرف روشنی ہوتی دیکھتے ہیں اور ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ آفتاب نکلنے والا ہے اور اس گواہی کے صحیح ثابت کرنے کے لیے واقع میں بھی آفتاب نکلتا ہے۔ یا مثلاً ہم کو دُور سے دھواں اٹھتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اور ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ یہ دھواں کسی آگ سے پیدا ہوا ہے۔ ہم موقع پر جا کر دیکھتے ہیں تو واقع میں آگ پاتے ہیں۔ ہم نے لوگوں کو مرتے دیکھا ہے۔ اور ایک شخص خاص کی نسبت ہم حکم لگاتے ہیں کہ یہ بھی مرے گا اور وہ واقع میں اویر سویر مَرتا ہے۔ اسی طرح جب ہم ایک بنا ہوا مکان یا ایک چلتی گھڑی دیکھتے ہیں تو ہمارا ذہن فوراً اس طرف منتقل ہوتا ہے کہ اس مکان کا بنانے والا کوئی معمار اور گھڑی کا بنانے والا گھڑی ساز ضرور ہے اور تحقیق کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ واقع میں مکان کا تعمیر کرنے والا معمار اور گھڑی کا بنانے والا گھڑی ساز ہے بھی۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے دل کی گواہی یا ہماری عقل کا حکم کسی جگہ غلطی نہ کرے اور کرے تو خدا کے بارے میں اس سے ثابت ہوا کہ مخلوقات عالم کو دیکھ کر جو ہم نے سمجھا ہے کہ ان کا بنانے والا مرنیات اور مشاہدات میں سے نہیں ہے بلکہ ایک ہستی ہے جس کو ہم بحشم نہیں دیکھ سکتے۔ اور اسی کو ہم لوگ خدا کہتے ہیں ٹھیک ہو جس طرح ہم نے خدا کی ذات کو پہچانا اسی طرح اُس کی صفات کو پہچانا۔ اور جس دلیل سے ہم نے خدا کو مانا اُسی دلیل سے ہم نے اُس کو ایک بھی مانا۔ ایک ہونا خدا کے لیے شرط ضروری ہے اگر اُس کی ذات یا صفات میں کوئی اور شریک ہو تو ایسا خدا خدا ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ شرکت اگر ہوگی تو خود خدا میں کسی طرح کا ضعف ہوگا۔ جس کی تلافی شرک سے کی جاتی ہے اور ضعف کا نام آیا اور خدا کی گئی گزری ہوئی جس کے سر میں عقل ہے یعنی جس نے انسانیت کا جامہ پہنا ہے وہ خدا کا منکر تو ہو نہیں سکتا۔ خدا کے خیال کو دل میں جگہ نہ دینا انکار ہی نہیں ہے۔ بلکہ غفلت ہے اور اس سے کوئی فرد بشر خالی نہیں الا ماشاء اللہ یہاں تک

اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ
وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ
وَتَخْتَنِ النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ
تَخْشَاهُ فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا
وَطَرًا اذْوَجَّنَا لَكِ لَا يَكُونُ
عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِيْ اَزْوَاجِ
اَدْعِيَاهُمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا
وَكَانَ اَمْرُ اللَّهِ مَفْعُوْلًا ۝ مَا كَانَ
عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ
اللَّهُ لَهُ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِيْنَ
خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَكَانَ اَمْرُ اللَّهِ
قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ۝ الَّذِيْنَ يَبْلُغُوْنَ
رِسَالَتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ
اَحَدًا اِلَّا اللَّهَ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ
حَسِيْبًا ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ
مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلُ
اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ط

رہے کہ اپنی بی بی (زینب) کو اپنی زوجیت میں
رہنے دے اور اللہ سے ڈر (اور اُس کو چھوڑ نہیں)
اور تم اُس (بات) کو اپنے دل میں چھپاتے تھے کہ
جس کو (آخر کار) اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تم اس
محافلے میں (لوگوں سے ڈرتے تھے اور خدا اس کا
زیادہ حق دار ہے کہ تم اُس سے ڈرو پھر جب زینب
(عورت) سے بے تعلقی کر چکا (یعنی طلاق دیدی) اور
عدت کی مدت پوری ہو گئی تو ہم نے تمہارے ساتھ
اُس (عورت) کا نکاح کر دیا تاکہ (عام) مسلمانوں کے
لے پاک جب اپنی بی بیوں سے بے تعلق ہو جائیں
تو مسلمانوں کے لیے اُن (عورتوں) سے نکاح کر لینے میں
کسی طرح کی تنگی نہ رہے اور خدا کا حکم تو ہو کر ہی رہتا
ہے اللہ نے پیغمبر کے لیے جو بات ٹھیک اور ہی ہو اُس کے
کرنے میں پیغمبر کے لیے کچھ مضائقے کی بات (نہیں جو
پیغمبر پہلے ہو چکے ہیں اُن میں (بھی یہی) عادت الہی
(یہی) ہے کہ اُن پر خدا نے نکاح کے بارے میں تنگی نہیں
کی (اور خدا کے رجتنے) کام رہیں ایک امر (تقدیری) رہیں
جو روزِ ازل سے ٹھیکے ہوئے ہیں وہ اگلے پیغمبر
(اس صفت کے تھے کہ) خدا کے پیغام (لوگوں کو) پہنچا
اور خوفِ خدا رکھتے تھے اور خدا کے سوا کسی سے نہیں
ڈرتے تھے (تو اسی پیغمبر تم کیوں ڈرو) اور حساب (اعمال)
کے لیے اللہ ہی ہے (وہ سب سمجھ لے گا۔ لوگو!) محمد
تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں (تو
زید کے کیوں ہوں) وہ تو اللہ کے رسول ہیں۔ اور
خطوں کی مہر کی طرح (سب) پیغمبروں کے آخر میں ہیں

ول یعنی بالاپوسا پھر غلامی سے آزاد کیا اور اپنی چھوٹی زاد بہن زینب اُس سے بیاہ دی ۱۲ ط یعنی زید چھوڑ دے گا تو میں

زینب سے نکاح پڑھا لوں گا ۱۲ +

اور اُس کے بھائی کی ٹوہ لگاؤ اور خدا کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو کیونکہ خدا کی رحمت سے وہی لوگ نا اُمید ہوا کرتے ہیں جو کافر ہیں۔

راوی پیغمبر ہمارے بندوں کو آگاہ کر دو کہ (ایک طرف ہم بخشے والے مہربان ہیں اور دوسری طرف) ہمارا عذاب (بھی بڑا) موزی عذاب ہے۔

راوی پیغمبر ان لوگوں سے کہہ دو کہ اُمی ہمارے بند جنہوں نے (گناہ کر کے) اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں اس کی رحمت سے نا اُمید نہ رہو کیونکہ اللہ تمام گناہوں کو معاف فرماتا ہے (اور) وہ بے شک (بڑا) بخشنے والا مہربان ہے۔

وَآخِيهِ وَلَا تَأْتِسُوا مِنْ شَرِّهِ وَاللَّهُ
إِنَّهُ لَا يَأْتِسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا
الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ ○ (یوسف ع ۱۰۶ پارہ ۱۳)

بَنِي عِبَادِي أَلَيْسَ أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ
وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ○ (حجر ع ۴)
قُلْ عِبَادِي الَّذِينَ اسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ
لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ
الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ○

خشیتہ و رست و تقویٰ

اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو (حق و باطل میں) فرق کرنے والی (کتاب یعنی تورات) دی اور (راہِ راست دکھانے کے لیے) روشنی اور (سمجھانے کے لیے) ایک نصیحت (نامہ مگر) اُن ہی پر ہیزگاروں کے لیے جو بے دیکھے اپنے پروردگار کا خوف مانتے اور وہ (روزِ قیامت سے بھی) ڈرتے ہیں۔

اور لوگو! خدا نے حکم دیا ہے کہ دو
دو معبود نہ ٹھہراؤ بس وہی (خدا)
ایک معبود ہے تو صرف ہمارا ہی
خوف رکھو۔

اور راوی پیغمبر اُس بات کو یاد کرو کہ جب تم اُس شخص کو سمجھاتے تھے (یعنی زید بن حارثہ کو) جس پر اللہ نے (راہِ راست) احسان کیا کہ اُس کو اسلام کی توفیق دی) اور تم بھی اُس پر احسان کرتے

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ
وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ ○ الَّذِينَ
يُخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ فَهُمْ مِنْ
السَّاعَةِ مُخْفَوُونَ ○ (انبیاء ع ۴۹ پارہ ۱۴)
وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا إِلَٰهَيْنِ اثْنَيْنِ
إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَالْيَسَاءِ
فَاسْرَهُوْنَ ○ (النحل ع ۴ - پارہ ۱۴)

وَإِذْ يَرْفَعُ
لِلَّذِي أَنْعَمَ
عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ

وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنْ اتَّقُوا اللَّهَ ۚ وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ غَنِيًّا حميداً ○ (النسار ۱۹ پارہ ۵)

اور زسلمانو! جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب ملی تھی ان سے اور تم سے ہم نے بتا کید یہی کہہ رکھا ہے کہ اللہ کی رضا مندی سے ڈرتے رہو اور اگر کفر کرو گے (تو وہ تمہاری کچھ پرواہ نہیں رکھتا کیونکہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ بے نیاز رہے صفت)

بوصوف ہے

خشیتہ ورہبت اور تقویٰ کا مضمون اگر غور سے دیکھا جائے تو قرآن مجید کی ہر ہر آیت سے پڑا نچڑتا ہے لیکن جن مقامات میں یہ الفاظ بالتصریح مذکور ہیں ان کا ذیل میں ذکر ہوتا ہے۔

(۱۲) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَاصْبِرُوا بِرُؤُوسِكُمْ
وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (آل عمران ۲۰۶)
(۱۳) فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا (آل عمران ۵۶)
(۱۴) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ
الصَّادِقِينَ (توبہ ۱۲۶)
(۱۵) مَنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ (الروم ۴۲)
(۱۶) يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي زُلْزِلَتِ السَّاعَةُ (حج ۱)
(۱۷) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ (احزاب ۱۶)
(۱۸) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَأَمْنُوا بِرَسُولِهِ (صدیہ ۳)
(۱۹) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ رَحْمَتِي
(۲۰) فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (تہان ۲۶)
(۲۱) وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا (طلاق ۱۶)

(۱) اَزَلِ الَّذِينَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ (المؤمن ۴)
(۲) فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَخَشَوْنَ (المائدہ ۴۶)
(۳) وَلَا تَقْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْءُوا خُوفًا
وَطُمَعًا (معاذ ۶۶)
(۴) إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ
(۵) وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ (مریم ۳۶)
(۶) اتَّخَذْتُمْ فَأَلَّهُ لِحَىٰ أَنْ تَخْشَوْهُ (التوبہ ۳۶)
(۷) تَقَاتَىٰ جَنُودُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (الجمہ ۲۶)
(۸) مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ (رق ۳۶)
(۹) وَلَمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ (رحمن ۳۶)
(۱۰) وَمَنْ يَطْعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقِهِ (النور ۶)
(۱۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ

اطاعت

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ ۚ فَإِنْ

(بقیہ فارہ صفحہ ۵۲) بے شک پیغمبر صاحب بقا ضائع بشری اس وقت بہت ہی متروک ہوئے ہوں گے مگر آخر کار اصلاح کا پہلو غالب رہا اور آپ نے خود زینت پہنچایا اور کرنا چاہیے تھا اور اصلاح کے واسطے پیغمبر صاحب نے خود اپنا نمونہ دکھایا تاکہ جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہے شیعہ کے بارے میں فراموش نہ ہو اور شیعہ کو مبطلی بتیادہ سمجھے ۱۲ ویں مرتبہ دم تک اسی دین اسلام پر ثابت قدم رہنا ۱۲ *

وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ (احزاب ۷۲)

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَانْتَهَى
النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ فَإِنَّ الْجَنَّةَ
هِيَ الْمَأْوَىٰ ۝ (النازعات ۲۷ تا ۳۰)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ
تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ
مُسْلِمُونَ ۝ (آل عمران ۱۱۰ تا ۱۱۲)

اور اللہ تمام چیزوں کے حال سے واقف ہوا
اور جو اپنے پروردگار کے حضور میں
رجوع واپسی کے لیے کھڑے ہوئے
سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہشوں سے
روکتا رہا تو (اُس کا) ٹھکانا بہشت
بہشت -

مُتْلُوا اللہ سے ڈرو جیسا اُس
سے ڈرنے کا حق ہے - اور

اسلام ہی پر مرنے

و

و یہ واقعہ پیغمبر صاحب کی زندگی کے بڑے واقعات میں سے ہے۔ بات یہ ہے کہ زینب بنت جحش پیغمبر صاحب کی بیٹی تھیں۔ ان کی والدہ کا نام ام سلمہ اور وہ بیٹی تھیں پیغمبر صاحب کو جد بزرگوار علیہ السلام کی یہ تو زینب کا حال ہوا دوسری طرف زینب حارثہ سے شرفیلا کے گھر پر بچپن میں اُن کو لوگ پکڑ کر لے گئے تھے اور اُس وقت دست و پا اور لب تک بھی ہے کہ بچوں کو زبردستی پکڑے جاتے اور غلام بنالیتے ہیں جو انہیں ہوتے تھے کہ زینب غلامی کی حالت میں تھے اگر فروخت ہوئے پیغمبر صاحب ان کو خرید لیا اور آزاد کر کے اپنے پاس رکھا اُس بڑھتے بڑھتے پیغمبر صاحب ان کو اپنا متبعتہ کر لیا اُس وقت تک متبعتہ کے بارے میں کوئی حکم خدا کی طرف سے صادر نہیں ہوا تھا اور متبعتہ بیٹیوں کے ساتھ ہر طرح پر عملی بیٹیوں کی سی مدارات کی جاتی تھیں اور لب تک بھی ہندوستان کے مسلمانوں کا قریب قریب یہی حال ہو رہا تھا پیغمبر صاحب کی یہاں تک عزیز تھے کہ آپ نے زینب کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا اور زینب اُس وقت بھی اس نکاح سے ناخوش سی تھیں کیونکہ زینب اگر پیغمبر صاحب کے متبعتہ کہلاتے تھے مگر تھے تو غلام آزاد اور اس کے علاوہ شاید عورت کے اعتبار سے بھی زینب کی جوڑ نہ تھے۔ بہر کیف میاں بی بی میں موافقت نہ آئی یہاں تک کہ زینب زینب کے چھوٹنے پر آمادہ ہوئے پیغمبر صاحب نے اُن کو بہتیرا سمجھا یا لیکن جب طبیعتوں میں موافقت ہوتی ہے تو میاں بی بی کے تعلق میں لطف باقی نہیں رہتا آخر زینب نے زینب کو طلاق دے دی اب پیغمبر صاحب کی مشکلیں پیش آئیں سب سے پہلے زینب کی دلجوئی کہ ان کو پیغمبر صاحب نے زینب سے بیاہ دیا تھا اور وہ نکاح اُن کو ناگوار تھا اب اُس پر طلاق کا دیا جانا یہ دوسری ناگواہی اور ان کے معارف خدا کو منظور ہوا کہ متبعتہ کی رسم بھی موتوف کی جائے نہ یہ کہ لوگ بے پالک نہ بنائیں بلکہ بے پالک کو صلیبی بیٹی کی طرح نہ سمجھیں اور نہ صلیبی بیٹی کے سے اُن کے حقوق تسلیم کیے جائیں اور جب ایک شخص نے انہیں کوئی اصلاح کرنی چاہتا ہے تو سب عہدہ تدبیر اس اصلاح کے جاری کرنے کی یہ ہے کہ خود اُس پر عمل کر کے اپنا نمونہ دوسروں کو دکھائے اب یہ موقع تھا کہ پیغمبر صاحب جب سے خود نکاح کر لیں مگر معلوم تھا کہ متبعتہ کی بی بی سے نکاح کرنا صلیبی بیٹی کی بی بی سے نکاح کرنے کے برابر سمجھا جاتا ہے اگر پیغمبر صاحب زینب سے نکاح نہ کرتے تو زینب کی دلجوئی نہیں ہو سکتی تھی اور نہ متبعتہ کی رسم اصلاح ہو سکتی تھی لوگ یہ محنت کرنے کہ خود پیغمبر صاحب کو ایسا موقع ملا اور جو دوسروں سے کرنا چاہتے تھے آپ نے کیا اور نکاح کرنے میں یہ نجات تھی کہ رسم مکرورہ کے مطابق نہایت مکروہ الزام پیغمبر صاحب کے ذمے عائد ہوتا تھا (بتیغ فاہ و فہرستہ)

ایمانی عہد

وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدُوا وَلَوْ أَنْتُمْ كَانُوا
ذَاقُوا بِلَاءَ وَيَعْبُودُوا اللَّهَ
ذَلِكُمْ وَصِيكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ
تَتَذَكَّرُونَ ○ (الانعام ع ۱۹ پارہ ۸) +

أَفَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنَ
رَبِّكَ الْحَقَّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ
يَتَذَكَّرُ أُولَٰئِكَ لَبِيبُ الدِّينِ
يُؤْخَذُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ
الْمِيثَاقَ ○

(الرعد ع ۳ پارہ ۱۳)

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ
وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ
تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ
عَلَيْكُمْ كَفِيلًا إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ
مَا تَفْعَلُونَ ○ (النحل ع ۱۳ پارہ ۱۲) +

اور (مسلمانوں کو) اپنی دینی ہو یا فیصلہ کرنا پڑے جب
بات کہو تو گو (فریق مقدمہ اپنا) قرابت مندی رکھیں
(نہ) ہوا انصاف رکھا پاس (کرو اور اس کے ساتھ
(جو) عہد کر کے ہو اس کو پورا کرو یہ ہیں وہ باتیں جن کا
تم کو خدا نے حکم دیا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو۔
(اگر) پیغمبر بھلا جو شخص اس بات کو سمجھتا ہو کہ قرآن
میں (جو دین) تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر
اترا ہے برحق ہے (کیا شخص) اس شخص کی طرح
بے نصیب رہ سکتا ہے جو (مطلق) اندھا ہے اور
اس کو ایسی صریح بات بھی نہیں سمجھ پڑتی۔ قرآن سے
تو کس کو وہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں جو سمجھ دار ہیں
(یہ) وہ لوگ (ہیں) کہ اس کے ساتھ جو انھوں نے
بندے ہونے کا عہد کر لیا ہے اس کو پورا کرتے ہیں
اور اپنے اقرار کو نہیں توڑتے۔

اور جب تم لوگ آپس میں قول و قرار
کر لو تو اس کی قسم پورا کرو اور
قسموں کو پکا کیے پیچھے نہ توڑو حالانکہ
تم اس کو اپنا ضمان ٹھہرا چکے ہو
کچھ شک نہیں کہ جو کچھ تم کر رہے ہو
اللہ اس سے بخوبی

واقف ہو

ایمانی عہد کے عنوان میں ذیل کی آیتیں بھی ملاحظہ ہوں۔ (۱) وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا (المائدہ ع ۱۳۶)
(۲) مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رَجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ (احزاب ع ۳۶)

ول لوگوں میں باہمی قول و قرار اکثر قسمی سے ہوا کرتا ہے اس لیے فرمایا کہ قول و قرار کرنا تو اس کی قسم کو پورا کرو۔ مطلب یہی
کہ قول و قرار کو پورا کرو ۱۲

تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ

(ال عمران ع ۴ پارہ ۳) +

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ
أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ
فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ
وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ
الْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ

تَاوِيلًا ○ (النسار ع ۸ پارہ ۵) +

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ
رَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عُنْدَهُ وَأَنْتُمْ
تَسْمَعُونَ ○ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ
قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ○

(الانفال ع ۲ پارہ ۹)

وَلَنْ تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِكُمْ
مِنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْءٌ إِنَّ اللَّهَ عَفُوٌّ
رَحِيمٌ ○ (الحجرات ع ۲ پارہ ۲۶) +

یہ لوگ نہ مابین تو رہتے تھے کہ اسد منافرانوں
کو پسند نہیں کرتا +

+

مسلمانو! اسد کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو
اور جو تم میں سے صاحبِ حکومت ہیں اُن
کا بھی (پھر اگر کسی امر میں تم (اور حاکم وقت)
آپس میں جھگڑ پڑو تو اللہ اور روزِ آخرت
پر ایمان لانے کی شرط یہ ہے کہ اُس
امر میں اسد اور رسول (کے حکم) کی طرف رجوع
کرو کہ یہ (تمہارے حق میں) بہتر ہے اور انجام

اعتبار سے بھی (یہی طریقہ) بہت اچھا ہے
مسلمانو! اسد اور اُس کے رسول کا
حکم مانو اور اُس (کے حکم) سے
سرتابی نہ کرو اور (ہمارا ارشاد) تو تم
سُن ہی رہے ہو اور اُن لوگوں جیسے
بنو جنھوں نے (مُنہ سے تو) کہہ دیا کہ ہم
نے سُننا حالانکہ وہ سُنتے دُسناتے
خاک نہیں۔

اور اگر تم لوگ اسد اور اُس کے رسول
کے حکم پر چلو تو اسد تمہارے عملوں
(کے اجر) میں سے کسی طرح کی کاٹ
چھانٹ نہیں کرے گا بے شک اسد
بخشنے والا مہربان ہے۔

اطاعت کے عنوان میں ذیل کی آیتیں بھی درج ہیں۔

(۱) وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ مِنَ النَّبِيِّينَ (النساء ۶۹)

(۲) وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ (توبہ ۹۶) (۳) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ (نور ۷۷)

(۴) وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (نور ۷۷) (۵) وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ (التخا ۲۶)

قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرٌ عِنْدَ رَبِّهِ ۖ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ (بقراءت ۱۳ پارہ)

اَفْغِيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْعُوْنَ وَلَآ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْكَ يُرْجَعُوْنَ ۝ (آل عمران - ۹۷ پارہ ۳)

راوی پیغمبر ان لوگوں کو کہہ کر اگے بڑھتا ہوا اپنی دلیل پیش کرو بلکہ واقعی بات تو یہ ہے کہ جس نے خدا کے آگے سر تسلیم خم کر دیا وہ اور وہ سیکو کا رہی ہے تو اس کے لیے اس کا اجر اس کے پروردگار کے ہاں (موجود) ہے اور (آخرت میں) ایسے لوگوں نہ کسی قسم کا غم (طاری) ہوگا اور نہ وہ (کسی طرح) آزرہ خاطر ہوں گے۔

کیا یہ لوگ اللہ کے دین کے سوا کسی اور دین کی تلاش میں ہیں حالانکہ جو (فرشتے) آسمانوں میں ہیں اور (روح) لوگ زمین میں ہیں چاروں اطراف اسی کے حکم بردار ہیں اور اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہی۔

اس عنوان کے متعلق ذیل کی آیتیں بھی ہیں۔

(۱) فَاَنْ حَاجُوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۝ (آل عمران ۲۶)

(۲) وَمَنْ احْسَنَ دِيْنًا مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ رَاسُ الْوَسْطَاءِ (۲۱)

(۳) وَمَنْ يَسْلَمْ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ ۝ (لقمان ۳۶)

(۴) قُلْ اِنِىْ نَهَيْتُ اَزْ اَعْبَادِ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لِمَاجَاۤءِىْ الْبَيْتِ مِنْ رَبِّىْ وَاصْرَتْ اِنْ اُسْلِمَ الرَّبُّ الْعَالَمِيْنَ

وَلَا اَسْأَلُكُمْ فِىْهِ لَفْظِىً مَعْنٰى تُوْهِيْنَ اِنَّا مُرَبِّىْكُمْ وَدَيَا لِكُمْ مَعَاوِدًا وَّرَوْيٰتٍ نَّهْبَحُنَا مِنْ سِجِّىْنِ مُرَادُ مَا لَمْ يَنْبَغِ لِيْ اَنْ اَسْأَلِكُمْ فِىْهِ لَفْظِىً مَعْنٰى تُوْهِيْنَ اِنَّا مُرَبِّىْكُمْ وَدَيَا لِكُمْ مَعَاوِدًا وَرَوْيٰتٍ نَّهْبَحُنَا مِنْ سِجِّىْنِ

توکل

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنَاكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا اُفُوْدٌ لِّتَلْتَلَوْا عَلَيْهِمُ الَّذِىْٓ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ قُلْ هُوَ رَبِّىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۝ (رعد - ۲۷ پارہ ۱۳)

راوی پیغمبر جس طرح ہم نے اوز پیغمبر بھیجے تھے اسی طرح ہم نے تم کو بھی (اس زمانے کے لوگوں کی طرف) پیغمبر بنا کر بھیجا ہے جن سے پہلے اور لوگ بھی ہو گزرے ہیں (اور تمہارے بھیجنے سے غرض یہ ہے کہ جو قرآن تم پر وحی کے ذریعے سے ہم نے اتارا ہے وہ ان کو پڑھ کر منادو اور یہ لوگ (نہ صرف تمہاری پیغمبری کے منکر ہیں بلکہ سرے سے خدا کے) جنم رہی کے منکر ہیں تم ان سے کہو کہ وہی میرا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں میرا

انابت و رجوع

قَالَ يَقَوْمِ ارْعَيْتُمْ اِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَبِيلِ مِّنْ رَبِّي وَرَزَقْنِي مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا وَمَا اُرِيدُ اَنْ اُخْلِفَكُمْ اِلٰى مَا اَنْهَضَكُمْ عَنْهُ اِنْ اُرِيدُ اِلَّا الْاَصْلَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيبُ ۝

(ہود ع ۸ پارہ ۱۲)

وَ اُنِيبُوا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهُ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَكُمْ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُوْنَ ۝ (الزمر ع ۶ پارہ ۲۲) *

ترجمہ ہے اپنی ہٹ و ہرم قوم کے جواب میں کہا بھائی بھلاؤ کچھ تو سہی اگر میں اپنے پروردگار کے کھلے رستے پر ہوں اور وہ مجھ کو اپنے (فضل) سے عمدہ (یعنی حق) حلال روزی دیتا ہے (تو کیا اس طریقے کو چھوڑ کر تمہاری طرح حرام کی کمائی کھانے لگوں) اور میں (برگزن) نہیں چاہتا کہ جس (کام کے کرنے) سے تم کو منع کرتا ہوں تمہارے بعکس آپ اس کو کرنے لگوں میں تو اپنے حق المقدور (لوگوں میں معاملے کی) اصلاح چاہتا ہوں اور بس اور اس (ارادے میں) میرا کامیاب ہونا تو بس خدا ہی (کی تائید) سے ہو سکتا ہے میں تو اُسی پر بھروسہ رکھتا اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

اور اپنے پروردگار کی طرف رجوع ہو جاؤ اور اس کی فرماں برداری کرو مگر اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آنازل ہو اور اس وقت تم کو کسی طرف سے) مدد بھی نہ پہنچ سکے۔

اس عنوان کے متعلق قرآن مجید میں اور بھی آیتیں ہیں منجملہ اُن کے چند یہ ہیں۔

- | | |
|--|--|
| (۱) قل اِنَّ اللّٰهَ يَضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِ اللّٰهُ مَن يَشَاءُ (۲۶) | (۲) اللّٰهُ يَجْتَنِبُ الْبِئْسَ الْيَوْمَ وَيَهْدِي لِمَن يَشَاءُ (الروم ۴) |
| (۳) ثُمَّ يَلِيهِ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي لِمَن يَشَاءُ (الروم ۴) | (۴) ثُمَّ يَلِيهِ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي لِمَن يَشَاءُ (الروم ۴) |
| (۵) ثُمَّ يَلِيهِ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي لِمَن يَشَاءُ (الروم ۴) | (۶) ثُمَّ يَلِيهِ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي لِمَن يَشَاءُ (الروم ۴) |

تسليم و رضا

وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَن كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصْرًا تِلْكَ اٰمَانِيْنُهُمْ

اور (یہود) کہتے ہیں کہ یہود کے سوا اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ نصاریٰ کے سوا جنت میں کوئی نہیں جائے پائے گا یہ اُن کے (اپنے) خیالی پلاؤ ہیں

أَتَمَّا إِلَهُكُمْ إِلَهًا وَاحِدًا فَاستَقِيمُوا إِلَيْهِ
وَاسْتَغْفِرُوا لَهُ وَوَيْلٌ لِلْمُشْرِكِينَ
الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ
هُمْ كَفَرُونَ ○ (تم السجۃ ۱۷ پارہ ۲۴)

کہ تمہارا معبود بس (وہی) ایک معبود ہے پس
سیدھے اُسی کی طرف (مُتوجہ کیے) چلے جاؤ اور
اُس سے (پہلے گناہوں کی) معافی مانگو اور شرک
کرنے والوں (مُشْرِکوں) کو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ
آخرت کے بھی منکر

ہیں

تو راہِ پیغمبر (تم تو راہگوں کو) اسی (اصل دین) کی طرف ہلاتے
رہو اور (خود بھی) جیسا تم سے فرما دیا گیا ہے (اُس پر قائم رہو اور
ان (مہود و نصاریٰ) کی خواہشوں پر نہ چلو اور (ان سے صاف)
کہہ دو کہ کتاب (کی قسم میں) سے جو کچھ خدا نے اُتارا ہے میرا تو سب
ایمان ہے اور مجھ کو (خدا کے ماں سے) حکم ملا ہے کہ تمہارا (میان
تمہارے اختلافات کا فیصلہ) انصاف (کے ساتھ) کروں (وہی)
الہ (تو) ہمارا پروردگار ہے اور (وہی) تمہارا پروردگار (ہی) ہمارا
کیا ہم کو اور تمہارا کیا تم کو ہم میں (و تم میں کچھ جھگڑا نہیں الہی
قیامت کے دن) ہم کو اور تم کو ایک جگہ جمع کرے گا اور اُسی کی طرف
سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

فَلِذَٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَ
لَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ هُمْ وَقُلْ أَمِنْتُ
بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ وَأُمِرْتُ
لِأَعْمَلُ بَيْنَكُمْ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ
لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا جُحَّةَ
بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا
وَالْيَوْمِ الْمَوْصِيءِ ○ (شوری ۲۷ پارہ ۲۵)

من المتزجج ہم نے اس کتاب کو جو حق قرار دیتے ہیں پہلا حصہ حقوق الہ اور دوسرا حصہ حقوق العباد - پھر حقوق اللہ میں چار
باب باندھے ہیں۔ اعمالِ قلبی ایک۔ اعمالِ لسانی دو۔ اعمالِ مبنی تین۔ اعمالِ مالی چار۔ پھر پہلے باب میں گیارہ
فصلیں ہیں۔ ایک ایمان باللہ۔ دوسرے توحید۔ تیسرے ممانعہ شرک۔ چوتھے رجا۔ پانچویں خشیتہ اللہ۔ چھٹے
اطاعت۔ ساتویں ایفائے عہد۔ آٹھویں انابت و رجوع۔ نویں تسلیمِ رضا۔ دسویں توکل کیا رہیں استقامت۔ ان گیارہ
فصلوں میں سے پہلی تین کی بابت توجہ کچھ ہم کو لکھنا تھا کہ کچھ باقی ماندہ آٹھ فصلوں کو ہم ایک جگہ کیے دیتے ہیں
کیونکہ ہم کو ان فصلوں میں کچھ زیادہ لکھنا نہیں ہے۔ ہر فصل کے متعلق چند آیتیں اُس فصل کے عنوان کے ذیل
میں قرآن سے نقل کر دی گئی ہیں۔ اور وہ بس کرتی ہیں جب آدمی نے خدا کو خدا کر کے مانا تو وہ اُس کی نافرمانی سے
ڈرے گا بھی اور اسی کا نام پر خشیتہ الہ اور وہ اُس کے احکام و امر و نہی پر عمل کرے گا۔ جو چھٹی فصل اطاعت
ہے اور وہ بندہ خدا شناس ایفائے عہد بھی کرے گا۔ اس عنوان کے متعلق ہم کو اتنا کہنا ہے کہ ایفائے عہد کے
ذیل میں جو آیتیں نقل کی گئی ہیں ان میں سے کسی میں تو مطلق عہد ہے اور کسی میں عہد الہ۔ سو جہاں مطلق عہد ہے
وہاں بھی مُعتمروں نے اسے عہد الہ ہی سمجھا ہے۔ اور عہد الہ سے مراد ہے عہدِ فطرت، جو قرآن کی ان دو

<p>اور آسمانوں اور زمین میں جو غیب کی باتیں ہیں اُن کا علم اللہ ہی کو ہی اور ہر ایک کام (کا دار و مدار) آخر کار اُسی پر چاکر ٹھہرتا ہی تو (ای پیغمبر) اُسی کی عبادت کرو اور اُسی پر بھروسہ رکھو اور جو کچھ تم کہہ رہے ہو (ای پیغمبر) تمہارا پروردگار اُس سے غافل نہیں۔</p> <p>اور جو شخص اللہ پر بھروسہ رکھے گا تو خدا اُس کی مشکلات کے حل کرنے (کو کافی ہر بے شک جو خدا کو منظور ہو تا ہی وہ اُس کو پورا کر کے رہتا ہی) اور (اللہ نے تو ہر چیز کا ایک اندازہ ٹھہرا ہی رکھا ہی و</p>	<p>وَاللّٰهُ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَيْهِ يَرْجِعُ الْاَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ وَ تَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (ہود ع ۱۰ پارہ ۱۲) +</p> <p>وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ اِنَّ اللّٰهَ بِالْاَمْرِ اَكْبَرُ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا (الطلاق ع ۱ پارہ ۲۸) +</p>
--	--

لے توکل کے بارے میں قرآن کے مختلف مقامات میں بہت کچھ مذکور ہوا ہی مگر اُن کے چند آیتیں یہ ہیں +

<p>(۷) فَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (رغل ۶۶) (۸) الذین صبروا وعلیہم یتوکلون (عنکبوت ۶۶) (۹) وتوکل علی اللہ الخ (احزاب ۶) (۱۰) ذلکم اللہ ربی علیہ توکلتم الخ (الشوری ۲۶) (۱۱) فما اوتیتکم من شیء فمتاع الحیوة الدنیا الخ (الشوری ۳۶) (۱۲) وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون الخ (العنابن ۶۶) (۱۳) فل هو الرحمن امانہ وعلیہ توکلنا (الملک ۲) (۱۴) فاذا عزمتم فتوکل علی اللہ (ال عمران ۱۶۶)</p>	<p>(۱) اما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم خ (افعال ۱۶) (۲) وما یوفی الا باللہ علیہ توکلتم الخ (ہود ۸۶) (۳) قالت لہم رسولہم ان غن الا بشرہم لکم خ (ابراہیم ۲۶) (۴) وتوکل علی الہی الذی لا یموت وسمی بجل خ (زمر ۲۶) (۵) وتوکل علی العزیز الرحیم (شعرا ۱۱)</p>
--	--

استقامت

<p>قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ (ای پیغمبر تم ان کو گواہی کہو کہ میں بھی تم ہی جیسا بشر ہوں مجھ پر وحی</p>	<p>۱) فاستقم كما امرت ومن تاب معك الخ (ہود ۱۰) ۲) فاقم وجهک للدين حنیفا فطرت اللہ الہی الخ (الزمر ۲۲) ۳) فاقم وجهک للدين القيم من قبل ان یاتی الخ (الزمر ۲۶)</p>
<p>۴) وان اقم وجهک للدين حنیفا الخ (یونس ۱۰۶) ۵) از الذین قالوا ربنا اللہ شہر استقامہ الخ (احقاف ۲۶)</p>	<p>۱) فاستقم كما امرت ومن تاب معك الخ (ہود ۱۰) ۲) فاقم وجهک للدين حنیفا فطرت اللہ الہی الخ (الزمر ۲۲) ۳) فاقم وجهک للدين القيم من قبل ان یاتی الخ (الزمر ۲۶)</p>

۱) فاستقم كما امرت ومن تاب معك الخ (ہود ۱۰)
۲) فاقم وجهک للدين حنیفا فطرت اللہ الہی الخ (الزمر ۲۲)
۳) فاقم وجهک للدين القيم من قبل ان یاتی الخ (الزمر ۲۶)

ولازا لکل مدد کا اور یہ ہیں جو توکل کی حکمتیں ہیں

ہے منجملہ ایک سورہ انبیاء کی اس آیت میں **وَإِيُوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ** ”یعنی اور (ای پیغمبر) ایوب کی وہ حالت یاد کرو جب انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھ کو (یہ) بیماری لگ گئی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے تو میرے حال پر رحم فرما“ **إِيُوبَ عَلَيْهِ السَّلَام** بڑے خوش حال پیغمبر تھے سب ہی طرح کی برکتیں مال اور اولاد اور ندرستی وغیرہ خدا نے اُن کو عے کئی تھیں اور وہ حالت خوش حالی میں خدا کے شکر گزار بندے تھے۔ پھر خدا نے اُن کو مصیبت سے آزمانا چاہا مال اور اولاد سب فنا ہو گئے اپنے تئیں کوٹھکا کا مرض لگ گیا اور شہور یہ ہے کہ بدن میں کیڑے بھی پڑ گئے تھے۔ مگر اس حال میں بھی وہ خدا کا شکر کرتے رہے اور امتحان میں پورے اُترے تو خدا نے اپنے فضل سے اُن کی پھر وہی خوش حالی کی حالت کروی بلکہ اُس سے بہتر۔

یہ مرتبہ خاصانِ خدا کا ہے کہ مصیبت میں بھی دل میں خدا کی طرف سے کسی طرح کی شکایت کا خیال نہ آئے تاہم کوشش کرنی چاہیے۔ کہ ہر چار دوست مے رسد نیکو است۔ خدا نخواستہ خدا نے ہم کو دشمنی کرنے کے لیے پیدا نہیں کیا اگر کوئی امرِ نامائِم پیش آجاتا ہے تو وہ ہمارے ہی کردارِ بد کا نتیجہ ہوتا ہے۔ **مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ** کسی گھر میں کوئی موتے ہو جاتی ہے۔ تو خاص کر عورتیں رونے پٹنے میں ایسی باتیں بکنے لگتی ہیں کہ مائے یمن لٹ گئی یا خدا نے مجھ کو بد کر دیا۔ اس قسم کے کلمات کفر تک پہنچتے ہیں۔ اگرچہ ایسی باتوں سے تقدیر آہی ٹل نہیں جاتی۔ مگر آدمی اس طرح کی بے صبری ظاہر کر کے اپنے دین کا بھی نقصان کر لیتا ہے پھر جب آدمی نے خدا کو خدا کر کے مانا تو وہ ہمہ وقت خدا کی رحمت کا بھی اُستیدوار رہے گا۔ اور ہر ایک مطلب کے حاصل کرنے میں خدا کی توفیق خدا کی امداد پر بھروسہ کرے گا۔

توکل کی اصل تو یہ ہے کہ آدمی کو غیب کا تو علم نہیں۔ تو اُس کو چاہیے کہ اپنے خدا کے حاصل کرنے میں سعی و طلب کا کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھے اور سعی و طلب بھی کرے تو اس یقین کے ساتھ کہ خدا اس کی ضرورت مدد کرے گا۔ یہ تو اصلی حقیقت توکل کی ہے مگر لوگوں نے اس کو کمالی کا حیلہ بنا رکھا ہے۔ اور بہت لوگ اس غلطی میں مبتلا ہیں اُنھوں نے توکل کے یہ معنی سمجھے ہیں کہ دست و پا شکستہ ہو کر خود کچھ نہ کریں مثلاً ہم ایک رزق کو پیتے ہیں کہ بے شک خدا نے فرمایا **وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَيْنَا اللَّهُ رِزْقُهَا** رزق عباد کے ذمہ داری کے معنی یہ ہیں کہ خدا نے زمین و آسمان سب طرح کا غلہ اور میوہ اور پھل پیدا کرنے کی صلاحیت دی ہے۔ اور آدمی کو اس کا سلیقہ دیا کہ زمین کو جو تے اُس میں بیج ڈالے بیج کے پھوٹنے کے بعد روئیدگی کی خبر رکھے۔ کھات اور آبپاشی سے اُس کو قوت پونچا تا رہے۔ پھر فضل کی حفاظت رکھے اس کے بعد خدا پر اعتماد کرے کہ وہی اپنے فضل سے اس کی کوشش کو کامیاب کرتا ہے اور کرے گا

لے (ای ہندے حقیقت حال تو یہ ہو کہ تجھ کو کوئی فائدہ پہنچے تو) سمجھ کہ (اس کی طرف سے ہوا اور تجھ کو کوئی نقصان پہنچے تو) سمجھ کہ (تیرے نفس کی طرف سے ہو) ۱۲

لے اور جتنے (جاندار) زمین میں چلتے پھرتے ہیں (اُن) سب کی روزی اللہ ہی کے ذمے ہو ۱۲

آیتوں سے لیا گیا ہے۔ **وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ** اور فطرت اللہ الہی فطر الناس علیہما۔ لا تبدل لخلق اللہ۔ مطلب یہ ہے کہ خدا نے انسان کے دل کو اسی طرح کا بنایا ہے کہ از خود اس کو معلوم ہوتا ہے کہ خدا ہر او لکھتا ایک ہے اس لیے نہ کسی دلیل کی ضرورت ہو اور نہ کسی کے سمجھانے کی حاجت۔ انسان کا دل آپ سے آپ کو اسی دیتا ہے اور یہ خیال خود بخود دل سے پیدا ہوتا ہے الغرض اگر انسان ذرا متوجہ ہو تو اس کو چارونا چار خدا کا اقرار کرنا پڑے مگر غفلت آدمی کو سوچنے سمجھنے نہیں دیتی۔ اور بعض مفسرین نے لوگوں کے معاہدات باہمی کو بھی عہد اللہ میں شامل کر لیا ہے۔ چنانچہ آیہ **وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ إِذْ آخَا هَٰذِهِمْ وَلَا تَقْضُوا الْإِيمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا** کے حاشیہ میں ہم نے اس کو اچھی طرح لکھ دیا ہے غرض اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے جو بندوں پر ہیں ایک حق عہد بھی ہے خواہ عہد فطرت ہو یا لوگوں کے باہمی معاہدات۔ اگر لوگوں کے باہمی معاہدات کو خدا نے اپنا عہد فرما دیا ہے تو اس سے حقوق العباد کا مہتمم بالتشأن ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ افسوس ہے کہ لوگ حقوق العباد کے ادا کرنے میں بڑی غفلت اور بے پروائی اور کوتاہی کرتے ہیں۔ اور حقوق العباد کے معاملے کو ایک سہل اور نرم سہی معاملہ سمجھ لیا ہے حالانکہ ہر ایک حق دار اپنے حق کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ اگر بندہ حقوق اللہ کے ادا کرنے میں کسی طرح کی کوتاہی کرے تو خدا کی ذات غفور رحیم ہے اُمید ہے کہ قیامت میں حقوق اللہ کا سختی کے ساتھ مطالبہ نہ ہو یا حیات کا کفارہ نہیں **إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ** لیکن اگر کسی نے کسی بندے کا حق تلف کیا ہے تو وہی حق دار بندہ معاف کرے تو ہو سکتا ہے لوگ اس نکتے کو نہیں سمجھتے اور اپنا جس کو اٹلاف حقوق سے انڈا میں بیٹے رہتے ہیں۔

پھر جب آدمی نے خدا کو خدا کر کے مانا تو ضرور ہے کہ وہ جب کبھی نیکل آپڑے خدا ہی کی طرف رجوع کرے اور باوجود سچی و طلب اگر خدا نے اس کو بد حالی میں رکھا ہے اس کے فیصلے پر خوش ملی اور رضامندی کے ساتھ انگیز کرے۔ جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے کیا تھا۔ حضرت ایوب کی رضا و تسلیم کا واقعہ قرآن مجید کے کئی موقعوں پر مذکور ہوا

۱۵ (اور ایوب جب ان لوگوں کو وہ وقت بھی یاد دلاؤ) جب تمھارے پروردگار نے بنی آدم سے یعنی ان کی پیٹھوں سے ان کی نسلوں کو باہر نکالا اور ان کے مقابلے میں خود ان ہی کو گواہ بنالیا (اس طرح پر کہ ان سے پوچھا گیا میں تمھارا پروردگار نہیں ہوں سب بولے ہاں ہم (اس بات کے) گواہ ہیں (اور یہ اس غرض سے کیا کہ ایسا نہ ہو) کہیں قیامت کے دن تم کہنے لگو کہ ہم تو اس بات سے بے خبر ہی ہے (یعنی کسی نے ہم کو بتایا بتایا نہیں) یا کہنے لگو کہ شرک ابتدائیں تو ہمارے بڑوں ہی نے کیا اور ہم ان ہی کی اولاد تھے (کہ ان کے بعد دنیا میں آئے جیسا بڑوں کو دیکھا ہم بھی ویسا ہی کرنے لگے) تو (خداوند) کیا تو ہم کو ان لوگوں کے جرم کی پاداش میں ہلاک کے دیتا ہو؟) نے (پہلے) غلطی کی **۱۲** (یہ) خللی (دلتی ہوئی) سرشت ہے جس پر خدا نے لوگوں کو پیدا کیا ہے خللی (رستائی ہوئی) بناوٹ میں رد و بدل نہیں ہو سکتا **۱۲** + **۱۵** بے شک نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں **۱۲**



خدا کی عظمت

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَخْذَنْ
وَلَدًا أَوْ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ
لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذَّلِيلِ وَكِبَرُهُ
تَكْبِيرًا ۝ (بنی اسرائیل - ع ۱۲ پارہ ۱۵) +

يَا أَيُّهَا الْمَدَّثِرُ ۖ قُمْ فَأَنْذِرْ ۚ وَرَبِّكَ
فَكْبِيرٌ ۚ وَثِيَابُكَ فَطَهِّرْ ۚ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۚ

اور (ای پیغمبر) ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (مسلماً اور ہی)
جو نہ تو اولاد رکھتا ہے اور نہ (دونوں جہان کی)
سلطنت میں اُس کا کوئی شریک ہے اور نہ اس
سبب کہ کمزور ہے کوئی اُس کا مددگار ہے
اور (وقت فوقتاً) اُس کی بڑائیاں کرتے رہا کرو
(ای پیغمبر تم) جو (وحی کی ہیبت سے) ہوا و پیٹھے پرے ہو گھو
اور لوگوں کو (عذابِ خدا سے) ڈراؤ اور اپنے پروردگار کی
بڑائیاں بیان کرو اور اپنے کپڑوں کو (خوب اچھی طرح)
پاک (وصاف) رکھو اور نجاست سے الگ رہو

اس عنوان کے سلسلے میں ذیل کی آیتیں بھی شامل ہو سکتی ہیں۔

- (۱) فان تولوا فقل حسبى الله لا اله الا هو عليه توكلت وهو رب العرش العظيم (التوبة ۱۲۶)
- (۲) ذلك بان الله هو الحق وان ما يدعون من دونه الباطل وان الله هو العلى الكبير (الحج ۸۶)
- (۳) فتعظم الله الملك الحق لا اله الا هو رب العرش الكريم المؤمنون ۶۴)
- (۴) الله لا اله الا هو رب العرش العظيم (نمل ۲۶)
- (۵) ولا تدع مع الله الها اخر لا اله الا هو الحى (قصص ۹۶)

ول ظاہر اہمات کی تاکید جو بعض مفسرین نے ہیں کہ گندگی سے شرک اور بت پرستی اور اخلاقِ ذمیرہ مراد ہیں تو انہوں نے ثیاب کے
منے کیے ہیں اپنے جابے کو اور اس سے مراد وہی ہے دل یا اپنا آپا ۱۲

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ۔ اہلی متوکل دُہی کا شتکار ہے جو اپنے بُن کے تمام عمل جو تنابونا وغیرہ کر کے خدا کے فضل پر نظر رکھتا ہے۔ لیکن جو شخص ان عملوں کی زحمت نہ اٹھائے وہ ہرگز متوکل نہیں۔ اور نہ اُس نے توکل کے معنی کو سمجھا ہے بلکہ وہ غافل اور کاہل ہے اور خدا سے بے جا توقعات لگائے بیٹھا ہے۔ دینی پیشواؤں میں چاہے وہ گروہ علماء ہوں یا گروہ مشائخ۔ بہت سے مدعی توکل ہوتے ہیں اور انہوں نے عوام کا لالچ کو بڑے مغالطے میں ڈال رکھا ہے اور قومی دولت کو ان کی وجہ سے بڑا نقصان پہنچ رہا ہے۔ اور جو لوگ ثواب سمجھ کر اُن کی خدمتیں کرتے ہیں وہ ثواب کے عوض خدا کے حضور ہیں عجب نہیں کہ اسراف کی جو ابدی میں پکڑے جائیں۔ بہر کیف لوگوں کو توکل کے بارے میں اپنے خیالات ٹھیک کرنے چاہئیں۔

مضول یازدگانہ میں اب باقی رہ گئی استقامت اس کے معنی ہیں قیام ثبات چاہے اعمال میں ہو اور چاہے عفا میں اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ قَوْمٌ يَتَّبِعُونَ مَا وَحَّاهُمْ وَابُوا مَوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ یعنی بس (سچے) مسلمان تو وہ ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لائے پھر کسی طرح کا شک (دُشمنیہ) نہیں کیا اور اللہ کے رستے میں اپنے جان و مال سے کوشش کی (حقیقت میں یہی سچے مسلمان) ہیں۔“

ایک حدیث میں آیا ہے کہ احَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللَّهِ اَدْوَمُہَا یعنی خدا کو سب عملوں سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی اور دوامت کی جائے اور واقع میں گنڈے دار نمازیں ایسی ہیں جیسے مدرسے میں لڑکوں کی گنڈے دار حاضری اگلی نتیجہ کیا ہوتا ہے کہ ایسے لڑکے ہمیشہ ناکام رہتے ہیں۔ اعمال تو اعمال عفا کا یہ حال ہے کہ ایک آواز مخالف عفا کی تمام عمارت کو ایک دم سے مسمار کر دیتی ہے۔ اور آج کل مخالف آوازوں کی بڑا غل مچا ہوا ہے اور اسلام شروع سے اعتراضوں کا ہدف ہو رہا ہے بے توفیق آہلی استقامت حاصل نہیں ہو سکتی رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ

اَلْوَھَّابُ اے ہمارے پروردگار ہم کو راہِ راست پر لائے تیجھے ہمارے

دلوں کو ڈاؤن اوڈول نہ کر اور اپنی سرکار سے ہم کو رحمت رکھا

خلعت، عطا فرما کچھ شک نہیں کہ تُو بڑا

دینے والا ہے۔

✽ ✽ ✽

۱۔ جو کوئی آخرت کی کھیتی کا طالب ہو ہم اُس کی کھیتی میں اُس کے لیے برکت دیں گے اور جو دنیا کی کھیتی کا طالب ہو تو ہم بقدر مناسب اُس کو دنیا دیں گے (مگر) پھر آخرت میں اُس کا کچھ حصہ نہیں ۱۲

أَمْ لَا يَشْرِكُونَ ۚ (النمل ع ۵ پارہ ۱۹) +
 وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ
 فَتَعْرِفُونَهَا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا
 تَعْمَلُونَ ۝ (النمل ع ۲۰ پارہ ۲۰) +

پاؤہ چنیں جن کو یہ لوگ شریکِ خدائی ٹھہرتے ہیں
 اور (ای پیغمبر) کہو کہ خدا کا شکر ہے وہ غفورِ رب تم کو اپنی نشانیاں
 دکھائے گا اور (اُس وقت) تم ان کو پہچان لو گے اور جیسے
 (رب بھلے) کام تم لوگ کر رہے ہو (ای پیغمبر) تمھارا
 پروردگار اُن سے غافل نہیں رہو جیسا کہ گناہ اُس کو
 ویسا بدلے گا۔

عندہ حمد و ثنا کے متعلق ذیل کی آیتیں بھی داخل عنوانِ مذکورہ بالا ہو سکتی ہیں۔

- (۱) الحمد لله الذي خلق السموات والارض وجعل الظلمت النور (انعام ۱۶)
- (۲) الحمد لله الذي وهب لي على الكبر اسمعيل واسحق ان ربي لم يجمع الدعاء (ابراهيم ۶)
- (۳) الحمد لله الذي انزل على عبده الكتاب ولم يجعل له عوجا (كهف ۱)
- (۴) ولقد اتينا داود وسليمان علما وقال الحمد لله الذي فضلنا (نمل ۲۶)
- (۵) قل الحمد لله بل اكثرهم لا يعلمون (البقره ۳۶)
- (۶) الحمد لله الذي لم يلفي السموات وما في الارض (سبا ۱)
- (۷) الحمد لله فاطر السموات والارض (فاطه ۱)
- (۸) وقالوا الحمد لله الذي اذهب عنا الحزن (فاطه ۶)
- (۹) وقالوا الحمد لله الذي صدقنا وعده (الزمر ۱)
- (۱۰) واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين (يونس ۱۰)
- (۱۱) وقالوا الحمد لله الذي هدانا لهذا (اعراف ۵۶)
- (۱۲) فقطع دابر القوم الذين ظلموا والحمد لله رب العالمين (نمل ۲۶)
- (۱۳) وسلم على المرسلين والحمد لله رب العالمين (صافات ۵۶)
- (۱۴) فالحمد لله رب السموات ورب الارض رب العالمين (جاثيه ۳)

تسبیح و تقدیس

فَأَصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ
 بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَ
 قَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ
 فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ
 (طہ ع ۸ پارہ ۱۶)

تو (ای پیغمبر) جیسی جیسی باتیں (یہ کافر) کہتے ہیں اُن پر صبر
 کرو اور آفتاب نکلنے پہلے اور (نیز) اُس کے ڈوبنے سے
 پہلے اپنے پروردگار کی حمد (و ثنا) کے ساتھ (اُس کی تسبیح
 و تقدیس) کیا کرو اور (نیز) رات کے وقتوں میں اور (دوپہر
 دن کے لگ بھگ) یعنی ظہر کے وقت بھی (تسبیح و تقدیس)
 کیا کرو تاکہ تم (اُس عبادت کا صلہ) پا کر خوش
 ہو جاؤ۔

۱۔ تسبیح و تقدیس کے سننے یہ ہیں کہ خدا تمام عیب سے پاک ہو اور نقصانات سے پاک ہو ۱۲۔ تسبیح سے مراد مطلق ذکرِ الہی ہے یا پانچوں نمازیں ۱۲

وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ وَلِرَّائِكَ
فَاصْبِرْ (المدثر ع ۱ پارہ ۲۹) +

اور تبلیغ رسالت کو بڑا کارِ نمایاں سمجھ کر (لوگوں پر) منت نہ رکھو اور تبلیغ رسالت میں جو مشکلات پیش آئیں ان پر اپنے پروردگار کی رضا جوئی کے لیے صبر کرو۔

و تبلیغ رسالت کے کار نمایاں ہونے میں تو کچھ بھی شک نہیں مگر یہاں پیغمبر صاحب کو خدا سے تعالیٰ اخلاق کی تعلیم فرماتا ہے کہ تبلیغ رسالت تمہارا فرض ہے تم اس کو کارِ نمایاں سمجھ کر لوگوں پر اُس کی منت نہ رکھو یا یہ ترجمہ ہو کہ کسی کے ساتھ (اس غرض سے) سلوک نہ کرو کہ (سلوک سے) زیادہ (معاوضہ چاہو) ۱۲ +

حمد و ثنا

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنُ
الرَّحِيمُ ۝ يَوْمَ الدِّينِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ
اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝
وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا
وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ
لَهُ وَلِيٌّ مِّنَ الدُّنْيَا وَكَبِّرَ تَكْبِيْرًا ۝
(بنی اسرائیل ع ۱۲ پارہ ۱۵)

ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سنراوار) ہے (جو)
تمام جہان کا پروردگار (ہی) نہایت رحم والا
مہربان روزِ جزا کا حاکم (ہی) خدا ہم تیری ہی عبادت
کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں ہم کو
روین کا (سیدھا) راستہ دکھا اُن لوگوں کا
رستہ جن پر تو نے (اپنا) فضل کیا نہ اُن کا جن
پر (تیرا) غضب نازل ہوا۔ اور نہ
گمراہوں کا

اور اسے پیغمبر کہہ ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سنراوار) ہے
جو نہ تو اولاد رکھتا ہے اور نہ (دونوں جہان کی) سلطنت
میں اُس کا کوئی شریک ہے اور نہ اس سبب کہ کمزور ہے
کوئی اُس کا مددگار ہے اور رو قتا فوقتا اُس کی بڑائیاں
کرتے رہا کرو۔

اللہ پیغمبر کہہ کہ (نافرمانوں کے ہلاک ہونے پر) خدا کا شکر کرو
اور اُن (بندگانِ خدا کو سلام ہے جن کو اُس نے برگزیدہ
کیا بھلا (قدرت اور قدر وافی کے اعتبار سے) اللہ بہتر ہے

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ
الَّذِيْنَ اصْطَفٰۤى ۝ اَللّٰهُ خَبِيْرٌ

اس سے پہلے بیان تھا اہل علم کے حضور و حضور اور خدا کے اسماء حسنیٰ اور نمازیں قرأت درمیانی آواز سے پڑھنے کا چوکنا عزم و اہتمام
کے متعلق صرف اسی قدر مضمون تھا لہذا ہم نے اتنے ہی پڑھیں کیا ۱۲ + اُس پر سے قوم کج اور قومِ مہود اور قومِ صالح اور قومِ شعیب اور قومِ لوط وغیرہ کا ذکر
چلا آتا ہے ترجمے میں "نافرمان" سے یہی قومیں مراد ہیں ۱۲ +

(۱۳) بِسْمِ اللَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ (نصف ع ۱)
 (۱۴) بِسْمِ اللَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ
 الْقَدِيسِ (رجعه ۱۶)
 (۱۵) بِسْمِ اللَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ
 وَلَهُ الْحَمْدُ (تغابن ۱۶)
 (۱۶) قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَّا تَكْفُرُونَ (ن ۱۶)
 (۱۷) وَمِنَ اللَّيْلِ فَاصْبِرْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا (دھر ۲۶)

(۱۸) ان هذا هو الحق اليقين فبسم باسم ربك العظيم
 (واقعه ۳۶)
 (۱۹) نحن جعلناها تذكرة ومتاعا للمقوين فبسم باسم
 ربك العظيم (واقعه ۳۶)
 (۲۰) بِسْمِ اللَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (حديدين ۱)
 (۲۱) بِسْمِ اللَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ (حشر ۱)
 (۲۲) بِسْمِ اللَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (حشر ۳۶)

ذکر اللہ

تو لوگو! تم ہماری یاد میں لگے رہو کہ ہمارے ہاں بھی
 تمہارا ذکر (خیر) ہوتا رہے اور ہمارا شکر کرتے رہو اور
 ناشکری نہ کرو

پھر جب اپنے جج کے ارکان تمام کر چکے تو جس طرح تم
 اپنے باپ دادوں کے ذکر میں لگ جاتے تھے اُس کو
 چھوڑ کر اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر خدا کی یاد میں
 مشغول ہو جاؤ پھر لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو دعائیں
 مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار کچھ ہم کو (دینا ہے) دنیا
 میں سے (چنانچہ ان کو دنیا مل بھی جاتی ہے) اور آخرت
 میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔

آسمانوں اور زمین کی بناوٹ اور رات اور دن کے رد و بدل
 میں غفلتوں کے سمجھنے کے لیے (قدرت خدا کی بہتیری)
 نشانیاں (موجود) ہیں کہ یہ لوگ کھڑے اور بیٹھے اور پڑے
 خدا کو یاد کرتے اور آسمان و زمین کی ساخت میں غور کرتے
 ہیں اور بے اختیار بول اُٹھتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي
 لَا تَكْفُرُوا (بقرہ - ۱۸۶ پارہ ۲) +

فَإِذَا قُضِيَتْ مَنَاسِكُكُمْ فَاذْكُرُوا
 اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ وَاشْكُرُوا
 ذِكْرًا فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا
 آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ
 مِنْ خَلَاقٍ (بقرہ - ۲۵ پارہ ۲) +

لَئِنْ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ
 السَّاعِ وَالنَّجَارِ لَا يَتْلُوَ إِلَّا كِتَابَ
 الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى
 جُنُوبِهِمْ يَتَنَفَّلُونَ فَنُفِخْ فِي السُّمُورِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا

و ایک بڑی لمبی حدیث میں آیا ہے کہ فرشتے روئے زمین سے واپس جا کر بارگاہ ربوبیت میں حاضر ہوتے ہیں تو ان سے بندوں کا
 حال پوچھا جاتا ہے تو وہ مجالس خیر کا تذکرہ عرض کرتے ہیں اور خداوند تعالیٰ کی طرف سے بندوں پر انہما رحمت ہوتا ہے شاید اس آیت میں ایسی تذکرے
 کی طرف اشارہ ہو یا ہم لوگوں کے حاورے کے مطابق فرما دیا ہو کہ تم ہماری یاد رکھو ہم تمہاری یاد میں بھی تمہارا خیال ہے ۱۲

قَسْبُحْنِ اللّٰهَ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ۝ (الروم ۲۷ پارہ ۲۱) +

فَاَصْبِرْ عَلٰی مَا يَقُولُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝ (ق ۳ پارہ ۲۶) +
سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی الَّذِیْ خَلَقَ فَسُوِّیْ ۝ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی ۝ وَالَّذِیْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی فَجَعَلَ نَخْلًا اٰحْوٰی ۝ (الاسطی ۱- پارہ ۳۰)

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۝ اِنَّہٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ (النصر ۱- پارہ ۳۰)

پس جس وقت تم لوگوں کو شام ہو اور جس وقت تم کو صبح ہو اللہ کی تسبیح (و تقدیس) کرو۔ اور آسمان وزمین میں وہی اللہ تعریف کے لائق ہے اور (نیز) تیسرے پہر اور جب تم لوگوں کو دوپہر ہو (اللہ کی تسبیح و تقدیس

کرو)

تو (ای پیغمبر) جیسی جیسی باتیں (یہ سن کر) کہتے ہیں اُن پر صبر کرو اور آفتاب کے نکلنے سے پہلے اور (اُس کے غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی حمد و ثنا) کے ساتھ اُس کی تسبیح (و تقدیس) کیا کرو اور رات میں (بھی تھوڑی بہا اُس کی تسبیح و تقدیس) کرو اور نمازوں کے بعد (بھی)۔

(ای پیغمبر) اپنے پروردگارِ عالی شان کے نام کی تسبیح (و تقدیس) کیا کرو جس نے (تمام مخلوقات کو) بنایا اور (بہت) درست بنایا اور جس نے (ہر ایک چیز کی غرض و غایت کا) اندازہ کیا اور (اُس کو اسی) سستے لگا دیا اور جس نے (ہر انوش کا) چارہ (زمین سے) نکالا پھر اُس کو (آخر کار) کالا کار بنانا، کوزہ کر دیا تو (ای پیغمبر) اپنے پروردگار کی حمد (و ثنا) کے ساتھ اُس کی تسبیح (و تقدیس) میں مشغول ہو جاؤ اور اُس سے گناہوں کی معافی مانگو۔ بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

تسبیح و تقدیس کے سلسلے میں یہ آیتیں بھی شامل ہیں۔

(۴) وَاَنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یَسْبِغْ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَا یَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَہُمْ اِنَّہٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ۝ (نبی اسرائیل ۵۶)
(۵) یَسْبِیْحُوْنَ الدَّیْلَ وَالنَّهَارَ لَا یَفْقَهُوْنَ (انبیاء ۲۶)
(۶) وَنَحْنُ نَمُجِّدُہٗ دَاوُدَ الْجَبَّالَ یَسْبِیْحُہٗ الطَّیْرُ (انبیاء ۷۰)
(۷) وَتَوَكَّلْ عَلٰی اٰتِیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوتُ وَیَسْتَبِیْحُ بِحَمْدِہٖ (الفقان ۵۶) (باقی بر صفحہ ۵۷)

(۱) فَبِسْمِ رَبِّکَ وَکُنْ مِنَ السَّاجِدِیْنَ (الحجر ۹۶)
(۲) تَوَكَّلْ عَلٰی اللّٰہِ وَرَسُوْلَہٗ وَتَعَزَّوْا وَتُؤْمِرُوْا وَتَنْهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ (البقرہ ۱۶۰)
(۳) وَاصْبِرْ بِحُکْمِ رَبِّکَ فَانْتَکَ بَاعِیْنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَمِنَ اللَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ النُّجُوْمِ (الطور ۲)

ذکر نعمت

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا
وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ
أَعْدَاءً فَكَفَّ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاصْبِرْ
بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا
حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا
كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ
تَهْتَدُونَ ○ (ال عمران - ع ۱۱ پارہ ۴) *

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ
إِذْ هُمْ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ
فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاللَّهُ
فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ○ (المائدہ ع ۲ پارہ ۶)
يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ
فَلْ مِنْ خَالِقِ غَيْرِ اللَّهِ يَرْسُفُكُمْ
مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

اور سب اہل کرام مضبوطی سے اللہ کے دین کی
رستی پکڑے رہو اور ایک دوسرے سے الگ
نہ ہونا اور اللہ کا وہ احسان یاد کرو جب تم ایک
دوسرے کے دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے
دلوں میں الفت پیدا کی اور تم اُس کے فضل سے
بھائی (بھائی) ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے یعنی
دوزخ کے کنارے (آگے) تھے پھر اُس نے تم کو اُس سے
بچالیا اسی طرح اللہ اپنے احکام تم سے کھول
کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم راہِ راست پر آ جاؤ
مُسلما ن! اللہ نے جو تم پر احسان کیے ہیں اُن
کو یاد کرو کہ جب کچھ لوگوں نے تم پر دست
درازی کرنے کا قصد کیا تو خدا نے تم سے اُن
کے ہاتھوں کو روک دیا اور اللہ سے ڈرتے
رہو اور مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ ہی پر چھوڑ
دیں

لوگو! اللہ کے احسان جو تم پر ہیں اُن کو یاد
کرو بھلا اللہ کے سوا کوئی (اور بھی) پیدا
کرنے والا ہے جو آسمان و زمین سے تم کو
روزی دے (تو) اُس کے سوا کوئی معبود نہیں

پنچر صاحب کی بعثت سے پہلے عرب کے لوگوں میں بڑی خانہ جنگیاں رہا کرتی تھیں چنانچہ مدینہ کے دو قبیلوں انس
اور خزرج میں سینکڑوں برس سے لڑائی قائم تھی اسلام نے ایک نیا جھنڈا اٹھایا اور اسلام کی برکت سے لوگ اپنی ہملی عداوتیں
نبول گئے ہم نے آیات کا ترجمہ احکام کیا ہے اور قدرت کی نشانیاں بھی ہوسکتا ہے ۱۲ ف یہود نے دو مسلمانوں کو مشرک سمجھ کر
مار ڈالا تھا۔ پنچر صاحب نے انہما طلب کرنے گئے یہود نے اقرار کیا اور آپ کو ایک دیوار کے تنے بٹھا کر کہا کہ ہم اس کا انتظام کرتے
ہیں اور آپس میں مشورہ کیا کہ ایسے میں بچتی کا پاٹ گر کر گپا کر دیں پنچر صاحب کی وحی کے ذریعے سے اُن کے منصوبے معلوم ہوئے اور
آپ ساتھیوں سمیت پہلے سے ٹل گئے ان آیتوں میں اسی واقعے کی طرف اشارہ ہے ۱۲ *

مَا خَلَقْتَهُنَّ أَبَاطِلًا سُبْحَنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(ال عمران - ع ۲۰ پارہ ۴۷)

وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرَّعًا وَ
خَيْفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ
بِالْعُدُوِّ وَالْأَصْصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ
الْغَافِلِينَ ○ (اعراف ع ۲۲ پارہ ۹) +
أَتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَ
أَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ
الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ
وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ ○ (المنكثور ع ۵ پارہ ۲۱)
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا
كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ○
(احزاب ع ۶ پارہ ۲۲)

عنوان ذکر اسم میں ذیل کی آیتیں بھی شامل ہیں۔

تو نے اس (کارخانہ عالم) کو بے فائدہ (تو) نہیں بنایا تیری
خواتن (ایسے فعل عبث کے کرنے سے) پاک ہے (اور یہ کارخانہ
مخبر دے رہا ہے کہ آخرت میں نیکی کی جزا اور بدی کی سزا
ہونی ہے) تو ای ہمارے پروردگار ہم کو دوزخ
کے عذاب سے محفوظ

رکھیو۔

اور (ای پیغمبر) اپنے ہی رسی جی ملیں گے اگر اگر (گڑا)
کر اور (گڑا) کر اور (بہت) زور کی آواز سے نہیں
(بلکہ جی آواز سے) صبح و شام اپنے پروردگار
کی یاد کرتے رہو اور (اُس کی یاد سے)
غافل نہ ہو۔

راوی پیغمبر (کتاب جو تمہاری طرف وحی کی گئی
ہے اس کی تلاوت کرتے اور نماز پڑھتے رہو کچھ
شک نہیں کہ نماز بے حیائی (کے کاموں) اور
ناشیابہ حرکتوں سے روکتی رہتی) ہی اور یا خدا
البتہ بڑی رحیم ہے اور جو کچھ (بھی) تم لوگ کرتے
ہو اللہ جانتا ہے۔

مسلمانو! اکثریت سے اللہ کو یاد کیا کرو
اور صبح و شام اُس کی تسبیح
(و تقدیس) کرتے

رہو۔

- (۶) وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (البقرہ ۲۶)
- (۷) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا (انفال ۶۶)
- (۸) وَاذْكُرُوا اللَّهَ وَتَبْتَغُوا إِلَيْهِ تَتَسَبَّلُوا لِلْمَقِيلِ (۱۶)
- (۹) وَاذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا (الشعرا ۱۱۶)

- (۱) وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ (بقرہ ۲۵۶)
- (۲) فَإِذَا مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ عَبْدٍ كَمَا عَلَّمَكُمْ (بقرہ ۳۱۶)
- (۳) وَاذْكُرْ رَبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْهُ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ (ال عمران ۴۶)
- (۴) وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ (كهف ۴۶)
- (۵) وَذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصِرُوا (الشعرا ۱۱۶)

وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ
حَمِيدٌ (لقمان ۲۶ تا ۲۷)

اور جو ناشکری کرتا ہے تو اللہ بے
نیاز اور (ہر حال میں) سزاوارِ حمد
(روشناب) ہے۔

شکر کے متعلق ذیل کی آیتیں بھی ہیں۔

(۱) وَعَمَّا هَٰذَا صَنَعْتَ لَبُوسَ لَكُمْ لَتُحْصِنَكُمْ مِنْ بَاسِكُمْ فُهِلَ انْتُمْ شَاكِرُونَ (انبیاء ۶۶)

(۲) اَعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ (سبا ۲۶)

(۳) قَالَ يُوسُفُ اِنِّیْ اَصْطَفَيْتُكَ عَلَی النَّاسِ بِرِسَالَاتِیْ وَبِكَلَامِیْ فَاِذَا تَمَّتْ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِیْنَ (اعراف ۱۴۶)

(۴) وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اِنْ اَشْكُرْ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلَیْ وَالِدَیَّ وَانْ اَعْلَمُ صَٰلِحًا تَرْضَاهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصَّٰلِحِیْنَ (زمر ۲۶)

(۵) وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدِیْهِ حِمْلَتَهُ اِمَهٌ وَهِنًا عَلٰی وَهْنٍ وَفَضَالَهُ فِیْ عَالَمِیْنَ اِنْ اَشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَیْكَ (لقمان ۲۶)

(۶) وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدِیْهِ اِحْسَانًا حَمْلَتَهُ اِمَهٌ كَرِهًا وَوَضَعَتْهُ كَرِهًا وَحَمَلَهُ وَفَضَالَهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَقًّا اِذَا بَلَغَ اَشُدُّهُ وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اِنْ اَشْكُرْ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ اَنْ (احقاف ۲۶)

دعا

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ قُلْ اِنِّيْ قَرِیْبٌ
اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِیْ اِذَا دَعَا
فَلَا یَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلِیُّیْ مِنْوَا
بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ

(بقرہ ۲۳ پارہ ۲)

اَدْعُوا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْیَةً
اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِلِیْنَ

اور (ای پیغمبر) جب ہمارے بندے تم سے ہمارے بارے
میں دریافت کریں تو اُن کو سمجھا دو کہ (ہم اُن کے پاس
ہیں جب کبھی کوئی ہم سے دعا کرے تو ہم (ہر ایک) دعا
کرنے والے کی دعا کو رستے اور مناسب ہوتا ہے تو قبول
رہی) کر لیتے ہیں تو اُن کو چاہیے کہ ہمارا حکم (یعنی) مانیں
اور ہم پر ایمان لائیں تاکہ وہ سیدھے

ستے لگیں

(لوگو! اپنے پروردگار سے گڑگڑا کر گڑگڑا کر اور
چپکے (چپکے) دعا کرتے رہو کیونکہ وہ (خدا) جو ہر وقت
(سے) باہر قدم رکھنے والوں کو دوست نہیں کرتا)

وَلَعَلَّکُمْ لَوْکُمْ سَادَے اور اُن پڑھتے ہی اور خدا کے بارے میں اُن کو نئے نئے خیالات تعلیم کیے جاتے تھے بعض
کو یہ و اہم گزرا کہ خدا کی بڑی اونچی شان ہے تو چلا چلا کر اُس سے دعائیں مانگیں اس آیت میں اُن کے واسطے کو در کر دیا ۱۲:

وَلَعَلَّکُمْ لَوْکُمْ سَادَے اور اگر اپنی احتیاج کو خدا کے آگے ظاہر کرنے میں مضائقہ کتاب ہے تو اُس سے
ایک طرح کا استغاثہ پایا جاتا ہے جو سنائی عودیت ہی اور ایک درجہ رضا و تسلیم کا ہے وہ علیحدہ ہی ۱۳

پھر تم لوگ کہہ رہے ہو کہ چلے جا رہے ہو۔

فَإِنِّي تُوفِّقُكُمُ ۝ (فاطر - ع ۱ پارہ ۲۲)

نوکرِ نعمت کے متعلق چند آیتیں یہ بھی ہیں۔

(۴) وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ ۝ (اعراف ۹۶)

(۱) وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ ۝ (المائدہ ۲۶)

(۵) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۝ (الزمر ۱۸)

(۲) وَاذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُسْتَضْعَفُونَ ۝ (انفال ۳۶)

(۶) وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ (الضحیٰ ۱۶)

(۳) وَاذْكُرُوا إِذْ كُنْتُمْ قَلِيلًا فَكَثَرَكُمْ ۝ (اعراف ۱۱۶)

شکر

تو لوگو! تم ہماری یاد میں لگے رہو کہ ہمارے ہاں بھی تمہارا ذکرِ خیر ہوتا رہے اور ہمارا شکر کرتے رہو اور ناشکری نہ کرو۔

مسلمانو! ہم نے جو تم کو رزقِ طیب دے رکھا ہے اس کو بے تامل کھاؤ اور اگر تم اس ہی کی بندگی کا دم بھرتے ہو تو اس کا شکر (بھی) کرو۔

اگر تم لوگ (خدا کی) شکر گزاری کرو اور اس پر ایمان رکھو تو خدا کو تمہیں عذاب دے کر کیا کرنا ہے بلکہ خدا تو شکر گزاروں کا (تدروان اور ران کے حال سے) قوف ہے۔

رموٹی نے اپنی قوم کو غطا کرتے وقت یہ بھی کہا اور وہ وقت بھی یاد ہے جب تمہارے پروردگار نے جتلیا تھا کہ اگر (ہمارا) شکر کرو گے تو ہم تم کو آؤز یادِ نعمتیں دیں گے اور اگر تم نے ناشکری کی تو تم کو معلوم ہے کہ ہماری مار (بھی بڑی) سخت (مار) ہے۔

اور ہم نے نعمان کو دانی عنایت فرمائی اور ارشاد کیا کہ اس کا شکر کرتے رہو اور جو شکر کرتا ہے تو اپنے ہی (بچے کے) لیے شکر کرتا ہے۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ۝ (بقرہ ع ۱۸ پارہ ۲) +

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۝ (بقرہ ع ۲۱ پارہ ۲)

مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَدَائِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَأَمَنْتُمْ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ۝ (نساء ع ۲۰ پارہ ۵) +

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۝ (ابراہیم ع ۲ پارہ ۱۳)

(ابراہیم ع ۲ پارہ ۱۳)

وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَزْشَكَرْ لِلَّهِ وَمَنْ يَشْكُرْ فَلَا تَمَّا يَشْكُرْ لِنَفْسِهِ ۝

وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝
الَّذِينَ كُتِبَ لَهُمُ الْحِكْمُ أَتَتْهُمْ وَأَنْتُمْ فُصِّلَتْ
مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ ۝ أَلَّا تَعْبُدُوا اللَّهَ ۖ أَلَا إِنَّتُمْ لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ ۚ وَإِنْ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُغْفِرْ لَهُمْ ذُنُوبَهُمْ وَيُتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ
إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ ۝

(ہود- ع ۱ پارہ ۱۱)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ
تُوبَةً نَّصُوحًا ۖ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ
يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ
جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

اور جو شخص کوئی بُرا کام کرے یا جھوٹی قسم وغیرہ سے آپ
اپنی جان پر ظلم کرے پھر اس سے (اپنا گناہ) بخشوائے
تو پائے گا کہ اسے بخشے والا مہربان ہوں
الذیہ قرآن ہی کتاب ہے کہ حکمت والے باخبر (خدا کی
طرف) سے اس کے مضامین (دلائل و براہین سے بخوبی بہت)
مستحکم کر دیئے گئے ہیں (اور) پھر (وہ مضامین) خوب تفصیل کے
ساتھ بیان کیے گئے ہیں (اور ان کا خلاصہ یہ ہے) کہ (لوگو!)
خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو میں اُسی کی طرف سے تم کو
رُاس کے عذاب سے (ڈراتا اور رُاس کی خوشنودی کی)
خوش خبری سناتا ہوں اور (نیز) یہ کہ اپنے پروردگار سے
(پچھلے گناہوں کی) معافی مانگو پھر (آگے کو) اُس کی جناب
میں توبہ کرو (ایسا کرو گے) تو وہ تم کو ایک وقت (مقرر تک
(دُنیا میں) اچھی طرح رسائے نہائے رکھے گا اور جس نے
(قدر و واجب سے) زیادہ کیا ہے اُس کو اُس کا زیادہ
(ثواب) ملے گا اور اگر رُاس کے (ارشاد سے) مُوہو ہو کر
تو مجھ کو تمہاری نسبت بڑے (سخت) دن (یعنی قیامت
کے) عذاب کا (بڑا ہی) اندیشہ ہے۔

مُسلمانو! اللہ کی جناب میں خالص (دل سے)
توبہ کرو عجب نہیں کہ تمہارا پروردگار (آخرت
میں) تمہارے گناہ تم سے دور کرے اور تم کو
بہشت کے ایسے باغوں میں (رے جا) داخل
کرے جن کے تلے نہریں (پڑی) بہہ رہی ہوں گی

و اِس آیت اور اس کے قبل مابعد کی چند آیتوں کی شان نزول ایک قصہ ہے کہ پیغمبر صاحب کے وقت میں ایک انصاری کی
زرہ آئے میں کبھی ہوئی چوری گئی اور آئے کا کھوج پہلے ایک سُلیمان طغمر بن ابی حرق کے اور پھر ایک یہودی کے گھر تک لگا اور زرہ یہودی کے
گھر سے برآمد ہوئی یہودی نے کہا طغمر رکھو یا گیا ہو طغمر نے کیا انکار طغمر کی قوم کے لوگ اُس کی صفائی کرنے کو تیار ہوئے پیغمبر صاحب نے اُنہی کے نو بیٹے
سے یہودی کی برائی اور طغمر کی خطا ظاہر ہو گئی وہ دھبی دھبی دونوں رکوع ہیں اِس درجہ دوست دشمن میں انصاف اِس رُجے حق کی طرف اِرتی

اور انتظام ملک کے درست ہونے پیچھے اُس میں
فساد نہ پھیلاؤ اور (غدا ب کے ڈر سے اور فضل کی)
اسید پر خدائے دعائیں مانگتے رہو (کیونکہ) خدا کی رحمت
خلوص رکھنے والوں سے بہت ہی قریب ہے۔
اور اللہ کے (سب ہی) نام اچھے ہیں تو (لوگو!) اُس کے
نام لے کر اُس کو (جس نام سے چاہو) پکارو اور جو لوگ
اُس کے ناموں میں کفر کرتے ہیں اُن کو ران ہی کے خانے
چھوڑ دو کوئی دن جاتا ہے کہ وہ اپنے کیے کا بدلہ (پالیں گے) و

وَلَا تَفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوا خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ (اعراف ۸۵)
وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (اعراف ۲۲ تا ۲۳)

اِس عنوان کے متعلق اور بھی بہت آیتیں ہیں جنہیں ہم اپنے رسالہ اوعیتہ القرآن میں جمع کر چکے ہیں وہاں ملاحظہ ہو۔
و ناموں میں کفر کرنے کے بہت پیرائے ہیں آراجملہ جو بعضی سے مسلمانوں میں بھی بکثرت شائع ہے یہ کہ خدا کے سوا کسی اور کو اُن صفتوں سے پکارا جائے جو خدا کے ساتھ مخصوص ہیں مشکل کشا و مستگیران و اما شہنشاہ وغیرہ اور شاید غریب پروری ۱۲۔

توبہ و استغفار

(اویس نمبر) ہم نے (جو) کتاب برحق تم پر نازل کی ہے تو
(اس لیے) کہ تجھ اتم کو خدا نے بتا دیا ہے اُس کے
مطابق لوگوں کے باہمی جھگڑے چکا دیا کرو اور دغا
بازوں کے طرف دار نہ بنو اور اللہ سے بھول چوک
کی معافی چاہو کہ اللہ بخشنے والا
مہربان ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ
بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ وَلَا تَكُنْ
لِالْخَائِنِينَ خَصِيمًا ۝ وَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ
كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا (النساء ۱۶ تا ۱۷)

(۴) قل انما انا بشر مثلكم يوحى الی انما الحكم الله
واحد فاستقيموا الیه واستغفروا (جم السجد ۸۷)
(۵) فقلت استغفروا ربكم انه كان غفارا
(نوح ۱۶)
(۶) واستغفر انه كان توابا (نصر ۱۶)

عنوان توبہ و استغفار میں یہ آیتیں بھی شامل ہیں۔
(۱) وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ ان ربی قریب
مجیب (ہود ۶۴)
(۲) وتوبوا الی اللہ جمیعاً ایہ المؤمنون لعلمکم تفلحون
(نور ۴۶)
(۳) فاستغفروا ثم توبوا الیہ (ہود ۵۶)

سلسلہ اسماعیلی اور اُن کی کیفیت عنوان توبہ و استغفار کے آغاز میں گزرجی وہاں ملاحظہ ہو ۱۲

الْأَكْبَرُ مَا هُمْ بِبَالِغِيهِ
فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ
الْبَصِيرُ (المومن - ع ۶ پارہ ۲۲)

راہنی کی ایک ایسی بے جا ہوس سہمی ہے کہ وہ راہنی (اس راہ) کو کسی پونچنے والے نہیں تو راہ پیغمبران لوگوں کی شرارتوں سے خدا کی پناہ مانگتے رہو بے شک وہ (سب کی) سنتا (اور سب کچھ) دیکھتا ہے۔

عنوان استعاذہ میں ذیل کی آیتیں بھی داخل ہیں۔

(۱) فَاذْفَرَاتُ الْفَرَانِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ
الرَّجِيمِ (النحل ۱۳۶)
(۲) وَاَمَّا يَنْزَغُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ
اِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (رحم السجدہ ۵۶)

(۳) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ -
(الفلق ۱۶)
(۴) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ -
(الناس ۱۶)

استعانت

اَيُّكَ نَعْبُدُ وَاَيُّكَ نَسْتَعِيْنُ
(فاتحہ - ع ۱ پارہ ۱)

راہی خدا! ہم تیری ہی عبادت کرتے
ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے
ہیں۔

(فرعون کی دھمکی سن کر) موسیٰ نے اپنی قوم
(کے لوگوں) سے کہا اسد سے مدد مانگو اور صبر
کیے رہو ملک تو سب اسد ہی کا ہو اپنے بندوں
میں سے جس کو چاہتا ہے اُس کا وارث بنا
دیتا ہے اور انجام (بخیر) پر حسینہ گاروں
(ہی) کا ہے۔

قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهٖ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ
وَاصْبِرُوْا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُورِثُهَا
مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ
لِلْمُتَّقِيْنَ (اعراف - ع ۱۵ پارہ ۹)

ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک دن میں رسول خدا صلی
اسد علیہ وسلم کے پیچھے کھڑا تھا فرمایا اڑکے خدا کے حق
کی حفاظت کرو وہ دینی و دنیاوی آفات سے تیری حفاظت
کرے گا خدا کے حق کی حفاظت کر تو اُسے اپنے سامنے
موجود پائے گا اور جب تجھے کچھ مانگنا ہو تو خدا ہی سے
مانگ اور مدد کی ضرورت پڑے تو خدا ہی سے مدد چاہ
اور معلوم کر کہ اگر سب لوگ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فَقَالَ يَا
عَلَامُ احْفَظِ اللّٰهُ یَحْفَظُكَ لِحَفَظِ اللّٰهِ
تَجِدُهُ تَجَاهَكَ وَاِذَا سَأَلْتَ فَسَلِ اللّٰهُ وَاِذَا
اسْتَعْنَتْ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاَعْلَمُ اَنْ الْاُمَّةَ

يَوْمَ لَا يُخْزِي لَهِ اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ
آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ
وَيَئْتِيَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا آتِنَا نُورًا وَ
اغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٦﴾

یہ وہ دن ہوگا جب کہ اللہ پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا ان کے ایمان کی روشنی ان کے آگے آگے اور ان کے دہنی طرف ان کے ساتھ ساتھ چل رہی ہوگی اور یہ دعائیں کرتے جاتے ہوں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہماری (اس) روشنی کو ہمارے لیے آخر تک قائم رکھ و بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے

استعاذہ

وَمَا يَنْزِعُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ
فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ
عَلِيمٌ ﴿١﴾ (اعراف ع ۲۴ پارہ ۹) +
وَقُلْ رَبِّ اعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ
الشَّيْطَانِ ۝ وَاعُوْذُ بِكَ رَبِّ
اَنْ يَّخْضَرُوْنِ ۝ (المؤمنن - ع ۶ پارہ ۱۸)
اِنَّ الَّذِيْنَ يَجَادُوْنَ فِيْ اٰيَةِ اللّٰهِ
بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتَوْهُمُ اِنْ فِىْ صُدُوْرِهِمْ

اور راوی پیغمبر اگر شیطان کے گدگدائے سے (انتقام وغیرہ کی) گدگدی تھارے ل میں پیدا ہو تو خدا سے پناہ مانگ لیا کرو (کیونکہ وہ) سب کی) سنتا اور سب (کچھ) جانتا ہے۔
اور راوی پیغمبر تم یہ بھی دعا کرو کہ اے میرے پروردگار میں شیطانی وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اے میرے پروردگار میں اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ شیاطین میرے پاس آئیں اور بھڑکائیں و
جن لوگوں کے پاس خدا کی طرف سے کوئی سند تو آئی نہیں اور (نامق ناروا) خدا کی آیتوں میں جھگڑنے نکالتے ہیں ان کے دل میں تو بے

و سورہ حدید میں یہ بیان کر چکا ہے کہ مسلمانوں کے آگے آگے اور ان کے دہنی طرف ان کا نور ایمان چل رہا ہوگا اور منافق اس سے فائدہ اٹھانا چاہیں گے تو ان میں اور مسلمانوں کے نو میں ایک آنکڑی جائے گی اور منافق اندھیرے میں رہ جائیں گے منافقوں کا یہ حال دیکھ کر مسلمان دعا کریں گے کہ اے نبی یہ نور ہمارے ساتھ آخر تک ہے ۱۲ ع اوپر کی آیت میں پیغمبر صاحب کعبہ و درگزر کا حکم ہوا ہے کہ اگر جاہل لوگ گستاخی اور سب و ابی سے پیش آئیں تو تم ہنود و درگزر کرو اور بدلہ لینے کی کوشش نہ کرو یہاں انتقام وغیرہ کی قید اسی واسطے لگائی گئی ۱۲ +
و ان آیتوں میں پیغمبر صاحب کو کفار کے ساتھ نرمی سے بات کرنے کی تعلیم ہے اگرچہ کفار پیغمبر صاحب کو جادوگر اور شاعر اور جھوٹا سمجھتے تھے مگر پیغمبر صاحب کو یہی حکم تھا کہ تم گالی کے بدلے گالی نہ دو ورنہ شیطان اغوا کر کے زیادہ بگاڑ ڈالو اوسے گا ۱۲ +

وَأَنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ
بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَمَا أُنْزِلَ
إِلَيْهِمْ خُشِعِينَ لِلَّهِ لَا يَشْتَرُونَ
بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ
لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ
إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝

(آل عمران - ۲۰۷ پارہ ۴)

وَذَكَرَ يَا أَدْنَىٰ رَبِّهِ رَبِّ
لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ
فَاسْتَجَبْ نَادِيَ وَهَبْ نَالَ يَحْيَىٰ
وَاصْلَحْ نَالَ زَوْجَهُ طَاهِرُ
كَانُوا إِسْرِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ
وَيَدْعُونَ تَارَعًا وَرَهَبًا
وَكَانُوا مِنَ الْخُشِعِينَ ۝

(انبیاء - ۶ پارہ ۱۷)

فَالْهَٰكُمْ إِلَهُ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلَمُوا
وَبَشِّرِ الْخَاسِيَتِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا
ذَكَرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ وَ
الضَّالِّينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَ

اور اہل کتاب میں سے بے شک کچھ لوگ ایسے (بھی)
ہیں جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کتاب تم (مسلمانوں)
پر اتری ہے اور جو ان پر اتری ہے ان (سب) پر (بھی)
ایمان رکھتے ہیں (اور ہر وقت) اللہ کے آگے جھکے رہتے
ہیں (اور) اللہ کی آیتوں کے عوض میں (دُنیوی
فائدوں کے) تھوڑے دام نہیں لیتے یہ وہ لوگ ہیں جن
کے اجر ان کے پروردگار کے ہاں (تیار موجود) ہیں
ان کو اجر کے حاصل کرنے میں رحمت انتظار نہیں اٹھانی
پڑے گی کیونکہ اللہ جلدی حساب

کرنے والا ہے۔

اور (ای پیغمبر) ذکر کیا کہ (یاد کرو) جب انھوں نے (اولاد
کی طرف سے مایوس ہو کر) اپنے پروردگار کو پکارا کہ اسے
میرے پروردگار مجھ کو کیلا (یعنی بے اولاد) نہ چھوڑ اور
(یوں تو) سب وارثوں سے (بہتر وارث) ہے تو ہم
نے ان کی (فریاد) سن لی اور ان کو بخیر (فرزند) عنایت
کیا اور ان کی بی بی کو ان کے لیے بھلا چنگا کر دیا و
یہ لوگ (جن کا اوپر مذکور ہوا) یعنی نوح ابراہیم لوط اسمعیل یعقوب
و آدم و سلیمان ایوب اسمعیل و یونس و لوط و النون - یونس -
ذکر کیا بخیر) نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہم کو ہمارے
فضل کی توقع اور (ہمارے عذاب کے) خوف سے پکارتے
رہتے اور ہمارے آگے عاجزی کیا کرتے تھے۔

سو لوگو! تم سب کا خدا (وہی) خدا ہے

واحد ہے تو اسی کے فرماں بردار بنو اور لاؤ

پیغمبر عاجزی کرنے والے بندوں کو (جنت کی)

خوش خبری سناؤ (جو) ایسے نیک ہیں کہ

جب خدا کا نام لیا جاتا ہے ان کے دل لرز

اٹھتے ہیں اور جو مصیبت ان پر آپڑے اس پر

لَوْ اجْتَمَعَتْ عَلَيْكَ اَنْ يَنْفَعُوْكَ شَيْءٌ لَّمْ يَنْفَعُوْكَ
اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَ
لَوْ اجْتَمَعُوا عَلٰى اَنْ يَضُرُّوكَ شَيْءٌ
لَّمْ يَضُرُّوكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ
عَلَيْكَ زُفَرَاتٍ اَقْلَامُ وَجْفَةِ الصُّفْرِ (ترمذی)

جمع ہو کر تجھے کسی چیز سے نفع پہنچانا یا ہرقے نفع پہنچا سکیں مگر اس
چیز سے جو خدا تیرے لیے مفید لکھ چکا۔ اور اگر سب جمع
ہو کر تجھے کسی چیز سے نقصان پہنچانا چاہیں تو نہیں پہنچا
سکیں گے مگر اس چیز سے جو خدا تیرے حق میں مضر لکھ چکا
قلم کو جو بکھٹا تھا لکھ چکا اور
کاغذ خشک
ہو گئے

خشوع و خضوع

وَأَسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ
وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ
الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقَوْنَ رَبَّهُمْ
وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ○

(البقرہ - ع ۵ پارہ ۱)

عنوان مذکورہ میں ذیل کی آیتیں بھی پڑھو

(۱) قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (المؤمنون ۱۶)

(۲) وَيَخُونُونَ لِلاَذْقَانِ يَكُونُ وَزِيدُ هُمْ خَشِنُوا رَوَى اسرئیل (۱۲۶)

(۳) وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ اَوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْحَقَّ مِنْ رَبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوْبُهُمْ رَجْعٌ ۙ (۷۶)

لے خشوع و خضوع میں فرق یہ ہے کہ آواز میں اظہارِ مسکنت کرنے کو خشوع کہتے ہیں قال تعالیٰ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ
فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا اور وجہ سے مسکنت و عاجزی ظاہر کرنے کا نام خضوع ہے ان نشأ نازل علیہم من السماء آیتہ فَظَلَّتْ
اعناقہم لَهَا خَاضِعِينَ ۱۲ ول صبر ایک ایسی خصلت ہے کہ جو اُس کو اختیار کر لیتا ہے دنیا کی تکلیفیں اُس پر آسان ہو جاتی ہیں
اور یہی حال نماز کا ہے الا بد کر اللہ قططن القلوب رُسن رکھو کہ یادِ الہی سے دل تسلی پاتے ہیں اور جنابِ رسالت مآب پیغمبر صاحب
صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی عادت تھی کہ جب آپ کو کسی طرح کی تشویش لاحق حال ہوتی تو آپ نمازیں مشغول ہو جاتے مگر جن لوگوں کو خدا کا اور
ماقت کا خیال نہیں اُن کو نماز کی پابندی بھی بھلے خود ایک مصیبت معلوم ہوتی ہے ۱۲

وَيَقُولُونَ سُبْحَنَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا وَعْدُ
رَبِّنَا لَمَفْعُونَ ۝ وَيَخْرُجُونَ لِلْذِّقَانِ
يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۝

(بنی اسرائیل - ع ۱۲ پارہ ۱۵)

اٹھنے لگتے ہیں کہ ہمارا پروردگار پاک (ذات) ہے
بے شک ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہونا
ہی تھا اور ٹھوڑیوں کے بل گر پڑتے ہیں رنج
(میں) روتے (جاتے ہیں) اور قرآن کی وجہ سے
اُن کی عاجزی (اور) زیادہ ہوتی
جاتی ہے۔

اعمالِ لسانی

من المتحجج اس باب کی پہلی پانچ فصلیں یعنی خدا کی عظیمہ حمد و ثنا - تسبیح و تقدیس - ذکر اللہ - ذکر نعمت - ایک دوسری سے اس
تقدیرتی جلتی ہیں کہ اُن میں صرف لفظی فرق ہے ورنہ مفہوم سب کا ایک ہے سب پہلے خدا کی عظمت کا خیال ہونا
ہے جو پہلی فصل ہے اسکے بعد باقی کی چار فصلوں کے مضامین عمل میں آتے ہیں اور وہ سب قریب قریب
ایک ہی قسم کے ہیں - تسبیح و تقدیس بھی ایک خاص طرح کی حمد و ثنا ہی ہے کیونکہ تسبیح و تقدیس کے معنی ہیں
کہ خدا تمام عیوب سے بری اور نقصانات سے پاک ہے - پھر ذکر اللہ سے بھی خدا کی حمد و ثنا ہی مقصود ہے کیونکہ
بندہ جب خدا کا ذکر کرے گا تو حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس ہی کے ساتھ کرے گا بلکہ مجرد اللہ کا نام لینا بھی داخل
حمد و ثنا ہے - اگرچہ اللہ کو اسم ذات مان لیا گیا ہے - مگر اس کے معنی بھی معبود کے ہیں - اور معبود ہونا سب سے بڑی
تعریف ہے - پھر جہاں بندہ خدا کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس کرتا ہے اسی کے ضمن میں وہ اُس کی نعمتیں بھی بیان
کرتا ہے اور اس بیان سے اظہارِ احسان مندی مقصود ہوتا ہے۔

ہم نے حقوق اللہ کی چار قسمیں کی ہیں - اعمالِ قلبی - اعمالِ لسانی - اعمالِ بدنی - اعمالِ مالی - اس تقسیم سے ایسا خیال
کیا جاسکتا ہے کہ ایک طرح کے عمل کو دوسرے طرح کے عمل میں دخل نہیں لیکن اہل حقیقت یہ ہے کہ پہلے دل میں
تحریک پیدا ہوتی ہے پھر اُس کا اثر اعضا اور عوارج اور مال پر ظاہر ہوتا ہے تو اس اعتبار سے قلب ہر ایک عمل
میں شریک ہے اعمالِ قلب میں ہم نے اُن ہی عملوں کو لیا جو خیال سے متعلق ہیں اور جب خیال پنا اثر ظاہر کرنے
لگا تو وہ عمل اعمالِ ثلاثہ باقی ماندہ میں سے کسی قسم میں داخل ہو جائے گا - اعمالِ لسانی کے باب کی چھٹی فصل شکر ہے
اور یہ نتیجہ ہے پہلی پانچ فصلوں کا یعنی جب آدمی خدا کو یاد کرے گا اور خدا کا یاد کرنا ہوتا ہے اُس کی غفلت کے تصور
اور حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس کے ذریعے سے اُس کی نعمتوں اور احسانوں کا اقرار کرے گا تو ضرور ہے کہ وہ خدا کا
شکر بھی کرے - شکر کے معنی ہیں اظہارِ احسان مندی جو اکثر زبان کے ذریعے سے ہوتا ہے - یہ بھی انسانی فطرت ہے۔

۱۔ یعنی قرآن کی مشین گوئی اگلی آسانی کتابوں میں موجود تھی اور اہل کتاب قرآن اور پیغمبر آخر الزماں کے منظر سے توجہ اُن میں حق شناس
تھے قرآن کو سن کر سمجھ گئے کہ اُمی وعدے کا ایفاء ہے اور ایمان لے آئے ۱۱۲

الْمُقِيْمِي الصَّلَاةِ وَفِي مَآرِفِهِمْ
يُنْفِقُونَ ○ (الحج - ع ۵ پارہ ۱۷) *

نمازیں پڑھتے اور جو ہم نے اُن کو دے رکھا
ہے اس میں سے (راہِ خدا میں) خرچ
کرتے ہیں

تضرع و عجز

أَدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً
إِنَّهُ لَا يَحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ○
لَا تَفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ
إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا
إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْحَسَنِينَ ○

(اعراف ع ۷ پارہ ۸)

وَأَذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً
وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ
وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ ○
الَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ
وَيَسْبِغُونَ وَأُولَٰئِكَ يَسْجُدُونَ ○ (اعراف ع ۲۶)
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ
مِنْ قَبْلُ إِذْ أُنْزِلَ عَلَيْهِم مِّنَ الْكِتَابِ
وَلَا تَتَّبِعُوا الْآيَاتِ الْكُفْرَ

روگوا اپنے پروردگار سے گڑگڑا (گڑگڑا) کر اوجھے چکچکے
دعا کرتے رہو کیونکہ وہ (خدا) عبادیت سے ہا ہر قدم
رکھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور (انتظام)
ملک کے درست ہوئے پیچھے اُس میں فساد نہ پھیلاؤ
اور (غدا) کے ڈر سے اور (فضل کی) اُمید پر خدا
سے دعا میں مانگتے رہو کیونکہ خدا کی رحمت خلوص
رکھنے والوں سے (دہشت ہی)

قریب ہے

اور (راہِ پیغمبر) اپنے جی (ہی جی) میں گڑگڑا (گڑگڑا) کر
اور ڈر (ڈر) کر اور (بہت) زور کی آواز سے نہیں بلکہ
وہی آواز سے) صبح و شام اپنے پروردگار کی یاد کرتے
رہو اور (اُس کی یاد سے) غافل نہ ہو جو (فرشتے) تمہارے
پروردگار کے مقرب ہیں (وہ تک بھی) اُس کی عبادت
سرتابی نہیں کرتے اور اُسی کی تسبیح (وتحمیدیں) اور اُسی
کے آگے سجدے کرتے ہیں۔

(راہِ پیغمبر) ان لوگوں سے کہو کہ تم قرآن کو مانو یا نہ مانو جن
لوگوں کو قرآن سے پہلے (آسمانی کتابوں کا) علم دیا گیا
ہے (اُن کا تو یہ حال ہے کہ) جب اُن کے رب پر پڑھا
جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے

و اپنی بندہ ہم وقت خدا کے فضل و کرم کا محتاج ہے اور اگر اپنی استیاج کو خدا کے آگے ظاہر کرنے میں مضائقہ نہ ہو تو اس ایک
طرح کا استغنا لایا جاتا ہے جو مافی جودیت ہو اور ایک رحمة رضا و تسلیم کا ہے وہ علمہ ۱۲۵

سے باز آیا یہی توبہ ہے۔ استغفار طلب معافی ہے۔ استعاذہ خدا سے پناہ مانگنا ہے۔ وسوسہ شیطان سے دشمنوں کی ایذا سے اور ہر طرح کے شر سے۔ استعانت خدا سے مدد مانگنا ہے۔ ہر ایک نیک ارادے کے عمل میں لانے پر۔ یہی مطلق دعا اس میں کل دنیاوی اور آخروی مطالب چھوٹے ہوں یا بڑے داخل ہیں۔ ہم نے دعا کے متعلق ایک رسالہ مستقل جمع کیا ہے اُس کا نام ہے ادعیۃ القرآن اس رسالے کے جمع کرنے کی ضرورت یوں داعی ہوئی کہ لوگوں نے بہت سے وظیفے بنا رکھے ہیں اور تلاوت قرآن کی جگہ اُن ہی کو پڑھ لیا کرتے ہیں ہم کو مسلمانوں کی یہ آدانا پسند ہوئی اور ہم نے چاہا کہ قرآن کی دعائیں جمع کر دی جائیں تو چونکہ جزو قرآن بھی قرآن ہے قرآن کی دعائیں دعا اور تلاوت قرآن دونوں کام دیں گی۔ قرآنی دعائیں بعض تو خدا کی تعلیم کی ہوئی ہیں اور بعض پیغمبروں کی ہیں اور چونکہ پیغمبر بھی دوسری طرح کے آدمیوں کی طرح آدمی تھے اُن میں اور دوسرے آدمیوں میں اگر فرق تھا تو صرف اسی قدر کہ اُن پر وحی نازل ہوتی تھی ورنہ بشر ہونے کی حیثیت سے اُن کو وہی حاجتیں اور ضرورتیں پیش آتی تھیں جو دوسرے لوگوں کو آتی رہتی ہیں اُن کو بیماریاں ہوتی تھیں اور وہ تندرستی کی آرزو کرتے تھے بعض لاو لہ تھے اور اُن کو نہ ہماری طرح اولاد کی تمنا تھی کہ ہمارے متروکات کے مالک ہوں گے بلکہ دین الہی کی خدمت اور حفاظت کے لیے وہ اپنا معین و مددگار چاہتے تھے طرح طرح کی ایذا میں پاتے تھے اور چاہتے تھے کہ اُن کو کسی طرح ان ایذاؤں سے نجات ہو بعض سے بقاضاے بشریت کچھ مغزشیں سرزد ہوئیں جو اُن کی شان کے شایاں نہ تھیں اور وہ خدا سے ان مغزشوں کی معافی مانگتے تھے۔ غرض پیغمبروں کو بھی اسی طرح کی حاجتیں پیش آتی تھیں جو عموماً ہم لوگوں کو پیش آتی رہتی ہیں۔ اور وہ اپنی حاجت روائی کے لیے خدا سے دعائیں مانگتے تھے۔ اور خدا نے اُن کی دعائیں قبول بھی کیں اور اُن کی حاجت روائی ہو گئی۔ تو ہم نے یہ سمجھا کہ ان حاجتوں میں سے کوئی سی حاجت مسلمانوں کو پیش آئے تو وہ اپنا ہم حاجت کوئی پیغمبر قرآن سے تلاش کر لے اور جن لفظوں میں اُس پیغمبر نے دعا کی ہو اُن ہی لفظوں میں دعا کرے ہمارا خیال یہ ہے کہ دعا بھی ایک فقیر کی سی صدا ہے اور بعض صدائیں خاص کر دلکش ہوتی ہیں اور جس سے وہ حاجت مانگی جاتی ہے اُس کو خاص طور پر متوجہ کرنے کے لیے اثر خاص کھتی ہے۔ اسی خیال پر ہم نے یہ بات متفرع کی کہ الفاظ دعا کو قبولیت دعا میں مدخل عظیم ہے۔ اب رہا نفس دعا اس کے بارے میں ہمارے بنائے زمانہ خاص کر جو لوگ انگریزی خواں ہیں بہت سے شکوک کرتے ہیں اُن کا خیال یہ ہے کہ دنیا میں اسباب کا سلسلہ قائم ہے کوئی نتیجہ بدون سبب کے ظاہر نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اسباب کے سلسلے میں کسی طرح رُو و بِل ہو سکتا ہے۔ یعنی دعا کرنا فعلِ عبث ہے پھر یہ بحث تقدیر میں جا پڑتی ہے کہ خدا نے اچھا بُرا جو کچھ بھی کسی کی تقدیر میں بکھ دیا ہے ہو کر رہتا ہے۔ اس طرح پر بھی دعا کا کرنا فعلِ عبث ہوا۔ تیسری بات یہ ہے کہ دعائیں بہتیری قبول نہیں بھی ہوتیں۔ ان باتوں کا حاصل یہ نکلا کہ دعا ایک فعلِ عبث ہے اور سلسلہ اسباب میں دعا کو کچھ دخل نہیں۔ تمام شکوک کا جواب ہم نے تو یہ سمجھ رکھا ہے کہ آدمی کی فطرت اسی طرح کی واقع ہوئی ہے کہ جب کبھی اُس کو کوئی ضرورت پیش آتی ہے اور کوئی تدبیر رفع ضرورت کی

کہ آدمی اپنے محسن کا احسان مانے۔ دنیا میں کوئی کسی پر احسان کرتا ہے تو اکثر وہ خدمت وغیرہ سے احسان کا معاوضہ کر دیتا ہے مگر خدا بندوں کی خدمت سے بے نیاز ہے اُس کے احسانات کا معاوضہ اقرارِ نعمت کے سواے اور کیا ہو سکتا ہے اور چونکہ اُس کی نعمتیں بے شمار ہیں نتیجہ یہ ہے کہ بندے بقدرِ واجب اُس کا شکر نہیں کر سکتے

گر کسے شکرِ حقِ فزوں گوید شکرِ توفیقِ شکر چوں گوید

شکر گزاری اور اظہارِ احسان مندی خود شکر گزار کے حق میں موجبِ مزیدِ نعمت ہوتی ہے دنیا میں تو اُس کا نتیجہ دیکھا جاتا ہے کہ اگر کسی کے احسان کا شکر کیا جائے تو محسن کو مزید احسان کی طرف ترغیب دیتی ہو اور کفرانِ نعمت کی صورت میں محسن کے دل میں ایک مخالفت سی پیدا ہو جاتی ہے تا بحمدیکہ وہ دی ہوئی نعمت کو بھی چھین لینا چاہتا ہے اور لَيْتُ شُكْرَكُمْ لَازِدًا تَكْفُرًا وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ لَنَعَذِّبَنَّ عَذَابًا لَّشَدِيدًا سے ثابت ہے کہ بندوں کے ساتھ خدا کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔

آسان اگر فطرتاً شکر گزار پیدا کیا گیا ہے تو یہ فطرتِ سلیم کا مذکور ہے ورنہ عام طبیعت میں اس قسم کی توقع ہوتی ہے کہ خدا کی نعمتوں کو بھول کر بھی یاد نہیں کرتیں قدرِ نعمت بعدِ زوال ایک مشہور مقولہ ہے اور بالکل مطابق واقع ہے۔ بیمار کو تندرستی کی مفلس کو تو گھری کی۔ تھوکے کو سیری کی۔ مسافر کو وطن کی اُس وقت قدر معلوم ہوتی ہے جب اُس کی حالت بہتر سے بدتر ہو جائے۔

شکر گزاری کی صفت کو ترقی دینے کی آسان تدبیر یہ ہے کہ آدمی ہمہ وقت اپنے سے بدتر پر نظر کرتا رہے اور اُس کی اپنے سے بدتر اُسی طرح کے آدمی ہمہ وقت اور ہمہ جاں سکیں گے بلکہ اگر آدمی اپنی حالت کا مقابلہ دوسری مخلوقات سے کیا کرے تو بھی شکر گزاری کا خیال اُس کے دل میں ضرور پیدا ہوگا مسلمانوں میں تھنڈا پانی پینے کے بعد الحمد للہ کہنا یا کھانے کے بعد الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین یا نیا کپڑا پہن کر یا چھینک کے بعد کوہِ دہل تندرستی ہے الحمد للہ کہنا بڑی عمدہ تسلیم ہے اور مسلمان کو چاہیے کہ اس کے التزام کا اہتمام رکھے۔

باب کی ساتویں فصل میں ہے اور آٹھویں فصل تو بہرِ استغفار اور نوں استعاذہ اور دسویں استعانت یہ بھی دعائیں نقل ہیں تو بہ کے معنی ہیں رجوع یعنی بندے سے کوئی قصور ہو گیا۔ اور اُس کو ندامت ہوئی اور وہ اپنی اس حرکت پر جا

لہ (لوگو! اگر ہمارا) شکر کرو گے تو ہم اور زیادہ نعمتیں دیں گے اور اگر تم نے ناشکری کی تو تم کو معلوم ہے کہ ہماری مار بھی بڑی سخت مار ہے ۱۲ حدیث ابو سعید میں آیا ہے قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اکل واشرب قال الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین اور اس کا ترجمہ ماؤں کے سلسلے میں مکیو ۱۱) ۱۲ عزابی سعید الخدری قال کان النبی صلی اللہ علیہ اذا استجبت ثوبا قال اللهم لك الحمد انت کستونی هذا ویسمیہ باسمہ اسألت خیرہ وخیر ما صنیت له واعوذ بک من شرہ وشر ما صنیت له یعنی حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کیا کپڑا پہنتے تو فرماتے خداوند تیرے ہی حمد و ثناء ہے تو نے ہی مجھے یہ کپڑا پہنایا اور کپڑے کا نام لے کر فرماتے میں تجھ سے اس کپڑے کی بھلائی اور جس لیے یہ بنایا گیا ہے اُس کی بھلائی کا طالب ہوں اور اس کی بُرائی اور جس کے لیے یہ بنایا گیا ہے اُس کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں ۱۲ +

مثلاً ایک مکان بنانا ہے بے شک اُس کی تعمیر کے اسباب میں سے تمہارے - جبر ہی ہے اور مال مصالک ہے جو تعمیر میں لگایا جاتا ہے۔ مگر کسی کا ذہن بھی اس طرف منتقل ہوتا ہے کہ سبب اول مالک مکان کا لاؤ ہے اسی طرح جب آدمی کے ارادے کو اتنا بڑا واصل ہے تو خدا کے ارادے کو کیوں نہ ہو۔ ایک دہریہ لحد لاندہ سب ایسے شکوک پیدا کرے تو کر سکتا ہے مگر جو شخص خدا کا قائل ہے اُس کو ایسے شکوک کرنے کا کوئی حق نہیں اور ہمارا خیال تو یہ ہے کہ جس نے آدمی کی جُن میں جنم لیا ہے - یعنی انسانیت کا جامہ پہنا ہے - وہ خدا کا منکر ہو ہی نہیں سکتا اور جو نمونہ سے انکار کرتا ہے یہ اُس کے نفس کا مکر ہے جیسا کہ فرعون پر گزرا تھا کہ وہ ساری عمر اَنَا رَبُّكُمْ اَزَّيْحًا کہتا رہا مگر جب دریا میں ڈوبنے لگا تو خدا کا اور اُس کے معبود ہونے کا اقرار کیا وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَٰئِيلَ الْيَمَّ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ كَيْفًا وَعَدَّ وَاخْتَرَا اِذَا اَدْرَكَهُ الْفَرَقُ قَالَ اَمَنْتُ اَنَّهُ لَا اِلَهَ اِلَّا الَّذِي فِي اَمْنَتِي بِهٖ بُنِيَ الْاَسْرَٰءِلُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَلَنْ وَاَقْلَصَصْتُمْ قَبْلُ وَكُنْتُمْ مِنَ الْفٰسِقِيْنَ فَالْيَوْمَ نَجْعَلُكَ يَدَاكَ لِتَكُوْنُ مِنَ الْخٰلِفِيْنَ اَيُّهَا الَّذِيْ كُنْتَ تَزِيْرُ اَمْرَ النَّاسِ عَنْ اٰيَاتِنَا الْغٰفِلُوْنَ خدا کا انکار اور خدا کی کسی صفت کا انکار دونوں ایک درجے میں ہیں۔ خدا کی صفتوں میں سے ایک صفت قدرت ہے کہ وہ سبب الاسباب، یعنی سبب میں سبب ہونے کی صلاحیت اُس نے پیدا کی ہے وہ خود کسی سبب کا محتاج نہیں آخر اُس نے دنیا کا اتنا بڑا کارخانہ بنے ساز و سامان بے تقدّم سبب پیدا کر دی دیا۔

اب رُادعا کا مقبول و نامقبول ہونا تو بے شک خدا کا فرمودہ ہے اَذْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اَوَّل تو قبول کرنے کے وہ معنی نہیں جو لوگوں نے سمجھ رکھے ہیں بلکہ یہ آیت اُن لوگوں کے رُؤ میں نازل ہوئی معلوم ہوتی ہے جو خدا کی طرف سے بوجہ میں الوجہ مایوس تھے اور ایسا اتفاق ایک بڑے خدا شناس کو پیش آچکا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت بوڑھے ہو گئے تھے تو والد و تناسل کی عمر سے متجاوز اور اُن کی بی بی بوڑھی ہونے کے علاوہ بانجھ بھی تھیں اور اس پر حضرت ابراہیم کو اولاد کی تناسل تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قصہ قرآن کی این آیتوں میں مذکور ہے وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا اَسَلٰ مَا قَالِ لَنَا مِنْكُمْ وَجَلُوْنَ قَالُوْا لَا

۱۷ میں تمہارا سب سے بڑا پروردگار ہوں ۱۲ اور ہم نے نبی اسرہیل کو دریا کے پار اتار دیا پھر فرعون اور اُس کے لشکریوں نے سرکشی اور شرارت کی راہ سے اُن کا پیچھا کیا یہاں تک کہ جب فرعون کے سر پہ ڈباؤ (پانی) آ پونچا تو لگا کہنے کہ اب مجھ کو قتل کیا کہ جس (خدا) پر نبی اسرہیل ایمان لائے ہیں اُس کے سوا کوئی (اور) معبود نہیں اور (اَب) میں بھی اُسی کے) فرماں برداروں میں ہوں (تو خدا نے اُس کو ملامت کی اور فرمایا کہ) کیا اَب دیر سے وقت میں ایمان (اور) تیرا حال تو یہ تھا کہ (اِس) پہلے برابر مافرائی کرتا رہا اور تو معتمدوں میں رکھا ایک ہی مفسد تھا تو کج رفتاری روح کو تو نہیں مگر تیرے بدن کو ہم (پانی میں) نہ نشین ہونے سے بچاؤ (وہ بھی اِس غرض سے) کہ جو لوگ تیرے بعد آئے و اسے ہیں تو اُن کے لیے (نشان) عبرت ہو اور البتہ بہت سے لوگ ہماری (قدرت کی) نشانیوں سے غافل ہیں ۱۲

۱۷ (لوگو! ہم سے دعائیں مانگتے رہو ہم تمہاری (دعا) قبول کریں گے ۱۲) (ملاحظہ فرمادہ)

اُس کو نہیں سوجھتی تو وہ ایسی ہستی کی طرف رجوع کرتا ہے۔ جس کو وہ اپنے ذہن میں سمجھا ہوا ہے۔ کہ اس کی ضرورت کے دفع کرنے پر قادر ہے یہ بات دوسری ہے کہ جس کو وہ دفع ضرورت پر قادر سمجھا ہے۔ واقع میں بھی دفع ضرورت پر قادر ہے یا نہیں۔ یاد دوسرے لفظوں میں یوں سمجھو کہ وہ حاجت مند خدا سے برحق کی طرف رجوع کرتا ہے۔ یا باطل کی طرف مگر بہر کیف وہ اپنے سے بڑھ کر کی طرف تو رجوع کرتا ہے۔

فطرت انسانی تو یہ ہے اور یہ فطرت تمام بنی آدم میں شہری ہوں یا دیہاتی۔ عالم ہوں یا جاہل۔ نچتے ہوں یا جوان یا بوڑھے۔ مہر ہوں یا عورت۔ خواندہ ہوں یا ناخواندہ۔ مشرق کے رہنے والے ہوں یا مغرب کے سب میں یکساں پائی جاتی ہے۔ آب و کھانا یہ ہے کہ خدا نے یہ فطرت بنی آدم کو دھوکا جینے کے لیے اُن میں ودیعت رکھی ہے یا جیسا تمام بنی آدم خیال کرتے ہیں واقع میں بھی ایسا ہی ہے۔ بے شک دُعا میں کمتر مقبول اور بیشتر نامستعمل ہوتی ہیں بالاینکہ کسی زمانے کے لوگ دُعا سے بے دل نہیں ہوئے۔ نہیں ملتا اور وہ مانگے جاتے ہیں شنوائی نہیں ہوتی اور کہے جاتے ہیں فطرت کا ثبوت اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے۔ پھر ہم انسان کی دوسری باتوں پر نظر کرتے ہیں تو پاتے ہیں کہ جو کچھ اس کے حواسِ ظاہر اور باطن حکم دیتے ہیں وہ مطابق واقع ہوتا ہے مثلاً جب ہمیں کوہاری آنکھ سبز دیکھتی ہے وہ واقع میں بھی سبز ہوتی ہے۔ جس چیز کو ہمارا ذائقہ تلخ بتاتا ہے وہ واقع میں بھی تلخ ہوتی ہے۔ قوتِ شامِ خوشبو اور بدبو میں تمیز کرتی ہے۔ سامعہ زیر و بم میں۔ لامعہ سخت و نرم میں تسر و گرم میں۔ یہ تو حواسِ ظاہر جو پائے اب ہے حواسِ باطن تو مثلاً ہم دھوئیں سے آگ کے ہونے کا یقین کرتے ہیں اور جا کر دیکھتے ہیں تو واقع میں آگ پاتے ہیں۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ سب باتوں میں تو ہمارے حواس اور ہماری اُن کا حکم ٹھیک ہو اور صرف دُعا کے بارے میں غلط اور حکم بھی ایسا اجماعی کہ کوئی فرد بشر اُس سے منحرف نہیں۔ اب رہا اسباب کا سلسلہ کہ وہ تغیر پذیر نہیں لہذا اس میں بحث یہ ہے کہ اسباب کے متعلق انسان کا علم ناقص نہ ہو کہ تمام ہے۔ ہم ایک موٹی سی بات لیتے ہیں کہ تمام مادی چیزیں جو اوپر سے پھینکی جائیں زمین پر گرتی ہیں ٹھس اور وزنی چیزیں جلد اور پولی ہلکی بدیر مستثنا ہم ایک روپے کے ٹھیک برابر ایک کاغذ کا ٹکڑا الیں اور دونوں کو اوپر چڑھ کر گرا دیں تو وہیہ جلدی گرے گا۔ کاغذ کا روپیہ بھی گرے گا تو ضرور مگر اصلی روپیہ سے دیر کر۔ اس رُوداد سے صاف مستثنیٰ ہوتا ہے کہ وزنی چیز کے زمین پر دیر سے گرنے کا اصلی سبب زمین کی کشش ہے۔ یہ بالکل سچ ہو مگر ہم سے ایک شرط ضروری فرد گزاشت ہوتی ہے اگر ہم کسی طرح پر ایک شیشے میں سے ہوائ نکال ڈالیں اور اُس میں پانی کی کاروبیہ اور کاغذ کا روپیہ برابر فاصلے سے گرائیں تو دونوں برابر گریں گے ایک پل کا پھیلا کا پیچھا نہ ہوگا اسی طرح ہر ایک نتیجے کے لیے ایک سبب مفرد نہیں بلکہ اسباب کا مجموعہ موثر ہوتا ہے۔ اُن میں سے بعض اسباب کو ہم نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ایک مطلب ہم کو نظر باسبابِ ظاہر ناممکن الحصول معلوم ہوتا ہے مگر اُس کے حصول میں کسی سبب مخفی کو دخل ہو جو ہم پر آشکار نہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کوئی سا کام بھی ہو بھٹوٹا یا بڑا اور اُس کے سر انجام پانے کے کچھ بھی اسباب ہوں اُس کے حصول کا پہلا سبب ہے آدمی کا ارادہ

انھوں نے سُوکھا ٹر خا دیا۔ ایک یواری بھی کہ وہ گرنے کو ہو رہی تھی اُس کو بے مزد و درست کر دیا۔ خضر کی یہ تمام حرکتیں موسیٰ علیہ السلام نے دیکھیں اول بارسختی کے بے کار کر بیٹھنے کی وجہ پوچھی خضر نے ڈانٹ بتائی پھر موسیٰ علیہ السلام نے لڑکے کے بے وجہ مار ڈالنے کا سبب دریافت کیا تو خضر نے ناخوش ہو کر کہا کہ تم بڑے چلیے آدمی ہو تم سے ضبط نہیں ہو سکتا اگر پھر تم نے میری کسی بات میں دخل دیا تو میں تم کو اپنے ساتھ نہیں رکھوں گا چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام دیوار کا حال دریافت کیا تو خضر نے سب باتوں کی توجیہ تو موسیٰ علیہ السلام کو سمجھا دی مگر اُن کو اپنے پاس سے مجاہد بھی کر دیا۔ ہم کو اس حکایت سے اُس لڑکے کی طرف متوجہ کرنا ہے جسے خضر نے مار ڈالا تھا۔ خضر نے جو اُس کے مار ڈالنے کی وجہ بیان کی وہ یہ تھی کہ اُس کے والدین دیندار ہیں اور مجھ کو خدا کے بتانے سے معلوم ہوا کہ یہ نابکار بڑا ہو کر والدین کو ایذا دے گا اِس لیے میں نے حکم خدا اُس کو مار ڈالا تو ممکن ہے کہ کوئی آدمی لا ولد بیٹے کے ہونے کی دعا کرے اور وہ بیٹا ایسا نالائق نکمے کے ماں باپ کا دل دکھائے۔ اسی طرح ممکن ہے کہ کوئی مفلس تو نگری کی دعا کرے اور جب خدا اُس کو مال و دولت دے تو وہ تو نگری اُس کے حق میں وبال جان ہو جائے غرض آدمی عظیم نہ ہونے کی وجہ سے مفاد کی جگہ مضرت کی بھی خواہش کرنے لگتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے وَدِينُ الْاِنْسَانِ بِالْغَيْبِ دُعَاؤُهُ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْاِنْسَانُ مُجِرًّا۔ تو ایسی صورتوں میں خدا تعالیٰ بقاضا سے رحمت کاملہ دعا سے بد کو قبول نہیں فرماتا لیکن اِس کو نامقبولیت نہیں سمجھنا چاہیے۔ یا ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی مصلحت سے دعا قبول نہیں ہوتی تو خدا تعالیٰ دین یا دنیا میں بندے کو اُس کا عوض کر دیتا ہے۔ اور کم سے کم عوض یہ تو ضرور ہوتا ہے کہ دعا سے دل کو تسکین ہو جاتی ہے اَلَا يَذْكُرُ اللّٰهُ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔

دعا قبول ہوتی تو بندہ شکر کرتا ہے اور قبول نہ ہوتی تو بھی اُس کو ایسی تکلیف نہیں ہوتی جو ایک بے دین آدمی کو ہوتی ہو اسی طرح کی غلط فہمی لوگوں کو تقدیر کے بارے میں بھی ہے۔ اِس میں شک نہیں کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے خدا کو پہلے سے معلوم ہے۔ لیکن اِس سے آدمی کی مجبوری نہیں ثابت ہوتی۔ مثلاً ایک باپ اپنے ایک اکلوتے بیٹے کے پڑھانے لکھانے اور اصلاح حال میں بہتری کو شش کرتا ہے مگر وہ اُس کے مزاج اور عادت۔ اور صحبت سے یہ بھی جانتا ہے کہ یہ نالائق اور ناسعادتمند ثابت ہوگا تو جاننا اور چیز ہے مگر باپ کو یہ نہیں کہیں گے کہ اُس نے بیٹے کو نالائق اور ناسعادتمند کیا اسی طرح خدا نے آدمی کو باختیار پیدا کیا ہے اُس کو نیکی اور بدی کے دونوں رستے دکھا دیئے ہیں اور اُس کو پوری آزادی دی ہے کہ نیکی کو اختیار کرے یا بدی کو مگر خدا جو عالم الغیب ہے وہ پہلے سے جان چکا ہے کہ شخص اپنے کرنے سے نیک ہوگا یا بد۔ لوگ اپنے ارادے سے بُرے بھلے بنتے ہیں خدا اُن کے ارادے کو جانتا ہے مگر خدا نے اُن کے ارادوں پر سے اپنا اختیار اٹھا لیا ہے۔ یا ایک طبیب مہربان ایک بیمارِ مزمن کی تندرستی کے لیے تدبیریں کرتا ہے مگر بیمار کی طبیعت بد پر ہیز واقع ہوئی ہے اور طبیب کو معلوم ہے

۱۷ اور آدمی جس طرح (اپنے حق میں) بہتری کی دعا مانگتا ہے اسی طرح (دیکھ کر کبھی) بُرائی کی بھی دعا مانگنے لگتا ہے اور انسان بڑا جلد باز ہے ۱۲ (اور) مَن رکھو کہ خدا کی یاد سے دلوں کو تسلی ہوتی ہے ۴۱۲

تَوَجَّلْنَا بِبُشْرَتِكَ بِكَلَامِكَ عَلَيْنَا قَالَ ابْتَسَمَ فَقُلْتُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ قَسَمِي الْكَبِيرُ فِيمَ نُبَشِّرُكَ قَالَ الْإِبْرَاهِيمُ نُبَشِّرُكَ بِأَلْحَقٍ وَلَا نَكْثُ مِنَ الْفَانِطِينَ قَالَ وَمَنْ يَقْطَعُ مَرْحَمَتِي بِهِ إِلَّا الضَّالُّونَ تَوَسَّلَ بِهَذَا بَشْرَتِ بَغْبِشُونَ تَكُ
 بعض وقت یا سنا اُمیدی ہوتی ہے ایسی حالت کی اصلاح کے لیے آیہ ادعونی استجب لکم کا نازل ہونا قرین قیاس
 ہے۔ دوسرے یہ کہ شاید ان لوگوں کا تو منظور ہو جو حاجت پڑے پر خدا کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں تو آیت کا
 مطلب یہ ہوگا کہ ہم سے دعا کرو کہ ہم دعائیں قبول کرتے ہیں یعنی قبول کرنے کی قدرت رکھتے ہیں تو یہ آیت ہم
 ان آیتوں کی تفسیر کی وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْيَجْرِ صَلَّاءٌ مِّنْ تَدْعُوْنَ اِلَّا اِيَّاهُ فَلَمَّا بَلَغْتُمُ اِلَى الْاُخْرٰى اَعْوَضْتُمْ
 وَكَانَ الْاِنْسَانُ لَكَفُوْرًا وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ لَشَيْءٍ اِلَّا كِبًا سِیْطَ كَفِیْوْنَ اِلَی
 الْمَاءِ لَیْسَ لَكُمْ فَاوَهُ وَبِالْعِیْهِ وَمَا دَعَا الْكَافِرِیْنَ اِلَّا فِی ضَلٰلٍ - وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا
 یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَهُمْ یَحْكُمُوْنَ اَمْوَاتًا غَیْرَ اَحْیَآءٍ وَمَا یَسْمَعُوْنَ اٰیٰتٍ یُّدْعُوْنَ بِهَا اِیَّاهُ اَدْعُوْا اِیَّاهُ
 کو وعدہ قبول دعا بھی سمجھا جائے تو پیرایہ قبول دعا کی طرح نہیں۔ آدمی کو علم غیب کی خبر تو ہے نہیں تو وہ ضرور
 پڑے پر کبھی مضطر ہو کر ایسی بات کے لیے دعا کرتا ہے کہ انجام کار اُس کے حق میں مضر ہوگی۔ اور اگر اُس کو پہلے
 سے خبر ہوتی تو وہ ہرگز دعا نہ کرتا جیسا کہ ایک واقعہ حضرت خضر کو پیش آیا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام حکم خدا اُن کی
 شاکر ہوئی کرنے گئے خضر علیہ السلام نے شرط کر لی تھی کہ تم میری بات میں از خود دخل نہ دینا اور جو
 کچھ بھی میں کروں اس پر اعتراض نہ کرنا اور نہ اُس کی وجہ پوچھنا چنانچہ خضر علیہ السلام نے غریب ملاحوں کی کشتی
 کو اُس کا تختہ الٹھا ڈکڑے کا کر دیا پھر ایک لڑکے کو مار ڈالا پھر ایک گانوں میں گئے لوگوں سے طالب ضیافت ہوئے

(حاشیہ صفحہ ۸۳) ۱۵ اور ان کو ابراہیم کے ممانوں کا حال سناؤ جب ابراہیم کے پاس آئے تو پہلے سلام کیا ابراہیم نے جواب سلام کے بعد
 کہا کہ تم کو تم سے ڈر لگ رہا وہ بوسے آپ (مطلق) خوف نہ کہتے ہم آپ کو ایک لائق فرزند (کے پیدا ہونے کی خوش خبری سناتے ہیں) ابراہیم نے
 کہا کیا تم مجھے ریشے کے ہونے کی خوش خبری دیتے ہو حالانکہ مجھ کو تو بڑا بچا ہے نے آدیا ہے تو اب کا ہے کی خوش خبری سناتے ہو وہ سگے کہنے
 کہ ہم آپ کو بچی خوش خبری سناتے ہیں تو اب ناامید نہ ہوں (ابراہیم نے) کہا کہ مگر اہوں کے سوا ایسا کون ہے جو اپنے پروردگار کی رحمت سے
 ناامید ہو ۱۲ (ترجمہ آیات صفحہ ۸۴) ۱۵ اور (لوگو!) جب سمجھیں تم کو کسی طرح کی تکلیف پہنچتی ہے تو جن (معبودوں) کو تم پکارا کرتے تھے
 (سب) بھولے بسرے ہو جاتے ہیں مگر وہی (ایک خدا یا اور ہوتا ہے) پھر جب (خدا) تم کو (سمندر سے) خشکی کی طرف نکال لاتا ہے تو (اسی)
 تم پھر بیٹھتے ہو اور انسان بڑا ہی ناشکر ہے ۱۲ اور جو لوگ اُس کے سوا دوسرے معبودوں کو پکارتے ہیں وہ ان کی کچھ نہیں سمجھتے
 مگر وہی سب کا رستہ (جیسے ایک شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے تاکہ پانی آپ سے آپ) اُس کے مٹنے میں اڑا کر آجائے
 حالانکہ وہ (کسی طرح) اُس کے (مٹنے تک) اڑا کر آنے والا نہیں اور کافروں کی دعائوں ہی بھٹکی (بھٹکی) پھر کرتی ہے (کوئی اُس کا سننے
 والا نہیں) ۱۲ اور خدا کے سوا جن (معبودوں) کو یہ لوگ حاجت روا سمجھ کر پکارتے ہیں (ان کا حال یہ ہے کہ) وہ کوئی چیز پیدا نہیں
 کر سکتے بلکہ وہ خود بنائے جاتے ہیں (یعنی لوگ ان کو بناتے ہیں) اُن سے ہیں جن میں جان نہیں اور اتنی بھی خبر نہیں کہ (نسیامت
 ہوگی اور مروت) اٹھا کر کے کیے جائیں گے ۱۲ +

میں جو خدا نے علت و معلول کا تعلق رکھا ہے بہت لوگ اس میں اشتباہات کرتے ہیں۔ سبب یہ کہ انھوں نے اپنے نزدیک علت و معلول کے علاقے کی کوئی وجہ نہ پائی اور گئے مشہدہ کرنے حالانکہ آدمی کوئی سی دو چیزوں میں بھی علاقہ علیت و معلولیت کی وجہ نہیں سمجھ سکتا مثلاً یہ تو ہم جانتے ہیں کہ مقناطیسی سُونی کا ایک سراسر و شمال کی طرف رہتا ہے جیسا کہ قبلہ نماؤں میں دیکھتے ہو مگر اس کی وجہ کے جاننے سے ہمارا فہم قاصر ہے اور وہی حال علیت اور معلولیت کے تمام علاقوں کا ہے ہر فنی چیز زمین پر تو گرتی ہے مگر کیوں گرتی ہے؟ نہ ہم اس کی وجہ جانتے ہیں اور نہ بیان کر سکتے ہیں۔ ظاہر یہ اشتباہات جو لوگوں کو پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگ اپنی معلومات کو جامع اور اپنی عقل کو راسخ خیال کرتے ہیں۔ ہر کس را عقل خود بحال اور و ما اوتینم مِنَ الْعِلْمِ اَلَا قَلِيلًا کی طرف ان کا ذہن منتقل نہیں ہوتا۔ اور ایک بات یہ بھی ہے کہ بسا اوقات کسی مصلحت سے دنیا میں گناہ کا نتیجہ واقع نہیں بھی ہوتا اور آخرت پر ملتوی رکھا جاتا ہے وَ اُمْنٰی لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ لیکن گناہ اور عذاب میں جو علاقہ ہے تاخیر عذاب سے اُس علاقے میں کچھ ضعف لازم نہیں آتا۔ دنیا میں ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک بدکرداری کا نتیجہ بد کنی کسی پشتوں کے بعد ظاہر ہوا ہے مگر ہوا ہے ضرور جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ چپک قبر تک میں نکل کر رہتی ہے۔ غرض گناہ کر کے آدمی کو سنرا کی طرف سے مطمئن ہونا نہ چاہیے۔ اس زہر کا تریاق اگر ہے تو توبہ و استغفار ہے۔

اب ہم کو جو کچھ دعا کے متعلق لکھنا تھا لکھ چکے صرف ایک بات اور رہ گئی ہے اور وہ یہ کہ ہم نے اپنے رسالہ اوعیۃ القرآن میں صرف وہی دعائیں جمع کی ہیں جو قرآن میں مذکور ہیں اور وہ بہت تھوڑی دعائیں ہیں جو وقتاً فوقتاً انبیاء علیہم السلام کو ضرورت کے وقت جنابِ آبی میں پیش کرنی پڑی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس جگہ وہ تمام دعائیں جمع کر دیں جو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر عام و خاص موقع کے لیے منقول ہیں اور جن کی مسلمانوں کو نماز و روزے وغیرہ عبادات اور کھاتے پیتے سوتے جاگتے یہاں تک کہ نشست و برخاست کرتے وقت ضرورت پڑتی ہے۔

نماز کی دعائیں

نماز شروع کرتے وقت جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بحیرہ تحریمہ کے بعد اور قراوت سے پہلے یہ دعا پڑھا کرتے تھے
 اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔ اَللّٰهُمَّ فَقِّهِ مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يَفْقَهُ التَّوْبُ
 اَلَا بَيْضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اَجْسِلْ مِنْ خَطَايَايَ يَا مَلَكُ وَاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ (راخوہ الخمسة الا للزمذی)

۱۷ اور تم لوگوں کو اسرار الہی میں سے ایسے تھوڑا ہی ساعلم دیا گیا ہے ۱۲ اور ہم ان کو دنیا میں مہلت دیتے ہیں ہمارا دوسرا شک بڑا پکا رداؤ ۱۲ خداوند تو مجھ میں درمیرے گناہوں میں دینی ہی دُوری ڈال دے تہی مشرق اور مغرب میں دُوری ڈالی ہو خداوند مجھے گناہوں کی سیاق سے پاک صاف کرے جیسا سفید کپڑا میں کپیل سے پاک صاف کیا جاتا ہے خداوند مجھے گناہوں کی پانی اور برف اور ازلے کے ساتھ دھو کر ۱۲

کہ یہ شخص ضرور بد پرہیزی کرے گا اور ضرور ہلاک بھی ہوگا تو اگر وہ شخص واقع میں بد پرہیزی کرے اور ہلاک ہو جائے طیب کو اُس کے ہلاک ہونے کا الزام نہیں دیا جائے گا۔ ہم تقدیر کو جس کے معنی جبر کے ہیں آدمی کے اُن افعال میں تسلیم کرتے ہیں جو اُس کے اختیار سے خارج ہیں مثلاً ایک شخص ایک وقت خاص میں اور ایک خاص ملک میں اور ایک خاص خاندان میں پیدا ہوا تو یہ اُس کے اختیار سے خارج ہے اور اسی کو ہم تقدیر سمجھتے ہیں اور جو امور آدمی کے اختیار میں ہیں اُن کو تقدیرِ الہی سے کچھ تعلق نہیں۔

اسی بحث سے ملتی ہوئی ایک بات یہ بھی ہے کہ قرآن میں پچھلی اُمتوں کے بہت سے حالات بیان کیے گئے ہیں جن پر اُن کی نافرمانیوں کی وجہ سے وقتاً فوقتاً عذابِ الہی نازل ہوتے رہے مثلاً قوم عاد جن کے پیغمبر ہود علیہ السلام تھے یہ لوگ بڑے توانا اور قد آور تھے اور اپنی توانائی اور قدآوری پر مغرور ہو کر خدا سے باغی ہو گئے تھے ہود علیہ السلام نے اُن کو بہت کچھ سمجھایا انھوں نے ہود کے سمجھانے کی مُطلق پروا نہ کی اس نافرمانی اور کُشتی کی سزا میں خدا نے ایسے زور کی آندھی چلائی کہ جو جہاں تھا دُب کر رہ گیا اور قوم کی قوم ہلاک کر دی گئی۔ یہی حال حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ثمود کا ہوا کہ وہ بھی طرح طرح کی بدکرداریاں کرتے تھے صالح علیہ السلام نے پیغمبری کا دعوے کر کے اُن کو سمجھایا انھوں نے مجھڑ طلب کیا پہاڑ سے ایک اُونٹنی ظاہر ہوئی اور صالح علیہ السلام نے اُن سے کہا کہ بُن ہی مجھڑ ہے دیکھو اس کو ہاتھ نہ لگانا بُختوں نے براہِ شوخی و شرارت اُونٹنی کو فوج کر ڈالا ایک کرک کی آواز ہوئی کہ سارے کے سارے مَر کر رہ گئے۔ فرعون خدائی کا دعوے کرتا تھا اور بنی اسرائیل پر طرح طرح کے ظلم روارکھتا تھا آخر کو ڈوب دیا گیا۔ قارون کبر و نخوت اور بخل کی سزا میں و ہسا دیا گیا۔ بنی اسرائیل کی بہت سی شرارتیں قرآن میں مذکور ہیں اور ہر شرارت کی اور اُور عذاب آیا۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو یہ بلانا گئی تھی کہ وہ ماپ تول میں کمی کر کے لوگوں پر ظلم کرتے تھے ایک ابرسیاہ آیا اور آگ برسا کر سب کو ہلاک کر گیا۔ لوط علیہ السلام کی قوم کا تختہ الٹ دیا گیا۔ یہ حالات قرآن میں اس غرض سے مذکور ہوئے ہیں کہ لوگ خدا کی نافرمانی اور کُشتی اور گناہ اور فساد سے باز آئیں اور عذابِ الہی سے ڈرتے رہیں۔ میں اس خصوص میں صرف ایک مثال لکھتا ہوں جو خود مجھ کو پیش آئی تھی کہ جن دنوں میں نظامِ عالی مقام کی سرکاری نوکر تھا میرے تحت میں بہت سے تحصیلدار تھے اُن میں سے ایک تحصیلدار بہت ہی مردم آزار تھا اور وہ داماد تھا میرے ایک دوست کا ضابطے کی تاکید کے علاوہ میں اپنے اُن دوست کے ذریعے سے اس تحصیلدار پر سختی کرتا رہتا تھا اور اس کے عرصہ حیات ہمیشہ اس کی حمایت اور پردہ داری کیا کرتے تھے۔ میں بطور خود اُن کو سمجھاتا کہ اپنے داماد کو ڈراؤ دھمکاؤ۔ اور شال کے طور پر میں اُن سے کہتا کہ مکھو فرعون کا کیا انجام ہوا تو وہ جواب دیتے کہ کیا انجام ہوا؟ ڈوب گیا۔ اب بھی بہتر سے جہاز ڈوبتا کرتے ہیں۔ میں سن کر مجھے اُس تحصیلدار کی طرف سے سخت مایوسی ہوئی اور میں اپنے دل میں اُس کے لیے خائف تھا کہ اتفاق سے تحصیلدار کی بی بی بیمار پڑی اور وہ خاندان کو لے کر حیدرآباد گئی گھر میں شال کا پیار لکھتا تھا اتفاق سے اُس میں ہاتھ سے چھوٹ کر جلتی ہوئی بٹی جا پڑی گھر کا گھر اڑ گیا۔ غرض گناہ اور عذاب

الْحَيَا وَالْمَمَاتِ (رواہ ابو داؤد)

سلام پھیرنے کی بعد کی دعا

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد تین دفعہ اَسْتَغْفِرُ اللہ کہتے پھر یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ (اخر جہ النحستہ) کعب بن عجرہ کی روایت میں آیا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیر کر تین تیس دفعہ سُبْحَانَ اللہ اور اسی قدر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور چونتیس دفعہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے اور فرماتے کہ یہ کلمے معقیبات ہیں جو شخص انہیں ہر نماز کے پیچھے کہے گا وہ کبھی ناکام نہیں رہے گا۔ عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ مجھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے پیچھے معوذتین یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھنے کا حکم فرمایا۔

رات کو اٹھنے کی بعد کی دعا

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کے لیے اُٹھتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيُّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْمُلْكُ اَنْتَ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْغَنِيُّ وَعَدْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ الْحَقُّ وَالنَّارُ الْحَقُّ وَالْيَوْمُ الْحَقُّ وَالْحَمْدُ الْحَقُّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْمَعْتُ وَبِكَ اَمِنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ اَنْبَتُ وَبِكَ تَخَصَّمْتُ وَلِيكَ حَاكَمْتُ فَاعْفُ عَنِّي مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَكْتَمْتُ

۱۷ میں خدا سے بخشش مانگتا ہوں ۱۲ خداوند اٹوٹھی سلامتی عطا کرنے والا ہے اور تہی سے سلامتی ہے ای بزرگی و انعام کے مالک تو بزرگ ہے اور تیری شان بہت اونچی ہے ۱۲ خدا پاک ہے ۱۲ خدا کو سب تعریف ہے ۱۲ اللہ بہت بڑا ہے ۱۲ خداوند ای ہمارے پروردگار تیرے ہی لیے تعریف ہے تو آسمان اور زمین کا اور کچھ ان میں ہے سب کا پرارکنے والا ہے اور تیرے ہی لیے تعریف ہے تو آسمانوں اور زمین کا اور جہنی چیزیں ان میں ہیں سب کا روشن کرنے والا ہے اور تیرے ہی لیے تعریف ہے تو آسمانوں اور زمین کا اور کچھ ان میں ہے سب کا مالک ہے اور تیرے ہی لیے تعریف ہے تو بتا ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تجھ سے ملنا برحق ہے اور تیری بات سچی ہے اور حجت حق ہے اور دفع حق ہے۔ سارے بنی سچے ہیں اور محمد برحق بنی ہیں اور قیامت حق ہے خداوند میں نے تیرے آگے گردن جھکا دی ہے اور تجھ پر ایمان لایا ہوں اور تہی پر بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف جمع ہوا ہوں اور میری ہی مدد سے دشمنوں سے جھگڑا کرتا ہوں اور تیری ہی طرف فیصلہ لاتا ہوں تو تو میرے وہ گناہ بخش دے جو میں نے پہلے کیے اور جو پیچھے اور جو میں نے پوشیدہ کیے اور جو ظاہر اور وہ گناہ بخش دے جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو اپنے نیک بندوں کو آگے بڑھانے اور بدوں کو پیچھے ہٹانے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ۱۲

اور کہی پڑھتے اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ لِحَسَنِ الْاَعْمَالِ وَاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْكَ اِلَآ اَنْتَ وَفِيْ سَبِيْ اِلْعَمَالِ وَسَبِيْ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْكَ سَبِيْهُمُ اِلَآ اَنْتَ

رکوع و سجود کی دعائیں

حضرت ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں اکثر یہ دعا پڑھتے تھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهُ دِقَّةً وَجَلَّةً اَوَّلَهُ وَاٰخِرَهُ سِرًّا وَعَلَانِيَةً کَیْسَجِدَ فِيْ سَبْعَةِ مِائَاتِ رُكُوعٍ اِنْ تِ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِمَعَاذِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ تَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ لَمَّا اَتَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ حَالَتِ رُكُوعٍ فِيْ اَكْثَرِ تَوْبَةٍ دعا پڑھتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَنَحْمَدُكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ اور کبھی یوں بھی فرماتے اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اَمْنْتُ وَكَانَتْ اَسْكُنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ اَنْتَ رَبِّيْ خَشَعَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَنَجَّيْ وَدَحِيْ وَعِظَامِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

توبے کی دعا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے کھڑے ہو کر فرماتے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأَ الْاَرْضِ وَمِلْأَ مَا بَيْنَهُمَا مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ۔
جلسے کی دعا۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم دو سجود کے بیچ میں بیٹھ کر یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ۔

تشہد کے بعد کی دعا۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشہد کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ

اسے بے شک میری نماز اور میری تمام عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنے کا سب اللہ کے لیے ہو جو سارے جہان کا پروردگار ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور جگہ کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہو اور میں اس کے فرماں بردار بندوں میں پہلا فرمان بردار ہوں۔ خداوند مجھے بہترین اعمال اور بہترین اخلاق کی راہ دکھاتیرے سوا کوئی بہترین اعمال اخلاق کی راہ دکھا تیرے سوا کوئی بہترین اعمال اخلاق کی راہ نہیں کھا سکتا اور مجھے بہترین اعمال اور بہترین اخلاق پہلے تیرے سوا کوئی بہترین اعمال اخلاق سے بچا نہیں سکتا ۱۲ خداوند میرے سارے گناہ چھوٹے اور بڑے اول و آخر پوشیدہ اور ظاہر سب بخش دے ۱۳ خداوند میں تیری رضامندی کے وسیلے سے تیری غلامی سے پناہ مانگتا ہوں اور تیری عافیت دینے کے ذریعے سے تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں اور تیرے ساتھ تجھ سے پناہ مانگتا ہوں میں تیری تعریف کو شمار نہیں سکتا تو دیکھا ہی ہے جیسا کہ تو نے اپنے نفس پر تناسک ہے ۱۴ خداوند میں نے تیرے لیے رکوع کیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تیرے آگے گودن تسلیم خم کر دی اور ہتھی پر بھروسہ کیا تو ہی میرا پروردگار ہے میرے کان میری آنکھیں میرا گوشت پوست میرا خون میری ہڈیاں سب پروردگار عالم کے آگے جھکے ہوئے ہیں ۱۵ اللہ اس کی بات نہی جس نے اس کی تعریف کی خداوند اے ہمارے پروردگار تیرے لیے تعریف ہو ایسی تعریف جو آسمانوں اور زمین کو بھرے اور اس کے بعد جسے تو بھرنے کا چاہے سب بھرے ۱۶ خداوند مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور میرا نقصان دور کر اور مجھے ٹھیک ستہ دکھا اور میری روزی کا سامان ہتیا کر ۱۷ خداوند میں تجھ سے غلامی و فزع سے پناہ مانگتا ہوں اور عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں اور زندگی اور موت کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں

خدیفہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بچھونے پر اکریہ دعا پڑھتے تھے بِاسْمِكَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ وَأَمُوتُ اور
نیند سے بیدار ہوتے تو فرماتے مُحَمَّدٌ لِلَّهِ الَّذِي أَخْيَنَنَا بَعْدَ مَا آتَانَا وَالْيَهُ الشُّرُوعِ حضرت برار کہتے ہیں کہ جناب
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد کیا کہ جب تُو بچھونے پر اکریے تو یہ دعا پڑھ کہ اللَّهُمَّ اسَلِّمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ
وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَلِئَلَّا تُظْهِرَنِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مُجْبَأَ
مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكَ يَا ذَا الَّذِي أَنْزَلْتَ وَكَيْتِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ بِرَّكَ بَيَانِ ہے کہ بعد کہ حضرت نے
فرمایا کہ برار! اگر تُو اس رات میں مرے گا تو اسلامی فطرت پر مرے گا اور اگر صبح کو زندہ اٹھے گا تو بھلائی کو تو نیچوگا
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شب کو بیدار ہوتے تو فرماتے لَا إِلَهَ
إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اسْتَغْفِرُكَ لَدُنِّي وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ اللَّهُمَّ تَرُدِّي عِلْمًا وَلَا تُزِغْ
قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي وَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَكَابُ -

گھر میں آمد و رفت کرتے وقت ذیل کی دعائیں پڑھنی مسنون ہیں

حضرت اُمّ المؤمنین نبی ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلنے وقت فرمایا
کرتے تھے بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ تَنْزِلَ أَوْ تَنْصُلَ أَوْ تَنْظِلَ أَوْ تَنْظِمَ أَوْ
تَنْهَلَ أَوْ تُجْهَلَ عَلَيْنَا ابُوبَالک اشعری سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب
کوئی شخص اپنے گھر میں آئے تو ذیل کی دعا پڑھ کہ گھر والوں کو سلام علیک کرے اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ
الْمَوْجِ وَخَيْرَ الْخَوَاجِ بِسْمِ اللَّهِ وَحَسْبُكَ اللَّهُ خَرَجْنَا وَعَلَى اللَّهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا +

عبدالملک بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر میں رات ہو جاتی تو آپ فرماتے يَا أَيُّهَا
رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ أَعُوْذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّكَ وَشَرِّ مَا خَلَقَ فِيكَ وَشَرِّ مَا يَدْبُ عَلَيْكَ أَعُوْذُ بِاللَّهِ مِنْ أَسَدٍ

اللہ خداوندائیں نے اپنی جان مجھے سو نہی اور اپنا مؤمنہ تیرے آگے بھگا دیا اور اپنا کام تیرے سپرد کر دیا اور اپنی پشت کو تیری طرف
لگا دیا تیری طرف رغبت کر کے اور تجھ سے خوف کر کے - تیرے سوا کوئی جائے پناہ اور جائے امن نہیں ہے تُو نے جو کتاب نازل فرمائی ہے نبی
اُس پر اور جس نبی کو بھیجا ہے اُس پر ایمان لایا ۱۲ اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تُو پاک ہے خداوند اور تیری تعریف کے ساتھ میں اپنے گناہوں
کی تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیری رحمت مانگتا ہوں الہی! مجھے علم زیادہ دے اور میرے دل کو اس کے بعد کہ مت کر کہ تُو مجھے اپنا
رستہ دکھا چکا ہے اور مجھے اپنے پاس سے رحمت عنایت کرے شک تُو بہت عنایت کرنے والا ہے ۱۲ اللہ خدا کے نام سے شروع ہوتا
نے خدا پر ہو سکا خداوند ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں کہ ہمارے قدم ڈگمگائیں یا ہم پر بار ہو جائے ہم خود ظلم کریں یا کوئی ہم پر ظلم کرے ہم نادان
ہمیں یا کوئی ہم سے نادانی کرے ۱۲ اللہ خداوندائیں تجھ سے اندر آنے اور باہر جانے کی ہتھری طلب کرتا ہوں اللہ کے نام سے داخل ہوئے
اور اللہ کے نام سے نکلے اور خدا پر ہمارا پروردگار ہے ہم بھروسہ کیا ۱۲ اللہ اوزین میرا تیرا پروردگار خدا ہے میں خدا سے تیری بُرائی اور جو تجھ میں
پیدا کیا گیا ہے اُس کی بُرائی اور جو تجھ پر پڑے ہیں اُن کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں تیں شیعوں اور سانپ، بچھو اور جن و شیطانی سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں ۱۲

اللہ خداوندائیں تیرے ہی نام پر ہیں اور تیرا زبان ۱۲
اللہ خدا کے لیے سب تعریف جو کچھ میں نے کہا ہے بعد خدا تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق انصاف ۱۲

إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأُوبِئُ إِلَيْكَ

سفر کے وقت کی دعائیں

امام مالک فرماتے ہیں کہ مجھے صحیح سند کے ساتھ حدیث پونجی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں جانا چاہتے تو رکاب میں پانوں مبارک رکھتے وقت یوں فرماتے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصّٰلِحُ فِي السَّفَرِ وَالْخَيْفَةُ فِي الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِزِدْنَا الْاَرْضَ وَهَوْنًا عَلَيْنَا السَّفَرَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنْ سُوْءِ النَّظَرِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس تشریف لاتے تو ہر اونچی زمین پر تین مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر یہ دعا پڑھتے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَيُّوْنَ تَأْتِيُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّكَامُحَمَّدٍ وَنَصْرَكَ اللَّهُ وَعِدَهُ وَنَصْرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْاَخْرَابَ وَحَلَّاهُ عبد اللہ انطلی سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو رخصت کرتے تو فرماتے اَسْتَوْدِعُكَ اللَّهُ دِيْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِمَ اَعْمَالِكُمْ۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے اس حدیث کو جب کوئی حادثہ پیش آتا یا کوئی کام رنج میں ڈالتا تو آپ ﷺ یَا سَحٰی یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَخِیْتُ کثرت سے پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ لَوْ اِذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْبَرِ اِکْثَرَ کَمَا کُرُو۔

حافظے کے قوی کرنے کی دُعایں

شہداء بن اوسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قوتِ حافظے کے لیے ذیل کی نمازیں پڑھنے کی تعلیم فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ وَالْعَزِمَةَ عَلَی الرَّشْدِ اَسْأَلُكَ

۱۵۔ امیر کے نام سے شروع ہوا خداوند تو سفر میں میرا رفیق اور اہل عیال میں جانشین ہے خداوند! تو زمین کو ہمارے واسطے مخلوق ہے اور ہم پر سفر کو آسان کرے خداوند! میں سفر کی سختی اور بیچ واپسی اور اہل کی بے حالی دیکھنے سے پناہ مانگتا ہوں ۱۶۔ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کو تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ہم خدا کی طرف توجہ کرنے والے توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے اپنے پروردگار کو سجدہ کرنے والے اُس کی تعریف کرنے والے ہیں خدا نے اپنا وعدہ سچا کر دیا اور اپنے بند کی مدد کی اور تمنا تمام لشکروں کو بھگا دیا ۱۲۔ ۱۳ میں خدا کو تمہارا دین اور تمہاری امانتیں اور تمہارے عملوں کے نتیجے میں سونپتا ہوں ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ زندہ اسے قائم و دائم میں نے تیری رحمت کے ساتھ استغاثہ کیا ہے ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ بزرگی و عزت والے ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ خداوند! میں اُمور خیر میں ثابت قدمی اور صلاح و خیر پر استقامت کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور شکر و نعمت اور حُسُنِ عبادت کی توفیق چاہتا ہوں میں تجھ سے سچی زبان اور سلامتی والا دل مانگتا ہوں اور اُس چیز کی بُرائی سے جسے تُو ہی جانتا ہے پناہ مانگتا ہوں اور اُس چیز کی بھلائی کا جسے تُو ہی جانتا ہے سوال کرتا ہوں اور اُن گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں جنہیں تُو ہی خوب جانتا ہے ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔

وَأَسْأَلُكَ مِنَ الْحَيَاةِ وَالْعَقَرَةِ مِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ وَالِدٍ وَمَا وَكَلَدَ -

خو کہ بنت حکیم سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی کسی منزل میں فروکش ہو کر ذیل کی دعا پڑھے گا تو وہاں سے کچھ کرنے تک کوئی چیز اسے ضرر نہ دے گی۔ اَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ النَّكَاحَاتِ مِنْ نِّسَاءٍ مَخْلُوقَاتِ

بچ و غم اور بے قراری کے وقت کی دعائیں

سُحُود سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ذی النون کی دعا پڑھے گا جو انھوں نے پھلی کے پیٹ میں پڑھی تھی تو اُس کی ہر مشکل آسان اور ہر دعا مقبول ہوگی وہ دعا یہ ہے اَلَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کرب و بے قراری کے وقت فرمایا کرتے تھے اَلَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ اَلَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ اَلَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ (صحیحین)

ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ ایک دن کا ذکر ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے وہاں ایک انصاری بیٹھا تھا جس کا نام تھا ابوامامہ۔ پیغمبر صاحب نے فرمایا ابوامامہ! توبے وقت مسجد میں کیوں بیٹھا ہے عرض کیا یا رسول اللہ طرح طرح کے رنج و غم اور لوگوں کے قرض میرے پیچھے چٹے ہوئے ہیں فرمایا میں نے تجھے ایسے چند کلمے بتائے دیتا ہوں کہ ان کے پڑھنے سے خدا تیرا رنج و دور اور قرض ادا کرے گا تو صبح و شام یوں کہا کر اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَخْسِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْجُلْحِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ ابوامامہ کا بیان ہے کہ میں چند ہی روز ان کلمات کو پڑھنے پایا تھا کہ خدا نے میرا غم و اندوہ بھی دور کر دیا اور قرض بھی ادا کر دیا۔

مجلس میں بیٹھنے اور وہاں سے کھڑے ہونے کی دعا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی ایسی مجلس میں بیٹھے جہاں کثرت سے قبیح و ناشایستہ باتیں ہو رہی ہوں تو کھڑے ہونے سے پہلے ذیل کے کلمات پڑھ لے اس سے وہ تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس مجلس میں ہوئے تھے۔ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا

۱۱۱ میں خدا کے چہرہ کا لکلمات کا واسطہ دے کر اُس کی مخلوق کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں ۱۲ تیرے سوا کوئی محبوب نہیں تو پاک ہے بے شک میں ہی خطا کار ہوں ۱۳ خدا کے سوا کوئی محبوب نہیں جو نہایت بزرگ بُردبار ہے۔ خدا کے سوا کوئی محبوب نہیں جو عرش عظیم کا پروردگار ہے خدا کے سوا کوئی محبوب نہیں جو آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے خدا کے سوا کوئی محبوب نہیں جو عرش بزرگ کا پروردگار ہے ۱۴ خداوندائیں ہر طرح کے رنج و غم سے پناہ مانگنا ہوں اور عجز اور کسل اور غل و غمازی سے پناہ مانگنا ہوں اور زہر سے بچنے اور دمیوگ تفر سے پناہ مانگنا ہوں ۱۵ خدا تو پاک ہو اور ہم تیری تعریف کرتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی محبوب نہیں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں ۱۶

ذی النون سے لڑا میں حضرت زید بن اسلمؓ

وَالْإِسْلَامَ رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ - تمنا وہ ہے کہ پیغمبر صاحب جب نیا پانہ دیکھتے تو اول تین دفعہ فرماتے
هَلَالٌ خَيْرٌ وَرُسْدٌ پھر تین دفعہ فرماتے اَصْنَتْ بِاللّٰهِ الَّذِي خَلَقَكَ زَانٍ بعد کہتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي ذَهَبَ
بِشَهْرِكَ اَوْ جَاءَ بِشَهْرِكَ ذَا -

کڑک اور باؤل اور سخت ہوا کے وقت کی دعائیں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کڑک اور بجلی کی آواز سن کر فرماتے اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تَهْلِكْنَا بَعْدَ اِيَّاكَ
وَ عَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ - حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ پیغمبر صاحب آسمان کے کناروں سے ابراہٹا ہوا دیکھتے تو آپ
جس کام میں مشغول ہوتے فوراً اسے چھوڑ دیتے اور نماز میں ہوتے تو اس میں بہت تخفیف کر دیتے پھر فرماتے اَللّٰهُمَّ
اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا - اگر مینھ پڑتا تو فرماتے اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا هَنِيئًا - حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ
جب شدت کے ساتھ ہوا چلتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا وَخَيْرُ مَا
فِيْهَا وَخَيْرُ مَا اُرْسِلَتْ بِهِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ مَا فِيْهَا وَ شَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهِ -

شب قدر اور عرفے کے دن کی دعائیں عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے
دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین دُعا عرفے کے روز کی
دعا ہے اور جو میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے کہا ہے سب میں افضل یہ کلمات ہیں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ
لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ - حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا - یا
رسول اللہ اگر میں شب قدر کو پا جاؤں تو کیا دعا مانگوں اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ غَفِيْرٌ عَفُوٌّ غَفِيْرٌ عَفُوٌّ غَفِيْرٌ

چھینک پڑنے وقت ذیل کی دعائیں پڑھنی مسنون ہیں عامر بن ربیعہ کہتے
ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز میں چھینک لی تو کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا اَكْبَرَ اَطْيَبًا
مُبَارَكًا سَاحِتًا يُّرْضِيْكَ وَ يَبْعَدُ مَا يَرِيْضُكَ مِنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ پیغمبر صاحب نے نماز سے

سے یہ خیر و بھلائی کہا پانہ ہے ۱۲ شہ میں اُس خدا پر ایمان لایا جس نے تجھے پیدا کیا ۱۳ سب تعریف خدا کو ہے جو فلاں مہینا لایا اور فلاں
مہینا لایا ۱۴ خداوند! ہمیں اپنے غضب سے نفل نہ کر اور ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک نہ کر اور ہمیں اس سے پہلے عافیت عطا فرما ۱۵
خداوند! میں اس کی بڑائی سے تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہی پڑے در پڑے اور خوشگوار برسانا برسا ۱۶ خداوند! میں تجھ سے اس ہوا کی بھلائی اور
بکھڑ میں ہوا کی بھلائی اور اس چیز کے ساتھ یہ ہنس سہی گئی جو اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس کی بُرائی اور جو کچاس میں ہوا کی بُرائی اور
جو چیز کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اُس کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں ۱۷ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہاں کہ وہ تنہا ہے اُس کا کوئی شریک
نہیں اسی کا ملک ہے اور اسی کو تعریف ہے اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ۱۸

۱۹ خداوند! تُو بڑا درگزر کرنے والا ہے (اور) درگزر کو دوست رکھتا ہے تو مجھ سے درگزر کر ۲۰
سب تعریف خدا کے لیے ہے بہت تعریف پاک تعریف مبارک تعریف یہاں تک کہ ہمارا پور و گار راضی ہو جائے اور بعد اس کے
ہمارے دنیاوی اور دُنیوی امور سے راضی ہو ۲۱ +

سَلِّمْ عَلَیْكَ وَحَسِّنْ عِبَادَتَكَ وَاسْأَلْكَ لِسَانًا صَادِقًا وَقَلْبًا سَلِيمًا وَاعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ مِنِّی
أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَاسْتَغْفِرُكَ مِمَّا تَعْلَمُ

کھانا کھانے اور نیا کپڑا پہننے کو وقت کی دعائیں

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نیا کپڑا پہن کر یہ دعا پڑھا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ
لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْ هَذَا اَسْأَلُكَ خَيْرًا وَخَيْرَ مَا صَنَعْتُكَ وَاعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُكَ
ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جدید لباس پہن کر کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا
اُوَارِيْ بِهِ عَوْرَتِيْ وَاتَجَمَّلُ بِهِ فِيْ حَيَاتِيْ وَرَا بَعْدُ کہا کہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ
جو شخص نیا لباس پہن کر یہ دعا پڑھے اور پہلے کپڑے خیرات کرے تو وہ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں
خدا کی حفظ و حمایت میں رہے گا۔

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا تناول فرماتے یا پانی نوش کرتے
تو یہ دعا پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ۔

پانچلے میں آمدورفت کرتے وقت کی دعائیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے بیت الخلاء میں جاتے وقت فرمایا کرتے۔
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
بیت الخلاء سے نکلے وقت فرماتے تھے غُفِرَ اَنْتَ

مسجد میں آمدورفت کرتے وقت کی دعائیں۔ نبی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں جاتے وقت پہلے درود پڑھتے پھر فرماتے رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَاقْضِ
لِيْ اَوْاَبَ رَحْمَتِكَ اور جب مسجد سے باہر آتے تو فرماتے رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَاقْضِ لِيْ اَوْاَبَ فَضْلِكَ
چاند دیکھتے وقت ذیل کی دعائیں سنون سے طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھتے تھے اَللّٰهُمَّ اَهْلُكُمْ عَلَيْنَا بِالْاَيْمَنِ وَالْاَيْمَانِ السَّلَامَةِ

۱۔ خداوندائے میرے یہ تعریف ہے تو نے ہی مجھے یہ کپڑا پہنایا میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جس غرض کے لیے یہ بنایا گیا ہے اس کی
بھلائی مانگتا اور اس کی بُرائی اور جس غرض کے لیے یہ بنایا گیا ہے اس کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں ۱۲۔ خدا کو تعریف ہے جس نے مجھے
لباس پہنایا جس سے میں اپنا ستر ڈھانکتا اور زندگی میں آراستگی حاصل کرتا ہوں ۱۳۔ خدا کو تعریف ہے جس نے میں کھلایا پلایا اور مسلمان بنایا
۱۴۔ خداوندائیں میرے ساتھ مردہ جنات اور شیاطین سے پناہ مانگتا ہوں ۱۵۔ خداوندائے ہم تجھ سے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے
ہیں ۱۶۔ خداوندائے میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے ۱۷۔ اے میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے
اپنے فضل کے دروازے کھول دے ۱۸۔ خداوندائیں (چاند کو ہم پرین و برکت اور ایمان سلامتی اور اسلام کے ساتھ بحال میرا ہر دو گار و تہذیب و عبادت کا قیام دے)

اگر خدا کو خدا کر کے ماننا خدا کا حق ہے تو اسی سے اپنی تمام حاجتیں طلب کرنا بھی بدرجہ اولیٰ اُس کا حق ہے۔ ایک حالت خاص یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے سب کام خدا کے حوالے کر کے فکر سے فانی ہو بیٹھتا ہے ۵

کار ساز یا بفکر کار یا

فکر یا درکار یا آزار یا

تو یہ نہ مانگنا نہ ہر مانگنے کے برابر ہے۔ اور ایک نہ مانگنا کبر و نخوت کی وجہ سے ہوتا ہے اور وہ اشد الکفر ہے اور اسی کے حق میں فرمایا ہے **إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ** ایمان بالہد میں ایک بات یہ بھی ہے کہ خدا کا علم اتم و اکمل ہے وہ سب بولیاں سمجھتا ہے اور **عَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا** کی رو سے سمجھتا کیا ہے بلکہ اُسی نے سب بولیاں سکھائی ہیں۔ بولی بیش بریں نیست کہ ذریعہ اظہار مطلب کا ہے اور خدا اپنے کمال علم کی وجہ سے اس کا بھی محتاج نہیں وہ دلوں کی بولی جس کے لیے حرف و صوت نہیں سمجھتا ہے **وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ** اصلی و عادل کی دعا ہے اور اُس کی تکمیل زبان کے ذریعے سے ہوتی ہے کوئی سی زبان بھی ہوتا ہم عربی عبارت میں دعا کرنا اولیٰ بالقبول ہے اور قبولیت میں حروف و اصوات کو مدخل عظیم ہے اور یہ ایک راز ہے جو ہر شخص پر شکستہ نہیں۔

پیغمبر صاحب کی دعائیں جو ہم نے جمع کر دی ہیں اُن سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی وقت کسی حالت میں یا خدا سے غافل نہ تھے یہ درجہ سوائے اُن کے مقدور بشر نہیں بالانہیہ ہم نے نکل بشریت کا ایک انتہائی درجہ بنا دیا ہے تاکہ آدمی اُس کو پیش نظر رکھے اور قننی انا بت الی اللہ کر سکتا ہے اُس کے لیے کوشش کرے اور ہم نے آزمائش بھیجی ہے کہ انا بت الی اللہ دنیا کے کاروبار میں کسی طرح حاج اور مزاحم نہیں وہ صرف ایک خیال ہے جو دنیاوی مشاغل کے ساتھ باسانی جمع ہو سکتا ہے

افتراء علی اللہ

اور اُس سے بڑھ کر ظالم (اور کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے یا دعویٰ کرے کہ میری طرف ہی آئی ہے)

بایاتہ اولیٰ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

(۴) قال لهم منی ویلکم لا تقفوا علی اللہ کذاباً (طہ ۲۶)

(۵) ومن اظلم من افتری علی اللہ کذاباً (عنکبوت ۲۶)

(۶) ومن اظلم من افتری علی اللہ کذاباً (صف ۱)

(۷) فمن افتری علی اللہ الکذاب (ال عمران ۱۱۶)

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ

عنوان مذکور میں ذیل کی آیتیں بھی پڑھ لو۔

(۱) ہوا انعام لایزکرمین امم اللہ علیہا افترؤ علیہ (انعام ۱۱)

(۲) فمن اظلم من افتری علی اللہ کذاباً او کذب

بایاتہ غریبوس ۲۶

(۳) فمن اظلم من افتری علی اللہ کذاباً او کذب

نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ یہ کلمات کس نے کہے ہیں وہ شخص خاموش ہو گیا حضرت نے پھر فرمایا کہ یہ کلمے کس نے کہے ہیں اب بھی اُس نے کچھ جواب نہیں دیا پھر صحاب نے تیسری مرتبہ فرمایا کہ یہ کلمے جس نے کہے ہیں اُسے فوراً بول اٹھنا چاہیئے۔ کیونکہ اُس نے کوئی بُری بات نہیں کہی ہے وہ شخص بول اٹھا کہ حضرت! میں نے کہے ہیں اور میں نے اُن سے بجز بھلائی کے اور کچھ ارادہ نہیں کیا فرمایا یہ کلمات سید سے عرش تک پہنچ گئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی کو چھنک آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ کہے اور سُنَّہِ وَاللّٰہُ حَمْدُکَ اللّٰہُ اور جب کُسنے وَاللّٰہُ حَمْدُکَ اللّٰہُ کہے تو یہ اُس کے جواب میں کہے یُحْمَدُ بِکُمْ اللّٰہُ وَیُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ۔

مبتلائے مصیبت کو دیکھ کر فریل کی دعا پڑھنی سنو ہر حضرت عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مبتلا کو دیکھ کر کہے گا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفَضُّلاً تو وہ جب تک زندہ ہے گا اس بلا میں مبتلا نہ ہوگا۔

ہم نے دعا کو اس وجہ سے حق اللہ سمجھا کہ آدمی کیا دنیا اور کیا دین ہر طرح پر سراپا احتیاج پیدا کیا گیا ہے تب نیازی خدا کی صفت ہے اور اسی کو زیبا بھی ہے۔ آدمی پر گو وہ کسی تے کا ہو کوئی وقت ایسا نہیں گزرتا کہ اُس کو کوئی حاجت نہ ہو جب آدمی کی یہ حالت ہے تو اُس کو چاروں چار حاجت روائی کے لیے کسی دوسرے کی طرف رُجوع کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے وہ دوسرا سوائے خدا کے کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ جو مطلب ابنائے جنس کی مدد سے برآتے ہیں حقیقت میں اُن مطالب کا بر لانے والا بھی خدا ہے کیونکہ اُس نے برائے مطلب کو قدرت اور توفیق مطلب برآری کی دی ہے اب اگر آدمی خدا سے اپنی حاجت طلب نہیں کرتا۔ تو اُس کے محل ہو سکتے ہیں یا یہ کہ خدا کے سوائے دوسرے سے حاجت روائی چاہتا ہے تو یہ کفر صریح ہے اور دوسرے لفظوں میں انکارِ خدائی۔ یا وہ خدا سے نا امتیہ ہے اور یہ بھی کفر صریح نہیں تو کفر کی حد میں جا پونہ چتا ہے۔ لَا تَاۡیِسُوۡا مِّنۡ رَّوۡحِ اللّٰہِ اِنَّہٗ لَا یَاۡیِسُ مِّنۡ رَّوۡحِ اللّٰہِ اَکَاۡلَ النَّوۡمِ الْکَافِرُوۡنَ اَوْ کَانَ وَ مَنۡ یُّفۡضِلۡ مِّنۡ رَّحْمَۃِ رَبِّہٖۤ اِلَّا الصَّٰلُوۡنَ

اسے ہر حال میں خدا کی تعریف ہو ۱۲۷ خدا تجھ پر رحم کرے ۱۲۸ خدا تمہیں ہدایت دے اور تمہارے دل سنو ۱۲۹ خدا کا شکر ہے جس نے تجھے اُس مصیبتِ تحلیف سے عافیت دی جس میں تجھے مبتلا کیا اور تجھے اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلتِ بزرگی غایت کی ۱۳۰ اس آیت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی اُس نصیحت کا ذکر ہے جو انھوں نے اپنے چھوٹے فرزند یوسف اور بن یامین کی تلاش میں آواز بیٹوں کو بھیجتے وقت کی تھی کہ بیٹا! خدا و او پسند! بن یامین کو ڈھونڈو اور رحمتِ خدا سے نا امتیہ ہو ۱۳۱ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول ہے جو انھوں فرشتوں کے جواب میں بآئندہ انھوں نے آپ کو تولد فرزند کی خوش خبری دی اور آپ کے تعجب کو دور کرنے کے لیے کہا فلائح بن القانطین ۱۳۲ (یعقوب نے اپنے بیٹوں کہا) خدا کی رحمت نا امید نہ ہو کیونکہ خدا کی رحمت وہی نا امید ہو کر تیرے معاف نہیں ۱۳۳ (یوسف نے اپنے بیٹوں کہا) خدا کی رحمت نا امید نہ ہو میں خود کی طرف سے نا امید نہیں ہوں بلکہ اپنی عمر کے لحاظ سے تجھ کو تعجب معلوم ہوتا ہے ۱۳۴

الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى
مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ○ (الانعام ۸ پارہ ۷)

يُخَذُّ الْمُنَافِقُونَ أَنْ تُنْزَلَ عَلَيْهِمْ
سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ طُقِلَ
اِسْتَهْزَؤُا إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ
وَلَيْنُ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا
نُحَاضِرُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآ
آيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ○

(التوبہ ۸ پارہ ۱۰)

(بہاری یہ نصیحت کسی وقت بھلا دے تو یاد آئے
سچے (ایسے) ظالم لوگوں کے ساتھ
ہرگز نہ بیٹھنا۔

منافق (اس بات سے بھی) ڈرتے ہیں کہ (مبادا) خدا کی
طرف مسلمانوں پر پیغمبر کے ذریعے سے ایسی سورت
نازل ہو کہ جو کچھ اُن کے دلوں میں ہے مسلمانوں کو جتنا
بتا دے (ای پیغمبر ان لوگوں سے) کہو کہ (اچھا) ہنس جس
بات سے تم ڈر رہے ہو اُس کو تو خدا ظاہر ہی کر کے
ہے گا اور (ای پیغمبر اگر تم ان لوگوں سے پوچھو کہ
یہ کیا حرکت تھی تو وہ ضرور یہی جواب دیں گے کہ ہم تو
یوں ہی باتیں (چیتیں) اور منہ ہی مذاق کر رہے تھے (ای
پیغمبر ان سے) کہو کہ تم منہ ہی (کچھ) منہ ہی تو خدا ہی کے ساتھ
اور اسی کی آیتوں اور اسی کے رسول کے ساتھ۔

و منافقوں میں بسنے تو محض بدعتیت تھے اور کسی وجہ سے خلاف واقع اپنے تئیں مسلمان ظاہر کرتے تھے اور بعض سختی اور دوسے تھے اس سختی
میں اس ختم اخیر کے منافقوں کا تذکرہ ہو کہ وہ کسی کسی وقت ڈرنے بھی لگتے تھے مگر اللہ کے دین کے ساتھ تسخر ترک نہیں کرتے تھے +۱۲

مِنَ الْمُتَزَهِّجِ

اعمالِ لسانی کا باب کل چودہ فصلوں میں منقسم ہے۔ بارہ مامورات مذکورہ بالا جن کے کرنے کا حکم ہے اور دو منہیات
افترار علی السدا اور استہزاء جن کی منہای ہے۔ افترار اور استہزاء کا درجہ کفر اور شرک سے بھی بڑھا ہوا ہے اس لیے
کہ افترار اور استہزاء میں گستاخی اور بے باکی اور استخفاف ہے اور بندہ اس سے بڑھ کر اور کیا نالائق اور پاجبی بن
کرے گا کہ خدا پر تجھوت بہتان باندھے دل سے بات بنائے اور اُس کو وحی آسانی بتائے یا خدا کی کسی بات کی تہنی
اڑائے۔ بہتیروں کو یہ سن کر تعجب ہو گا کہ بندہ ایسا بھی کیا گیا کر رہا ہو سکتا ہے کہ خدا کی جناب میں اس قدر
بے ادبی کرے۔ مگر یہ کچھ تعجب کی بات نہیں۔ بندے ایسی مذاقی نہ کرتے تو قرآن میں جا بجا ایسی بے جا کلمہ
پر تنبیہ نہ کی جاتی۔ ایک رند لایا بیالی کو جو مسلمان ہو کر ڈاڑھی منڈاتا تھا اس فعل قبیح کی سند میں یہ کہتے سنا کہ
قرآن میں جو کلام آسوف تعلمون ثم کلام آسوف تعلمون ہو اس کی رسوے گلوں کے صاف رکھنے یعنی ڈاڑھی منڈانے
کی تاکید ہے۔ ایک نالائق فارسی کا شاعر کہتا ہے

لا تقربوا الصلاة زہیم بخاطر ست و زامریاد ماندہ کلواد اشرا بامرا

وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ
سَأَنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ

(الانعام ع ۱۱ پارہ ۷)

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا
وَأَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ

حالانکہ اُس کی طرف کچھ بھی وحی نہ آئی ہو اور (خبر اُس سے
بڑھ کر بھی ظالم اور کون ہو گا) جو دعویٰ کرے کہ (قرآن)
جس کی نسبت تم کہتے ہو کہ اس کو اس نے اتارا ہے (کہو
تو) ایسا ہی میں بھی اتار دوں۔

اور جو شخص خدا پر جھوٹ بہتان باندھے یا اُس کی آیتوں
کو جھٹلائے اُس سے بڑھ کر ظالم اور کون؟ (اور ظالموں
کو کسی طرح فلاح ہونی نہیں۔)

آیات الہی سے استہزاء نہ کرنا

بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا
الَّذِينَ يَتَخَذُونَ الْكُفْرَيْنَ أَوْلِيَاءَ
مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَلِيتَعُونَ
عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ
جَمِيعًا ۖ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ
أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَةَ اللَّهِ يَكْفُرُ بِهَا وَيَسْتَهْزِئُ بِهَا
فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ
غَيْرِهَا إِنَّكُمْ إِذَا مَثَلْتُمْ أَنَّ اللَّهَ جَامِعُ
الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ۖ
وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا
فَاعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي
حَدِيثٍ غَيْرِهَا ۖ وَإِمَّا يَنْسِيَنَّكَ

(ای پیغمبر) منافقوں کو خوش خبری سنا دو کہ اُن کو (آخرت میں)
دروغناک عذاب ہے کہ یہ لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو
دوست بناتے پھرتے ہیں کیا کافروں کے ہاں (اپنی)
عزت، (بڑھائی) چاہتے ہیں؟ سو عزت تو ساری اللہ کی ہے
حالانکہ تم (مسلمانوں) پر اللہ (اپنی کتاب یعنی قرآن) میں
احکم نازل کر چکا ہے کہ جب تم (اپنے کانوں سے) سُن لو کہ اللہ
کی آیتوں سے انکار کیا جا رہا ہے اور اُن کی ہنسی اڑانی جاتی
ہے تو ایسے لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو یہاں تک کہ کسی
دوسری بات میں لگ جائیں ورنہ اس صورت میں
تم بھی ان ہی جیسے (کافر) ہو جاؤ گے اللہ منافقوں
اور کافروں سب کو دوزخ میں (ایک
جگہ) جمع کر کے
رہے گا

اور (ای پیغمبر) جب ایسے لوگ (کہیں) تمہاری نظر پڑ جائیں
جو ہماری آیتوں کا مشغلہ بنا رہے ہوں تو اُن کے
پاس سے ٹل جاؤ یہاں تک کہ ہماری آیتوں کے سوا
(دوسری) باتوں میں لگ جائیں اور اگر شیطان تم کو



صلوٰۃ

وَاقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا
مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝ اَتَاَمُّوْنَ النَّاسَ بِالْاِيْمِ
تَسُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَكُوْنُ الْكَاثِبَاتِ ۝
تَعْمَلُوْنَ وَاَسْتَعِينُوْا بِالْاَصْبٰهِ الصَّلَاةَ وَ
اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ ۝ اَلَا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ
اَنْهُمْ يُلَاقُوْا رَبَّهُمْ وَاَنْهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝

اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور جو لوگ رہا رہے
حضور میں بوقت اوائے نماز نہکھتے ہیں اُن کے ساتھ
تم بھی ٹھکا کرو کیا تم (دوسرے) لوگوں سے نیکی کرنے
کو کہتے ہو اور اپنی خبر نہیں لیتے حالانکہ تم کتابِ الہی
(بھی) پڑھتے رہتے ہو کیا تم (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے اور
رُخصیت کی برداشت کے لیے صبر اور نماز کا سہا پہلہ
اور البتہ نماز شاق ہے مگر اُن پر (نہیں) جو خاکسار ہیں
(اور) جو یہ خیال ریش نظر رکھتے ہیں کہ وہ (آخر کار) اپنے
پروردگار سے ملنے والے اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں

اس عنوان کے متعلق قرآن مجید میں بہت سی آیتیں ہیں نجلہ اُن کے اکثر آیتیں ایسی ہیں جن میں نماز اور زکوٰۃ کا ذکر ہے
ساتھ ہوا ہے اور بعض ایسی ہیں جن میں صرف نماز کا بیان ہے سب آیات کا جمع کرنا تو شکل و نمونے کے طور پر چند آیتیں لکھی گئی ہیں

(۵) اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِمُوا الصَّلَاةَ
وَآتُوا الزَّكَاةَ (النساء: ۱۱)
(۶) لٰكِن الرَّاٰيِيْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ ۙ
(نساء: ۲۲)
(۷) وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمْ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمْ
الزَّكَاةَ (المائدہ: ۳۶)

(۱) وَاَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا
(۲) وَقُولُوا لِلنَّاسِ حَسَنًا وَاَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ
(بقرہ: ۱۰۶)
(۳) وَاَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَمَا تُقَدِّمُوا لِاَنْفُسِكُمْ
مِنْ خَيْرٍ فَعُوْذٌ عِنْدَ اللّٰهِ (بقرہ: ۱۳۶)
(۴) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اَوْجُوْا حَقَّ قَبْلِ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (بقرہ: ۱۴۶)

یہ اس کے مخالف اگرچہ اس مسئلہ میں جہاں آیت کا سابق و سابق اس پر دلالت کرتا ہے کہ نماز اور زکوٰۃ کا ذکر کرنا
یہ اس آیت کے لئے لکھا گیا ہے صلوٰۃ اور زکوٰۃ کے ساتھ فی اسلئے کہ خطیب کو دعا و دعوت و دعوت اسلام کا ایک جزو ہے

بہی استہزار ہے اور اسی کے حق میں آیہ وائیں بولی رہا کھڑا نازل ہے۔ اُس زبان کو لغتہ مار جائے جو ایسی جو اس کے اور ایسی کو اس کرنے والے پر پہلی گرس۔

کتابوں میں پڑھتے تھے کہ لوگوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے بھی کیے ہیں اور جی میں کہا کرتے تھے کہ انہی کیسے لوگ تھے جو ایسی بیہودہ جرات کرتے تھے۔ سو خدا کی شان اپنے وقتوں میں ایسوں کو بھی دیکھ لیا۔ ان کو دیکھ کر جو حیرت ہوئی سو ہوئی۔ اُس سے زیادہ حیرت اس پر ہوئی کہ مذہب پر یہ بڑا نازک وقت گزر رہا ہے ایک طرف تو سچی بات میں لوگ طرح طرح کے شکوک پیدا کرتے ہیں اور قائل نہیں ہوتے دوسری طرف کتنے بندگانِ خدا ایسے بھی ہیں جو مدعیوں کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں اور کرتے چلے جاتے ہیں۔ غرض حضرت انسان کی بھی عجیب کھوپری ہے یا بآن شورشوری و یا باین بے نمکی +



منہاج

آدمی کو خدا نے چپ زون کے جانتے پہچاننے کے لیے ہی پانچ حواس دیئے ہیں۔ دیکھنے کے لیے آنکھ، سننے کے لیے کان۔ سونگھنے کے لیے ناک۔ چھلکنے کے لیے زبان۔ چھونے کے لیے جلد بدن۔ سو آدمی حواس کے ذریعے سے چیزوں کے خواص معلوم کر سکتا ہے۔ چیزوں کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے آدمی کے پاس کوئی ذریعہ نہیں مثلاً پانی روزمرہ کے استعمال کی چیز ہے اور ہم اس کو بخوبی جانتے پہچانتے ہیں لیکن پانی کے جاننے پہچاننے کے لیے معنی ہیں کہ ہم اس کو سفید سفید نشیب کی طرف کو ہٹا ہوا دیکھتے ہیں کھلی کرنے سے مزہ معلوم کر سکتے ہیں کہ میٹھا ہو یا کھاری۔ سونگھ کر پوچھ جان سکتے ہیں۔ خدا کے بارے میں تو ہماری معلومات اتنی بھی نہیں مگر خدا کا حق معرفت کیونکہ ہمارے حواس خدا کے جاننے پہچاننے میں کچھ کام نہیں دیتے صرف ایک عقل گواہی دیتی ہے کہ خدا کو متصف بجمع الصفات الکمالیہ ہونا چاہیے اور وہ ہے۔ دنیا میں کوئی چیز بے بنائے نہیں بنتی تو کارخانہ عالم کا بھی کوئی بنانے والا ہے اور وہی خدا ہے۔ ہم بنی نوع بشر کے لیے یہ معرفت الہی کی انتہا ہے

اگر ایک سر سرنوئے برتر پریم فروغ تجلی بسوز و پریم

خدا کے خیال کو اس قدر راسخ کرنا کہ بات بات سے اور ذرے ذرے سے خدا کی طرف ذہن منتقل ہونے لگے اسی معرفت عقلی کی مشاقی کی دلیل ہے اس سے معرفت کی نوعیت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ خیر جب انسان نے خدا کو جانا پہچانا جیسا کہ وہ جان پہچان سکتا ہے اور پھر اس تعلق کا خیال کیا جو عالم کے ذرے ذرے کو اور خود آدمی کو خدا کے ساتھ ہے تو پھر آدمی کی طبیعت آپ سے آپ متقاضی ہوتی ہے کہ اس کے آگے عجز و احسان مندی کا اظہار کرے اسی کا نام ہے عبادت پھر عبادت کی قسمیں ہیں اول اعمال قلبی جن کا حاصل یہ ہے کہ آدمی خدا کے بارے میں اپنے خیال کو ٹھیک رکھے۔ دوسرے اعمال بدنی۔ تیسرے اعمال مالی۔ اعمال لسانی بھی اعمال بدنی میں داخل ہیں مگر چونکہ عبادت کا بڑا حصہ ذکر الہی ہے اور وہ زبان کا کام ہے اس لیے اعمال لسانی کا علیحدہ باب قائم کیا گیا۔ اعمال بدنی کا حاصل یہ ہے کہ ہر ہر عضو بدن خدا کے سامنے عجز و سسکتہ کا اظہار کرے اور یہ بات صرف نماز ہی میں پائی جاتی ہے اسی لیے نماز کو افضل العبادات کہا جاتا ہے اور شریعت میں اس کی بڑی تاکید ہے۔ اس کے ارکان قیام اور رکوع اور سجود اور قعود تمام مودبانہ حرکات ہیں۔ قنارت بھی خدا کی حمد و ثناء ہے۔ شکر و نعمت ہے۔ عرض حاجت ہے۔ اظہار عجز و ذرمانگی ہے۔ اوقات بھی ایسے حساب سے مقرر کیے ہیں کہ دن رات میں خدا کی یاد بار بار تازہ ہوتی رہے۔ چونکہ نماز موقوف ہے جسمانی طہارت اور شرعی نظافت پر اس لیے ہم پہلے طہارت اور طہارت کے ساتھ مقدمات نماز کا ذکر کرنا مناسب

سمجھتے ہیں

رُحْمًا) تلم نمازوں کا رعمو (اور بیچ کی نماز کا رُحْمًا)
تقتید رکھو اور (نمازیں) اللہ کے آگے اُوبے
کھڑے رہو

راوی پیغمبر (دن کے دونوں سرے یعنی صبح اور شام) اور
اَوَّلِ شَبِّ نماز پڑھا کر دیکھو کہ نیکیاں گناہوں کو دور
کر دیتی ہیں جو لوگ ذکر (آلہی) کرنے والے ہیں اُن کے حق میں
(سہارا فرمانا ایک طرح کی) یاد دہانی ہے۔

(راوی پیغمبر) آفتاب کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک
(ظہر - عصر - مغرب - عشاء کی) نمازیں پڑھو اور نماز صبح
(بھی) کیونکہ نماز صبح کا وقت نور ظہور کا وقت

ہے

پیش جس وقت تم لوگوں کو شام ہو اور جس وقت تم کو
صبح ہو اللہ کی تسبیح (و تقدیس) کرو اور آسمانوں اور
زمین میں وہی اللہ تعریف کے لائق ہے اور زمین
تیسرے پہر اور جب تم لوگوں کو دوپہر ہو اللہ کی
تسبیح و تقدیس کرو

ہے

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ
وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ ○ (بقرہ ۳۱ پارہ ۲)

اقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزَكَاةً
مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْكَرُ فِيهَا سِتِّ مِائَةٍ
ذَلِكَ ذِكْرُكَ لِلَّذِينَ كَرِهُوا ○ (ہود ۱۰ پارہ ۱۲)

اقِمِ الصَّلَاةَ لَدُلُولِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ
الْيَلِّ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ
كَانَ مَشْهُودًا ○ (بنی اسرائیل ۹ پارہ ۱۵)

فَسَبِّحْ لِلَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ
تُصْبِحُونَ ○ وَلَهُ الْحُكْمُ فِي السَّمَوَاتِ وَ
الْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ○

و احادیث سے ثابت ہے کہ بیچ کی نماز عصر کی نماز مراد ہے اور چوکھیر وقت دنیا کے کاروبار میں مشغول رہنے کا ہے اس میں
سے اس نماز کی بڑی تاکید اور بڑی فضیلت ہے اور نماز عصر کو بیچ کی نماز اس لیے فرمایا کہ صبح اور ظہر دو نمازیں دن کی اس سے پہلے ہیں
اور مغرب و عشاء رات کی دو نمازیں اس کے بعد ۱۲ +

و مفسرین نے لفظ مشہود کے بہت سے معنی لکھے ہیں بعض کہتے ہیں انتظار دنیا کے لیے جو فرشتے آتے ہیں دن کے فرشتے
اُلوگ ہیں اور رات کے اُلوگ ہیں اُس وقت ان کی بدلی ہوتی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صبح کی نماز میں نمازی کثرت سے جمع ہوتے ہیں
اور بعض کہتے ہیں کہ صبح کا وقت حضور قبلہ کا وقت ہے کہ نماز میں حی غوب آتا ہے اور اس کے سوا اور نہایت سے اقوال ہیں ان سب میں
پر نظر کر کے ہم نے ایک لکھا ہوا سا ترجمہ اختیار کر لیا ہے اور قرآن الفجر کے معنی تو ظاہر ہیں صبح کا قرآن مگر اس سے مراد نماز صبح ہے ۱۲ + +

و تسبیح و تقدیس سے یا تو مطلق ذکر مراد ہے یا پانچوں نمازیں کیونکہ نماز میں بھی خدا کی تسبیح و تقدیس

کی جاتی ہے اور پانچ وقتوں کی تخصیص بھی اسی معنی کی توحید ہے کہ تمہوں میں مغرب و عشاء

داخل ہے اور تصبیح میں صبح اور عشییا میں عصر اور

تظہرون میں ظہر ۱۲ +

فَطْهَرٌ ۝ وَالزَّجْرُ فَكَاهْجٌ ۝ (المذبح ۱۰۵)

(نوبتِ چھی طرح پاک (وضو) رکھو اور نجاست الگ ہوں

مِنْ الْمُتَزَجِّجِمْ طہارت کے معنی ہیں پاکیزگی۔ صفائی۔ ستھرائی۔ اور چونکہ آدمی جسم اور روح دو چیزوں سے مرکب ہے طہارت بھی دو طرح کی ہونی چاہیے جسمانی۔ روحانی۔ بدن کا گندگی اور میل کچیل سے پاک رکھنا جسمانی طہارت ہے۔ روحانی طہارت یہ ہے کہ آدمی کا دل معتقدات فاسدہ اور خیالات بیہودہ اور اخلاقِ بد کی کدورت سے پاک ہو طہارت کسی قسم کی بھی ہوصل میں ہ آدمی کے اپنے نفس کا حق ہے جس طرح جسمانی طہارت جسم کے بچاؤ کے لیے ہے اسی طرح روحانی طہارت روح کی حفاظت کے لیے ہے اس اصول کو ہمیشہ پیش نظر رکھو کہ شریعت کے جتنے احکام ہیں سب آدمی کے مفاد کے لیے ہیں اور اس اعتبار سے ساری شریعت حق العباد ہے مگر اس اعتبار سے کہ خدا کی ہدائی ہوئی ہے ساری شریعت حق اللہ بھی ہے۔ اگرچہ اس اصول کے مطابق حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کچھ فرق نہ ہونا چاہیے۔ مگر چونکہ ایسا اعلیٰ درجے کا خیال ہر شخص کی سمجھ میں آنا مشکل ہے ہم نے سہولت فہم کے لیے اس کتاب میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کو الگ الگ کر کے دکھایا ہے۔ روحانی طہارت کو ہم نے حقوق العباد میں رکھا اور جسمانی طہارت کو صرف اس وجہ سے کہ وہ شرطِ نماز ہے اور نماز کھلا ہوا حق اللہ ہے حقوق اللہ کے ذیل میں رہنے دیا اور جب حقوق العباد کے بکھنے کی نوبت آئے گی ان شاء اللہ وہاں بھی اس کا حوالہ دیا جائے گا۔ غرض اس باب میں طہارت سے ہم صرف جسمانی طہارت مراد لیتے ہیں اور اسی کے متعلق چند باتیں لکھتے ہیں۔

شکل و صورت کے اعتبار سے آدمی تمام جاندار مخلوقات میں بڑا خوبصورت اور شان دار مخلوق ہے اور اسی لیے خدا نے تعالیٰ نے اس کے حق میں لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ فرمایا جو مگر پاکیزگی اور ستھرائی کو اعتبار سے دیکھا جاتا ہے تو وہ صرف ایک خوشنما قافہ ہے اور ملفوف تمام تر ضیعت اور رسوائی اور گندگی کے بعد مرنے کے لفافہ کھل گیا۔ وہ گندگی و درگندگی سے پیدا ہوتا جیسا سب کو معلوم ہے اور گندگی ہی میں نشوونما پاتا اور ساری عمر گندگی ہی میں لٹ پٹ رہتا ہے۔ خدا نے اپنی حکمت کاملہ سے چار مختلف الطباع عناصر یعنی آب و خاک و باد و آتش کو ایک جگہ کر کے ان میں جان ڈال دی ہے اور وہ ایک وقت خاص تک ان کو ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونے دیتی اور ہر جان نکلی اور دھر غماصر نے اپنی اپنی راہ لی کُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَىٰ أَصْلِهِ۔ مِمَّا خَلَقْنَاكُمْ وَ فِيهَا نُعِيدُكُمْ وَ فِيهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى۔

قطعہ

چند روز سے بوند باہم خوش
جان شیرین برآمد از قالب

چار طبع مخالف و سرکش
چون یکے زین چہا شد غالب

ظاہر الطہارت کی تاکید ہے اور بعض مفسر کہتے ہیں کہ گندگی سے شرک اور بت پرستی اور اخلاقِ ذمیہ مراد ہیں تو انھوں نے شاید ایک کے معنی کے ہیں اپنے جہان کو اولیٰ سے مراد اولیٰ ۱۲ ہے ہم نے انسان کو بہتر سے بہتر ساخت کا پیدا کیا ہے ۱۲ ۱۲ (لوگو! ایسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور (میرے پیچھے) اسی میں تم کو لوٹا کر لائیں گے اور اسی سے (قیامت کے دن) تم کو نچال کھڑا کریں گے +

طہارت

وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِمِغَاتٍ
فَاتَتْهُنَّ ۖ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ
إِمَامًا ۖ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۖ قَالَ
لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ۝

(البقرة ع ۱۵ پارہ ۱)

وَعَهْدَنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۖ وَاسْمِعِيلَ ۚ إِنَّ
طَهَّرَ ابْنِي لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ
وَاللُّكَّهَ السُّجُودَ ۝ (البقرة ع ۱۵ پارہ ۱)

فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَخَضَّعُوا
وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطِيعِينَ ۝ (التوبة ع ۱۳ پارہ ۱۱)
يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۖ قُمْ فَأَنْذِرْ ۚ
وَرَهْكَ فَكَسِّرْ ۚ وَشِيَابَكَ

اور راسخیمبر نبی اسرائیل کو وہ وقت یاد دلاؤ جب ابراہیم
ان کے پروردگار نے چند باتوں میں آزمایا اور انھوں نے
ان کو پورا کر دکھایا ۱ تو خدا نے رضامند ہو کر فرمایا کہ
ہم تم کو لوگوں کا امام (یعنی پیشوا) بنانے والے ہیں ابراہیم
نے عرض کیا اور میری اولاد میں سے فرمایا (مگر ہمارے
اس اقرار میں وہ داخل نہیں جو برسرِ نفاق ہوں گے۔

اور ہم نے ابراہیم اور اسمعیل سے فرمایا کہ ہمارے اس گھر
(یعنی خانہ کعبہ) کو طواف کرنے والوں اور مجاوروں اور کوع
(اور) سجدہ کرنے والوں (یعنی مسازیوں) کے لیے
پاک (وصاف)

رکھو

اُس (مسجدِ قبا) میں ایسے لوگ ہیں جو خوب
صاف ستھرے رہنے کو پسند کرتے ہیں اور
المنحوصات ستھرے ہونے والوں کو پسند فرماتا ہو

(اسی پیغمبر تم) جو روحی کی ہیئت سے چادر لپیٹے پڑے ہو
اٹھو اور لوگوں کو عذابِ خدا سے ڈراؤ اور اپنے پروردگار
کی بڑائیاں بیان کرو اور اپنے کپڑوں کو

مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ اس قسم کی باتیں تھیں جو روحانی و جسمانی طہارت سے متعلق تھیں روحانی طہارت جیسے توحید و حقانیت
اور جسمانی جیسے نعتہ۔ تاہن ترشوانا موچہ اور غسل اور زیناف کے بال دور کرنا پانی سے استنجا کرنا وغیرہ ۱۲ حضرت کے سے ہجرت کرانے
تو مدینے سے باہر اترے ایک محلہ تھا بنی عمرو بن عوف کا بعد چند روز کے شہر میں جگہ پکڑی اور مسجد نبوی کی تعمیر کی جس محلے میں جہاں نماز
پڑھتے تھے وہاں کے لوگوں نے مسجد بنا لی اور جماعت قائم رہی مسجد قبا کہ مشہور ہے حضرت اکثر ہفتے کے روز وہاں جاتے اور نماز پڑھتے
اُس محلے میں بعض منافقوں نے چاکا کہ اور مسجد بنا دیں پہلوں کی ضد پر اور بنی جماعت جلاٹھیراویں اور ایک راہب ابو عامر کہ اسلام کی
ضد سے نکل گیا تھا اُس کو نفاق سے ہٹا کر وہاں سردار اور امام کہیں حضرت سے چاکا کہ اول ایک باب آپ وہاں نماز پڑھیں تو ہم جماعت قائم کریں
حضرت کو ان کی دغا معلوم نہ تھی وعدہ کیا کہ جنگ بنوک سے پھریں گے تو اول وہیں نماز پڑھ کر شہر میں داخل ہوئے گئے حق تعالیٰ نے پہلے خبردار
کر دیا اور مسجد قبا کے لوگوں کی تعریف کی ۱۲ (موضع القرآن مولانا شاہ عبدالقادر صاحب مد)

نقشہ نجاستِ حقیقی داخلی

نمبر شمار	قسم نجاست	محل نجاست	طریقہ ازالہ نجاست	کیفیت
۱	براز۔ یا فضلہ	مخرج براز	دھیلوں اور دھیلوں کے ساتھ پانی یا صرف پانی سے نجاست دور کرنا	
۲	بول	مخرج بول	"	
۳	منی	"	کھرج کر جرم منی کو دور کرنا اگر غلیظ ہو پانی سے خوب مل کر کھٹا کرنا اگر رقیق ہو	
۴	ندی	"	کپڑے سے پونچھنا یا پانی سے دھونا	ندی ایک طرح کی چھپا رطوبہ ہے جو بول نال مخرج بول سے خارج ہوتی ہے اور جو کچھ منی کا ابتدائی چھس پھس ہے جس کو ایک طرح کی چھپا رطوبہ ہے جو نال یا پیشاب کے بعد مخرج بول سے نکلتی ہے یہ پیشاب ہی ہے اسی وجہ سے ناپاک ہے *
۵	ودی	"	"	
۶	خون حیض	عورتوں کا مخرج بول	کپڑے سے پونچھنا یا پانی سے دھونا۔	
۷	خون نفاس	"	"	
۸	خون استحاضہ	"	"	
۹	خون سیال	جسم	"	
۱۰	پیس	"	"	

من المترجم۔ ہم اس کتاب کے پڑھنے والے کو یہ بات اچھی طرح سمجھا دینی چاہتے ہیں کہ ایک تو ازالہ نجاست اولیک ہے طہارت ازالہ نجاست طہارت کا دیکھنا اور دیکھنے کے لیے ازالہ نجاست کافی نہیں بلکہ طہارت درکار ہے۔ تو پانی مینہ کا ہو یا دریا کا یا کنوئیں کا جب تک کسی گندی چیز کے پڑنے سے اس کا رنگ یا بو یا مزہ یا نوں یا تینوں صفات متغیر نہ ہوں منزل نجاست بھی اور مٹھہ بھی ہے اور متغیر پانی منزل نجاست تو ہو سکتا ہے مگر مٹھہ نہیں ہو سکتا یعنی اس سے وضو غسل وغیرہ جائز نہیں اور یہی حکم ہے متعل پانی کا یعنی اگر کسی نے سلفی میں ضرور کیا تو وہ پانی مکرر وضو کے قابل نہ رہا اسی طرح غسل کا متعل پانی لیکن متعل پانی ازالہ نجاست کرنے کا۔ پانی کے لیے اس کا خاصہ طبعی رقت اور سیلان کا ہونا ہی ضرور ہے ورنہ کوئی آدمی دودھ سے استنجا کر لے تو وہ استنجا درست نہیں نہ دودھ منزل نجاست سمجھا جائے گا اور مٹھہ تو ہم ہی نہیں سکتا۔

ایک جھگڑا اہل حدیث اور مقلدوں میں ان دونوں قلتین کا چل پڑا ہے۔ قلم کہتے ہیں شک کو یا گول کو اس کی تعیین کے لیے لوگ مشکوں اور پچھالوں کا حساب لگاتے ہیں لیکن یہ چیزیں چھوٹی بڑی ہتھولی سب طرح کی ہو سکتی ہیں

عناصر کی کشمکش کی وجہ سے عمارت بدن ہر وقت گرنے کو تیار رہتی ہے مگر حکم الہی کے بغیر نے ایسا سوچ سمجھ کر اس کا جوڑ بٹھا یا ہے کہ وقت سے پہلے نہیں گر سکتی اِذَا جَاءَ أَجْلُهُمْ لَا يَسْتَلْخِضُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَعْفِفُونَ۔ بائیں ہمہ عناصر کسی وقت فساد و عناد سے نہیں چوکتے۔ مدارِ حیات ہے غذا۔ غذا سے جو خون اور بلغم اور صفرا اور سودا کی چٹھلیں پیدا ہوتی ہیں وہی عناصر کا سا اختلاف ان میں بھی موجود۔ کچھ خدا ہی کی قدرت ہے کہ اس ہر دم کی خانہ جنگی میں آدمی اکثر ساٹھ ساٹھ شتر شتر اور شاد و نادر شتر برس تک زندہ رہتا ہے۔ الہی اُن لوگوں کے عناصر کو قسم کے رہے ہوں گے جو اسی زمین پر سینکڑوں برس زندگی کر گئے۔ زندگی کی آفر بات ہے یوں تمام اجزاء بدن میں کون فساد لگا رہتا ہے کہ پڑے اجزاء فنا ہو کر ان کی جگہ نئے اجزاء قائم ہوتے جاتے ہیں۔ طب الوں نے یہ بات تحقیق کی ہے کہ ہر سات برس کے بعد آدمی کا جسم سر سے لے کر ناخن پاؤں تک بالکل نیا ہو جاتا ہے۔ یوں طبیعت مادہ فاسد کو جس کا دوسرا نام نجاست و گندگی ہے مختلف شکلوں میں مختلف رستوں سے دور کرتی رہتی ہے اور اسی وجہ سے طبیب لوگ طبیعت کو مدبر بدن مانتے ہیں اور وہ مدبر بدن ہی بھی۔ اگر طبیعت ان گندگیوں کو جو جسم میں پیدا ہوتی ہیں دور نہ کرتی رہے تو یہ گندگیاں جمع ہو کر عمارت بدن کی اینٹ سے اینٹ بجادیں غرض ہی پاکیزگی اور ستھرائی تو آدمی کو کسی وقت میں بھی میسر نہیں ہو سکتی۔ وہ ایسا گندہ ہے کہ گندگیاں اُس سے پیدا ہوتی ہیں اور جو چیز اُس کو چھو جاتی ہے اُس کو بھی گندہ کر دیتا ہے۔ صاف ستھری ہو اسانس کے ساتھ اس کے پیٹ میں جاتی ہے اور جب باہر آتی ہے تو اُس میں ایک طرح کی سمیت ہوتی ہے۔ تنگ مکانوں میں بہت سے آدمی جمع ہو کر رہیں تو اُن کے تنفس سے ہوا خراب ہو جاتی ہے اور وہی وجہ ہے کہ اہل شہر کے مقابلے میں دیہات کے لوگ بیمار بھی کم پڑتے ہیں اور توانا و تندرست بھی ہوتے ہیں۔ آدمی لطیف سے لطیف اور عمدہ سے عمدہ غذا کھاتا ہے اور وہ بول و براز بن کر جسم سے خارج ہوتی ہے۔ اس پر ایک حکایت یاد آئی ایک بزرگ کو کسی ضرورت سے شہر کی ایک تنگ گلی میں سے گزرنے کا اتفاق ہوا خادموں اور مریدوں کی جماعت ساتھ تھی تنگی کے علاوہ گلی میں ایک مقام پر ڈلاؤ بھی پڑتا تھا وہ بزرگ ڈلاؤ پر یونچ کر ٹھٹھے اور دیر تک کچھ کھڑے سوچا کیے ساتھ والوں کو اُن کا ایسی گھن کی جگہ ٹھینا ناگوار تو ہوا مگر بارے ادب کے کوئی دم نہیں مار سکتا تھا۔ آخر اُن بزرگ نے آپ ہی فرمایا کہ یہ نجاست زبان حال سے کہہ رہی ہے کہ یہ تو ہل میں ایک شئی لطیف تھی آدمی نے ایک وقت خاص تک مجھے پیٹ میں رکھا اور میرا یہ حال کر دیا۔ پھر اُس بزرگ نے اپنے ڈھب کی ایک بات کہی کہ جو اثر بد عمدہ غذا پر کرتا ہے اُس سے بڑھ کر گندہ کا دل آدمی کے افعال پر کرتا ہے وہی نجاستیں جو خود آدمی کے جسم سے پیدا ہوتی ہیں اُن کے علاوہ کچھ خارجی نجاستیں ہیں اور وہ بھی داخلی نجاستوں کی سا اثر اور حکم رکھتی ہیں پھر نجاستیں داخلی ہوں یا خارجی بعض حقیقی ہیں اور بعض حقیقی نہیں بلکہ شائع نے اپنے حکم سے اُن کو نجاست قرار دیا ہے اور اُن کا ہم نے حکمی نجاست نام رکھا ہے۔ نجاستوں کی تیسری قسم ہلکی نجاست جس سے نفیس المزاج آدمی کی طبیعت کراہت کرتی ہے ہم نے اس کا نام مکروہ رکھا ہے۔ ذیل کے نقشوں سے یہ سب باتیں واضح طور پر سمجھ میں آجائیں گی *

اور بہائم و زمیں کا جھوٹا ناپاک ہو کہ چونکہ اُن کا لعاب نجس ہو
 اس کو قاعدہ کلیہ سمجھو کہ جس کا گوشت حلال ہے اُس کا جھوٹا پاک ہے بلکہ اگر بہت مگر اس سے تلی مستثنیٰ ہے۔ اور
 سو اُن بیوت جن کا گوشت حرام ہے جیسے چوہے وغیرہ۔ تلی کے جھوٹے کو برقیاس اُس کے گوشت کے حرام ہونا
 چاہیے تھا مگر دفع حرج کے لیے حرمت سے نکال کر مکروہات میں داخل کر دیا گیا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس چوہا وغیرہ
 مرغی حلال ہے بائیں ہڈی کا جھوٹا مکروہ اس لیے کہ مرغی نجاست خوار بھی ہے۔ کوئے اور طوطے وغیرہ کا بھی جھوٹا
 ناپاک ہونا چاہیے تھا کیونکہ اُن کا گوشت حرام ہے مگر دفع حرج کے لیے یہ بھی مکروہات میں شامل کر دیا گیا ہے بہائم
 و زندوں میں اُن تمام جانوروں کا گوشت حرام ہے جو کچلیاں رکھتے ہیں جیسے شیر چیتا، بیڑیا وغیرہ اور پرندوں میں
 وہ جو پنچے رکھتے ہیں جیسے باز، شکر، طوطا وغیرہ۔ حدیث میں آیا ہے تھی رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
 أَكْلِ كُلِّ ذِي نَافٍ مِنَ السَّبَاعِ وَكُلِّ ذِي خَلْقٍ مِنَ الطَّيْرِ یعنی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
 و زندوں میں سے ہر کچلی والے کے اور پرندوں میں سے ہر پنچے والے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔
 حرام اور ناپاک گوشت کھانا قطع نظر شرعی حرمت کے ہٹنا بھی مُضر صحت ہے اور اخلاق پر بُرا اثر ڈالتا ہے۔
 اور اس لحاظ سے ہمیں اس بحث کو حقوق نفس میں لے جانا چاہیے تھا اور ان شاء اللہ تعالیٰ بے بھی جائیں گے مگر چونکہ یہاں
 آدمی اور جانوروں کے سُرور کا بیان تھا اور سور کی پاکی و ناپاکی موقوف تھی جانوروں کی پاکی و ناپاکی کے بیان کرنے پر اس
 مناسبت سے ناپاک اور حرام گوشت کا یہاں ذکر ہوا مستقلاً نہیں بلکہ تبعاً۔

گدھے اور خچر کا جھوٹا مشکوک ہے وجہ یہ کہ اُن کی اباقتہ و حرمت میں صحابہ کا اختلاف ہے۔ مشکوک اور مکروہ میں
 فرق یہ ہے کہ مکروہ اُسے کہتے ہیں جس کی نجاست دلیل سے ثابت ہوئی ہو اور دلیل بھی جس کے مقابلے میں
 دوسری دلیل اس کے مخالف نہ ہو مثلاً تلی اور سو اُن بیوت ایسے جانور ہیں جن کا لحم نجس ہے اور نجاست لحم
 کی وجہ سے اُن کا جھوٹا بھی نجس ہونا چاہیے تھا مگر چونکہ اس سے احتراز شکل تھا اس لیے مکروہ قرار دیا گیا پھر یہاں
 کوئی ایسی دلیل بھی نہیں جو اس کی طہارت کو ثابت کرے یہی وجہ ہے کہ اُن جانوروں کے جھوٹے کو طہارت لکرتے
 کہتے ہیں اور مشکوک وہ ہے جس کی طہارت و نجاست کی دلیلیں متعارض ہوں۔

اِن مسائل میں ہمیں چار حیثیت سے بحث کرنی ضرورت تھی ایک بلحاظ ازالہ نجاست دوسرے بلحاظ طہارت تیسرے
 بحیثیت اکل و شرب چوتھے بلحاظ کراہت۔ کراہت کے متعلق لحم مکروہات خارجی کے نقشے کے خانہ کیفیت میں
 لکھا ہے۔ اور اکل و شرب کے متعلق حقوق العباد میں لکھیں گے۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ کیونکہ شارع نے اگر کسی چیز کے کھانے
 پینے کی منہا ہی کی ہے تو اُس کے ضرر کے لحاظ سے کی ہے اور جب یہ ہے تو حقوق نفس میں داخل ہے اور اس کا بیان
 حقوق العباد میں۔

ازالہ نجاست کے بارے میں ہم کہہ رہے ہیں کہ پانی میں جب تک وقت و سیلان باقی ہے منزل نجاست
 ضرور ہے۔ - باقی رہی طہارت اُس کا بیان یہ ہے کہ نجس جانور اگر پانی یا کسی رقیق چیز میں موند ڈال دے اُسے

اس لیے یٰ نبیادھیک نہیں قابلِ اطمینان حساب ہے جو صاحبِ مجمع البحار نے لکھا ہے کہ ایک قلعے میں پانسو تول کی گنجائش ہوتی ہے اور ایک رطل ہوتا ہے بارہ اوقیہ کا اور ایک اوقیہ چالیس درہم کا اور درہم انگریزی پروجیو تول سے ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا ہے۔ اس حساب پانسو رطل اٹھارہ من تیس سیر انگریزی تول سے ہوئے تو قلتین یعنی دو قلوں میں سینتیس من بیس سیر پانی ہوا قلتین کی نسبت ایک حدیث ہے اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قَلْتَيْنِ لَمْ يَحِلَّ خَسًا۔ اہل حدیث اس کے یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ اتنا پانی گندگی پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ پانی کے اوصافِ ثلثہ یعنی تومرہ رنگ میں سے کوئی وصف متغیر نہ ہو کیونکہ اتنا پانی مابرجاری کا حکم رکھتا ہے۔ فقہاء کہتے ہیں کہ دو قلعے پانی میں اگر نجاست پڑ جائے تو فوراً ناپاک ہو جاتا ہے پانی کے اوصافِ ثلثہ میں سے کوئی وصف متغیر ہو یا نہ ہو کیونکہ ان کے نزدیک حدیث کے یہ معنی ہیں کہ جب پانی دو قلعے ہو۔ تو وہ نجاست کا تحمل نہیں ہوتا یعنی نجاست پڑتے ہی ناپاک ہو جاتا ہے۔ اس بحث نے مسلمانوں میں بڑا تفرقہ ڈال رکھا ہے۔

اور قریب قریب کل مسائل مختلف فیہا کا یہی حال ہے لیکن ہمارے ہندوستان میں خدا کے فضل سے ہر جگہ پانی کی افراط و تفریط تو قلتین کی لڑائی صرف ایک فرضی لڑائی اور مولویوں کی طبع آزمائی ہے ہمارے نزدیک نشاء بھی ایسی ضرورت واقع نہیں ہوتی کہ کسی مسلمان کو وضو کے لیے بہتا پانی یا غیر مشتبہ پانی میسر نہ آ سکے بلکہ اس ملک میں اگر حاجت ہے تو اس تعلیم کی حاجت ہے کہ پانی کو بلا ضرورت ضائع نہ کریں۔ الغرض فیصل بات یہ ہے کہ جب کبھی اور جہاں کہیں پانی کی قلت اور نفاست میں کشمکش واقع ہو عبادت کے لیے نفاست کا اور ازالہ نجاست کے لیے پانی کی قلت کا لحاظ مناسب کرنا چاہیے۔ جن جانوروں میں خون سیال نہ ہو جیسے کبھی مچھر، بچھو، ان کے پانی میں مر جانے سے پانی نجس نہیں ہوتا اسی طرح ان جانوروں کے مر جانے سے بھی پانی نجس نہیں ہوتا جو پانی ہی میں زندگی کرتے ہیں مثلاً مچھلی مینڈک لیکڑا وغیرہ۔ کنوئیں میں گندگی گر پڑے تو اس کا سارا پانی بقول جناب کمال دینا چاہیے۔ چوہ یا چڑیا یا مولا یا ابیل یا چھپکلی وغیرہ کنوئیں میں گر کر مر جائیں تو اس کا پانی بیس ڈول کھینچنے سے اگر بڑا ڈول ہو اور تیس ڈول تک کھینچنے سے اگر چھوٹا ہو پاک ہو جاتا ہے۔ کبوتر یا مرغی یا بلی گر کر مر جائے تو چالیس سے ساٹھ تک ڈول کھینچے جائیں۔ کتّا یا بکری یا آدمی گر کر مر جائے تو کنوئیں کا سارا پانی کھینچنا پڑے گا ڈول سے ہماری مراد چرس نہیں ہے بلکہ وہ ڈول جو کنوئیں میں معمولاً استعمال ہوتا ہے اور ان میں بھی وہ ڈول جو درمیانی اور متوسط ہو۔ جانور بڑا ہو یا چھوٹا کنوئیں میں گر کر مر جائے۔ اور مر کر بھول جائے یا بکس جائے یا اس کے اجزاء بکھر جائیں تو کنوئیں کا سارا پانی نکالنا پڑے گا۔ یہ حکم اس کنوئیں کا ہے جو معین یعنی چشمے والا نہ ہو یا اس کی اتنی ستوئیں نہ ہوں کہ سارا پانی نکالنا مشکل پڑ جائے اگر کوئی ایسا کنواں ہو تو اس کے پانی کا جو وقت اس میں موجود ہو اندازہ کر لیا جائے اور پھر اسی اندازے کے مطابق پانی نکالا جائے۔

آدمی اور ماکول اللحم جانور کا چھوٹا پانی اور اسی طرح ہر ایک جھوٹی چیز پاک ہے کیونکہ ان کا جسم پاک ہے آدمی سے ہماری مراد مطلق آدمی ہے جتنی ہو یا ظاہر کافر ہو یا مسلمان عورت حائضہ ہو یا صاحبِ نفاس مگر کتے اور خنزیر

نمبر شمار	قسم نجاست	طریقہ ازالہ نجاست	کیفیت
۳	مینگنی	پونجھنا اور خشک ہوتو صرف جھاڑ دینا۔	
۴	جانوروں کی کچی کھلڑی۔	دباغت مینا	کچے چمڑے کے پکانے کو دباغت کہتے ہیں اور دباغت کا طریق یہ ہے کہ چمڑے کے اندر کی طرف جو طوبت ہوتی ہے اُس کی وجہ سے چمڑے میں کیڑے پڑ کر اُس کو بگاڑ دیتے ہیں حال چمڑوں کے ذریعے سے اُس کی طوبت کو جلا دیا جاتا اور ظاہر جلد خراب ہونے سے محفوظ ہو جاتی ہے کبھی تو بال بھی جھڑ جاتے ہیں اور کبھی نہیں بھی جھڑنے پاتے بہر کیف دباغت کے بعد کھال پاک ہو جاتی ہے اور لوگ کھالوں کو جانمازوں کی جگہ کام میں لاتے ہیں۔
۵	گتے کا لعاب	پانی سے دھونا	گتہ چونکہ نجس العین ہے اس کا لعاب بھی نجس ہے۔ تسارع علیہ السلام گتے کو نجس العین ٹھہرانا بالکل واجب ہے شریعی مصلحت کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ گتے کے لعاب میں ایک طرح کی سمیۃ ہوتی ہے کہ جسے وہ کاٹتا ہے اُس میں اثر کرتی اور بسا اوقات مُفْضِی الی الْهَلَاکَۃ ہوتی ہے چنانچہ اس زمانے میں انگریزوں نے سگ گزیدہ مریضوں کے واسطے کئی شفاخانے بنائے ہیں اور ان میں اس طرح کے مریضوں کا علاج کوشش سے کیا جاتا ہے۔
۶	لعاب خنزیر	"	خنجر اور گدھے کا لعاب مشکوک النجاست ہے کیونکہ اس کے نجس اور ظاہر ہونے میں صحابہ نے اختلاف کیا ہے اور اس کی اباختہ اور جڑ منہ کی دلیلیں مختلف فیہ ہیں بہر کیف خنجر اور گدھے کا لعاب نجس حقیقی خارجی نہ بھی ہو تو مکروہ خارجی ہونے میں تو کچھ شبہ ہی نہیں۔
۷	خنجر اور گدھے کا لعاب	"	

پھینک دے اور برتن کو مانجھ کر دھو ڈالے جا مد اور بستہ چیز ہے تو اسے اور اس کے ماحول کو الگ کر کے پھینک دے
باقی کو استعمال میں لانا جائز ہے کہ وہ پاک ہے۔ مثلاً جاڑے کے موسم میں بنے ہوئے گھی میں چوہا گر کے مر گیا۔ تو
لتھرے ہوئے چوہے کو نکال کر پھینک دے اور اس کے ارد گرد کے گھی کو ضائع کر دے باقی کو استعمال میں لے آئے
اور یہ بھی دفعِ حرج کے لیے ہے کہ گھی قیمتی چیز ہے سب کا ضائع کرنا مشکل ہے ورنہ جس کی نفاست طبع اس سے
نفرت کرتی ہو وہ اس کا استعمال نہ کرے *

نقشہ نجاست حقیقی خارجی

نمبر شمار	قسم نجاست	طریقہ ازالہ نجاست	کیفیت
۱	دوسرے آدمی کا بول براز اور منی و دوی وغیرہ	کپڑے سے پونچھنا۔ اور پانی سے دھونا	خارجی نجاستوں کو طاہر آدمی کی طہارت میں کچھ دخل نہیں یعنی ان سے آدمی کی طہارت میں کچھ خلل نہیں پڑتا مثلاً ایک شخص پاک صاف با وضو نماز کے لیے آمادہ ہے کسی بچے نے اگر اس پر پیشاب کر دیا یا اس کا کپڑا یا جسم نجاست سے آلودہ ہو گیا تو ان سب صورتوں میں بیسواہ پہلے طاہر تھا اب بھی ہے ہاں اس نجاست کا ازالہ جو خارج سے لگ گئی ہے ضرور ہے جسم یا کپڑے کو پانی سے دھو ڈالے اور نماز پڑھنے نظر ہو جائے نجاست حقیقی خارجی سے ہماری مراد وہی نجاست ہے جو خارج سے آدمی کے جسم کو یا کپڑے کو لگ گئی ہو اور اس کا حکم وہی ہے جو تم طریقہ ازالہ نجاست کے خانے میں دیکھتے ہو۔
۲	جانوروں کا براز و قسم گو بر لید ہیٹ وغیرہ اور ان کا پیشاب	،،	جانوروں سے مطلق جانور مراد ہیں خواہ ماکول اللحم ہوں یا غیر ماکول اللحم دونوں قسم کے جانوروں کا بول و براز نجس ہے ماکول اللحم وہ جانور ہیں جن کا گوشت کھانا شرعاً جائز ہے اور غیر ماکول اللحم جن کا گوشت کھانا شرعاً ناجائز اور حرام ہے بول و براز تو دونوں قسم کے جانوروں کا ناپاک ہو مگر ماکول اللحم جانوروں کا براز خشک ہو جانے سے پاک ہو جاتا ہے جیسے اُپلے جو بھلائے جاتے ہیں تاہم کتنی اور خشک مینگنی سے استنجا کرنا منع ہے اس لیے کہ رطوبت لگنے سے نجاست عود کرتی ہے پس گو بر سے لینا پوتنا نجاست سے لینا پوتنا ہی چھو گئے ماکول اللحم جانور کی ہیٹ یوں بھی پاک مگر کثیر المقدار داخل مکروبات

نقشہ نجاستِ حکمی خارجی

نمبر	قسم نجاست	حکم نجاست	کیفیت
۱	شراب	پانی کے مبادلے کے ساتھ موصونا	شراب نجس ہے کیونکہ اس کو خدا نے نجس اور عملِ شیطان فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہوا: وَجَسَّسَ عَلَی الشَّیْطَانِ اس کا حکم نجاست میں پیشاب پانچاں جیسا ہے تو جس طرح بول و براز کی نجاست کا ازالہ پانی سے کیا جاتا ہے شراب کا ازالہ بھی اگر کسی کپڑے یا برتن وغیرہ میں لگ جائے پانی سے ہوتا ہے اور یہی حکم ہے ہر شے کی خیر کا اگر ترقی ہو۔

مِنَ الْمُتَجَرِّمِ شراب کی ساخت پر نظر کی جاتی ہے تو اس پر نجاست کا اطلاق کرنے میں تاثر ہوتا ہے غایتہ مافی الباب یہ کہ وہ جو یا انگور یا ایک کی پھال یا اسی قسم کی دوسری چیزیں سڑا کر بنائی جاتی ہے اور یہی شرابوں میں اکثر ہوتے بدبھٹی ہوئی ہے لیکن مطلق شراب اور ہوتے بدکا ہونا نجاست کے لیے وجہ کافی نہیں ہے کہ بھی سڑنے سے بنتا ہے اور اس میں بھی ایک طرح کی بو سے تیز ہوتی ہے اصل بات یہ ہے کہ شراب اسلام کو شرابِ شعی کا کلی اسناد اور کرنا منظور تھا اور اس کے حق میں اتنا تشدد کرنا پڑا کہ شراب کو نجس العین قرار دیا جائے ہمہ شراب کا رواج جیسا چاہیے مسلمانوں میں کم تو ہوا مگر کلیتہً موقوف نہیں تھا اُمراء تو اکثر شراب پیتے ہیں الا ماشاء اللہ اور انگریزوں کی دیکھا دیکھی انگریزی خوانوں میں شراب نوشی کا رواج بڑھتا جاتا ہے اور تعجب یہ ہے کہ خود انگریز اس سے محترز ہوتے جاتے ہیں گوروں کی فوج میں سوسائٹیاں مقرر ہیں اور وہ کوئی اس سوسائٹی کا نمبر ہونا چاہتا ہے اس سے حلف نامہ لیا جاتا ہے کہ مدۃ العمر شراب کے پاس نہیں جائے گا ہر ایک سوسائٹی میں ایک جبر پڑھتا ہے اس میں اُن لوگوں کے نام داخل کر دیے جاتے ہیں جو ترکِ شراب کا عہد کرتے ہیں اُن وقتوں میں جنرل رابرٹس سپلائی افواج انگلستان بڑے شہر و ضلع میں جنہوں نے بڑے بڑے کارنامے کیے ہیں انھوں نے ایک بچہ میں بیان کیا تھا کہ اگر ایسی فوج میرے ماتحت ہو جو شراب پیتی ہو تو میں تمام روئے زمین میں ایسا ملک نہیں پاتا جس کو فتح نہ کر سکوں۔ اسلام کی صداقت کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ وہ ان ایمان فرنگ اسلامی احکام کو مفید سمجھ کر اختیار کرتے جاتے ہیں افسوس مسلمانوں پر چلنے مذہبی احکام کی کلم نہ سمجھ کر اُن کی خلاف ورزی پر جرأت کریں اگرچہ شراب کی حرمت اور نجاست کی وجہ نشہ ہے اور شراب کے علاوہ اور بھی بہت چیزیں نشہ آور ہیں مگر ہم اُن کو نجس العین نہیں کہہ سکتے۔ ہاں نشہ کی وجہ سے بے تاثر اُن کی حرمت کا حکم دیتے ہیں پس اگر کوئی شخص فیوٹن کی گولیاں جیت ڈالے ہوئے نماز پڑھے تو اس کی نماز میں کوئی خلل نہیں لیکن اگر شراب کی ایک بوتل بھی اُس کے پاس ہوگی تو اس کی نماز باطل۔ تاثر کی بہت باتیں شراب سے ملتی ہیں ہر قیاس شراب ہم تاثری کو بھی نجس العین سمجھتے ہیں اور تاثری بھی ہمارے نزدیک ایک قسم کی شراب ہے۔ ہر شے جو شراب سے تیز ہے نجس العین نہیں مگر

نقشہ نجاستِ حکمی و اخلی

نمبر	قسم نجاست	حکم نجاست	کیفیت
۱	حدث	وضو کرنا	اس کا حکم یہ ہے کہ نماز کے لیے وضو کرے کیونکہ نماز میں تقرب خداوندی حاصل ہوتا ہے۔ اور بارگاہِ الہی میں پاک صاف ہو کر جانا چاہیے۔ حدث سے پاکی جیسی حاصل ہوتی ہے کہ تمام و کمال وضو کیا جائے۔ اور اسی سے حدث کو حکمی نجاست کہتے ہیں *
۲	قئ	"	قئ مؤنثہ مکرہ ہو تو اس کا ازالہ تو پونہننے یا دھونے سے ہو جاتا ہے مگر نماز کے لیے وضو کرنا پڑتا ہے۔
۳	خونِ سیال	"	خون جسم کے خواہ کسی حصے میں سے نکل کر بہے تو وہ اس جگہ پونہننے جس کا غسل میں یا وضو میں دھونا ضرور ہے۔ خون کی نجاست کا ازالہ تو پونہننے یا دھونے سے ہو جاتا ہے۔ لیکن نماز کے واسطے آدمی پاک صاف اس وقت ہوتا ہے جب وضو کرے۔
۴	منی	غسل کرنا	منی نجس ہے اور اس کی نجاست کپڑے سے پونہننے یا پانی دھونے اور غلیظ ہو تو کھرجینے سے دور ہو جاتی ہے لیکن عبادت کے لیے تا وقتیکہ غسل نہ کرے جسم پاک نہیں ہوتا *
۵	مذی	وضو کرنا	مذی کی نجاست کا ازالہ تو پانی سے دھونے یا کپڑے سے پونہننے کے بعد ہو جاتا ہے لیکن نماز کے واسطے وضو کرنا چاہیے *
۶	ودی	"	"
۷	خونِ حیض	غسل کرنا	خونِ حیض کی نجاست کا ازالہ پانی سے دھونے یا کپڑے سے پونہننے کے بعد ہو جاتا ہے۔ مگر نماز کے لیے جسم کی تطہیر جب ہی ہوتی ہے کہ غسل کرے۔
۸	خونِ نفاس	"	اس کا حکم بعینہ حیض کا سا ہے۔
۹	خونِ استحاضہ	وضو کرنا	خونِ استحاضہ کی نجاست پانی یا کپڑے سے زائل ہو جاتی ہے لیکن نماز کے لیے ہر وقت تازہ وضو یا غسل کرنا پڑتا ہے

نمبر	قسم نجاست	حکم نجاست	کیفیت
۴	پسینا	پونچھنا یا دھونا۔	
۵	دانتوں کا میل موندنی شراب نہ لکھا۔ کا کوئی جزو دانتوں میں لگا رہ گیا ہو۔	سواک کرنا یا کوئی منجن یا خال کرنا یا مبالغے کے ساتھ کلی غواہ کرنا۔	
۶	موسے زمار	بالوں کو دو کرنا	بال دور کیے جاتے ہیں آسترے سے یا شفیعی نوچنے سے یا نورے یعنی ہڑتال چونے سے۔ آسترے سے بال کخت اور بکثرت اور جلد پیدا ہوتے ہیں اور نفٹے بدبر اور نرم اور نورے جلد کے زخمی ہونے کا خوف اور عورتیں اسی کا استعمال کرتی ہیں

من المترجم آدمی کے تمام جسم میں چھید چھید ہوتے ہیں جن کو مسام کہتے ہیں مساموں کی راہ کہیں کہیں بال نکلتے ہیں اور
جہاں نہیں نکلتا وہاں بھی نہیں نہیں سوراخ ہیں آنکھ سے نہ بھی دکھائی دیں تو خوردبین سے صاف دیکھ پڑتے ہیں مساموں
کی راہ اندر سے عرق نکلتا رہتا ہے وہی پسینا ہے اور ان مساموں کے رستے باہر سے ہوا بھی جسم میں داخل ہوتی رہتی
ہے۔ تندرستی کی ایک بڑی تدبیر یہ بھی ہے کہ مسام کھلے رہیں لیکن وہ اسی صورت میں کھلے رہ سکتے ہیں کہ مساموں کے
موتھوں پر میل نہ جمنے پائے اور اس کی تدبیر یہ غسل۔ یہ بات کہ پسینا جسم کا عرق ہے۔ اس سے ثابت ہوتی
ہے کہ اگر کپڑے میں پسینا جذب ہوتا جائے تو اس میں بدبو آنے لگتی ہے اور وہ تندرستی کے حق میں
مضر ہے اور مولد امراض بھی ہے اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ میل کی بتیاں آگ پر ڈالی جائیں تو ان سے چراند
چھوٹی ہے اس لیے کہ میل کچھ تو کھال ہے جو گل کر اور فرسودہ ہو کر میل بن گئی ہے یا اگر میل باہر کا گرد و غبار ہے تو وہ
پسینے سے مل کر جلد پر چم گیا ہے۔ جسم کے وہ مقامات جہاں گوشت سے گوشت ملتا ہے ان میں زیادہ پسینا پیدا ہوتا
ہے اور اگر ایسے مقامات میں بال بھی ہیں اور ان کو وقت فوقتاً دور نہ کیا جائے تو پسینا متعفن ہو جاتا ہے۔ اور
بالوں کی جڑوں میں میل کو آٹک رہنے کے لیے پناہ ملتی ہے خلاصہ یہ کہ بوءے بد اور گرد و غبار اور دھواں
کہ وہ بھی ایک قسم کا گرد و غبار ہے تندرستی کے دشمن ہیں۔ بوءے بد کچھ تو آدمی سے پیدا ہوتی ہے کچھ جانوروں
سے اور کچھ نباتات سے کہ درختوں کے پتے بند پانی میں گل شر کر بدبو پیدا کرتے ہیں جہاں تک ممکن ہو بدبو اور
گرد و غبار سے اپنے تئیں بچائے۔ مسامات جاڑوں میں سکرٹے اور

گرمیوں میں پھیلے ہیں۔ اسی وجہ سے گرمیوں میں

پسینا بہت آتا ہے *

نمبر	قسم نجاست	حکم نجاست	کیفیت
۲	تاڑی	پانی سے دھونا۔	
۳	افیون	خشک ہو تو جھاڑنا اور قیق ہو تو پانی سے دھونا	
۴	چرس	جھاڑنا پونچھنا	
۵	بھنگ	خشک ہو تو جھاڑنا قیق کو پانی سے دھونا	
۶	گانجھا	"	
۷	پلوست	"	

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱۳) اُن کا کھانا پینا بے شک حرام ہے جب کہ حدِ سر کو پونچ جائے شراب کے بارے میں ہیں شیخ ابراہیم ذوق کا ایک شعر بہت پسند آیا وہ فرماتے ہیں ۷

اے ذوق دیکھ دخترِ زکونہ نمونہ لگا پُچھتی نہیں ہے نمونہ سے یہ کافر لگی ہوئی

شہین خوار بچے جن کے اوقات بول و برازا روئے عادت قرار نہیں پائے اور نہ وہ خود ضبط پر قادر ہیں اور ذری ذری سی بات پر رو کر ماؤں کو پریشان کرتے ہیں اُن کو افیون دینے کا ایسا عام رواج ہو گیا ہے کہ شاید ہی کوئی مسلمان کا بچہ اس سے محفوظ رہا ہو۔ افیون میں دو خاصیتیں ہیں ایک یہ کہ وہ حابس و قابض ہے دوسرے مُکّر ان ہی دو غرضوں سے بچوں کو افیون دی جاتی ہے۔ طب کی رُو سے افیون جو کچھ بھی نقصان کرتی ہو بچوں کو اس کا کھلانا گناہِ شرعی ہے اور چونکہ بچے صغیر سن کی وجہ سے مرفوع القلم ہیں افیون کے کھلانے کا الزام ماؤں کے ذمے عائد ہوتا ہے۔ ہم نے تو افیون کے کھلانے کی غایت و غرض جسک و سر کر قرار دیا ہے۔ لیکن رفیع السواد جو ایک بڑے پایے کا ریختہ گو شاعر ہے افیون کے حق میں کہتا ہے شعر

اسی باعث سے دایہ طفل کو افیون دیتی ہے
کہتا ہو جائے لذت آشنا تلخ دوراں سے

نقشہ مکروہاتِ داخلی

نمبر	قسم نجاست	طریقہ ازالہ نجاست	کیفیت
۱	رینٹ	پونچھنا یا دھونا یا تبا لے کے ساتھ ناک میں پانی پونچھنا۔	
۲	ٹھوک	"	
۳	بلغم	"	

نمبر شمار	قسم نجاست	طریقہ ازالہ نجاست	کیفیت
۱۰	ختنہ	زائد کھلڑی کاٹ ڈالنا	گوشت آدمی کا ہو یا جانور کا ایسی چیز ہے کہ اگر اس میں جان نہ ہو تو ضرور شتر اٹھتا ہے کھال بھی ایک قسم کا گوشت ہے گوشت گوشت سے ہمارے تو لے رہنے سے بگاڑ پیدا ہوتا ہے اس بات کو جسم انسان کے اُن مقامات کی حالت سے سمجھ سکتے ہو جن میں اکثر گوشت سے گوشت ملتا ہے جیسے بچلیں یا چٹے لیکن بغلیں اور چٹے پھر بھی ایسے مقامات نہیں ہیں کہ ہمہ وقت گوشت گوشت سے لپٹا رہے۔ عتب میں پانی کی بڑی کمی ہے اور وہاں کے لوگوں کو پینے کے لیے بھی پانی کمی کے ساتھ ملتا ہے پس غسل اور شست و شو کا ان لوگوں کو بہت ہی کم اتفاق ہوتا ہے اور اسی لیے وہاں نامختوں آدمیوں میں طرح طرح کے امراض پیدا ہونے کا خوف ہے جس روکنے کے لیے ختنہ تجویز کیا گیا اور اب ہر شعار اسلام قرار پایا ہو اگرچہ جن ملکوں میں پانی کی افراط ہے وہاں تندرستی کے لحاظ سے ختنے کی چنداں ضرورت نہیں لیکن شعار اسلام ہونے کی وجہ سے مسلمان اس کو شرط اسلام سمجھتے ہیں اور اس میں کسی قدر مبالغہ اور تشدد بھی داخل ہو گیا ہے۔
۱۱	انگلیوں کی گھائیوں اور پوروں اور انوں کی جڑوں کا میل	کپڑے سے صاف کرنا یا پانی سے دھونا۔	
(رقبہ نوٹ صفحہ ۱۱۴) تو مردوں کے لیے جائے شرم شروع میں تو یہی وجہ ہوتی ہوگی مگر آگے چل کر صرف تقلید رسم و رواج باقی رہ جاتی ہے۔ ہمارے دیکھنے میں تو ڈاڑھی سے چہرے پر ایک وقار آ جاتا ہے جو مردوں کی حالت کے مناسب ہے مگر تقلید رسم و رواج کے آگے وقار کی قدر ہی کون کرتا ہے۔			
نقشہ مکروہات خاوی			
نمبر شمار	قسم مکروہات	طریقہ ازالہ کراہت	کیفیت
۱	دوسرے کا ریشہ تھوک بلغم پسینا	کپڑے یا پانی سے دُور کرنا	

نمبر شمار	قسم نجاست	طریقہ ازالہ نجاست	کیفیت
۷	مُونچھوں کے بال	بالوں کو دو کرنا۔	
۸	بخلوں کے بال	بالوں کو دو کرنا۔	
۹	ناخن کا میل	ناخن کتروانے۔	

مِنْ الْمُتَزَحِّمِ مُونچھوں کو عربی میں شوارب کہتے ہیں شوارب جمع ہے شارب کی اور شارب کے معنی پینے والا مُونچھوں کا نام شوارب اس سے رکھا کہ مُونچھیں بڑھی ہوئی ہوں اور آدمی کچھ پینا چاہے تو پہلے مُونچھیں پانی وغیرہ میں بھیگیں گی یہ بھیگنا اُن کا پینا ہے۔ حدیث شریف میں حکم ہے قُصُّوا الشَّوَارِبَ اَعْقُوا اللِّحَیَّ مُونچھیں ترشواؤ اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ بات تو چھوٹی اور معمولی سی ہے مگر متضمن ہے بہت سی مصلحتوں پر مُونچھیں ایسی بری جگہ پر واقع ہیں کہ ایک طرف تو ناک کی بڑرو اُن کے اوپر ہے اور مونہ کی موری اُن کے نیچے۔ پس اوپر تلے دونوں طرف سے مُونچھوں کے بال بٹھرتے اور آلودہ ہوتے رہتے ہیں اور مزاج کی نفاست ہرگز بازنہیں رکھتی کہ مُونچھوں کو اس حال پر رہنے دیا جائے۔ چائے پینے کی ایک پیالی دیکھنے میں آئی جس میں ایک کنارے پر ایک چھٹا سا بنا ہوا ہے اور چھتے کے بیچ میں ایک سوراخ ہے اسی طرف سے چائے پی جاتی ہے یہ پیالی تو ایسا دھبہ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ مُونچھوں کے بچاؤ کے لیے چھٹا بنا گیا ہے سیال چیز سے تو خیر کسی قدر مُونچھوں کی حفاظت اس پیالی سے ہو سکتی ہے مگر جو غدا رقیق نہیں ہے اُس سے مُونچھوں کی حفاظت کی کوئی تدبیر اب تک کسی کو نہیں سوچی وہی قصو الشوارب ایک تدبیر متعین ہے کہنے کے لیے تو ہر شخص آزادی کا دم بھرتا ہے مگر علامہ رسم و رواج کا غلام ہے۔

باندھتے ہیں سر کو آزاد اور وہ پا بگل کینسی آزادی کہ یہاں یہ حال ہے آزاد کا

حال میں ایک ڈاکٹر نے ایک رسالہ شائع کیا اور اب ایسا وقت ہے کہ انگریزی ڈاکٹر تپ و مہضہ و ریل اور طاعون کی نسبت پیرائے رکھتے ہیں ان میں سے ہر ایک بیماری کے کیڑے ہوتے ہیں وہ کیڑے سانس کے ساتھ آدمی کے جسم میں داخل ہو کر خون میں شامل ہو جاتے ہیں اولن کی نسل اندر ہی اندر پھیلتی اور بڑھتی جاتی ہر ان بیماریوں کا بھی علاج ہو کر ٹوکا ہلاک کر کے جسم خارج کر دینا چنانچہ ڈاکٹر اپنے رسالے میں نجلہ دیگر مضامین کے یہ بھی لکھا ہوا کہ مُونچھوں کے بڑھانے سے طاعون کیڑے بالوں کی جڑوں میں پیدا ہو کر اندر نہچتے دیتے رہتے ہیں اور سانس کے ساتھ داخل ہو کر مرض طاعون پیدا کرتے ہیں مُونچھوں کے بڑھانے کے نقصانات کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے مگر رسم و رواج سے مجبور ہے اگرچہ ہندوستان میں ہندو ہیئتہ سے مُونچھیں بڑھاتے اور ڈاڑھی منڈاتے آئے ہیں مگر چونکہ ہندو مسلمانوں کے محکوم تھے مسلمانوں نے محکوموں کی وضع کی تقلید میں اپنی توہین سمجھی اب آئے انگریز اور وہ بھی ہندوؤں کی طرح ڈاڑھی مُونچھوں کے ساتھ منعکس معاملہ کرتے ہیں مسلمانوں نے خاص کہ انگریزی خواں مسلمانوں نے ڈاڑھی کا ادب چھوڑ دیا اور بخت مُونچھیں بڑھانے لگے اب ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ رسم رواج کی کوئی تقلید کے علاوہ مُونچھوں کے بڑھانے اور ڈاڑھی کے منڈانے کی کوئی اور وجہ بھی ہے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ سوائے تشبہ بالنساء کے اور کوئی وجہ نہیں کسی نے ٹھیک کہا ہے اَلْاَمْرُ بِالنِّسَاءِ لیکن اگر یہی وجہ ہے

استنجا کیا کریں مگر پھر بھی پانی سے استنجا کرنے والے زیادہ طاہر و نطفیف سمجھے جاتے تھے۔ اب ہندوستان میں پانی کی ہر طرف کثرت ہے جا بجا چشمے اور نہریاں پڑی بہ رہی ہیں گھر گھر نل دوڑے ہوئے ہیں تو اس وقت اگر کوئی شخص ڈھیلوں سے استنجا نہ بھی کرے اور صرف پانی پر نہیں کرے تو یہ اُس کے لیے کافی ووافی ہے اور نہ صرف کافی ووافی ہے بلکہ ان کی واطہر ہے کیونکہ عرب کے لوگ اول تو کم خوراک تھے اور کم خوری کو محاسن و فضائل میں شمار کرتے تھے بلکہ اُن میں سے اکثر تو فاقہ کشی کے خوگر تھے اور اس عادت کا فخر اظہار بھی کیا کرتے تھے۔ دوسرے اُن کی غذائیں خاص طرح کی ہوا کرتی تھیں جن میں اکثر حار اور یابس ہوتی تھیں ان غذاؤں کا فضلہ نہایت خشک ہوتا تھا جیسے اونٹ یا بکری کی تینگنی جس میں نام تک کو رطوبت اور لزوجت نہیں ہوتی تھی ایسی صورت میں چونکہ پانی سے استنجا کرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی اس لیے پیغمبر صاحب نے ڈھیلوں کے حکم پر اکتفا کیا ہم ہندوؤں کا حال اس کے بالکل برخلاف ہے۔ ہماری اکثر غذائیں مرطوب ہوتی ہیں فضلے میں بھی رطوبت بکثرت موجود ہوتی ہے لہذا ہمیں ضرور ہے کہ پانی ہی سے استنجا کریں کیونکہ پانی کے علاوہ کسی اور چیز سے دیا ازالہ نجاست ہی نہیں ہو سکتا جیسا پانی سے ہو سکتا ہے۔

ایک بات لوگوں میں یہ بھی دیکھی جاتی ہے کہ پیشاب کے بعد ڈھیلے سے پیشاب خشک کرتے اور گھر کے صحن میں عورتوں اور بچوں کے سامنے استنجا کرتے ہوئے ٹہکتے اور کھلے بازاروں میں چکر لگاتے پھرتے ہیں یہ نہایت بے شرمی اور سخت فحش ہے اس سے ضرور پرہیز کرنا چاہیے۔ عام راہوں میں جہاں لوگ چلتے پھرتے ہیں اور اُن درختوں کے تلے جہاں لوگ آرام لیتے ہیں پیشاب پانچانہ کرنا حرام اور لعنت پڑنے کا سبب ہے کیونکہ لوگ نہ تو پانی ہو کر ایسے شخص کو برائی اور لعنت سے یاد کریں گے۔ اسی طرح حمام میں اور پانی کے گھاٹ پر بھی پیشاب پانچانہ منع ہے کیونکہ چھینٹیں اڑیں گی تو بدن یا کپڑے ناپاک ہوں گے۔ بل و سوراخ میں بھی پیشاب نہ کریں کیونکہ ممکن ہے کہ اُس میں کوئی موزی جافور ہو اور اُس سے تکلیف پہنچے یا وہاں کوئی ضعیف و کمزور جانور ہو اور اُس کو ایذا پہنچے پیشاب اور استنجا کرتے وقت سلام کا جواب دینا یا خود سلام کرنا منع ہے کیونکہ سلام دعا ہے اور پیشاب پانچانے کی حالت دعا کے ادب کے منافی۔

انگوٹھی پر نام خدا یا کوئی تبرک کلمہ کندہ ہو تو اُسے پہن کر پانچانے میں جانا منع ہے کہ خدا کے نام کی بے ادبی ہوتی ہے۔ کہیں بیٹھ کر پیشاب کرنے میں چھینٹیں اڑنے کا خوف ہو یا کوئی اور عذر شدید ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب کر لینا جائز ہے۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کوڑی پر پکھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ آپ کی پشت مبارک میں درد تھا اور اس وجہ سے آپ سے بیٹھا نہیں جاتا تھا۔ بہر کیف اگر عذر شدید ہو تو کھڑے رہ کر پیشاب کرنے کا مضائقہ نہیں لیکن جو لوگ صرف انگلیروں کی تقلید کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں انہیں سوچنا چاہیے کہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں نجاست سے احتراز عادت بہت مشکل ہے مگر اس ضرورت کو سمجھے وہ جس کو نماز پڑھنی ہو اور نماز کیوں اس احتیاط پر عمل کرنے لگا۔ اور باتوں میں ظاہر کی صفائی کے بڑے بڑے چوڑے دعوے کیے جاتے ہیں

نمبر	قسم مکروہات	طریقہ ازالہ کراہت	کیفیت
۲	باقی مرغی۔ سانپ چوہے اور پھارے والے پرندوں کا شتوک	پانی بہا دینا	

من المتزحم کہے اور جبکی طہارت کے بارے میں آیہ وَتَبَايَكَ فَطَهَّرْ أَوْ رَايَهُ وَطَهَّرْ بَيْنِي لِلطَّائِعِينَ وَ الْعَالَمِينَ وَالرَّحِمِ الشَّعْبِ دَرِوَنُوں سیکھ لیتے ہوئے کرتی ہیں یہاں پر الطَّهْرُ وَنِصْفُ الْإِيمَانِ اور الطَّهْرُ وَنِصْفُ الْإِيمَانِ یعنی آدمی کا پاک صاف رہنا آدھا ایمان ہے۔ قرآن مجید میں پاک اور ستھرے لوگوں کی خوبی یوں بیان ہوئی ہے اللَّهُ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ۔ یعنی خدا بار بار توبہ کرنے والوں اور طہارت کاملہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ جناب سول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کی کنجی نماز اور نماز کی کنجی طہارت ہے۔

پیشاب پانچانے کے آداب

پانچانے جاتے وقت یہ دُعا پڑھنی مسنون ہے اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى أَعْمُو دِيَاكَ مِنَ الْخَبِيثِ وَالْخَبَائِثِ خداوند ابراہیم پاک جتوں کو رواناٹ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اس دعا کے پڑھنے سے آدمی پانچانے کے جتوں اور شیاطین کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ پانچانے سے مکمل وقت یہ دُعا پڑھنی مناسب ہے اللَّهُمَّ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا كَلْبِي وَعَافَانِي۔ خدا کو تعریف ہے جس نے مجھ سے تکلیف دور کی اور صحت عنایت فرمائی بعض روایتوں میں صرف عَفَاكَ آیا ہے۔ یعنی خداوند ابراہیم تمھارے نجس مانگتے ہیں۔ جنگل میں پیشاب پانچانے کے لیے قبلہ رخ نہ بیٹھے لیکن گھر میں یا کسی پتھر کی آٹ میں ہو تو مضائقہ نہیں اور مقصود اس سے خانہ کعبہ کا اوسے پہنچنے ہاتھ سے استنجا کرنا پیشاب کرتے وقت دھنسنے ہاتھ سے ستر پکڑنا منع ہے کیونکہ استنجا ذیل ترین کام ہے جو ہاتھ سے لیا جاتا ہے اور دایاں ہاتھ بائیں پر فضیلت رکھتا ہے اس لیے ایسے کام بائیں ہاتھ کے لیے موضوع ہیں۔ استنجے کے لیے کم سے کم تین ڈھیلے لینے چاہئیں اس سے کم لینے منع ہیں اور زیادہ کی قید نہیں کیونکہ مقصود اصلی ازالہ نجاست ہے اور وہ جتنے ڈھیلوں سے حاصل ہو سکے درست ہے۔ گو بر کوئلے۔ بڈی سے استنجا کرنا منع ہے۔ شارع علیہ السلام نے ان تینوں چیزوں سے استنجا منع کرنے میں جو مصلحت سوچی ہو وہ تو ہیں معلوم نہیں لیکن ہمارا خیال ہے کہ عجب نہیں گوہر اور بڈی سے اس لیے منع کیا ہو کہ ان دونوں میں ایک طرح کی دوسو متہ یعنی چکناٹی ہوتی ہے جس کی وجہ سے گوہر اور بڈی منہل نجاست نہیں ہو سکتے۔ کوئلے سے استنجا کرنے کی ممانعت اس لیے ہے کہ اول تو وہ جلد بدن کو سیاہ کر دیتا ہے دوسرے قاطع بھی ہے جیسے چونا اور محل استعمال نہایت نازک مقام ہے ممکن ہے کہ محل استنجا میں اس سے خراش پیدا ہو جائے اور خراش رفتہ رفتہ ناسور کی طرف منہج ہو۔

مذکورہ میں چونکہ ہمیشہ پانی کی قلت رہتی تھی اس لیے پیغمبر صاحب حکم عام تھا کہ لوگ ڈھیلوں اور پتھروں سے

سے اٹھائے تو جائز ہے۔ ایسی عورت کے ساتھ باستنارِ جلع اور سب باتیں جائز ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَضْعُوْا كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا النِّكَاحَ یعنی ہم بستر کی علاوہ اور سب باتیں حیض والی عورت سے جائز ہیں جیسے بوسِ کنار ساتھ سونا۔ ساتھ کھانا۔ ساتھ پینا۔ بدن سے بدن لگانا وغیرہ۔ جو شخص حالتِ حیض میں حلال جان کر عورت سے ہم بستر ہوگا کافر ہو جائے گا یعنی دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا کیونکہ اُس نے قصدًا و ارادۃً حکم شرعی کے خلاف کیا اور حرام جان کر ایسا کرے گا تو مرتکبِ کبیرہ ہوگا اور اُس پر کفارہ دینا واجب ہوگا پھر اس کفارے میں تفصیل ہے اگر ایسے وقت ہم بستر ہوا ہے کہ خونِ نسرخ آ رہا تھا تو ایک دینا ورنہ آدھا دینا۔ ایک دینا پھر روپے کا ہوتا ہے جبکہ سونے کا بھاء و شولہ روپے کا ہو۔ حالتِ حیض و نفاس میں جو مرد و عورت کو مقاربت سے منع کیا گیا ہے تو اس میں مصلحت یہ ہے کہ ان وقتوں میں مقاربت کرنے سے امراضِ خبیثہ کے پیدا ہو جانے کا احتمال قوی ہے اور اگر اس وقت استقرارِ حل ہو گیا تو اولادِ مرغی پیدا ہوگی۔ حیض و نفاس کی حالت میں نماز روزہ معاف ہے۔ مگر روزے کی قضا ہے۔ اور نماز کی قضا بھی نہیں۔

مسائل نفاس

ولادت کے بعد جو خون آتا ہے نفاس کہلاتا ہے اس کی اکثر مدت چالیس روز ہیں اور اونے مدت کا کوئی اندازہ نہیں حضرت اُمّ المؤمنین ام سلمہ فرماتی ہیں کہ نفاس جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چالیس روز تک بیٹھی رہتی تھیں جس طرح حالتِ حیض میں نماز پڑھنا روزہ رکھنا قرآن کو چھونا پڑھنا پڑھنا خانہ کعبہ کا طواف کرنا مسجد میں جانا منع اور مرد کو ایسی حالت میں ہم بستر ہونا حرام ہے اسی طرح نفاس کی حالت میں بھی یہ باتیں منع اور حرام ہیں۔

استحاضہ

عورت کو معمولی دنوں کے علاوہ خون آئے تو حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے اور استحاضہ عورت پاک عورت کا حکم رکھتی ہے یعنی اُس سے ہم بستر ہونا درست ہے اور جو باتیں حیض و نفاس والی کو نادرست تھیں اس کے لیے سب جائز اور درست ہیں۔ ایسی عورتیں اپنی معمولی ایامِ حیض تک نماز روزے وغیرہ سے باز رہیں اور بعد کو بدن سے خون دسو کر غسل کر کے نماز پڑھیں اور ہر نماز کے لیے تازہ وضو کر لیا کریں اور ممکن ہو تو ہر نماز کے لیے غسل کر لیں اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تحش کی بیٹی عبدالرحمن بن عوف کی بی بی اُمّ عبیدہ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بیماری کی شکایت کی فرمایا تو خونِ حیض آنے تک تو بیٹھی رہو اور اس کے بعد ہر نماز کے وقت غسل کر کے نماز پڑھا کرو۔ عورتیں حیض و نفاس سے قانع ہوئیں تو فوراً اُن پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔ غسل کرتے وقت سر کے

عہ نفاس کے متعلق قرآن مجید میں کوئی صاف و صریح حکم نہیں ہوا اور ہونے کی چنداں ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ خونِ نفاس اصل میں ہی خونِ حیض ہی جو مخلوقوں کو اتنا ہی فرق صرف اتنا ہی کہ عورت جب حل سے ہوتی تو خونِ حیض ہم میں جمع ہوتا رہتا ہے جس پر کچھ عہدہ اور اکثر حصہ کچھ غذا

اور پیشاب جیسی گندمی چیز کے بارے میں اس قدر مبالغہ ہے طہارت میں اسی قدر پانی خچ کر جس سے طہارت حاصل ہو جائے زیادہ صرف کوں گے تو اس طرف میں غل ہوگا دوسرا وہی طرح دوسری طرح ایک جگہ پیشاب پانچانے کے لیے نہ بیٹھیں نہ کوئی کسی کا ستر دیکھے نہ باہم باتیں کریں کیونکہ یہ نہایت بیجانی کی باتیں ہیں اور خدا کو ناپسند لکھائے مِّنَ الْاِجْمَانِ

بیان حیض

اور (اور پیغمبر لوگ) تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرو ہیں تو ان کو سمجھا دو کہ وہ گندگی ہے تو (حیض کے دنوں) میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک پاک نہ ہو لیں ان کے پاس نہ جاؤ پھر جب نہا دھولیں تو جدھر سے امدے تم کو حکم دیا ہے ان پاس آؤ بے شک امدت و بہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور (نیز) صفائی رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے تمہاری بیبیاں (گویا) تمہاری کھیتیاں ہیں تو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ اور اپنے لیے آئندہ (یعنی عاقبت) کا بھی بندوبست رکھو اور امدت سے دور اور جانے رہو کہ تم کو اُس کے حضور میں حاضر ہونا ہوا اور (اور پیغمبر) ایمان والوں کو خوش خبری سنا دو

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ اَذَىٰ فَاعْتَزِلُوا
النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ
يَظْهَرْنَ فَاِذَا ظَهَرْنَ فَاتَوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ
اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَ
يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ
فَاَتُوا حَرْثَكُمْ اَنۡتُمۡ وَفَلَمۡ تَمُوۡا اِنۡفُسُكُمْ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَعْلَمُوۡا اَنَّكُمۡ مُّسْلِقُوۡهُ ۝
بَيِّنَاتٍ لِّلْمُؤْمِنِيۡنَ ۝ (البقرہ ۲۸۶ تا ۲۹۰)

عورت کھیتی ہے اور مرد کا شتکار اور نطفہ بیج تو جس طرح کا شتکار بیج کی حفاظت کرتا ہے کینچ کو ضائع نہیں ہونے دیتا اور وہیں التا ہے جہاں اُگے ایسی ہی حفاظت مرد کو کرنی چاہیے اور وہ نہیں ہے مگر اسی طریقے میں جو سب کو معلوم ہے ۱۲۵ آئندہ کا بندہ کرنے سے ایک مطلب یہ ہے جو ترجمے سے ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا داری کے کاموں میں اتنے بھی مصروف نہ ہو کہ دین کے کاموں میں گنج غفلت کرنے اور اس میں ایک اشارہ اس بات کا بھی پایا جاتا ہے کہ عورتوں کے ساتھ اس نیت سے ہم بستہ ہو کہ خدا اولاد دے اور وہ تمہاری دنیا میں کام آئے اور خدا ان کو نکلیے تو آخرت میں بھی اُن کی استغفار وغیرہ سے ماں باپ کو نفع پہنچے ۱۲۶

مِنَ الْمُتَزَكِّمِ شرع میں حیض کے لیے کوئی معین اور محدود مدت صاف طور پر بیان نہیں ہوئی لیکن عام طور پر حیض کی زیادہ زیادہ مدت دس روز اور کم سے کم دو یا ایک روز ہے حیض کی اصل مدت ہر عورت کے لیے اُس کی معمولی عادت ہے اور جب یہ ہے تو ہر ایک عورت کو ہر حالت میں اپنی عادت کے مطابق کام کرنا چاہیے عادت سے زیادہ خون آنے تو اسے حیض نہیں بلکہ بیماری میں شمار کیا جائے گا اور ایسی عورت کو مستحاضہ کہیں گے حیض والی عورت کو قرآن پڑھنا پڑھانا اسے چھونا مس کرنا مسجد میں جانا بیت المقد کا طواف کرنا منع ہے مسجد کے باہر سے اٹھ کر کوئی چیز مسجد

وَأَنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ
 كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ
 أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لِمَسَّ
 الْإِنْسَاءُ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا
 صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ
 وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ مَا يَرِيْدُ اللَّهُ
 لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ
 يُرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ
 عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (مائدہ ۶ پارہ ۱)

اور اگر تم کو نہانے کی حاجت ہو تو
 (غسل کر کے) اچھی طرح پاک صاف
 ہو جاؤ۔ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو
 یا تم میں سے کوئی جائے ضرورت سے
 (ہو کر) آیا ہو یا تم نے عورتوں سے
 صحبت کی ہو اور تم کو پانی نیسر نہ ہو
 تو سٹھری مٹی لے کر اُس سے تیمم
 یعنی اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کر لو۔
 اللہ تم پر کسی طرح کی تنگی کرنی نہیں
 چاہتا بلکہ تم کو صاف ستھرا رکھنا چاہتا
 ہے اور (نیز) یہ (چاہتا ہے) کہ تم پر اپنا
 احسان پورا کرے تاکہ تم (اُس کا)
 شکر کرو۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 إِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ شَجْعَيْهِ الْأَرْبَعِ
 ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَ
 إِنْ لَمْ يُزَلْ - متفق عليه

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ جب مرد نے عورت سے
 صحبت کی تو دونوں پر غسل واجب ہو
 خواہ انزال نہ بھی ہو۔
 (صحیحین)

من لم يتحرج - جو شخص سوکرائے اور کپڑے پر مٹی کی تری پائے اُس پر غسل واجب ہے۔ احتلام یا دھویا
 نہ ہو۔ اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ میں ہمبستر ہوا ہوں اور بیدار ہونے پر تری کا اثر معلوم نہ ہو تو غسل
 واجب نہیں ہوتا اور یہ حکم مرد و عورت دونوں کو عام ہے۔ غسل کی کیفیت ایک صحیح حدیث سے خوب واضح ہو
 ہے۔ حضرت یسوع کہتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ص کے غسل کے لیے پانی رکھا اور کپڑے کا پردہ کیا۔ حضرت نے
 پہلے دونوں ہاتھ تین دفعہ دھوئے پھر دہانے ہاتھ سے بائیں پر پانی ڈال کر ستر دھویا اور رانوں پر پانی بہایا
 زان بعد دونوں ہاتھ زمین پر گر کر دھوئے اور نازکی طرح کا وضو کر کے تمام جسم شریف پر تین دفعہ پانی بہایا اور
 وہاں سے علیحدہ ہو کر دونوں پاؤں مبارک دھوئے۔

۱۔ ان لفظوں میں وضع جمع کی طرف اشارہ ہے مگر ہم نے الفاظ کے ترجمے کو چھوڑ کر ص میں مطلب لیا ہے ۱۲

بالوں کی چوٹی اور نیچے کھولنا ضرور نہیں۔ صرف بالوں کی جڑوں میں پانی پونچھنا بایں کرتا ہے۔ جیسے جنابتہ کا غسل ویسے حیض و نفاس کا غسل۔ عورتیں اگر بیماری یا کسی اور قوی عذر کی وجہ سے غسل نہ کر سکیں اور غسل سے نقصان پونچنے کا اندیشہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لیں بچے والیوں کو اگر غسل کرنے سے بچوں کے بیمار پڑ جانے کا خوف ہو تو بھی تیمم کر کے نماز پڑھ لیں۔

غسل جنابتہ

مسلمانو! تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے پاس بھی نہ جانا یہاں تک کہ نشہ اتر جائے اور جو کچھ (موندہ سے) کہتے ہو اُس کو سمجھنے لگو اور (اسی طرح) نہانے کی حاجت ہو تو بھی نماز کے پاس نہ جانا یہاں تک کہ غسل کر لو ہاں (سفر کی حالت میں) رستے چلے جا رہے ہو (اور) پانی نہ ملے اور تیمم کر کے نماز پڑھ لو تو خیر اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی جائے ضرور سے (مہو کر) آئے یا عورتوں سے ہم صحبت ہو اور تم کو پانی میسر نہ آئے تو پاک سٹی لے کر تیمم یعنی موندہ اور ہاتھوں کا مسح کر لو۔ عمدہ درگزر کرنے والا (اور) بخشنے والا ہے۔

و یہ حکم اُس وقت کا ہے کہ مسلمانوں میں ابھی شراب حرام نہیں ہوئی تھی ۱۲

مسلمانو! جب نماز کے لیے آمادہ ہو تو اپنے موندہ دھو لیا کرو اور کھنٹیوں تک اپنے ہاتھ اور اپنے سر کا مسح کر لیا کرو اور (ہاں) ٹخنوں تک اپنے پاؤں (بھی) دھو لیا کرو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغْتَسِلُوا ۚ وَإِنْ كُنْتُمْ مَرَضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا ۝ (سارع ۷ پارہ ۵)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوْهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۚ

۱۲۔ ہر لوگ اگر جگہ نصیب پڑے اور اس کا عطف ہو جائے کہ پڑھتے ہیں اور یہی قرآن صحیح ہے کیونکہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ نہایت ہی کم احتمال زیادہ ہی لیکن اصل تفسیر میں کہ عطف کر کے اگر عطف لازم کر دیتے ہیں اور ایسی وجہ سے وہ ضرور میں پاؤں کے دھونے کو فرض نہیں سمجھتے ۱۲۔

تیسرا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ
فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ
وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى
الكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا
وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ
مِّنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ
يَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا
بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا

مسلمانو! جب نماز کے لیے آمادہ ہو تو اپنے
مُونہ دھو لیا کرو اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ او
اپنے سر کا مسح کر لیا کرو اور ٹخنوں تک اپنے
پاؤں (دھو لیا کرو) اور اگر تم کو نہانے کی حاجت
ہو تو غسل کر کے (اچھی طرح پاک صاف ہو جاؤ
اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی
جائے ضرورت سے (ہو کر) آیا ہو یا تم نے عورتوں
سے صحبت کی ہو اور تم کو پانی یا تیر نہ آئے تو (صاف)
ستھری ٹی لے کر اس سے (تیمم یعنی) اپنے مونہ
اور ہاتھوں کا مسح کر لو بے شک اللہ مہربان و
(ابن) بخشنے والا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من لم یرحمہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے لیے تمام زمین نماز کی جگہ ہے جہاں چاہیں نماز
پڑھیں۔ اور زمین کی مٹی ہمارے واسطے پاک کرنے والی ٹھیرائی گئی ہے سو جہاں نماز کا وقت آجائے اور پانی میسر نہ ہو جاوے
کیا باری تمہارا بیمار پڑنے کا خوف غالب ہو تیمم کر کے نماز ادا کریں۔ معذرت کو پانی نہ ملے اور گودس برس تک نہ ملے بر کر
تیمم کیے جائے۔ ہاں جس وقت عذر دور ہو یا پانی میسر ہو فوراً وضو فرض ہو جائے گا۔ جسے پانی ٹپنی و نونیں ملیں اسے بغیر
وضو اور بغیر تیمم نماز پڑھنی جائز ہے کیونکہ اس صورت میں صرف نیت ہی وضو اور تیمم کے قائم مقام ہو جائے گی تیمم
کرتے وقت اول دل میں نیت کریں پھر بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھ ایک دفعہ پاک ٹی یا ڈھیلوں یا کچی دیوار پر ماریں
بعد چھونکے مٹی اڑا کر دونوں ہاتھوں کو مونہ پر پھیریں اور دونوں کف دست پہنچوں تک ملیں ہاں اگر مٹی یا ہاتھ مار کر
مونہ پر پھیریں پھر دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر کہنیوں تک مسح کریں۔ دونوں طرح تیمم درست ہے۔ لکڑی نوے چھ چھیر
تیمم ناجائز ہے کیونکہ قرآن مجید میں صعیباً طیباً ارشاد ہوا ہے یعنی صرف پاک مٹی سے تیمم کرو۔ ہاں اگر کپڑے وغیرہ پر گندہ و نجس
پڑا ہو تو جائز ہے تیمم سے نماز پڑھ چکنے کے بعد پانی لے جائے اور ہنوز نماز کا وقت باقی ہو تو نماز کا دہرا نماز نہیں لیکن
اگر کوئی شخص وضو کر کے دہرے لے گا تو اعضا فامضا غرض اب پائے گا۔ ایک شخص نے نماز پڑھنی شروع کی بیچ میں خبر لگی
کہ پانی آگیا تو نماز توڑ دی اور وضو کر کے از سر نو شروع کرنی ضروری ہے چھیریں ناقص وضو ہیں وہی ناقص تیمم بھی میں حاجت
غسل والے کو پانی نہ ملے تو وہ بھی تیمم کر کے نماز پڑھ لے جس طرح ایک وضو مکمل نماز میں پڑھنی درست ہے۔ اسی طرح ایک تیمم سے

ایک وقت میں کئی عورتوں..... یا ایک ہی عورت کے ساتھ کئی دفعہ صحبت کرنے سے ایک ہی غسل واجب ہوتا ہے لیکن صحبتوں کے بیچ بیچ میں وضو کر لینا زیادہ بہتر اور مناسب ہے کہ آدمی اس سے تازہ دم و رآد حیا پاک بھی ہو جاتا ہے۔ غسل کرتے وقت اگر ایک بال بھی سوکھا رہ جائے گا تو پھر سے غسل کرنا پڑے گا۔ ہاں اگر کچھ بدن خشک گیا اور نماز سے پیشتر اپنا تر ہاتھ اُس پر پھیر دیا تو یہی غسل کفایت کرے گا۔ عورت کو غسل جنابت کے لیے بالوں کی میڈ صاف کھولنے کی ضرورت نہیں صرف بالوں کی جڑیں ترکر لینا اور تین لپیں بھر کر پانی سر پر ڈال لینا کافی ہے۔ مرد کو غسل کرنے کے بعد جنبی عورت کے ساتھ سونا اور اُس کے بدن سے بدن لگانا جائز ہے کیونکہ جنبی کا بدن پاک اور ستھر ہے۔ آدمی حالت جنابت میں دل و زبان سے ذکر الہ کر سکتا ہے۔ لیکن قرآن شریف نہیں پڑھ سکتا۔ (یہ قرآن کا ادب ہے) اور نہ صرف آپس میں پڑھ سکتا۔ بلکہ کسی کو پڑھا بھی نہیں سکتا اور نہ اُسے چھو سکتا ہے۔ ہاں جزو دان کا فیستہ پکڑ کر اٹھالے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ جنبی کو مسجد میں جا کر بیٹھنا کہتے شریف کا طواف کرنا بھی جائز نہیں۔ غسل کو پانی ناکافی ہو تو مقام نجاست دھو ڈالیں۔ پھر پانی بچے تو وضو بھی کر لیں۔ ورنہ وضو اور غسل کے عوض تیمم پس کرتا ہے۔ جنبی سے مصافحہ کرنا درست ہے۔ ٹھکے میدان میں جل آبادی ہونگنا حرام ہے البتہ غسل خانے میں یا کسی آڑ اور روک میں تنگے نہانے کا مضائقہ نہیں۔ کوئی حالت بیماری میں جنبی ہو گیا اور پانی سے نقصان پہنچنے کا خوف ہے تو تیمم سے نماز پڑھے۔ ستر میں تو ہونچم اور سدا بدن ہو سالم۔ اس صورت میں کیا کریں؟ سر کا مسح کر لو۔ اور سارے جسم پر پانی بہاؤ اگر تیرہوں میں رزم ہو تو کیا کریں؟ تیمم کر کے نماز پڑھ لو! وضو اور غسل دونوں کے لیے ایک ہی نیت کافی ہے۔ غسل میں چار پانچ سیر پانی سے زیادہ صرف نہ کریں۔ حدیث میں غسل کے لیے ایک صاع۔ اور وضو کے واسطے ایک مد پانی کافی بتایا گیا ہے۔ عرب میں پانی کی قلت تھی اور اب بھی ہے۔ اس وجہ سے پیغمبر صاحب نے غسل کے لیے ایک صاع اور وضو کے واسطے مد مقرر کیا۔ ہندوستان میں خدا کے فضل سے پانی کی کثرت ہے۔ اور بے تکلف ہر جگہ دستیاب ہو سکتا ہے اور بہت آسانی سے ہو سکتا ہے۔ اس لیے تمام اہل اسلام کا اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ غسل در وضو کے لیے پانی کی کوئی حد مقرر نہیں۔ پانی تھوڑا ہو تو بہت ہو تو جس میں وضو اور غسل کی شرطیں ادا ہو جائیں کافی و کافی ہے۔ مگر اسراف سے بچے کہ یہ بہت بُری بات ہے۔ شریعت اسلامی میں نوحی کے غسل میں عورت کو حیض نفاس سے فارغ ہونے کے بعد۔ مرد و عورت کو ہمبستری یا احتلام کے بعد جمعے کے دن نماز جمعہ کے لیے۔ کئی شخص کو مشرف باسلام ہوتے وقت عید الفطر اور عید اضحیٰ کے دن عید گاہ جانے سے پیشتر حج کا احرام باندھتے بیت اللہ میں داخل ہوتے وقت۔ سینگلی گوانے مرد نہلانے کے بعد پہلی قسم کے دو غسل فرض ہیں۔ اور نمبر تین سے پانچ تک مدت مکہ اور نمبر چھ اور سات کے دو غسل سنت مستحبہ اور آخر کے دو غسل احتیاطی ہیں آدمی کے لئے یہ بھی مستحب ہے کہ ہفتے میں کم از کم ایک روز سر اور سارا بدن دھو ڈال کرے۔

دریے سے انہیں جلد نہ نکالا جائے گا تو سرگردانتوں اور ڈاڑھوں میں کیڑے پیدا کر دیں گے اور اس سے درد شدید پیدا ہو جائے گا ایک آسان ہی بات ہے۔ اس لیے آدمی کو چاہیے کہ ہر ضرورت کے وقت نہیں تو کم سے کم صبح اور عشاء کے وقت ضرور مسواک کر لیا کرے۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر سے گھر میں تشریف لاتے مسواک کرتے اور فرماتے کہ جس وقت میرے پاس جبریل آتے ہیں مسواک کی تاکید کرتے ہیں حتیٰ کہ مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں اُنتہ پر مسواک کرنا فرض تو نہیں کر دیں گے یا میں مسواک میں بکثرت مبالغہ کرنے سے پہلا تو نہیں ہو جاؤں گا۔ مسواک کے لیے کچھ ہی ضرورتیں ہیں کہ وہ پہلو ہی کے درخت کی ہو بلکہ جن رخت کی بھی ہو کافی ہے۔ اور آب تو بالوں کی اور کٹی ہوئی ہڈیوں کی برش نامسواکیں چل پڑی ہیں یہ بھی مشہور مسواک کے حکم میں داخل ہیں۔ اسی طرح دانتوں کو صرف انگلی سے صاف کرنا یا اسنجن مننا یا طبیکے بتائے ہوئے سنوں کا استعمال کرنا بھی مسواک میں داخل ہے کیونکہ جو فائدہ مسواک پر متقرر ہوتا ہے یعنی ازالہ تخریج ان چیزوں میں بھی مقصور ہے۔

الغرض متقاضی مسواک اور تین کلیاں کر چکے تو تین فہ ناک میں پانی ڈالے۔ تیس ماٹھ سے ناک جھاڑے اور ناک کے اندر پانی پونچھانے کی کوشش کرے۔ پھر تین دھونڈ دھوئے طول میں ماتھے کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور عرض میں دونوں کانوں کی لوگوں تک۔ ڈاڑھی کو اچھی طرح تر کرنا اور انگلیوں سے خلال کرنا سنون ہے۔ تاس بعد دونوں ماٹھ گمبھوں تک تین بار دھوئے۔ پھر نیا پانی لے کر سر کا مسح کرے۔ مسح اس طرح کرے کہ پانی سے دونوں ماتھوں کو ترک کرے اور سب انگلیاں برابر ملا کر پیشانی کے بالوں پر رکھے اور گڈی تک کھینچا لے جائے پھر گڈی سے کھینچتا ہو اسی جگہ لے آئے جہاں سے شروع کیا تھا۔ لیکن یہ صورت انھیں لوگوں کے لیے مخصوص ہے جو خلعتیں ہوں یعنی سر پر بال نہ رکھتے ہوں کیونکہ جن کے سر پر بال ہوں انھیں اتنا ہی بس کرنا ہو کہ ماٹھ کی انگلیاں ملا کر پیشانی کے بالوں پر رکھیں اور دونوں ماٹھ گڈی تک جائیں تاکہ منتشر بال جمع جائیں۔

سر کا مسح کر کے کانوں کا مسح اس طرح کرے کہ کانوں کے دونوں سوراخوں میں دونوں شہادت کی انگلیاں ڈال کر انگوٹھوں سے کانوں کی پشت پر مسح کرے۔ زان بعد واپس پاؤں ٹخنوں تک تین فہ دھوئے۔ اور اسی طرح بایاں پاؤں۔ ماٹھ پاؤں کی انگلیوں کا بھی خلال کرنا سنون ہے تاکہ پانی سب جگہ پہنچ جائے۔ اعضائے وضو کو تین تین بار دھونا افضل بہتر ہے۔ اور اسی کو اسبغ اور اتمام و تکمیل بھی کہتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص دو بار یا صرف ایک ایک بار بھی دھوئے گا تو وضو صحیح و درست ہو جائے گا۔ مگر تین تین بار سے زیادہ دھونا منع ہے کیونکہ پانی خدا کی بڑی نعمت ہے اور اس کو بے ضرورت زیادہ بہنا نا حقیقتہ میں اس ضائع کرنا ہے اور اسی کو اسراف کہتے ہیں۔ اعضائے وضو میں سے کوئی عضو خارج کے برابر بھی خشک رہ جائے گا تو از سر نو وضو کرنا پڑے گا۔ لیکن اعضائے وضو تر ہوں تو خشک جگہ کو کل کر تر کر لینے سے وہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ ایک وضو سے کئی وقت کی نمازیں پڑھ سکتے ہیں۔ وضو کے لیے اس نے نی قول کے حساب سے سوا سیر یا ڈیڑھ سیر پانی کفایت کرتا ہے۔ اس سے زائد داخل اسراف ہے۔ گو پانی کی افراط ہی کیوں نہ ہو۔ اور وضو کرنے والا بہت ہی ندی پر کیوں نہ ہو۔ وضو سے فارغ ہونے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّقَائِيْنَ وَاَجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

۱۱

۱۲

۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔

کئی نمازیں جائز ہیں جب تک کوئی ناقض وضو پیش نہ آئے۔ لیکن یہ صورت جو انکی ہو۔ اولے اور بہتر یہی کہ ہر نماز کے لیے جدید وضو اور جدید تیمم کر لے۔

آہل میں پانی سے بڑھ کر کوئی چیز نجاست کو دور کرنے والی نہیں ہو اور یہ ایک بدیہی بات ہے توجہ وضو یا غسل کے لیے پانی میسر نہ ہو یا ہو اور اس کا استعمال نقصان کرنا ہو تو پانی کا عوض پھر بھی کچھ ہو تو مٹی ہو۔ مٹی میں خدائے سلب عفونت کا خاصہ رکھا ہے۔ یہ بھی من جواز الہ نجاست کہا جاسکتا ہے۔ پس تیمم کے لیے مٹی کا اختیار کرنا اس چیز کا اختیار کرنا ہے جو ازالہ نجاست میں پانی کا سا خاصہ رکھتی ہو اگرچہ اتنا فرق ضرور ہے کہ پانی کی طرح ازالہ نجاست نہیں کرتی پس تیمم وضو کی نقل ہو اور اس سے بہتر کوئی نقل سمجھ میں نہیں آتی۔ تیمم سے ازالہ نجاست مقصود نہیں ہے بلکہ صرف وضو کی نقل کرنا مقصود ہے۔

وضو

سلمانو! جب نماز کے لیے آمادہ ہو
تو اپنے منہ دھو لیا کرو اور کھینوں
تک اپنے ہاتھ اور اپنے سر کا مسح
کر لیا کرو اور ٹخنوں تک اپنے پاؤں
(دھو لیا کرو)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ
فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ
وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ
(مائدہ ع ۲-۳ پارہ ۶)

من المترجم۔ حدیث میں آیا ہے مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ وَمِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطَّهُّورُ۔ جنت کی کنجی نماز اور نماز کی کنجی وضو ہے۔ مطلب یہ کہ نماز بغیر وضو قبول نہیں ہوتی۔ فضائل وضو میں بے شمار حدیثیں آئی ہیں۔ آنحضرت صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو آدھا ایمان ہے اور وضو پر وضو کرنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں جہاں تک وضو کا پانی پونچے گا وہاں تک متوضی قیامت کے روز قیمتی زیور پہنائیں جائیں گے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے لوگ قیامت کے دن اس حال میں بلائے جائیں گے کہ ان کے ہضار وضو کے اثر سے چمکتے ہوں گے۔ وضو کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ جب آدمی نماز کے لیے آمادہ ہو تو اول ل میں نیت کرے کہ میں نماز کے لیے وضو کرتا ہوں پھر ہم اللہ کہہ کر تین دفعہ دونوں ہاتھ پونچوں تک دھوئے۔ تین دفعہ کلی کرے سو اگ سمیت کیونکہ وضو میں مسواک کرنا بھی منقول ہے حدیث میں آیا ہے کہ مسواک کرنے سے خدا خوش ہوتا اور مونہ پاک صاف ہوتا۔ مسواک کرنے میں ایک طبی مصلحت بھی ہے وہ یہ کہ مونہ اکثر اوقات بند رہتا اور خارجی ہوا کی آمد و رفت وہاں تک بہت کم ہوتی ہے۔ خاص کر سونے کے اوقات میں مونہ کی رطوبت و دانتوں اور ڈاڑھوں کی جڑوں میں جمع ہو جاتی ہے جس سے چنہی ریز میں بخریضے گندہ دہنی کا مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بسا اوقات کھانے کے کچھ اجزاء یا گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے آدمی کی غفلت سے دانتوں کی جڑوں میں یا بیچوں میں لگے رہ جاتے ہیں تو اگر مسواک کے

تک بلکہ مرنے کے بعد بھی ثواب ملتا رہتا ہے اور جب تک مسجد کی نمودی باقی رہتی ہے اُس کے نامہ اعمال میں ثواب درج ہوتا چلا جاتا ہے۔ اُس کے بعد اُس شخص کا مرتبہ ہو جو مسجد کو آباد کرنے اور صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ پیغمبر صاحب کے عہد مبارک میں ایک کالی کھوٹی عورت مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی جب وہ مگنی تو آپ اُس کی قبر پر تشریف لے گئے اور نماز خانہ بڑھ کر فرمایا۔ اسی عورت ٹوٹنے کوُن سے عمل کو فضل پایا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ حضرت! کیا یہ عورت سنتی ہے۔ فرمایا ہاں تم سے بہتر سنتی ہے۔ دوسری روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ عورت نے جواب دیا کہ میں نے سب علموں سے فضل مسجد کی جاوید کاشی کو پایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم کو پیغمبر صاحبؐ گھروں میں مسجدیں بنانے اور انھیں پاک صاف اور خوشبودار رکھنے کا حکم فرمایا مسجد کی طرف نماز کے لیے ہر ہر قدم اٹھانا نماز ہو۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰهُمَّ افْخِرْ لِيْ اَبْنَاءَ رَحْمَتِكَ اَبِیْضُ روایتوں میں یہ دعا آئی ہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِرُوحِہِ الْکَرِيْمِ وَسَلْطٰنِہِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ اور نکلیں تو یوں کہیں اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ۔ مسجد میں جا کر اول دو رکعت نماز نفل پڑھے اور اسے تیجۃ المسجد کہتے ہیں۔ سفر سے آنے والا بھی پہلے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر مکان میں آئے محلے کی مسجد میں جماعۃ سے نماز پڑھنے والا کو پچیس نماز کا اور جامع مسجد میں پانسو نماز کا اور بیت المقدس اور مسجد نبویؐ میں پچاس ہزار نماز کا اور بیت اللہ میں لاکھ نماز کا ثواب ملتا ہے۔ عورتوں کا گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ ایک صحابی ابو حمید ساعدی تھے۔ اُن کی بیوی نے پیغمبر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتی ہوں۔ فرمایا مجھے تیرا شوق معلوم ہے لیکن تیرا گھر کے اندر یعنی کوٹھری میں نماز پڑھنا دالان میں پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور دالان میں نماز پڑھنا صحن میں پڑھنے سے بہتر ہے اور قوم کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد میں پڑھنے سے بہتر ہے۔ خلاصہ یہ کہ عورت کہ پردہ داری میں کوشش کرنی چاہیے جہاں تک ممکن ہو بے شک۔ روایت سے یہ بات بھی ثابت ہے جتنی ہے کہ جناب سول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں وہ لوگ ساتھ نماز جماعۃ میں بھی شریک ہوتی تھیں۔ جہاد میں بھی مرد و رکاب ساتھ دیتی تھیں۔ جموع اور عیدین کی نماز میں بھی عورتوں کا ہونا پایا جاتا ہے۔ مگر ہمارے سمجھنے میں تو یہ آزادی ضرورۃ کی وجہ سے عمل میں لائی جاتی تھی۔ وہ وقت تھا جب کہ مسلمانوں کا گروہ تھوڑا تھا عورتوں کے شریک کرنے سے کثرت گروہ کا دکھانا منظر تھا۔ اب خدا نے اسلام کو ایسی نمود و نمائش سے مستغنی کر دیا ہے۔ خدا کے فضل سے مسلمان بکثرت ہو گئے ہیں اور ہوتے جلتے ہیں اَللّٰهُمَّ زِدْ فِرْدَ۔ علاوہ بریں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے مقابلے میں بوجہ بُعد زمانہ لوگوں کے دینی خیالات بھی فاسد ہو گئے ہیں غرض نظر بحالت موجودہ عورتوں کا پرچے کی رعایت کے ساتھ مشغول عبادۃ ہونا بہتر ہے۔ جب ہم حصہ دوم حقوق العباد میں حقوق ذہبین اور حقوق فنی کے ذیل میں پہلے بحث کریں گے وہاں اس سے زیادہ وضاحت کی جائے گی۔

۱۱۔ خداوند میرے لیے اپنی رحمت کے دروانے کھول دے ۱۲۔ میں خدا کے بزرگ اور اُس کی ذات کریم اور سلطنت قدیم کا واسطہ دے کر شیطان مردود

پناہ مانگتا ہوں ۱۳۔ خداوند! میں تجھے تیرا فضل کریم مانگتا ہوں ۱۴۔

وضو میں مسواک کرنے کی بابت ہم پہلے کچھ حکم کے شرع میں اس کی بڑی تاکید ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں پیغمبروں کی سنت ہیں چٹا کرنا، غطر لگانا، مسواک کرنا، نخل کرنا۔ مسواک الی نماز سے مسواک الی نماز سے ثواب میں ستر درجے بڑھ کر ہے۔

نوافل و ضویر

بچ نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر آواز سننے یا بدبو پھیلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ پایا بچانے پر پیشاب نہ پڑی ودی نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ قز کرنے، نکسیر پھوٹنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیٹ کر سوجانے یا کسی چیز پر سہارا دے کر سوجانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ اس میں ہست خاری مائل ہوتا ہے اور اس وقت بے خبری میں بچ غمیہ کے نکل جانے کا قوی احتمال ہے۔ ہاں اگر کھڑے کھڑے یا بیٹھے بیٹھے سوجائے اور کسی قسم کی ٹیک نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ نمازیں کھل کھلا کر بننے سے نماز بے شک غاصد ہو جاتی ہے لیکن صحیح حدیثوں کی رو سے وضو کا ٹوٹنا ثابت نہیں ہوتا۔ ابستہ فقہی روایات میں قسم سے کا ناقض وضو ہوتا گیا ہے مرد و عورت اگر اپنا اپنا ستر ماتھے سے چھوئیں گے اور بیچ میں کپڑا حائل نہ ہوگا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ خاص کر اونٹ کا گوشت کھانے سے پھر کر وضو کرنا حدیثی روایات سے ثابت ہوا ہے اور یہ غالباً اس وجہ سے کہ اونٹ کے گوشت میں بساندہ زیادہ ہوتی ہے عورت کو چھونے اور بوسہ لینے اور آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مساجد کا بیان

شعروں کو کوئی حق نہیں کہ اپنے جیسے کا فوٹوں سے) اللہ کی مسجدیں آباد رکھیں اور (شرک کے افعال و اقوال سے) اپنے اوپر کفر کی گواہی بھی دیتے جائیں یہی لوگ ہیں جن کا کیا دھرا سب اکارت ہو اور یہی لوگ ہمیشہ (ہمیشہ) دوزخ میں رہنے والے ہیں (حقیقتہ میں تو) اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور فرشتہ آخرت پر ایمان لایا اور نماز پڑھتا اور زکوٰۃ دیتا اور اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ مانا تو ایسے لوگوں کی نسبت توفیق کی جاسکتی ہے کہ (آخر کار) ان لوگوں میں جانا شامل ہوں جو منزل مقصود پہنچے۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ
شَاهِدِينَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ بِالْكَفَرِ أُولَٰئِكَ
جَعَلَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ
إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ
يَحْشَرَ لِلَّهِ فِئْسَةً أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا
مِنَ الْمُهْتَدِينَ ○ (التوبہ ۳-۱۰)

من المترجم۔ ضرورت کے موقع پر مسجد کے بنانے کا بڑا ثواب ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خدا کی خدمت و دی کے لیے مسجد بنانا ہے خدا اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔ مسجد کے بنانے والے کو نہ صرف اس کی زندگی

دوسرے کو جھٹ پٹے کے وقت کی وجہ سے پہچان نہیں سکتے تھے۔ پھر سوچ ڈھلا تو ظہر کی نماز پڑھی اس وقت بعض لوگوں کا خیال تھا کہ ابھی دوپہری ہے۔ حالانکہ جناب سول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے اوقات سب سے بہتر جانتے تھے۔ اس کے بعد جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہو چکا اور نہ تو سوچ بہت بلند تھا۔ اپنے عصر کی نماز پڑھی۔ اور آفتاب کا قرص ڈوبا تو نماز مغرب کھڑے ہو گئے۔ رات بعد شفق کی سُرخ غائب ہوئی تو عشا کی نماز ادا کی۔ دوسرا دن ہوا تو اپنے صبح کی نماز اس وقت پڑھی نماز سے فارغ ہونے کے بعد کسی نے کہا سوچ نکل آیا اور کسی نے کہا کہ نہیں بلکہ نکلنے کے قریب ہے۔ اور ظہر کی نماز میں یہاں تک تاخیر کی کہ ہر چیز کا سایہ اُس کے مثل کے قریب قریب پونچ گیا تھا۔ عصر کی نماز میں اُس قدر دیر کی کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد کوئی کہتا تھا کہ سوچ زندہ پڑ گیا اور کوئی کہتا تھا کہ زندہ پڑنے کے قریب ہے۔ اور جب شفق کی سُرخ غائب ہوئی تو مغرب کی نماز پڑھی۔ عشا کی نماز میں یہاں تک دیر کی کہ رات کے نصف اول کا تیسرا حصہ گزر چکا تھا۔ تیسری صبح ہوئی تو اپنے سائل کو بلا کر فرمایا کہ اوقات نماز ان وقتوں میں دائر ہیں + (صبح مسلم)

جمع بین اصلائین

بحالت سفر تو باتفاق جمہور علماء ظہر و عصر اور مغرب عشا کی نماز میں جمع کرنا درست ہے یہی مگر بعض علماء محدثین کے نزدیک بغیر سفر اور بے عذر کے یوں بھی موقع پڑے تو دو نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے اور وہ صبح و عصر کو اُس کے ابتدائے لال کرتے ہیں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سفر اور بے عذر کے یوں بھی موقع پڑے تو دو نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے اور وہ صبح و عصر کو اُس کے ابتدائے لال کرتے ہیں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات اقامت میں بغیر کسی عذر کے دو نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔ ظہر و عصر اور مغرب و عشا۔ تو اگر کبھی کسی کو یہ صورت پیش آجائے تو عصر کے وقت ظہر و عصر کو اور عشا کے وقت مغرب و عشا کو جمع کرے اور بے عذر ادا جمع کرے۔ مگر جمہور علماء اسے جمع صدقہ پر محمول کرتے ہیں یعنی اگر کبھی ایسی صورت واقع ہو تو دو نمازیں اس طرح جمع کرے کہ پہلی نماز کا اخیر اور دوسری نماز کا ابتدائی وقت ہو مثلاً ظہر و عصر کی دو نمازوں کے جمع کرنے کا کسی کو موقع پیش آئے تو وہ ظہر کے اخیر وقت اور عصر کے ابتدائی وقت میں دونوں نمازیں جمع کرے +

اذان کی فضیلتہ اور اُس کے احکام

وَاذْأَنَاذِیْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ الْخُذُوا
هَٰذَا وَلِجَاءِ ذَٰلِكَ بِأَتَمِّ قَوْمٍ
لَا یَعْقِلُونَ ○ (طحاوی ج ۹ - ص ۶۰۶)

اور (مسلمانو!) جب تم اذان دے کر (مسلمانوں کو) نماز کے لیے بلاؤ گے تو یہ (سید و نصائے اور کفار نماز کو ہنسی اور کھیل بناتے ہیں اور یہ (حرکت بے جا ان سے) اس لیے (سرزد ہوتی ہے) کہ یہ (ایسے بے وقوف) لوگ ہیں کہ (باہل) نہیں سمجھتے +

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا دُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ
يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا
الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ○
(جمہور ج ۲ - پارہ ۲۸۰)

مسلمانو! جب جمعے کے دن نماز (جمعہ) کے لیے اذان دی جائے تو یاد آئی (یعنی نماز) کے لیے لپکو اور اس وقت بیچنا (کھوچنا) چھوڑ دو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو +

من المترجم - نماز کے وقت اذان کہنا سنت ہے اور سنت بھی مؤکدہ۔ پھر اس کے لیے کوئی خاص شخص مقرر نہیں بلکہ ہر مسلمان اذان دینے کا منصب رکھتا ہے۔ باوجود ہر شخص اور بے وضو ہو تو اگر بہتر ہو کہ وضو کر کے اذان دے جتنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ اذان دینے اور وضو کر کے اذان دینے میں کس قدر اجر ملتا ہے اور اس پر کامیاب ہونے کے لیے بجز قرعہ ڈالنے کے اور کوئی تدبیر نہیں پڑے تو ضرور قرعہ ڈالیں (ابوداؤد) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ خدا کے بہترین بندے وہ ہیں جو یاد آئی کے لیے چاند سوچ اور تاروں کی رعایت رکھتے ہیں یعنی ان کے طلوع و غروب کو دیکھتے رہتے اور اس سے اوقات نماز پہچانتے ہیں اور چونکہ اذان تیسرا نماز ہے اس لیے مؤذنوں کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بندے ارشاد فرمایا تین طرح کے آدمی قیامت کے روز مشک کے ٹیلوں پر ہوں گے جن پر اگلی پھلی اتوں کو شک ہوگا۔ ایک وہ جنہوں نے خدا کا حق ادا کیا اور خدا کے حق کے ساتھ اپنے آقا کا حق بھی۔ دوسرے وہ جنہوں نے ایک قوم کی امامت کی۔ اور وہ ان سے خوش رہی تیسرے وہ جو پنج وقتہ نماز کے لیے اذان کہتے ہیں +

۱۔ اذان کی ہنگام اور مؤذنوں کے فضائل میں جو حدیثیں مذکور ہیں تو اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اذان اسلام کی بڑی علامت ہے اور مؤذن لوگوں کو نماز کے لیے بلاتا اور اللہ تعالیٰ کی نیکو کھانا اعلیٰ کا ثواب حاصل کرتا ہے اور ان کے ہاتھ میں ان کے مؤذنوں کے اس شوق کا عمل کرنے کی غرض سے نہیں بلکہ سجد کی خدمت اور حق کا شوق وغیرہ کے لیے مقرر ہوئے ہیں اور اس میں اذان کی تبدیلی پر بعض لوگوں کو اذان کو ایک جیسا نہ سمجھ رکھا ہے یہی وجہ ہے کہ بعض لوگوں کے سپر کیا جاتا ہے جو کہ عبادت اور جاہل سچتوں خود اذان کہنے میں اپنی قویں اور بے قیمتی سمجھتے ہیں مگر امامت کرنے پر دفعہ پڑتے ہیں کیونکہ ان کا اذان میں اذان کی نسبت زیادہ موقع ہوتا ہے حالانکہ مؤذن کا خدا کے نزدیک بڑا حصہ ہے وہ لوگوں کو خدا کی یاد کی طرف بلاتا اور امر بالمعروف نہی عن المنکر کرتا ہے +

استقبال قبلہ و ترکیب نماز

وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ رَبِّهِمْ مَوْجِدًا

(نورع ۱۵ - پارہ ۱)

اور (امد نے لوگوں کو حکم دیا کہ) ابراہیم کی جگہ کو نماز کی جگہ مقرر رکھو۔

قَدْ زَيَّنَّا قَلْبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهُ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ

(نورع ۱۶ - پارہ ۲)

(ای پیغمبر حکم تحول قبلہ کے انتظار میں) تمہارا منہ پھیر کر آسمان کی طرف دیکھنا ہم ملاحظہ فرما رہے ہیں تو (گھبراؤ نہیں) جو قبلہ تم چاہتے ہو ہم تم کو اسی کی طرف پھر جانے کا حکم دیں گے (اتجھا) تو (اب نماز پڑھتے وقت) مسجدِ مہترم (یعنی کعبہ) کی طرف اپنا منہ کر لیا کرو اور (مسلمانو! تم بھی) جہاں کہیں ہو اسی کی طرف کو اپنا منہ کر لیا کرو

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَادِّكُ الْكَافِرِينَ مِنْ رَبِّكَ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ

(نورع ۱۵ - پارہ ۲)

اور (ای پیغمبر) تم کہیں سے بھی نکلو (جہاں تک کہ گتے سے بھی تو جہاں ہو نماز میں) اپنا منہ مسجدِ مہترم کی طرف کر لیا کرو اور یہ (یعنی نواقلہ) جس (امد) تمہارے پروردگار کے حکم سے ہو اور (مسلمانو!) امد تمہارے عملوں سے بے خبر نہیں۔

من المہترجم۔ نماز پڑھنے کھڑے ہوں تو قبلہ کی طرف منہ کر کے دونوں ہاتھ کاٹوں یا سونڈھوں تک اٹھاؤں اور تکبیر تحریم یعنی امد کعبہ کہہ کر دائیں ہاتھ کی پٹیلی بائیں ہاتھ کے پونچے پر رکھ کر بائیں ہاتھ میں پھر آہستہ سے یہ عا پرھیں۔
اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الشَّرِّقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ فَتْنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا فَتَنْتَ النَّوْبَ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِيْ مِنْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالْثَلَجِ وَالْبَرَدِ۔ یعنی خداوند مجھ میں اور میرے گناہوں میں اتنی دوسری الے جتنی پوربسا درپچم میں دوسری ال کھی جو۔ آئی! تو مجھے گناہوں سے ایسا ہی پاک کر دے جیسا سفید کپڑے میں کھیل سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ آئی! تو میرے گناہوں کو پانی اور برف اور اولوں سے دھو ڈال۔ زان بعد آہستہ سے تہذو پڑھیں یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَرَجٍ وَفَرَجٍ وَتَفَرُّجٍ اس کے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر الحمد پڑھیں۔ پھر امام راکیلا نماز کی فجر اور

۱۵ مراد ابراہیم کی جگہ سے تمام مسجدِ حرام کی طرف منہ کر لیا کرو ۱۶ اسے تکبیر اولے بھی کہتے ہیں کیونکہ رکوع سجود وغیرہ میں جو تکبیریں ہوتی ہیں ان سب میں یہ پہلی تکبیر جو اور تکبیر تحریم کہنے کی وجہ یہ کہ اس کے بعد سوائے نماز کے اور غسل حرام ۱۷ میں سننے والے خدا کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود خطہ اور اس کے بعد اس کے جادو و تنہ ۱۸ شہر

۱۵ مراد ابراہیم کی جگہ سے تمام مسجدِ حرام کی طرف منہ کر لیا کرو ۱۶ اسے تکبیر اولے بھی کہتے ہیں کیونکہ رکوع سجود وغیرہ میں جو تکبیریں ہوتی ہیں ان سب میں یہ پہلی تکبیر جو اور تکبیر تحریم کہنے کی وجہ یہ کہ اس کے بعد سوائے نماز کے اور غسل حرام ۱۷ میں سننے والے خدا کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود خطہ اور اس کے بعد اس کے جادو و تنہ ۱۸ شہر

نے فرمایا ہو۔ دو ساعتیں ایسی ہیں جن میں عاکر نے والے کی دعا رُو نہیں ہوتی ایک قاتلہ نماز کے وقت۔ دوسرے جہاد میں صف بندی کے وقت۔ جب تکیر بھی جاتی ہو آسمانوں کے دروازے کھل جاتے اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

نماز کے شرائط و ارکان

جس کپڑے میں نماز پڑھی جائے نجاست سے پاک اور مستحضر ہو۔ سارا جسم پاک ہو۔ نماز کی جگہ مستحضر صاف ہو استقبال کعبہ اوقات نماز میں نماز پڑھنا جو نسی نماز پڑھتا ہو اُس کی نیت دل میں کرنی۔ اور نیت سے مراد یہ ارادہ۔ نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہنا۔ کوئی عذر نہ ہو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا کیونکہ معذور کو قیام معاف ہے۔ نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا۔ الحمد یا نہ ہو تو سبحان اللہ والحمد للہ پڑھنا۔ رکوع کرنا۔ رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا۔ یکے بعد دیگرے دو سجدے کرنے۔ دونوں سجدوں کے بیچ میں بیٹھنا۔ آخر رکعت میں التہیات اور دو درود شریف پڑھنے کے لیے بیٹھنا۔ وائیں بائیں سلام پھیرنا۔ بعض عینوں سے جو خشوع و خضوع کا شرط نماز ہونا مفہوم ہوتا ہے تو اُس سے مراد یہ ہے کہ بغیر خشوع و خضوع نماز کامل نہیں ہوتی یعنی خشوع و خضوع اصل نماز کے رک نہیں ہیں بلکہ کمال اور پوری نماز کے سرعہ بھی شرط نماز ہے۔ اور عورت سے مراد جو جسم کا وہ حصہ جس کا کشف شرعاً ناجائز ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لمعات میں لکھتے ہیں۔ سَتْرُ الْعَوْنَةِ شَرْطُ الصَّلَاةِ وَكَانَ فِي مَكَانٍ خَالٍ وَفِي غَيْرِ مَكَانٍ الصَّلَاةُ يَجِبُ سَتْرُهَا عَنْ أَعْيُنِ النَّاسِ بِعَيْنٍ يَشْرُفُ نَظَرُهَا۔ یعنی ستر ڈھا کر صحت نماز کے لیے شرط ہے۔ گو آدمی خالی مکان میں کیوں نہ ہو نماز میں مرنے کے لیے زانو سے ناف تک عورت ہے یعنی اُسے زانو سے ناف تک ڈھا کر فرض ہے اسی طرح لونڈی کو زانو سے ناف تک اور بیٹ بیٹھ ڈھا کر فرض ہے۔ مگر آزاد عورت کو چہرے اور ہاتھ کے پونچھ کے علاوہ سارا بدن ڈھانکا فرض ہے۔ اگر نماز میں اس جسم کا کوئی حصہ کھلا رہے گا تو نماز درست نہ ہوگی نماز کے علاوہ ماحرموں یعنی ان جنہوں کی سرعہ کرنا واجب ہے جن سے شرعاً کھل کرنا جائز ہو۔ دوسرے کپڑے کے ہوتے صرف ایک چادر سے بھی نماز ہو جاتی ہے بشرطیکہ تمام ستر چھپا ہوا ہو۔ موند ڈھانک کر ایک پیرا پیر کر نماز پڑھنی منع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بے پردگی داخل ہے شری اور خلاف ادب۔ اس واسطے اس کو بطل نماز نہیں آگیا ہے جب نماز میں آدمی خدا کے سامنے کھڑا ہو تا ہو تو اُس کو خواہی خواہی یا اس ادب ملحوظ رکھنا ہو گا جو عدم جواز کی بحث دوسری ہے۔ آدمی کو عبادت کے وقت مودب ہونا ضروری ہے اور ہر شخص رسم و رواج اور اپنی حالت کے مناسب پیر ادب کی حد قرار دے سکتا ہے۔ تجھے ایک بزرگ کے دیکھنے کا اتفاق ہوا کہ وہ مقرران شاہی میں سے تھے اور شہید عیسوی کے خد سے پہلے کی بات ہے تو وہ بزرگ بتلاتی خدمت ہر روز بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوتے تو دربار میں جانے سے پہلے ہاتھ موند دھو کر ڈاٹھی میں لنگھی کرتے۔ بستر سے بستر لباس پہنتے کہ باند سے۔ اور میں نے بہیم خود دیکھا کہ پانچوں نمازوں کے لیے وہ ہی لباس کرتے تھے۔ یہاں تک کہ خدمت گار درباری گیتلی جوتی لاکر رکھ دیتا۔ اور نماز کے بعد وہ درباری کپڑے اتار دیتے اور خدمت گار دھو جوتی بھی اٹھا کر رکھ دیتا۔ اور شبائیں بندے ایسے ہوتے ہیں۔

۱۵ الفاظ نیک کا بی یا اپنی زبان میں آکر نماز اور نہیں لوگوں نے جو ایسے جزو نماز قرار دے رکھا ہے ان کی غلطی ہے ۱۳

مغرب اور عشا کی دونوں نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور آیتیں یا کوئی سورہ پکار کے پڑھے
 اکیلا آدمی ان نمازوں میں آہستہ قراۃ کرے تو بھی کچھ مضایقہ نہیں۔ ظہر اور عصر کی دونوں نمازوں میں قراۃ چپکے سے
 پڑھیں۔ مستحب کو چاہیے کہ امام کو جس حالت میں پائے فوراً شریک جماعت ہو جائے اور نماز کا جتنا حصہ باقی رہ جائے امام
 کے سلام پھیرنے کے بعد پورا کر لے۔ غرض کہ جب پہلی رکعت پوری ہو چکے تو اس کب کب رکوع میں جائیں۔ رکوع
 میں سر کو اونچا نیچا نہ کریں بلکہ ہموار رکھیں اور گھٹنوں کو ماتھوں سے مضبوط پکڑیں اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ تین یا زیادہ
 دفعہ کہیں۔ تین دفعہ کننا تعیل کا اونے درجہ ہو اور تعیل کہتے ہیں سکون و طہینان سے ہر رکن کے ادا کرنے کو اور
 یوں تو ایک دفعہ کے کہنے سے بھی رکوع ادا ہو جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 رکوع میں اکثر یہ عاثریہ کرتے تھے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي رکوع کی حالت میں قرآن پڑھنا
 منع ہے۔ رکوع سے سُرُٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جائیں۔ امام ہو تو سَمِعَ اللَّهُ مِنْ حَمْدِكَ اور بعض روایات کے مطابق
 سَمِعَ اللَّهُ مِنْ حَمْدِكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَلَا الشَّمْسُ وَلَا الْقَمَرُ وَلَا مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ پڑھے
 مقتدی ہو تو اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَلَا الشَّمْسُ وَلَا الْقَمَرُ وَلَا مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ کہے۔ زان بعد اللہ اکبر
 کہہ کر سجدے میں جائیں اور تین دفعہ یا زیادہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى یا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي
 کہیں۔ سجدے میں کہڑوں کو سمیٹیں نہیں۔ اور پیشانی و زانک دونوں ماتھوں اور گھٹنوں اور قدموں کے دونوں پنجوں سے
 کریں۔ اور ماتھوں کی انگلیاں کھلی رکھیں۔ پاؤں کی انگلیوں کے سر قلیخ رہیں اور دونوں ہاتھ کانوں کے پہلو میں۔ گنبدیاں
 زمین سے اس قدر اونچی ہیں کہ اگر چہ میں سے بکری کا بچہ گزرنا چاہے تو باسانی گزر جائے۔ اور دونوں نغلیوں کی سفیدی
 نمایاں ہو۔ کسی شاعر نے سجدے کی کیفیت ایک مصرع میں یوں ظاہر کی ہے مصرعہ شکران سے۔ ران پنڈلی سے دور ہر سجدہ
 میں زمین پر ہاتھ بچھانے منع ہیں۔ سجدے سے غلط ہوں تو بایاں پاؤں بچھا کر اُس پر چٹن سے میٹھیں اور یہاں تک
 میٹھیں کہ ہر ذی اپنے اپنے ٹھکانے پر آجائے۔ محمد بن اسی کو جلسہ استراحت کہتے ہیں۔ اس جلسے میں یہ عاثریہ حدیث سے
 ثابت ہوئی ہے اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاجْبُرْنِي وَاهْدِنِي وَأَمِّرْنِي۔ اب دوسرا سجدہ کریں اور جو پہلے سجدے
 میں پڑھا تھا اس میں بھی پڑھیں۔ دوسرے سجدے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر میٹھیں اور زمین پر دونوں ہاتھ ٹیک کر
 دوسری رکعت کے پٹے کھڑے ہو جائیں۔ یہ دوسری رکعت پہلی رکعت کی طرح ادا کریں۔ مگر اس میں دعاء استفتاح نہ پڑھیں
 دوسری رکعت کے وہ دونوں سجدوں سے فارغ ہو کر بایاں پاؤں بچھائیں اور وایاں پاؤں کھڑا کر کے میٹھیں یا مانا تھ
 انہیں گھٹنے پر اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھ کر تشہد پڑھیں۔ تشہد یہ ہے

۱۔ شفع نماز میں اللہ کو شان ہو اور اُس کے شانے سے پہلے کچھ نماز پڑھی جائیگی جو اسے سبقت کہتے ہیں ۱۲۔ پاک ہو میرا ہر دہ گارے ۱۳۔
 اے خدا تو پاک ہو اور ہمارے۔ روگدار اور ہم تیری تعریف کرتے ہیں۔ خداوند مجھے بخش دے ۱۴۔ خدائے اُس کی بات منی جس نے اُس کی تعریف کی اور خدا ہی ہمارا
 پروردگار ہے تعریف ہو آسمانوں پر اور زمینوں پر اور ہر جگہ اُس کی حمد ہے کہ چاہے تو اس کے بعد ۱۵۔ اور خدا ہی ہمارا پروردگار ہے ہی ہے حمد ہو اس پر ہر جگہ
 اور تیرے ہی لیے تعریف ہو بہت پاک مبارک تعریف ۱۶۔ خداوند مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور میرے نقصان کو ہر گز نہ دے اور میری نصیب کر ۱۷۔

۱۸۔ خداوند تو پاک ہو اور ہمارے پروردگار اور ہم تیری حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتے ہیں خداوند مجھے بخش دے ۱۹۔ پاک ہو میرا ہر دہ گارے عالی شان ۲۰۔

تازہ ظہر کی کیفیت

فہم کی نمازیں فرضوں سے پہلے چار کھتیں سنت میں اور بعض حدیثی روایات سے دو کھتیں بھی ثابت ہیں۔ اس کے بعد چار کھتہ فرض اور نہض کے بعد دو کھتہ سنت۔ فہم کی چاروں فرض رکعتوں میں امام اور اکیلے نمازی کو سورہ فاتحہ کے علاوہ کوئی اور سورہ بھی چپکے سے پڑھنا مسنون ہے۔ لیکن پچھلی دو رکعتوں میں اگر صرف سورہ فاتحہ ہی پر اکتفا کریں تو بھی کافی ہے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص فہم کی ان چھ یا آٹھ سنتوں پر موقوفیت کرے گا خدا اُس پر دو رزق کی آگ حرام کر دے گا۔ عین وہی ہڑھلے وقت نماز پڑھنا میت کو دفن کرنا نماز جنازہ پڑھنا حرام ہے۔

نماز عصر کی کیفیت

عصر کے وقت صرف چار رکعتیں فرض ہیں۔ اس نماز میں الحمد کے بعد چھوٹی اور مختصر سورتیں ہمیشہ سے پڑھیں۔ نماز فرض سے پہلے اللہ کو فی نماز پڑھیں لیکن ہاں اُسی دن کی فرض نماز قضا پڑھنی جائز ہے۔ حدیث میں اس نماز کی بہت تاکید آئی ہے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی نماز عصر ترک ہو گئی اُس کے تمام عمل گئے گزرے ہو کر وہ شخص دین کے اعتبار سے ایسا مفلوس و نادار ہو جاتا ہے گویا اس کا مال و دار و عیال لوٹ لے گئے۔ فرضوں سے پیشتر چار رکعت سنتیں اور دو بھی آئی ہیں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص فرض عصر سے پہلے چار رکعت سنت پڑھے۔ خدا اُس پر رحم فرمائے (ابوداؤد) +

نمازِ مغرب کی کیفیت

مغرب کی تین رکعتیں فرض ہیں بعد کو دو سنتیں۔ گو مغرب کے فرضوں سے پہلے آفتاب کے غروب ہونے کے بعد بھی درگتیں سنت
ہیں مگر سوکدہ نہیں۔ مغرب کی پہلی دو رکعتوں میں امام اور اکیلے نمازی کو سورۃ فاتحہ اور کوئی اور سورۃ پکار کر پڑھنی چاہیئے
اور تیسری رکعت میں ضمیمہ۔ اس میں اگر صرف احمد پڑا گیا جائے تو بھی کافی ہے۔ فرض کے بعد جو دو سنتیں پڑھی جاتی ہیں
سوکدہ ہیں۔

نمازِ عشا کی کیفیت

عشا کے وقت چار رکعت فرض ہیں۔ پھر دو سنتیں۔ فرضوں سے پہلے بھی بعض حدیثوں میں پانچ اور بعض میں دو رکعتیں آتی ہیں۔ فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں قراۃ بیکار کر رکھیں اور پچھلی دو رکعتوں میں آہستہ +
 باخونقت کی نمازوں میں بارہ رکعتیں سنت مذکورہ ہیں۔ فجر کے فرضوں سے پہلے دو۔ ظہر کے فرضوں سے پہلے چار بعد کو

پانچون وقت کی نمازوں میں بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں فجر کے فرضوں سے پہلے دو ظہر کے فرضوں سے پہلے چار بعد کو

کے سامنے دیوار یا درخت یا اونٹ ہو تو وہی سترہ ہی نمازی کے آگے سے گزرنے کا حکم ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو اس کی بُرائی معلوم ہو جائے تو سو برس تک کا گناہ ادا کرے۔

نماز فجر کی کیفیت

فجر کی نمازیں پہلی دو رکعتیں بنیۃ سنت مؤکدہ پڑھیں پھر دو رکعت بنیۃ فرض۔ فجر کی سنتیں ادا کر کے وہیں کروٹ کر کے تھوڑی دیر لیٹنا مسنون ہے۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ فجر کی سنتیں پڑھ کر تھوڑی دیر پائیں کروٹ پر استراحت فرمایا کرتے تھے اہل اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ رات کا بڑا حصہ عبادت الہی میں صرف کرتے تھے اور اس قدر قیام کرتے تھے کہ پاؤں مبارک دوڑ کر آتے تھے اور خوف تھا کہ فیل پانی کا مرض پیدا ہو جائے۔ اسی لیے خدا نے آپ کے حال پر مریضانیت و شفقت ظاہر کرنے کے لیے آیہ مَا أَتَوْنَا عَلَيْكَ الْفَرَّانَ لِشَفَقَتِ نَازِلِ فرمائی اور ارشاد کیا کہ شب بیداری اور عبادت گزار کی اس قدر شفق نہ اٹھاؤ غرض کہ پیغمبر صاحب رات کو مصروف عبادت رہنے اور دن کو طوطی کے شغلوں میں مشغول رہنے کی وجہ سے اس وقت تھوڑی دیر رات پسنے کی غرض سے لیٹ رہتے تھے۔ نیز آپ کو یہ بھی مد نظر رہتا تھا کہ قریب جہاں کے لوگ جمع ہو جائیں تو جماعۃ کثیرہ کے ساتھ نماز فجر ادا ہو۔ ورنہ ہر آن لوگوں کے حال پر جرات بھرتو پاؤں پھیلائے مٹھی بند سوئے رہیں اور فجر کی سنتوں کے بعد اس اعتقاد سے کہ یہ پیغمبر صاحب کی سنت ہے یا اس کروٹ پر لیٹیں۔ جائے شرم ہے کہ جن کام پر یہ استراحت متفرج ہے اسے تو بالائے طاق رکھیں اور سترہ کی نسبت سنت کا دعویٰ کریں۔ سنتیں اگر جماعۃ میں شریک ہونے کی وجہ سے رہ گئی ہوں تو فرضوں کے بعد پڑھ لینے کا مضایقہ نہیں۔ ان کے علاوہ اور کوئی نماز فرضوں کے بعد سے سوچ کے طلوع ہونے تک رست نہیں۔ فقہاء جمہر امد کے نزدیک یہ سنتیں بھی فرضوں کے بعد پڑھنی درست نہیں۔ ہاں آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد پڑھنی چاہئیں۔ نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک تو کوئی نماز ہی درست ہے نہ میت کو دفن کرنا اور نماز جنازہ ہی پڑھنا۔ حدیث ہے فجر کی فرض دو رکعتوں میں امام نو پا کر قرآن پڑھے ہی گا۔ اکیلا نماز پڑھنے والا بھی پچا ہی کر قرآن پڑھے تو بہت بہتر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص فجر اور عشا کی نماز جماعۃ سے پڑھتا ہو وہ ڈیڑھ رات کے برابر نماز پڑھتا ہے۔ (مسلم) یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ صبح کی نماز پڑھنے والا امان الہی میں آجاتا ہے (ابوداؤد و نسائی) پیغمبر صاحب فجر کی سنتوں کی بہت ہی حفاظت کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے فجر کی دو رکعتیں دنیا و ما فیہا سے بہتر ہیں۔ آپ فجر کے فرض اکثر ایسے وقت ادا فرماتے کہ عورتیں نماز سے خارج ہو کر جاتیں تو اندھیرے کی وجہ سے پہچان نہیں پڑتی تھیں +

لہذا پیغمبر ہم سے تم پر قرآن اس لیے تو نازل کیا نہیں کہ تم اس کی وجہ سے اس قدر شفقت اٹھاؤ ۱۲۴

ف پیغمبر صاحب پیغمبر تھے مجھے اپنے نفس پر بڑی شفقت اٹھاتے تھے راتوں کو نماز میں کھڑے رہتے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں سوج جاتے تھے۔ پھر سارا سارا دلی گلوں کے ہمسائے اور مددگار بن کر نہایت گرجا تھا۔ امد و سلموں کو کافروں کی ایذاؤں سے بچاتا جاتے خود بڑا کام قضا عرض منصب نبوت کی شرائط کا ادا کرنا بچہ آسان کام نہ تھا اور پیغمبر صاحب خدمت رسالت کے بجالانے میں اس قدر متذہب اٹھاتے تھے جس سے خوف ہوتا تھا کہ ان کی تندہی میں غل و غلط ہو گا جو اس لیے خدا نے مدد و نصرت فرمائی کہ ان کو رخصت نہ کر دے روک دیا ۱۲۵

خداوندی میں ہاتھ پھیلا کر کرتا ہے۔ حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب پیغمبر صاحبے نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی حدیث بیہقی میں آیا ہے کہ حضور نے فرمایا نماز دو رکعت ہے اور ہر دو رکعت کے پیچھے التیمات ہے اور عاجزی و مسکینی کا اظہار ہے پھر دونوں ہاتھوں کا ہتیلیوں کی طرف سے اٹھانا ہے۔ اس وقت بنائے کو کہنا چاہیے یا رب یا رب جس نے ایسا نہ کیا اُس کی نماز ہو تو جاتی ہے مگر ناقص اور نامکمل ہوتی ہے۔

بیہقی کی ایک اور حدیث میں ہے کہ جناب نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم دعا کے وقت یہاں تک ہاتھ اونچے کرتے تھے کہ آپ کی بندوں کی سفیدی پیچھے والوں کو چمکتی دکھائی دیتی تھی۔

نماز جماعت کی فضیلت اور اُس کی تاکید

اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور جو لوگ (ہمارے حضور میں بوقتِ ادائے نماز جھکتے ہیں اُن کے ساتھ تم بھی جھکا کرو۔

ابن عمر سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز جماعت۔ نماز منفرد سے (ثواب میں) ستائیس درجے بڑھی ہوئی ہے

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اُن اُت مقدس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ چاہتا ہوں کہ کسی کو لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم کروں اور جب لکڑیاں جمع ہو جائیں تو نماز کا حکم دوں اور اُس کے لیے اذان بھی جائے پھر میں ایک شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرے اور میں اُن لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں تھے پھر اُن گھروں میں آگ لگا دوں۔ خدا کی قسم اگر تین جماعت میں سے کسی شخص کو ایک گزشت کی ہڈی یا دو سب مرہ کھڑوں کے پاؤں کی امید ہوتی

وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا
مَعَ الرُّكُوعِ (بقوع ۵ پارہ الم)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلَاةِ الْفَرْدِ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ رَجَةً (بخاری و مسلم)

عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِينَ نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أُمَرَ بِحَطِّبٍ فَيُحْتَلَبُ ثُمَّ أُمَرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذَّنُ لَهُ ثُمَّ أُمَرَ بِرَجُلٍ فَيُؤَمُّ النَّاسَ ثُمَّ أَخْلَفْتُ إِلَى رَجُلٍ فَوَرَّوْا بَيْنَهُ لَا يَشْعُرُونَ بِذَلِكَ الصَّلَاةُ فَأَحْرَقَ عَلَيْهِمْ حَرِيًّا ثُمَّ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَرَفَةَ سَمِينًا أَوْ مَرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ

مغرب کے فرضوں کے بعد دو وعشتار کے فرضوں کے بعد دو۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ان بارہ رکعتوں پر مداومت کرے گا اُس کے لیے جنت میں ہر روز ایک نیا مکان بنایا جائے گا۔ ۴۔ دس

نمائندہ قانع ہونے کے بعد کے اُوراد

اول تین دفعہ قرعے بلند آواز سے اَسْتَغْفِرُ اللہَ کئے پھر جو سنیں عا جا ہے پڑھے صحیح صدیوں میں جو دعائیں بالخصوص فرض نماز کے بعد بغیر صاحبِ آئی ہیں اُن کبہاں مختصر ذکر کیا جاتا ہے (دعائے اول) اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَلِلّٰهِ رُجْعُ السَّلَامِ حَيَّنَا يَبْنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخَلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَاكَدْتَ رَبَّنَا يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاَكْرَامِ۔ مسلم کی روایت میں اس کے الفاظ کسی قدر مختصر کئے ہیں اور وہ یہ ہیں اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَاكَدْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاَكْرَامِ (دعائے دوم) لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَيٰوةُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَا نَرِدْ اَعْطَيْتَ وَلَا سَعِيْ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَلْدِ مِنْكَ الْجَدُّ (دعائے سوم) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَخْلِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُوْذِيَ اِلٰى اَنْ اُوْذِيَ الْعَمْرُ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَ عَذَابِ الْقَبْرِ (دعائے چہارم) اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَى ذِكْرِكَ وَ شُكْرِكَ وَ خَشْيَةِ عِبَادَتِكَ (دعائے پنجم) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ رُّوَالٍ يَغْتَبُوكَ وَ تَحْوِيلٍ عَافِيَتِكَ وَ تَجَاوِزِ اَعْيُنِكَ وَ جَمِيْعٍ يَسْحَبُوكَ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے پہلے تین تیس دفعہ سُبْحَانَ اللہ تین تیس دفعہ الْحَمْدُ لِلّٰہ چونتیس دفعہ اللہ اکبر اور ایک دفعہ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فرمایا کرتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ جو شخص اس طرح کہے گا اس کو گناہ بخشن دینے جائیں گے۔ اگرچہ دریا کے جھاگ کے برابر ہوں آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ جو شخص فجر کی نماز کے بعد تین مرتبے یہ دعا پڑھے گا سُبْحَانَ اللہ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَ رِضًی نَفْسِہٖ وَ زَنَدَہٖ عَشْرَ مِثْقَالِہٖ وَ مِثْقَالُہٗ كَلِمَاتِہٖ تَوْ قِيَا مَتِ كَے دن سب سے زیادہ درجے پائے گا (مسلم)

الغرض ان دعاؤں میں سے جو کسی دعا چاہیں پڑھیں۔ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ نماز کے بعد دعائیں ماتھ اٹھانا درست نہیں محض غلط اور بے بنیاد ہے۔ یہ تو شبہ ہے جو کہ ان کے ساتھ کہ جس طرح فقیر ماتھ پھیلا کر مانگتا ہے۔ نمازی اپنا عرض مطلب بارگاہ

خداوند اقدس ﷻ اور نبی سے سلامتی ہی طرف سلامتی رجوع کرتی ہے۔ ایسا ہے پروردگار تعالیٰ کی سلامتی کے ساتھ زندہ رکھا ہوا ہمیں اسلام یعنی جنت میں داخل کرے اور بزرگی بخشش لائے تو بلا با برکت ہے۔ ۱۲ھ خدا کے سوا کوئی قابلِ پرستش نہیں تھا اور اکیلا جو اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے سلطنت اور اسی کے لیے ترقیف ہو اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے خداوند احد چرخ و عطا کرے اس کا نسخ کرنے والا کوئی نہیں اور جو چیز فتنہ کرے اس کا دینے والا کوئی نہیں اور میرے قہر سے دو ٹنڈ کو اس کی ولتندی کبھی خاتمہ نہیں پاتی ۱۳ھ خداوند احدی اور یحییٰ اور یسعی عمر کی طرف لوٹ جائے اور دنیا فتنے اور عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں ۱۴ھ خداوند اپنے ذکر و شکر کو اپنی بہترین عبادت پر میری مدد کر ۱۵ھ اسی میں تیری نسبت کے زائل ہونے اور تیری عافیت کے بدل جانے اور میرے عذاب کے یکایک ٹوٹ پڑنے اور تیری تمام ناخوشیاں پناہ مانگتا ہوں ۱۶ھ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں تھا جو اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے سلطنت اور اسی کے لیے ترقیف ہو اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ۱۷ھ ہم خدا کی پاکی بیان کرتے ہیں اس کی

میں خدا سے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں ۱۲

سید احمد رضا خان صاحب دہلی

اسلامی شوکت۔ مسلمانوں کی کثرت کا اظہار بھی جہاں تک ہو سکے اور جس جس طرح پرہو سکے اسلام کی خدمت ہو اور نماز جماعت بھی اسلام کی خدمت کا ایک پیرایہ ہو۔ خدا غریقِ رحمت کرے شاہجہاں بادشاہ کو کہ وہ دہلی میں جامع مسجد بنوا گیا ہو جس کی شان کا معبد سارے ہندوستان میں کسی قوم کا نہیں۔ اوداع کے دن جب نمازیوں کا ہجوم ہوتا ہو اور اتنی وسعت پر نازین مسجد جگہ نہیں ملتی۔ اور ایک اندازہ کی آواز کے ساتھ ہزار آدمی رکوع میں جھکتے اور سجدے میں گرتے ہیں تو فرشِ زمین عرشِ بریں کا نمونہ بن جاتا ہو جس کی نسبت حدیث شریف میں آیا ہو کہ آسمان میں چتے بھر جگہ ایسی نہیں جس پر کوئی فرشتہ جین نیاز سجدہ میں رکھے ہو۔

جب نماز فرض کی تکمیل کہہ دی جائے تو اب بجز اس نماز کے اور کوئی نماز درست نہیں اگر کوئی شخص فرض یا نفل نماز پڑھ رہا ہو اور جماعت کی تکمیل نہ ہو گئی ہو تو نیت توڑ کر شریک جماعت ہو جائے ورنہ گنہگار ہوگا۔ اذان کے چھپے مسجد سے نکلنا درست نہیں ہاں اگر کوئی شخص دوسری مسجد کا امام ہو یا پیشاب پانچانے کی حاجت رکھتا ہو یا مسجد کا امام عتیقی ہو یا مسجد میں کوئی بچہ کا کام ہو رہا ہو تو ان معذروں کی وجہ سے مسجد سے نکل جانا درست ہو۔

صفوں کے برابر اور سیدھا کرنے کی تاکید میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ متجملان کے ایک یہ حدیث ہے کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا لوگو! اپنی صفیں سیدھی کرو۔ اور سب ملکر نزدیک کھڑے ہو جاؤ میں تمہیں پیچھے سے ویسا ہی دیکھتا ہوں جیسا آگے سے۔ متجملان کے ایک یہ ہے کہ فرمایا خدا کے بندو! صفیں برابر کرو ورنہ خدا تمہارے دلوں میں اختلاف ڈال دے گا۔ یعنی صف کی پابندی نہ کر سکنادلیل خود سری کی ہے۔ اور تمہید اختلاف کی۔

امام کے نزدیک ایسے لوگوں کو کھڑا ہونا چاہیے جو دین میں زیادہ سمجھ رکھتے ہوں۔ جو لوگ پہلی صف میں داخل ہونے کی کوشش نہیں کرتے اور ہمیشہ پچھلی صف میں کھڑے ہوتے ہیں وہ خدا کی رحمت سے پیچھے رہتے ہیں۔ عورتیں جماعت میں شریک ہوں تو سب پچھلی صف میں کھڑی ہوں۔ پیغمبر صاحب نے فرمایا ہو کہ مردوں کے لیے بہتر صف پہلی صف ہے اور بڑی پچھلی اور عورتوں کے لیے بہتر صف پچھلی اور بڑی پہلی۔ کیونکہ عورتیں جس قدر مردوں سے دور رہیں گی اتنا ہی اُن کے حق میں بہتر ہوگا۔ مقتدیوں کو چاہیے کہ پہلے صف اول کو پورا کریں پھر دوسری دوسری کو غرض کہ آخر تک اسی طرح ہر صف کو پورا کرتے جائیں۔ پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ خدا اور اُس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمہ بھیجتے ہیں اور خدا اُس شخص کو بہت عزیز رکھتا ہے جو صف اول میں قدم ملا کر کھڑا ہوتا ہے۔ اسی طرح صف اول میں پہلے اُن لوگوں پر رحمہ خدا نازل ہوتی ہے۔ جو دائیں طرف کھڑے ہوتے ہیں۔ صف سے علیحدہ ہو کر نماز پڑھنی درست نہیں۔ پیغمبر صاحب نے ایک شخص کو جو صف الگ ہو کر نماز پڑھ رہا تھا فرمایا کہ پھر سے نماز پڑھ۔ صفوں میں اس طرح ترتیب ہونی چاہیے کہ سب پہلے مردوں کی صفیں ہوں پھر عورتوں کی۔ پھر عورتوں کی۔ نمازی تھوڑے ہوں تو لوگوں کو مردوں کی صف میں کھڑا ہونا جائز ہو۔ پڑو جا کر کھڑے ہونے میں ادب اور انتظام اور وقار کی شان پائی جاتی ہے جیسا کہ فحشی قواعد میں دیکھتے ہو اور نماز سے بہتر اس شان کے ظاہر کرنے کا اور کوئی سامع ہو سکتا ہے۔

کَشِيْهَدُ الْحَشَاۗءُ (بخاری)

تو نماز عشا میں ضرور حاضر ہوتا +

من المترجم۔ جماعت سے نماز پڑھنا اگرچہ سنت مؤکدہ ہے مگر پیغمبر صاحب کو اس بارے میں اس درجہ تاکید منظور تھی کہ جو شخص بلا عذر شرعی جماعت میں حاضر نہ ہوتا وہ منافق سمجھا جاتا اور اس قابل خیال کیا جاتا کہ اس کا گھر بار جلا دیا جائے عہد پیغمبر صاحب میں لوگوں کو جماعت کا یہاں تک اہتمام تھا کہ مریض اور معذور اور اپاہج تک دوا میوں کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر چلتا اور صف میں کھڑا کیا جاتا۔ عبدالمد بن ام مکتوم جو نابینا صحابی تھے اور کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہ رکھتے تھے وہ بھی نماز جماعت میں حاضر ہونے سے معذور نہیں سمجھے گئے پیغمبر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ منافقین پر عشاء اور صبح کی نماز بہت بھاری ہوتی ہے لیکن اگر انہیں ان نمازوں کی خوبی معلوم ہوتی تو گھٹنوں کے بل چل کر حاضر جماعت ہوتے رات پختے یہ بھی فرمایا کہ تندرست اور بالغ آدمی اگر بغیر عذر جماعت میں شریک نہ ہو تو اس کی نماز نہیں ہوتی۔ ہاں سرد راتوں اور بارش کی شبوں میں اگر جماعت میں حاضر نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اسی طرح دشمن یا مخالف کا خوف ہو یا بیماری کے زیادہ ہونے کا تو جماعت کے ترک کرنے کا مضائقہ نہیں۔ اگر پیشاب یا بخار کی حاجت ہو یا کھانا سانسے رکھ دیا گیا ہو تو جائز ہے کہ ان سب کاموں سے فارغ ہو کر طمیسنان کے ساتھ شریک جماعت ہو۔ غرض کہ معذور آدمی کو جماعت سے غیر حاضر رہنا معاف ہے۔ حکم میں آیا کہ کہ عثمان بن مالک صحابی نے پیغمبر صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ میری آنکھیں جاتی رہی ہیں اور ایک قوم کی امانت میرے سپرد ہے لیکن جب مینہ برستا ہے تو میرے اور مسجد کے بیچ میں نالہ بہتا ہے ایسی صورت میں میں امانت کرنے نہیں جاسکتا ہوں۔ میری آرزو ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لا کر میرے لیے نماز کی جگہ تجویز فرمادیں پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ ان شاعر اس لیے ہی کروں گا۔ چنانچہ آپ صبح کو حضرت ابوبکر صدیق کو ساتھ لے کر عثمان کے مکان پر پہنچے اور فرمایا تم کس جگہ نماز پڑھنا چاہتے ہو انھوں نے مکان کا ایک گوشہ متعین کر دیا اپنے عجیب کہہ کر دو رکعت نماز نفل جماعت سے ادا فرمائی۔ اور اس خوشی میں عثمان کے گھر والوں نے پیغمبر صاحب کے لیے کھانا تیار کیا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اسلام کی ابتداء تھی اِذَا جَاءَهُمْ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللَّهِ أَفْوَاجًا تو کہیں فتح مکہ کے بعد حضرۃ کی وفات کے قریب ہوا ہے ورنہ شروع شروع میں حق تعالیٰ کے سچانے سے صرف مسجد کچھ اسلام لائے تھے اور وہ مسجد کچھ ہی رہی یا تو وہ لوگ تھے جو حضرۃ کے جزوکل اندرونی حالات سے واقف تھے اور حضرۃ کی صداقت اور دیانت کا ان کو کمال یقین تھا جیسے ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا یا احسنۃ البکر رضی اللہ عنہا علیؓ اور جو غیر تھے تو وہ دنیاوی جاہتہ کے اعتبار سے لوگوں کی نظر میں کچھ بھی وقعت اور اعتبار نہیں رکھتے تھے اور انھوں نے اسلام کے اختیار کرنے میں سبقہ بھی اسی وجہ سے کی تھی کہ جاہ و چشم دنیا سدا رہ نہ تھا جیسے مغیرہ بن لید کے غلام بلالؓ جن کو ان کا موزی اور ظالم قارن میں اسلام کی طرف کامیلاں پا کر طرح طرح کی ایذائیں دیتا تھا اور آخر کار حضرۃ ابوبکرؓ نے ان کو خرید کر مغیرہ کے نیچے ظلم سے چھڑایا تھا۔ یا عمار بن یاسر یا اسی طرح کے اور چند ضعیفہ تھے تو ایسے ضعیف کے وقت میں پیغمبر صاحب کو کفار کی ایذا دہی سے بچنے کے لیے کثیر جماعت کی سخت ضرورت تھی۔ اور نماز جماعت کی تاکید بھی اسی غرض سے تھی کہ جتنے مسلمان ہیں مرد و زن ایک جگہ جمع ہو کر نماز پڑھیں تاکہ مخالفوں پر اس گروہ کا کچھ اثر پڑے۔ سو خدا کے فضل سے اب ایسی ضرورت تو باقی نہیں رہی مگر تاہم اسلامی

تہنا نماز پڑھنے میں جس قدر چاہے قراۃ طویل کرے۔ عورت عورتوں کی امامت کر سکتی ہے مگر اسے صف کے بیچ میں کھڑا ہونا چاہیے۔
جناب ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی امامت کی اور ان کے بیچ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھائی۔ اسی طرح
حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی امامت کی۔ اور صف کے بیچ میں کھڑی ہوئیں۔ فضل امام کے ہوتے کم تر ہے واک
کو امام بنانا بہتر نہیں مگر ایسی صورت میں نماز درست ہو جاتی ہے۔ کم تر ہے کا آدمی امامت کرنا ہو اور بڑے درجے کا آدمی آجائے تو
امام کو جائز ہے کہ خود مقتدی بن جائے اور اسے امام بنائے۔ نمازیں اگر امام قراۃ میں بھول جائے تو مقتدی کو بتانا جائز ہے۔
ابو داؤد میں آیا ہے کہ ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی آپ قراۃ کرتے وقت کچھ آیتیں چھوڑ گئے۔
نماز کے بعد عرض کیا گیا کہ حضرت! آپ اتنا سہ قراۃ میں فلاں فلاں آیتیں چھوڑ گئے۔ فرمایا تو نے یاد کیوں نہیں دلا دیں
کیا گیا میں سمجھا تھا کہ شاید ان آیتوں کا پڑھنا منسوخ ہو گیا ہو۔ محمد بن کے نزدیک نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز پڑھنی
درست ہے۔ اسی طرح فرض نماز پڑھنے والے کے پیچھے نفل نماز جائز ہے۔ امام غزالی وجہ سے پیچھے کرنا پڑھائے تو مقتدیوں کو
کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہیے۔

مقتدی کو ہر حال امام کی اقتدا کرنی چاہیئے۔ رکوع سجدے قیام وغیرہ میں امام سے سبقہ کرنا جائز اور بہت برا ہے۔ حدیث
میں آیا ہے کہ جو شخص امام سے پیشتر سرٹھٹا تاہی قیامت کے دن اس کی سرگدھے کا سا ہوگا۔ امام مقتدیوں کی رعایت نہ کرے اور
نمازیں کوئی بڑی سورۃ شروع کر دے تو حاجت مند اور تھکے ماندے کو جائز ہے کہ نیہ تورا علیحدہ نماز پڑھ لے جب کوئی شخص تنہا
نماز پڑھ رہا ہو اور ایک شخص پیچھے سے اگر نماز میں شریک ہو نا چاہتا ہو تو اس کے دائیں طرف پہلو میں کھڑا ہو جائے اور اگر
کوئی اور بھی آجائے تو دونوں شخص امام سے پیچھے ہٹ کر کھڑے ہوں۔ اگر خود نہ ہئیں تو امام کو انھیں پیچھے بٹا دینا چاہیے
لیکن پیچھے جگہ نہ ہو تو امام خود آگے بڑھ جائے اور جو آگے پیچھے کچھ بھی جگہ نہ ہو تو سب برابر کھڑے ہو کر نماز پڑھیں جب
کوئی شخص چہرے نماز تہمتہ پڑھ رہا ہو اور دوسرا شخص اس کے پیچھے آکھڑا ہو تو وہ دہیں سے چکا کر پڑھنے لگے جہاں تک پڑھ
چکا تھا اور جو کچھ پڑھ چکا اس کا دوسرا نماز نہ نہیں۔

سبق (جو ابتدائے نماز سے امام کے ساتھ شریک نہیں ہوا پیچھے اگر لایا) اگر امام کے ساتھ ایک کتہ بھی پائے گا تو اسے تمام نماز کا ثواب
ماصل ہوگا۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من أدرك ركعة من الصلوة فقد أجزأه الصلوة۔ اس
حدیث کے دو محل میں ایک یہ کہ جس نے ایک رکعت بھی جامعہ میں پائی اس نے جامعہ کی نماز کا ثواب حاصل کیا۔ دوسرے یہ کہ جس
بعد ایک کتہ کے نماز کا وقت پایا اس کی باقی نماز ادا ہو قضا نہیں مثلاً صبح کی نماز میں ایک رکعت کے بعد آفتاب طلوع ہوا
یا عصر کے وقت ایک کتہ کے بعد آفتاب غروب ہوا تو نماز ادا ہو گئی یہی مذہب ہے امام شافعی کا۔ لیکن امام ابو حنیفہ ج
کے نزدیک اس صورت میں عصر کی نماز تو ہو گئی لیکن فجر کی نماز آفتاب نکلنے سے باطل ہوئی و دلائل الفریقین مبینہ
فی المظاہرات۔

امامت

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقَوْمِ أَقْرَاهُمْ لِكَيْتَ اللَّهُ تَعَالَى فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَأَعْلَمُهُمُ بِالسُّنَّةِ فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَأَقْدَمُهُمْ

سَنًا + (مسلم)

ابو مسعود سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوم کا امام وہ شخص ہو جو سب میں قرآن اچھا پڑھتا ہو اور قرآن کے پڑھنے میں سب برابر ہوں تو وہ شخص امام بنے جو سنت سے زیادہ واقف ہو اور جو قرآن و سنت میں سب برابر ہوں تو وہ شخص امامت کا زیادہ استحقاق رکھتا ہو جس نے سب سے پہلے ہجرت کی ہو اور جو اس میں بھی سب برابر ہوں تو وہ امام بنے جو عمر میں سب سے بڑا ہو

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلْيُؤَمِّمْ أَحَدُهُمْ وَأَحَقُّهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَاهُمْ + (مسلم)

ابو سعید کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک امام بنے اور امامت کا حق دار وہ شخص ہو جو سب سے اچھا قرآن پڑھتا ہو +

من الترجمة - امام جماعت میں جن لیاقتوں کا ہونا ضروری ہے ان میں سے مقدم قرآن کتابت و بیوناہی کتابت سے مراد قرآن - اقرأ فعل التفصیل کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں قرآنہ یعنی پڑھنے میں سب افضل مگر فضل کبریات میں (۱) خوش آوازی میں (۲) کثرت تلاوت میں (۳) حفظ آیات میں (۴) تجوید میں کہ آ اور ع - ت اور ط - ذ اور ض اور ظ تس اور ص کے مخارج میں اس کو امتیاز صحیح ہو جس میں یہ سب باتیں ہوں اس کو ہم اقرأ کہیں گے۔ ان سب بڑی بات فہم قرآن ہے جس کی سخت ضرورت ہے اور اس کی طرف سے لوگ سخت غفلت اور بے پروائی کرتے ہیں اور ان کا پڑھنا طوطے کا پڑھنا ہے بلکہ تیسرا سا بولنا کہ کوئی اس کی آواز کو سبحان تیری قدرت سمجھتا ہو کوئی فون ٹیل اور ک +

جماعت کے لیے دو آدمیوں کا ہونا بھی کافی ہے یعنی اگر ایک امام و دوسرا مقتدی ہوگا تو بھی جماعت ہو جائے گی۔ نائینا آدمی کو امام بنانا درست ہے پیغمبر صاحب نے عبد اللہ بن ابی کثیم کو خود اپنی غیبت میں امام مقرر کیا حالانکہ وہ نائینا تھے۔ جو ان اور بڑی عمر والوں کے ہوتے نابالغ لڑکا امام بنے تو اس کی امامت جائز ہو بشرطیکہ سب سے بہتر قرآن پڑھنا جانتا ہو۔ صرف بدگمانی کی وجہ سے کسی مسلمان کی امامت سے انکار کرنا نہ چاہیے بلکہ ہر مسلمان کے پیچھے جن کا عقیدہ و طریقہ معلوم نہ ہو نماز پڑھنی درست ہے۔ ماں بیتی اور دیگر حدیث اور فرقہ کامیہ کے پیچھے نماز درست ہے پیغمبر صاحب نے فرمایا ہُوَ السَّلَامُ وَكَجَلَهُ عَلَيْهِ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ يَأْكُلُ كَوْكَبًا وَرَأَى كَلَّ الْكِبَايْنِ یعنی ہر مسلمان کے پیچھے نماز واجب ہو نیکو کار ہو یا بدکار اگرچہ گنہگار ہو کہ مرکب ہی کیوں نہ ہو امام کو چاہیے کہ قرآن میں تخفیف کرے کیونکہ جماعت میں چھوٹے بڑے ضعیف و کمزور اور بیمار و عاجز سب ہی طرح کے لوگ ہوتے ہیں بہت

<p>فَاذِّنِ النَّاسَ بِالصَّلَاةِ فَتَوَضَّأُوا فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَاضَتْ قَامَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ جَمَاعَةً + (بخاری)</p>	<p>اور لوگوں میں نماز کے لیے اذان دے دو زاں بعینہ صابغہ وضو کیا اور جب سویح خوب اونچا ہو کر سفید پڑ گیا تو آپ نے جماعت سے نماز پڑھی +</p>
<p>عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّ الْمُشْرِكِينَ شَغَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ التَّحْنُودِ مِنْ أَدْبَعِ صَلَاةٍ حَتَّى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللَّهُ فَأَمَرَ بِإِلَافَاذَنْ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ أَقَامَ فَصَلَّى الْعِشَاءَ + (ترمذی)</p>	<p>حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خندق کی لڑائی میں مشرکوں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو چار نمازوں سے باز رکھا یعنی لڑائی کی جگہ دو میں نماز پڑھنے کی فرصت نہیں ملی تھی کہ رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو آپ نے بلال کو اذان دینے کا حکم فرمایا انھوں نے اذان دے کر اقامت کی تو پیغمبر صاحب نے ظہر کی نماز پڑھی پھر اقامت کی تو عصر کی نماز پڑھی پھر اقامت کی تو مغرب اور مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر تو اقامت کہہ کر عشا کی نماز پڑھی :-</p>

من المترجم - خدا نے اپنے تعلق سے جتنے اعمال ہم پر فرض کیے ہیں قلبی ہوں یا لسانی بدنی ہوں یا مالی ان سے
خدا کا تو کوئی ذاتی مفاد نہیں اس لیے کہ وہ بے نیاز ہو اور فرما تا ہی اَنْ تَكْفُرُوا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيعًا فَاِنَّ اللَّهَ
لَخَبِيرٌ بِخَيْرٍ بخور کر کے دیکھا تو یہ اعمال ہمارے اور ہمارے اپنا جنس ہی کے فائدے کے لیے ہم پر فرض کیے گئے ہیں تاکہ
اومی دنیا کی زندگی میں نہ آپ کسی طرح کی تکلیف اٹھائے اور نہ دوسروں کو کسی طرح کی تکلیف پہنچائے یعنی منج و مرغخال طوط
پر زندگی بسر کرے۔ اب یہی بات کہ خدا نے جو اعمال اپنے تعلق سے ہم پر فرض کیے ہیں جیسے نماز روزہ وغیرہ ان کی
بجا آوری میں ہمارا یا ہمارے اپنا سے جنس کا کیا فائدہ ہو سو ہر ایک عمل کے ذیل میں بقدر ضرورت ہم نے یہ بات بتادی ہو
جس کا حاصل یہ ہے کہ اصل میں تو حقوق العباد کی حفاظت مقصود ہو اور حقوق اللہ کا عاقل نتیجہ یہ ہے کہ خدا کا خیال تازہ ہوتا
رہے کیونکہ خدا کا خیال تازہ ہوتا ہے گا تو اس کے ساتھ یہ خیال بھی ضرور پیدا ہو گا کہ حقوق العباد کے ٹھیلے ہوئے
میں تو خدا کا خیال حقوق العباد کو زیادہ مستحکم کرے گا حقوق العباد کو معاہدے کی دستاویز سمجھو اور حقوق اللہ کو اس کی خبر
تو حقوق اللہ کے شمول سے حقوق العباد کے لیے دوہرے تہ اضافے ہو گئے۔ ایک اپنا اور اپنے اپنا سے جنس کا فائدہ دوسرے
خدا کا فرمودہ۔ حقوق العباد جو حقوق اللہ کے ملنے سے مؤکد ہو گئے ہیں اتنے بہت ہیں کہ آدمی ان کی تمام و کمال بجا آوری
عمدہ برائیں ہو سکتا کسی نہ کسی حق کی فروگزاشت سرزد ہوتی رہتی ہو اور اسی فروگزاشت کا نتیجہ فساد جس سے دنیا
کبھی بھی خالی نہیں رہی ظہر الفساد فی البر والبرکات کسبت ایدی المتاسر لیدلہم بعض اللہ علو العلمہم رجوت

لے اگر تم اہر جتنے لوگ روز زمین پر ہیں وہ سب کے سب بل کر بھی (خدا کی ناشکری کرو تو خدا کو ذرا بھی پھر انہیں کیونکہ وہ بے نیاز اور ہر حال میں) معذور و اہر

قوت شدہ نمازوں کی قضا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آئے فوراً پڑھ لے اس کا اجر اس کے اور کچھ کفارہ ہی نہیں شیخین کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ جب کوئی بے نماز پڑھے سو جانے یا غافل ہو جائے تو جس وقت یاد آئے پڑھ لے کیونکہ خدا فرماتا ہے: وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِ (یعنی ہماری یاد کے لیے نماز پڑھا کر)

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے بعض لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ بجلی شب کو ہمارے ساتھ استراحت کے لیے اتر پڑیں تو اچھا ہو فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ تم سو جاؤ اور نماز کا وقت نکل جائے بلال بولے کہ میں جگا دوں گا۔ چنانچہ سب لوگ لیٹ گئے اور بلال کجاوے سے پیٹھ لگا کر بیٹھ گئے۔ انجام کار ان پر بھی نیند نے غلبہ کیا اور وہ بھی سو گئے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور اُس وقت بیدار ہوئے جب کہ صبح کا نثار نمودار ہو چکا تھا فرمایا بلال! تم نے جو کہا تھا کہ میں جگا دوں گا وہ کہاں گیا عرض کیا کہ مجھے تو اس جیسی نیند کبھی آئی ہی نہیں پیغمبر صاحب فرمایا خدا جب چاہتا ہے تمہاری روحیں قبض کر لیتا ہے اور جب چاہتا ہے پھر دیتا ہے بلال! تم

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَلِكَ وَفِي رِوَايَةٍ لِلشَّيْخَيْنِ إِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ غَفَلَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللَّهَ يَقُولُ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لَذِكْرِي - (صحیحین)

عَنْ ابْنِ قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ لَوْ عَرَسَتْ بِنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَخَافُ أَنْ تَنَامُوا عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ بِلَالُ بْنُ رَاحِلَةَ فَاصْطَبِعُوا وَاسْتَدْبِلُوا ظَهْرَهُ إِلَى رَاحِلَتِهِ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَنَامَ فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَالَ يَا بِلَالُ إِنِّي نِمَا قُلْتُ فَقَالَ مَا الْغَيْثُ عَلَى نَوْمَةٍ مِثْلَهَا قَطُّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ قَبَضَ رَوْحَكُمْ حِينَ نِمْتُمْ وَرَدَّهَا عَلَيْكُمْ حِينَ شَاءَ يَا بِلَالُ إِنَّمَا

اِیْمَا مَاتَ دَمَّ یَحْجُ قَالَ یَحْجُ عَنْ اَبْنِکَ۔ یعنی ایک عورت جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے باپ کی بابت دریافت کیا جو غیب حج کیے ہو گیا تھا۔ فرمایا اپنے باپ کی طرف سے حج کرے۔

ایک اور روایت میں یوں آیا ہے عَنْ اَبْنِ مَسْبُورٍ اَنَّ اَمْرَاةً دَنَرَتْ اَنَّ یَحْجُ فَمَاتَتْ فَاَنَّیَ اَخُوَهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فَسَاَلَہُ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ اَرَدْتِیْ لَوْ کَانَ عَلَیْکَ اُخْتٌکَ دَیْنٌ اَکْثَرُ فَاَصْدِیْہُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَتَضَوُّا اللہُ فَمَوَّحُوْا بِالْاَوَّلِ یعنی ابن عباس سے روایت ہو کہ ایک عورت نے حج کی منّت مانی اور حج کیے مگر کسی ایک بھائی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے مسئلہ دریافت کیا فرمایا بھلا اگر تیری بہن پر قرض ہوتا تو تو اُسے ادا کرتا کہ نہیں عرض کیا کیوں نہیں فرمایا تو خدا کا قرض ادا کرو کیونکہ دین اللہ سے مستحق ادا ہو۔

الغرض برقیاس حج زکوٰۃ وہاں کہ اگر صاحب نصاب نے اپنی زندگی میں ادا نہیں کیا تو اُس کے وارثوں کو ترکہ نیت میں سے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔ جسے شک حج اور زکوٰۃ کے بارے میں رائوں کو دشواریاں پیش آئیں گی مگر انصاف اور مروت کا یہی تقاضا ہے۔ فرائض چار گانہ میں سے نماز کی قضا کا کوئی حکم صریح قرآن میں پایا نہیں جاتا۔ اس لیے ہم نے حدیث کی طرف رجوع کیا اور قضاے فائتہ کے متعلق تین حدیثیں نقل کیں۔ پھر نمازی دو قسم کے ہیں۔ ایک صاحب ترتیب جس کی صرف پانچ یا پانچ سے کم نمازیں قضا ہوتی ہوں اور خدا کے نیک بندے ایسے بھی ہوں گے۔ دوسرے وہ لوگ جن کی نمازیں پانچ سے زیادہ قضا ہوتی ہوں اور ایسے لوگوں کا ایک جم غفیر ہو لیکن صاحب ترتیب کے لیے تو یہ حکم ہو کہ جس ترتیب سے نمازیں قضا ہوتی ہیں اسی ترتیب سے بلا قیہ وقت ادا کرے۔ اور جو صاحب ترتیب نہیں اُس کو ترتیب کا پابند نہیں کیا جاسکتا۔ یہ طریقہ جو لوگوں اختیار کر رکھا ہو کہ ہر ایک نماز کے ساتھ قضاے عمری کے نام سے اُسی وقت کی فوت شدہ نماز پڑھ لیا کرتے ہیں محمود طریقہ ہے۔ اگر قضاے عمری زیادہ ہو جائے گی تو وہ فضل کے شمار میں آجائے گی۔ اور ان شاء اللہ کفارہ ہوگی دوسری فرد گزشتہوں کا ان التَّحْسُّنُکَ یَذْہَبُ السَّیِّئَاتُ۔

ماز تہجد و تراویح

رات کو سو کر اُٹھنے پہچے جو نماز پڑھی جاتی ہو اُسے تہجد اور رمضان شریف میں نماز عشا کے بعد جو پڑھی جاتی ہو اُسے تراویح کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کی نمازیں دو دو رکعتیں ہیں تہجد اور تراویح کی نماز آخر شب کو اپنے اپنے گھروں میں پڑھنا بہت بہتر ہو تہجد کی نماز جس قدر چاہیں پڑھیں جب تک دل متباش بپاش ہے۔ تراویح کی تعداد رکعات میں علماء کا اختلاف ہے لیکن صاف بات یہ ہے کہ یہ بھی نماز تہجد کی طرح جس قدر رکعات ہو سکیں پڑھیں جسے اگر کوئی شخص کبھی اٹھ کبھی بیٹھ کبھی چالیس رکعتوں تک پڑھے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ کیونکہ خود پیغمبر صاحب اور صحابہ سے اس کی تعداد معین صاف طور پر ثابت نہیں ہوئی۔ تراویح میں جس قدر قرآن شریف پڑھیں بہتر ہے لیکن ایک رات میں ایک شخص کو سارا قرآن ختم کرنا چاہئے شیعینہ کہتے ہیں بدعت اور گناہ ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا ہُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْقُرْآنَ فَرَسًا یعنی اور (ای پیغمبر) قرآن کو خوب ٹھیک ٹھیک کر پڑھا کرو تو جو شخص ایک رات میں قرآن ختم کرنا ہو وہ کس طرح امر بتیل عمل کر سکتا ہے ہم نے اس حصہ کے

یعنی خود لوگوں کی ہی کرتوتوں سے (کیا، خشکی میں) اور (کیا، تری میں) یعنی ہر جگہ ہر طرح کی (خرابیاں ظاہر ہو چکی ہیں اور اس کا ضروری نتیجہ یہ ہے کہ (لوگ جیسے جیسے عمل کر رہے ہیں خدا) اُن کو اُن کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے تاکہ وہ (ایسی حرکات سے) باز آئیں۔

چونکہ حق حقوق کے سارے جھگڑے زندگی کے ساتھ وابستہ ہیں اور زندگی کا زمانہ محدود ہے اس لیے اکثر حقوق موقت ہیں یعنی حق کے لیے ایک وقت مقرر ہے کہ اُس حق کو اُس وقت میں ادا ہونا چاہیے۔ مثلاً حقوق اللہ میں ایک حق نماز ہے کہ ہر ایک نماز کے لیے شارع نے ایک وقت ٹھہرا دیا ہے۔ اگر نماز وقت مقرر میں نہیں پڑھی تو بس اُس نماز کا کچھ عوض نہیں سکتا اس لیے کہ جس وقت کا فرضہ تھا وہ وقت ہی گیا اگر ادا ہو اور اُس کا کوئی لانا انسان کے اختیار سے خارج۔ اسی لیے تمثیل کے طور پر کہا گیا ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو گناہ کے اثر سے دل پر سیاہ نقطہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سرگناہ کے ساتھ نقطہ ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ بہت گناہ کرنے سے سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے حقوق جتنے بھی ہیں چاہے وہ خدا کے حقوق ہوں یا بندوں کے ایک طرح کا قرض ہیں اور اُس کو چاروناچار ادا کرنا ہے حقوق اللہ میں اعمال موقت نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج چار حق ہیں دن رات میں پانچ دفعہ۔ روزہ رمضان میں۔ زکوٰۃ نصاب پر چول کمال گزر جانے سے۔ حج مستطیع کے لیے زندگی بھر میں ایک بار۔ ان حقوق میں سے روزے کی قضا کے لیے قرآن میں صریح حکم موجود ہے ﴿فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ حج کی قضا زندگی میں ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لیے کہ مستطیع کے دم واپس پر حج کا قضا ہونا مستطیع ہوتا ہے اسی لیے واثقان میت پر حج کی قضا بھی ہر گز ناپسند ہے۔ اَلْحَبَّ عَنْكَ اَللّٰهُمَّ الَّذِيْ كُنَّ مَجِيْئُكَ عَذَابُكَ فِيْ ذٰلِكَ مِمَّا تَعْلَمُ کرتے ہیں اُن اَبْنِ عَبَّاسِ قَالَ اَمَرْتُ اِمْرَاةَ سِنَانِ بْنِ سَلَمَةَ اَلْتَّحَبُّ اَنْ يَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَقْرَبَ مَا تَوَلَّيْتُ وَلَمْ يَجِبْ فَيَجُرِّيْ عَنْ اَمْرَانِ اَنْ يَجْعَلَ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ لَوْ كَانَ عَلَى اَقْرَبِ مَا دِينَ فَقَضَتْ عَنْهَا اَلَمْ يَكُنْ يَجُرِّيْ عَنْهَا فَيَجْعَلَ عَنْ اَقْرَبَ۔ یعنی حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ سنان بن سلمہ بنی کی عورت نے کسی کو حکم کیا کہ وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر دے کہ میری ماں حج کیے بغیر مر گئی۔ کیا اگر اُس کی طرف سے حج کر دیا جائے تو وہ کافی ہو جائے گا۔ پیغمبر صاحب نے فرمایا بے شک کافی ہو جائے گا۔ فرض کرو کہ اگر اُس کی ماں پر قرض ہوتا اور وہ اُس کی طرف سے ادا کرتی تو کیا اُس کی طرف سے ادا نہ ہوتا۔ ہوتا اور ضرور ہوتا تو اُسے اپنی ماں کی طرف سے حج کرنا چاہیے۔ ایک اور حدیث میں مضمون آئی ہے اَنْ اِمْرَاةً سَأَلَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ

سَلَامَةِ رَسُوْلِهِ اِنْ يَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَقْرَبَ مَا تَوَلَّيْتُ وَلَمْ يَجِبْ فَيَجُرِّيْ عَنْ اَمْرَانِ اَنْ يَجْعَلَ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ لَوْ كَانَ عَلَى اَقْرَبِ مَا دِينَ فَقَضَتْ عَنْهَا اَلَمْ يَكُنْ يَجُرِّيْ عَنْهَا فَيَجْعَلَ عَنْ اَقْرَبِ۔ یعنی ابن عباس کہتے ہیں کہ سنان بن سلمہ بنی کی عورت نے کسی کو حکم کیا کہ وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر دے کہ میری ماں حج کیے بغیر مر گئی۔ کیا اگر اُس کی طرف سے حج کر دیا جائے تو وہ کافی ہو جائے گا۔ پیغمبر صاحب نے فرمایا بے شک کافی ہو جائے گا۔ فرض کرو کہ اگر اُس کی ماں پر قرض ہوتا اور وہ اُس کی طرف سے ادا کرتی تو کیا اُس کی طرف سے ادا نہ ہوتا۔ ہوتا اور ضرور ہوتا تو اُسے اپنی ماں کی طرف سے حج کرنا چاہیے۔ ایک اور حدیث میں مضمون آئی ہے اَنْ اِمْرَاةً سَأَلَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ

فَلَمَّا سَلَّطَ عَلَیْہِمْ اَمْرًا لِّیَسِّرَ لِّہُمْ اَلَّذِیْنَ یُطِیْعُوْنَہُ فَوَدَّیْہُ طَعَامُ مَسْکِیْنٍ مِّنْ لَّطْمِ خَیْرٍ اَمَّا حَیْرٌ لَّہُ اَوَّانَ نَصُوْمُ اَخِیْرٍ لَّہُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ یعنی مسلمانوں! جس طرح تم سے پہلے لوگوں (یعنی اہل کتاب) پر روزہ رکھنا فرض تھا تم پر بھی فرض کیا گیا تاکہ تم (بیکار گناہوں سے) بچو روزہ بھی، گنتی کے چند روزہ (ہیں) اس پر بھی جو شخص تم سے پہلے ہوا مسافر میں (ہو تو دو سو دنوں سے گنتی (پوری کرے) اور جن کو کھانا دینے کا مقدور ہو ان پر (ایک روزے کا) بدلہ ایک محتاج کو کھانا کھلا دینا جو اور جو شخص اپنی خوشی سے نیک کام کرنا چاہے تو یہ اس کے حق میں زیادہ بہتر ہے اور سمجھو تو روزہ رکھنا (بہر حال) تمہارے حق میں بہتر ہے۔

فَلَمَّا سَلَّطَ عَلَیْہِمْ اَمْرًا لِّیَسِّرَ لِّہُمْ اَلَّذِیْنَ یُطِیْعُوْنَہُ فَوَدَّیْہُ طَعَامُ مَسْکِیْنٍ مِّنْ لَّطْمِ خَیْرٍ اَمَّا حَیْرٌ لَّہُ اَوَّانَ نَصُوْمُ اَخِیْرٍ لَّہُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ یعنی مسلمانوں! جس طرح تم سے پہلے لوگوں (یعنی اہل کتاب) پر روزہ رکھنا فرض تھا تم پر بھی فرض کیا گیا تاکہ تم (بیکار گناہوں سے) بچو روزہ بھی، گنتی کے چند روزہ (ہیں) اس پر بھی جو شخص تم سے پہلے ہوا مسافر میں (ہو تو دو سو دنوں سے گنتی (پوری کرے) اور جن کو کھانا دینے کا مقدور ہو ان پر (ایک روزے کا) بدلہ ایک محتاج کو کھانا کھلا دینا جو اور جو شخص اپنی خوشی سے نیک کام کرنا چاہے تو یہ اس کے حق میں زیادہ بہتر ہے اور سمجھو تو روزہ رکھنا (بہر حال) تمہارے حق میں بہتر ہے۔

یہی دعا تعلیم فرمائی ہے۔ دوسری حدیث میں دعائے قنوت یوں آئی ہے اَللّٰهُمَّ اِنَّا سَتَعْبُودُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَسْتَعِيْلُكَ وَنُشْرِيْ عَلَيْكَ الْحَيٰدَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَحْمَدُكَ وَنُزَكُّكَ مِنْ يَّحْجَرَاءِ اَيَّاكَ اَللّٰهُمَّ اَيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَلَا إِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ نَسْعِيْ وَنَحْفَدُ وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ الْاَلَمَ بِالْكَفَّارِ طُغْيٰنِ يَسِّرِيْ

حدیث میں یہ دعا آئی ہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَاوَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْاَلْفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَاَصْرِهُمْ عَلَى عِدْوِكَ وَعَدُوِّهِمْ اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْكَفْرَةَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيَكْبِدُوْنَ رُسُلَكَ وَيَقَاتِلُوْنَ اَوْلِيَآءَكَ اَللّٰهُمَّ خَالِفْ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَهُمْ وَاَنْزِلْ بِهِمْ بَاسَكَ الَّذِيْ لَا تَرُدُّهُ عَنِ الْقَوْمِ الْخَافِ مِنْ اِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ اَللّٰهُمَّ سَتَعْبُودُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُشْرِيْ عَلَيْكَ الْحَيٰدَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَحْمَدُكَ وَنُزَكُّكَ مِنْ يَّحْجَرَاءِ اَيَّاكَ اَللّٰهُمَّ اَيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَلَا إِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ نَسْعِيْ وَنَحْفَدُ وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ اِنَّ عَذَابَكَ الْاَلَمَ بِالْكَفَّارِ طُغْيٰنِ - چنانکہ آخر کی دونوں حدیثوں میں

میں علماء فرین رجال نے بہت کچھ کلام کیا ہے۔ اس لیے وتر میں وہی دعاے قنوت پڑھنی بہتر ہے جو پہلے گزری +

اُن باتوں کا ذکر جو مسلمانوں میں ناجائز یا جائز ہیں

نماز کی حالت میں سانپ پھٹو کو مار ڈالے تو نماز میں کچھ نقص نہیں آتا۔ اگر فریش مسجد تپ رہا ہو تو سجدے کی جگہ کپڑا یا شی ڈالنے سے نماز مکروہ نہیں ہوتی مختصر جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آنحضرتؐ کے ساتھ نماز ظہر پڑھا کرتے زمین گرم ہوتی تو ریت مٹھی میں ٹھنڈا کر کے سجدے کی جگہ ڈال لیتے اور اُس پر سجدہ کرتے۔ اندھیرے مکان میں نماز پڑھنا درست ہے بشرطیکہ مستقبلاً قبلہ فوت نہ ہونے دے۔ نمازی چھینکنے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَلِبًا مُّبَادًا گائے تو اس سے نماز میں کچھ خلل نہیں آتا آنے والا نمازی کو سلام کرے تو زبان سے جواب نہ دے بلکہ ہاتھ سے اشارہ کر دے اور یہ بطل نماز نہیں۔ نماز میں سجدے کی جگہ کو مٹی اور غبار سے صاف کرنے کے لیے پھونکنا منع ہے کیونکہ اس میں بے شکباتہ آتی ہے۔ بلکہ آدمی کو مناسب ہے کہ پریشانی کو اچھی طرح خاک آلود ہونے دے تاکہ گروہ سَمِعَہُمْ فِیْ وُجُوْہِہُمْ مِّنْ اٰثَرِ التُّعْبُوْۃِ میں داخل ہو۔ ہاں کنسکریاں تکلیف بخونچل تو ایک مرتبہ ہاتھ سے ہٹا دینا جائز ہے۔ آٹا سے نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا منع ہے کیونکہ یہ بیہیت کسل و کاہلی پر دلالت کرتی ہے نماز میں ادھر ادھر دیکھنا بھی جائز نہیں اس لیے کہ یہ منافی ادب اور مخالف خشوع و خضوع ہے۔ دعا کرتے وقت آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا نا درست ہے۔ وجہ یہ کہ اس سے خدا کی تجسیم کا احتمال پیدا ہوتا ہے۔ نمازی کو اگر کوئی شخص باہر سے پکارے اور یہ اُسے

۱۷ خداوند اس شخص سے مدد مانگے اور تجھ سے بخشش چاہئے اور تجھ پر ایمان رکھنے اور تجھ پر بھروسہ کر کے میں اور ہم تیری بہترین تعریف کرتے ہیں۔ ہم تیرا شکریہ کرتے اور شکر بھی کرتے ہیں۔ ہم اس کو کچھ بڑے چیزیں لکھا کرنا اور خداوند بھی جو بندگی کرتے اور صفیحے سے ناپزنیئے اور سجدہ کرتے ہیں تیری خدمت کی طرف دوشے اور تیری رحمت کی امید کرتے ہیں۔

۱۸ اگلی ہم کو اور سب ایمانداروں اور ایمان دار عورتوں اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخش دے اور ان کے دلوں میں سیل جہل پیدا کر دے۔ اُن کے سامنے

۱۹ کام نہ دے اور اپنے اور ان کے دشمنوں پر ان کی بددعا اور خداوند کا فکار کو جیتری راہ سے لوگوں کو روکنے کی ترسے۔ یہ بیڑوں کو جھٹلاتے تیرے دوستوں سے روکنے میں نہ

۲۰ کر اُسی اُن کی باقوں میں مخالفت نہ کرے۔ اُن کے دشمنوں کو ٹھانگ دے اُن پر اپنا ہوا عذاب نازل کرے۔ تو لوگوں کا روم پر سے نفی نہیں کرتا۔ شروع اور اس کے نام سے جو جہاد

۲۱ عوام والا ہے۔ خداوند اس شخص سے مدد مانگے تجھ سے بخشش چاہئے تیری بھلائی کے ساتھ تعریف کرتے اور تیری شاکری نہیں کرتے ہیں۔ ہم اس شخص کو جو بڑوں اور لوگوں کو

۲۲ جو ہم لکھا کر کے اور تیرے قیمتی عذاب دوشے تیری رحمت کی امید کرتے ہیں۔ بے شک تیرا عذاب قیمتی فکار کو روکنے والا ہے۔ خدا کو تعریف ہی طرف دوشے اور تیری

۲۳ جہاد تعریف ۱۲ اُن کی شناخت ہو کہ سجدہ کے لئے اُن کی پیشانیوں پر ہیں ۱۲

آخر میں حقوق قرآن کے عنوان میں ادب تلاوت قرآن لکھے ہیں وہاں اس کی مفصل بحث ہے۔ جناب سول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ جو شخص عین دن سے کم میں قرآن ختم کرتا ہو وہ ذرا نہیں سمجھتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں (ترمذی) حضرت نے فرمایا کہ رات روز میں قرآن ختم کیا کرو۔ تریاجح میں اگر زیادہ قرآن پڑھنا چاہیں اور کھڑے رہنے سے تکلیف ہو تو امام بیٹھ کر قرآن پڑھیں اور ختم ہونے کے قریب کھڑے ہو کر رکوع کرے۔ حضرت نے فرمایا جب تک طبیعت میں شوق و ذوق ہو نماز میں مصروف رہیں اور جب بستی و ضعف غالب ہو فوراً بیٹھ جائیں۔ مقتدی بھی اگر بیٹھ کر قرآن سنیں اور رکوع میں جانے کے وقت کھڑے ہو جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں +

نماز وتر

وتر سنت ہے یا واجب اس میں علماء کا قدرے اختلاف ہے۔ اکثر علماء سنت کہتے ہیں اور بعض واجب۔ بہر صورت کچھ بھی ہو پیغمبر صاحب اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ائمہ مجتہدین کا فعل ہے جس پر عہد نبوت لے کر اس وقت تک برابر تعامل چلا آیا ہے۔ اس نماز کا وقت عشاء کے فرضوں کے بعد سے صبح صادق کے طلوع ہونے تک ہے۔ افضل تو یہ ہے کہ آخر شب میں پڑھے۔ لیکن جسے خوف ہو نہ کچھ رات کو اٹھ نہ سکے گا وہ سونے سے پیشتر پڑھے۔ اگر کوئی وتر پڑھنا بھول گیا تو جب یاد آئے پڑھے۔ وتر کی تعداد رکعت میں بھی علماء کا وہی جھگڑا ہے اور اہم وجوہ ترویج کی تعداد رکعت میں تھا۔ لیکن پیغمبر صاحب کی آثار پر جہاں تک نظر ڈالی جاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی تو اپنے ایک رکعت پڑھی ہے کبھی تین کبھی پانچ اس لیے ہمارے نزدیک یہ اسلئے جھگڑے کی بات نہیں ہے جتنا کہ لوگ جھگڑا کرتے ہیں جب پیغمبر صاحب اور ان کی جانب سے صحابہ نے تین رکعتیں بھی پڑھیں ہیں اور پانچ بھی اور ایک بھی تو ہم جو نشی ایک شق پر چاہیں عمل کریں اور چاہیں توبہ کے بعد دیگرے سب پر عمل کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم اور دوسری میں قل یا ایہا الکھافون اور تیسری میں قل ھو اللہ پڑھا کرتے تھے۔ نماز وتر کے بعد تین دفعہ یہ دعا کہنا مسنون ہے۔ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوسِ۔ وتر میں دعا کے قنوت پڑھنے کے بارے میں کئی حدیثیں آئی ہیں پہلی حدیث **اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ وَتَقِلْ لِي حَقِّي وَتَقِلْ لِي ذَنْبِي وَبَارِكْ لِي فِيمَا آتَيْتَ وَقِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَإِنَّكَ تَقْضِي وَكَأَيْفَ عَلَيْكَ رَأْيُكَ لَا يَدْرِي مَنْ ذَا كَيْتَ وَلَا يَحْزُنُ مَنْ عَادَيْتَ تَبَاكَتْ وَتَعَاكَتْ** حضرت حسن بن علی فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت وتر میں پڑھنے کے لیے مجھے

۱۰ فرض اور واجب اور سنت میں فرق یہ ہے کہ فرض کا تارک بالمد کا فرضی اور واجب کا تارک گنہگار اور سنت کا تارک مذموم بہشتیں اس لیے مقرر ہوئی ہیں کہ فرض میں جو نقصان واقع ہو یہ اس نقصان کا جبر اور تلافی کر دیں سین اور نوافل تنہا ادا کیے جاتے ہیں اور فرض واجب کو جہاد سے ادا کرنا افضل ہے۔ ۱۲ ہمارا بادشاہ ہاکم ہر طرح کے حبس مشورہ ۱۲۰۰ خداوند ابن لوگوں کو ٹوٹے ہاتھ کی برائی کے نعرے میں مجھے بھی ہدایت دے اور مجھے دنیاوی اور دوزخی آفتوں سے عافیت میں رکھ۔ ان لوگوں کے نعرے میں جنہیں تو نے عافیت دے رکھی ہے اور ان لوگوں کے گروہ میں میری کارسائی کر جن کی تو نے مدد کی اور جو تو نے مجھے عطا کیا ہے اس میں برکت دے اور مجھے اس چیز کی برائی سے بچائے جو تو نے میرے مقدر میں لکھی ہے کیونکہ تیرا حکم سب پر چلتا ہے اور تجھ پر کسی کا حکم نہیں چلتا جہاں کا تو گنہگار ہو۔ اوہ کبھی دلیل نہیں ہو سکتا اور جس کو تو نے دشمن رکھا وہ ہرگز غرضت نہیں ہو سکتا ۱۲

اشراق و چاشت کی نمازیں

اشراق کی نماز کا وقت طلوع آفتاب کے کچھ دن چڑھے تک باقی رہتا ہے۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شخص نماز فجر سے فارغ ہو کر آفتاب کے طلوع ہونے تک نماز کی جگہ بیٹھا مصروف ذکر الہی رہتا ہے ہر روز چار نبی امین علیہم السلام کے اُردو کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جو نماز اشراق کی دیا چار رکعتیں پڑھتا ہے اس سے دوسرے کا ثواب ملتا ہے۔ نماز چاشت کا بہتر وقت وہ ہے کہ ہر طرف دھوپ پھیل جائے۔ ہمارے یہاں یہ وقت علی اختلاف اقصوں نو دس بجے کے قریب ہوتا ہے اس نماز کی دیا چار رکعتیں ہیں اور بعض حدیثوں میں چھ بھی آئی ہیں بلکہ بعض میں بارہ بھی +

صلوٰۃ التبیج

اس نماز کی بزرگی حدیثوں میں بہت کچھ بیان ہوئی ہے۔ ابو داؤد اور ابن ماجہ میں جو اس نماز کے متعلق ایک بڑی حدیث مذکور ہے اس میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس کو صلوٰۃ التبیج کی ترغیب اور اس کے پڑھنے کی ترکیب بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس نماز سے دس طرح کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ یعنی اگلے پچھلے۔ نئے پڑنے۔ قصداً اسہواً۔ چھوٹے بڑے۔ ظاہر پوشیدہ۔ اس نماز کی چار رکعتیں ہیں۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ فاتحہ کے علاوہ کوئی اور سورۃ پڑھی جاتی ہے اور قرآن سے فارغ ہو کر پندرہ دفعہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ والہ الا اللہ اُکبر اب رکوع میں جانا ہوتا ہے اور یہی کلمات دس مرتبے کہنے ہوتے ہیں رکوع سے سر اٹھا کر قومی میں بھی دس دفعہ یہی کلمات کہے جاتے ہیں۔ سجدے میں اور سجدے کے بعد پہلے میں اور پہلے کے بعد دوسرے سجدے میں بھی دس دفعہ کلمات مذکور پڑھے جاتے ہیں۔ اور دوسرے سجدے سے اٹھ کر جلسہ استراحت میں بھی۔ یہاں تک ایک کتہہ ہوئی۔ اور اس میں پچھتر دفعہ کلمات مذکور کہے گئے۔ اسی طرح باقی کی تین رکعتیں پڑھ کر کرنی ہوتی ہیں۔ اس نماز کے لیے کوئی وقت خاص نہیں ہے۔ بلکہ اوقات ممنوعہ کے علاوہ جس وقت چاہے پڑھ لے +

۱۵ علماء کا بیان ہے کہ جب آفتاب طلوع ہو کر بعد ایک یا دو نیزے کے آسمان پر چڑھ آئے تو یہ نماز اشراق کا وقت ہے اور جب آفتاب نیچے آسمان کی فضا قطع کر لیتا ہے تو نماز چاشت کا وقت ہے صلوٰۃ التبیج بھی کہتے ہیں شروع ہو جاتا ہے۔ اکثر حدیثوں میں اشراق چاشت کی دونوں نمازوں کو صلوٰۃ منے کہا گیا ہے اور بعض حدیثوں میں چاشت کی نماز کو اشراق کی نماز سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ طبرانی کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا یا اقرہا فی ہذین صلوٰۃ الاخری۔ حالانکہ پیغمبر صاحب نے نماز اتم ان کے گھر میں پڑھی تھی چاشت کے وقت میں پڑھی تھی خاتمی رضادی بالعمی والا شراق کے وقت میں لکھتے ہیں کہ جب آفتاب خوب روشن ہو جائے اور اس کی شامیں بالکل صاف نظر آئے لگیں تو یہ اشراق کا وقت ہے اور اسی کو چاشت بھی کہتے ہیں۔ ہر صعدہ دن کے پچھلے حصے میں جو نماز پڑھی جائے اسے اشراق اور اس کے بعد کی نماز کو چاشت کہتے ہیں ۱۲۔ نماز چاشت کی فضیلت و بزرگی میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ ایک ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! تم میں سے جس آدمی کی ہڈی ہڈی صبح کو صعدہ درخیز نہ اٹھے تو وہ ہر بار سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے ہر بار لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے۔ لوگوں کو نیک بات بتانا صدقہ ہے۔ خلاف شیعہ کام سے روکنا صدقہ ہے۔ اہل ان کے عوض ہر دن چڑھے کی درکعتیں بس کرنا ہیں ۱۱

مطلع کرنے کی غرض سے سُبحَانَ اللہ کہے تو درست ہی نمازیں حتیٰ الاسکان جمائی روکے اور مُنہ سے بآکا لفظ نہ نکالے کیونکہ اس وقت شیطان مُنہ میں داخل ہوتا اور ہنستا ہے۔ نمازیں اگر امام قراۃ کرتے ہوئے کچھ بھول جائے تو مقتدی کو جائز ہے کہ اُسے لقمہ دیدے کہ فرض نماز ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ سنن ابو داؤد میں آیا ہے کہ ایک فرد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جہری نماز پڑھ رہے تھے۔ قراۃ میں کچھ سہو ہو گیا۔ نماز سے فسخ ہونے کے بعد ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو فلاں موقع پر سہو ہو گیا تھا۔ فرمایا کہ پھر تُو نے بتایا کیوں نہیں جب تم میں سے کسی کو قراۃ میں سہو ہو جائے یا غلط پڑھنے لگے تو اُس کا بھائی اُسے بتا دیا کرے۔ مگر فقہاء متاخرین کہتے ہیں کہ اگر امام بعد تین آیتوں کے پڑھ چکا ہو تو مقتدی کو لقمہ دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ کم از کم تین آیتوں کے مقدار یا ایک بڑی آیت کی قراۃ واجب ہو اور جب امام قراۃ واجب ادا کر چکا ہو تو اب مقتدی کو کیا ضرور ہے کہ اُسے لقمہ دے اگر وہ غلط بھی پڑھ رہا ہو تو واجب نہ پڑھ رہا ہو بعض قرآنی آیات کے جواب جو حدیث میں آئے ہیں وہ اس سے متفق ہیں بلکہ امام اور مقتدی دونوں کے لیے مسنون اور موجب ہے اب میں

قرآنی آیات کے جواب

جب کوئی شخص آیۃ قِیَامِ الدِّیْنِ پڑھے یا اُسے تو سننے اور پڑھنے والے دونوں کو یوں جواب دینا چاہیے کہ
 بِشَیْءٍ مِّنْ نَّعْمَتِكَ رَبَّنَا نَكَدْتُ ذَٰلِكَ الْحَمْلُ۔ انحصارہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورہ قیامت کی اخیر آیت اَلْیَوْمَ
 ذَٰلِكَ یَعْدِلُ عَلٰی اَنْ یَّجِیَ الْمَوْتٰی نمازیں پڑھے تو خارج از نماز پڑھے تو دونوں صورتوں میں لفظ بکلی کہنا چاہیے اور
 جو سورہ مراسلات کی اخیر آیت قِیَامِ الدِّیْنِ پڑھے یا سورہ صافات کی اخیر آیت اَلْیَوْمَ ذَٰلِكَ یَعْدِلُ عَلٰی اَنْ یَّجِیَ الْمَوْتٰی پڑھے اُسے اَمْتًا بِاللّٰہِ کہنا چاہیے
 علیٰ ہذا القیاس جو شخص شَہِیْدِیْنِ اَمِّیْمِیْنِ اَلَا عَلٰی پڑھے اُسے سُبْحَانَ رَبِّیْ اَلَا عَلٰی کہنا چاہیے۔ سورہ ولہین کی پہلی آیت
 اَلْیَوْمَ ذَٰلِكَ یَعْدِلُ عَلٰی اَنْ یَّجِیَ الْمَوْتٰی پڑھے اور سننے والے دونوں بکلی وَاَنَا عَلٰی ذَٰلِكَ مِنَ الشَّٰہِدِیْنَ کہیں بہتر
 تو یہ ہو کہ ان آیات کا جواب پکار کر دے کیونکہ سنت سے ایسا ہی ثابت ہوا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص بہتہ سے بھی جواب
 دے دے گا تو بھی جائز ہو جائے گا۔

۱۵ (اے جنو اور آدمیو!) تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں سے مکر دے گے ۱۲۔ اے ہمارے پروردگار ہم تیری نعمتوں میں سے کسی نعمت کو
 نہیں منکر کرتے اور تیرے ہی لیے قریب ہے ۱۳۔ کیا وہ (خدا جس نے کچھ کیا۔ قیامت میں) اُمروں کے چلا اٹھائے پرقادر نہیں ہے؟ ۱۴۔ اہ
 کیوں نہیں ۱۵۔ اب اس (قدر و عظمت و نصیحت) کے بعد ایسی نعمت کون سی بات ہے جس سے یہ لوگ ایمان لائیں گے ۱۶۔ ہم خدا پر ایمان لائے
 ۱۷۔ (پیشہ) ایسے۔ پروردگار عالم! شان کے نام کی تسبیح و تقدیس کیا کرے ۱۸۔ میرا پروردگار عالی شان پاک ہے ۱۹۔ کیا خدا اس حاکموں سے بڑا
 ۱۔ ہوں نہیں (تو ہے) ۱۲۔ اہ! قدرۃ والاہی اہم میں اس پر گواہ ہوں ۱۱۔

نماز جمعہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُورِئَ لَكُمْ الصَّلَاةُ
 مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ
 وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ
 كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ
 فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ ابْتَغُوا مِنَ
 فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا
 لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً
 أَوْ لَهْوًا اتَّخَذُوا إِلَيْهَا مَخْرَجًا
 وَقَالُوا هَذَا الَّذِي كُنَّا نَعْتَصِلُ
 عَنْهُ لَمَّا قُيِّدْنَا مِنَ الْجَمْعَةِ
 وَاللَّهُ خَيْرٌ مِنَ الْهَوَىٰ وَمَنْ
 الْتَحَاكَمُوا فِي شَيْءٍ مِنْ بَيْنِهِمْ

مسلمانو! جب جمعے کے دن نماز (جمعہ) کے
 لیے اذان دی جائے تو یا و آئی (یعنی نماز)
 کی طرف لپکو اور (اُس وقت) بیچنا (کھو چنا)
 چھوڑ دو یہ تمھارے حق میں بہتر و بشرطیکہ
 تم کو سمجھ ہو پھر جب نماز ہو چکے تو (تم کو دنیا)
 ہو کہ اپنی اپنی راہ لو اور خدا کے فضل (یعنی محاش)
 کی جستجو میں لگ جاؤ اور جہاں ہو کثرت سے
 خدا کی یاد کرتے رہو تاکہ تم خلاح پاؤ اور (راہ)
 پسیر (جب یہ لوگ سودا (بچا) یا تماشہ (موتی)
 دیکھیں (تمھارے پاس سے پھٹک کر اسی
 کی طرف کو حلق ڈریں اور تمھیں (خطبہ پڑھتے)
 کھڑا چھوڑ جائیں (اسی پسیران لوگوں سے) کہو کہ
 جو ثواب عبادت اللہ کے ہاں ہو وہ تمھارے او
 سو کو سے بہت بہتر ہو اور اللہ (سب) روزی
 والوں سے بہتر روزی دینے والا ہوتا

من المترجم: جمعہ کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں منجملہ اُن کے ایک یہ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا حَبِيبُ يَوْمٍ كَاطَلَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ دُخِلَ الْجَنَّةُ وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا وَكَانَ
 يَقُومُ السَّائِكَةَ لَا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ یعنی سب دنوں سے بہتر جمعہ کا دن ہر اسی میں آدم پیدا ہوا اور اسی میں جنت
 میں داخل کیے گئے اور اسی دن جنت سے باہر کیے گئے۔ اسی میں قیامت برپا ہوگی منجملہ اُن کے ایک یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا کہ گو ہم لحاظ پیدائش سے پہچے ہیں لیکن مراتب اعتبار سے قیامت کے روز سب سابق ہوں گے ہم ہی سب سے پہلے جنت

ول بیہر صاحب کے حدیث میں ایک مرتباً اتفاق ہو کہ آپ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے اسٹیں ملک شام کا ٹاڈا تھا کہ کاغذ لے کر آیا مدائس نے لوگوں کے خبر کرنے
 کے لیے نفاذ کیا یا جو لوگ بیٹھے خطبہ میں تھے کچھ ٹاڈے کی سر دیکھنے کے لیے اہل کچھ فریاد و فریاد کے لیے کہہ کھ گئے صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے تھے اس پر غصہ

نازل ہوا اور جلن آیتوں میں مذکور ہو ۱۱

لہ حضرت آدم کا جنت سے باہر آنا اسل آدم کے حق میں بہت بڑی رحمت و برکت کا مرتبہ ہے کہ آدم سے اُن کا سلسلہ چلا اور ہزاروں نبیاء و مرسلین اہل نیک بندے اُن سے پیدا

ہوئے دنیا میں خدا کی جلال نمودار ہوا اور اہل دنیا پر خدا کی خدا کی رفیع روشن کی طرح ظاہر ہوئی ۱۲

نمازِ استخارہ

استخارے کے لغوی معنی طلبِ خیر یعنی بہتری مانگنے کے ہیں اور اس نمازِ نفل کا موقعِ محل یہ ہے کہ آدمی کو کوئی غیر معمولی اور متم بالشان ضرورت پیش آجاتی ہو اور وہ حصولِ مدعا کے لیے تدبیر کرنی چاہتا ہو مگر چونکہ انجام کار معلوم نہیں وہ خود طمیننان کے ساتھ کوئی رائے قائم نہیں کر سکتا۔ ناچار خدا کے پاس عاجز لے جاتا ہے کہ وہ تدبیرِ صائب پر اس کے ارادے کو استحکام بخشنے۔ استخارے کا طریق مسنون یہ ہے کہ اوقاتِ مکروہہ اور محرمہ کے علاوہ جس وقت چاہے بنیۃً استخارہ دو رکعت اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قُلْ يٰ اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے۔ بعد کو نہایت عجز و انکسار سے یوں دعا مانگے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَانْتَ تَقْدِرُ وَاَنَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلٰمُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنْ هٰذَا الْاَمْرَ حَسْبٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِ اَمْرِیْ وَلِجِلِّهِ فَاقْدِرْ لِّیْ وَبَشِّرْ لِّیْ ثَمَّ بِاَدْلٰی لِّیْ فِیْهِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنْ هٰذَا الْاَمْرُ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِ اَمْرِیْ وَلِجِلِّهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْ عَنِّیْ وَاقْدِرْ لِّیْ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْجِعْ بَیْیَہ۔ یہاں تک پہنچ کر اپنی حاجت کا نام لے جو اسے پیش آئی ہو مثلاً سفر ہو تو اس کا ذکر کرے۔ تجارت ہو تو اس کا نام لے۔ اسی طرح تعمیر مکان وغیرہ۔ کھانے پینے اور معمولی باتوں میں استخارہ نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس جو کام غیر مشروع ہو اس کے لیے بھی استخارہ درست نہیں + (بخاری)

نمازِ حاجت

جب کسی کو خدا سے یا کسی بندے سے کوئی حاجت پیش آئے تو اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت بنیۃً حاجت ادا کرے۔ پھر مبالغے کے ساتھ خدا کی حمد و ثنا کرے اور بنیۃً صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اس بعد یوں عاکرے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ دِبِّ الْعَظِيْمِ وَالحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَغَيْرَ اَمْرٍ مَّعْصُوْمٍ تَكُ وَالْعِيْمَةُ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَّالسَّلَامَةُ مِنْ كُلِّ اَشْوَاكٍ تَدْنِيْ ذُنُوبَاكَ اَعْفُفْ تَهْ وَاَهْتِمَّا اَلَا فَتَرْجُوْهُ وَاَحَاجَةً اِلٰی لَكَ رِضٰی اَلَا قَضِيَّتَهَا يٰ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

(ترمذی ابن ماجہ)

صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمتا سے تہجد سے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے ذریعے سے اس خیر و برکت کی تحصیل پر طلبِ قدر کرتا ہوں اور تیرے فضلِ بزرگ سے مجھے ملتا ہوں کہ ان کو سب طرح کی قدرت رکھتا ہو اور میں کچھ قدرت نہیں رکھتا تو سب کچھ جانتا ہو اور میں کچھ نہیں جانتا اور تو تمام پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہو۔ خداوند اگر تو جانتا ہو کہ سب کام میں خیر و برکت ہے تو میرے درجہ راہبان اور میری زندگی اور میرے انجام کام میں دنیا و آخرت میں بہتر ہو تو اسے میرے لیے آسان کر دے اور اس کی مجھے توفیق دے پھر اس مجھے برکت دے۔ خداوند اگر تو جانتا ہو کہ یہ کام میرے دین و ایمان اور میری زندگی اور میرے انجام کام میں نیا و نفع میں بہتر ہو تو اس کو مجھ سے اور مجھ کو اس سے پھر دے اور جہاں کہیں بہتری ہو میرے مقصد کے پھر اس مجھے راضی کرنے ۱۲

۱۲ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بڑا بڑا بار (اور) بزرگ ہو عرشِ عظیم کا مالک خدا پاک ہو اور سب شریف خدا کے لیے جو دونوں جہان کا پروردگار ہیں میں تجھ سے ان کاموں کی بات سوال کرتا ہوں جو تیری رحمت کے موجب ہیں اور ان خصلتوں کا سوال کرتا ہوں جن سے تیرے بخشش متاقد جوتی ہو اور یہ نیکی کا حاصل اور خلاصہ اور برگزائے سلامتی ملتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین تو میرے لیے کوئی گناہ بغیر بخشے اور کوئی بوجھ بغیر دور کیے اور کوئی حاجت مجھ سے تو پسند نہ کرنا ہو بغیر ادا کیے نہ چھوڑنا ۱۱

ایک اور اذان کا حکم دیا اور صحابہ کی موجودگی میں حکم دیا اس پر تو کسی انکار کیا نہ عرض۔ اس لیے یہ اذان خلفائے راشدین کی سنت میں داخل ہے خطبے کی اذان کے بعد مسلمانوں پر خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے۔ آٹھائے خطبہ میں جو لوگ آئیں انھیں مختصر سی دو رکعتیں نفل تحیۃ المسجد پڑھنی مناسب ہیں۔ حاضرین نہایت سکوت کے ساتھ خطبہ سنیں اور جہاں جگہ پائیں بیٹھ جائیں۔ خطبے کے وقت بولنے والے کو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھا فرمایا ہے۔ نماز جمعہ بغیر خطبے کے ہائز نہیں اور اگر نماز کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو بھی درست نہیں۔ امام ہاتھ میں عصا کے کر نماز جمعہ کا خطبہ پڑھے تو بہتر اور سنو ہو۔ اور یہ بیباک و قار و متانت پر دلالت کرتی ہے جو خطیب کی شان کے لائق ہے خطبے کے متعلق ایک بات یہ ہو کہ اس زمانے میں خطیب جو جمعے اور عیدین وغیرہ میں خطبے پڑھتے ہیں وہ اکثر لوگوں کے بنائے ہوئے ہیں جن میں عربی کے سخت اور نہایت مشکل الفاظ کی بھرتی ہوتی ہے اور جنھیں سامعین تو سامعین خطیب بھی نہیں سمجھتے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی کتابوں میں نقل کیے گئے ہیں وہ یہی ہوتے تھے کہ آپ نے خدای کی حمد و ثناء کے بعد احکام شرعی اور وعظ و نصیحت اور غلط و نصیحت بھی وہ جس کی اس موقع پر ضرورت ہوتی بیان کرتے مثلاً عیدین کے خطبے میں قربانی اور صدقہ فطر کے احکام اور ان کے متعلق وعظ و نصیحت فرماتے بہت ستار کے خطبے میں لوگوں کو توبہ و استغفار کرنے کی تحریص دلاتے جمعہ کے خطبے میں احکام جمیعہ فضائل جمعہ بیان کرتے غرض کیسا موقع ہوتا دیسا ہی خطبہ پڑھتے اور آپ کا اس سے مقصود صرف یہ ہوتا کہ لوگ ان باتوں کو اپنی اپنی جگہ سمجھ جائیں پس اس زمانے میں چونکہ اکثر لوگ عربی زبان سے نا شناس ہیں اس لیے خطیبوں کو چاہیے کہ وہ خطبے اُسی زبان میں پڑھیں جسے سامعین اچھی طرح سمجھ سکتے ہوں یا یوں کریں کہ خدای کی حمد و ثناء تو عربی زبان میں پڑھیں تمینا و بہتر گا۔ اور وعظ و نصیحت اور احکام شرع سامعین کی زبان عام میں اُن کی حالت کے مناسب بیان کریں عید کے روز جمعہ آپڑے تو دونوں نمازیں اپنے اپنے وقتوں میں ادا کی جائیں لیکن اگر کوئی شخص اس صورتہ میں نماز جمعہ نہ بھی پڑھے تو مضائقہ نہیں۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ میں اکثر سبح اسم ربک اور سورہ غاشیہ پڑھا کرتے اور کبھی سورہ جمعہ اور سورہ منافقون بھی پڑھا کرتے تھے مگر مجھے کے روز فجر کی نماز میں سورہ الم بصلۃ اور سورہ دھن ہمیشہ پڑھا کرتے تھے +

جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو حاضرین کو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بدعت ہے۔ ماں جی ہی جی میں دعا کرنے کا مضائقہ نہیں جو شخص بے عند جمعہ ترک کرے اُسے چاہیے کہ نماز جمعہ کے کفارے میں ایک نماز یعنی ساڑھے تین روپے رائج الوقت محتاجوں کو خیرات کرے اور اگر اتنا ممکن نہ ہو تو نصف دینا یعنی ایک روپیہ بارہ آنے ہی۔ اور یہ بھی بہن پڑے تو ایک صل یعنی ڈھائی سٹیر حائی چٹانک گھوس خیرات کرے اور جسے ایک صل کے خیرات کرنے کا بھی مقدور نہ ہو تو ادھا صل ہی دے ڈالے بعض حدیثوں میں ایک مذغلہ بھی آیا ہے اور ادھا مذہبی۔ متعرب کا ایک پیانا ہے جس میں سر بھرانج آتا ہے۔ انگریزی تول کے حساب سے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جسے کچھ بھی میسر نہ ہو وہ صرف ایک دم یعنی سوا پانچ آنے یا نصف دم خیرات کرے اور خدا سے توبہ و استغفار بکثرت کرے +

میں جائیں گے اور اور لوگ ہمارے پیچھے گو ان کو ہم سے پہلے کتاب ملی ہو۔ انھوں نے جسے کے روز میں اختلاف کیا تو خدا نے ہمیں اُس کی طرف راہ دکھا دی پس ہمارے عید یعنی روزِ جمعہ پہلے ہو۔ اور یہود و نصاریٰ دونوں کی عید کا دن یعنی ہفتہ اتوار جمعے کے بعد ہو۔ منجملہ اُن کے ایک یہ کہ جمعے کے دن میں ایک ایسی ساعت ہو کہ بندہ اُس میں جو بھی دعا مانگتا ہو قبول ہوتی ہو۔ اس ساعت میں کو علماء کا اختلاف ہو کہ وہ کونسی ساعت ہو لیکن صحیح حدیثوں سے صاف ثابت ہو تا ہے کہ وہ ساعت امام کے خطبہ شروع کرنے کے بعد نماز تک ہو۔ منجملہ اُن کے ایک یہ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان جمعے کی شب کو یا دن کو مرے گا خدا اُسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھے گا۔

مسلمان کو چاہیے کہ نماز جمعہ کے لیے غسل کرے جناب پیغمبرِ اعلیٰ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حَقَّ اللہُ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ يَغْتَسِلَ رَفِیْ كُلِّ سَبْعَةٍ اِثَارَہُ یَغْتَسِلُ رَاْسَہُ وَجَسَدَہُ یعنی ہر مسلمان پر خدا کا حق ہے کہ ہر سات دن میں ایک بار غسل کرے بدن دھو ڈالے۔ اگر خوشبو سیر ہو تو اُس کا بھی استعمال کرے بمقدور ہو تو جمعے کے لیے عمدہ کپڑے بنا رکھنے سنت ہیں۔ جمعہ کی نماز کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے۔ سایہ ڈھل چکے تو نماز جمعہ ادا کریں اور یہ جمعے کا اہل وقت ہے۔ ستروی کے موسم میں نماز جمعہ اول وقت پڑھیں اور گرمی میں ثانیۃً آفتاب کی وجہ سے قدرے توقف کرنا بہتر ہو۔

جمعے کی نماز مسلمان چار فرض ہو مگر بعض اور مسافر اور عورت اور لڑکے اور غلام پر نہیں۔ امام کے علاوہ دو آدمی بھی ہوں تو بھی جمعہ قائم کرنا چاہیے۔ اس نماز امام نماز سے پہلے منبر پر کھڑا ہو اور دو خطبے بآواز بلند پڑھے۔ آواز بعد دو رکعت بنیۃ فرض اور پھر قراۃ سے پڑھے۔ نماز جمعہ سے فلغ ہونے کے بعد ہر شخص دو رکعت یا چار یا چھ رکعت بنیۃ سنت ادا کرے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نماز جمعہ کی غرض سے مسجد میں جاتا اور لوگوں کی گردنیں نہیں پھلکا نکھٹا انھیں اُن کی جگہ سے نہیں ہٹانا چھوڑنا چاہیے۔ پھر پڑھتا اور نماز پڑھتا اور خطبے کے وقت خاموشی اور سکوت سے بیٹھا رہتا ہے تو اُس کے وہ تمام گناہ بخشنے جاتے ہیں جو اگلے جمعے سے اس جمعے تک ہو گئے بلکہ تین دن کے زیادہ (ترمذی) نمازی اگر امام کے ساتھ ایک رکعت بھی پائے گا تو جسے کا ثواب اُسے مل جائے گا اور اگر پوری ایک کعت نہ پاسکا بلکہ تشہد میں اگر ملا تو اُسے نظر کی فرض نماز پڑھنی چاہیے۔ امام کے سلام پھیر دینے کے بعد جو لوگ باقی رہیں وہ علیحدہ علیحدہ نظر کی نماز پڑھ لیں۔ دوبارہ نماز جمعہ جہاں سے پڑھنا یا ظہر کی نماز جہاں سے ادا کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہوتا۔

جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز دو خطبے کھڑے ہو کر پڑھتے بیٹھ کر پڑھنا اختصرت سے ثابت نہیں ہوا آپ دونوں خطبوں کے چنچ میں قدرے ٹیٹھا جاتے جیسا کہ اس زمانے میں خطیبوں کا دستور ہے امام کو مقتدیوں کی طرف متوجہ کر کے منبر پر بیٹھنا چاہیے اور مقتدی امام کے سامنے بغرض استماع خطبہ اُس کے قریب بیٹھنے کی کوشش کریں۔ بڑے بڑے شہروں میں جو خطبہ پڑھا جاتا ہے اور وہاں خطیب کی آواز سمیعین کو نہیں پہنچتی تو اگر خطبے کی اصلی غرض سمیعین کو حاصل نہیں ہوتی مگر پھر بھی اسلام کی شان و شوکت کا اظہار خالی از مشورۃ نہیں اِذَا اَنَّ عَمَالَ بِالْاَلِیَّاتِ امام منبر پر بیٹھ جائے تو اُس کے سامنے صحن مسجد میں آواز بلند اذان دی جائے۔ اختصرۃ کے بعد مبارک میں صرف یہی ایک اذان دی جاتی تھی۔ اسی طرح خلیفہ اہل اور خلیفہ دوم کے زمانے میں لیکن جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور دورہ ہوا اور لوگوں کی کثرت ہوئی تو آپ نے خطبے سے پہلے

اس خطبہ کی سنت ہرادی وہ رات جو بیٹھ کر سنت کے دنوں کے ہر میں داخل ہوتی ہے اگر بڑی صاب میں نصف شب سے دن شروع ہو کر دوسری نصف شب پر ختم ہوتا ہے یہ مسلمانوں میں کو تالیف شب بچھا ہوتا ہے اس لیے کہ پہلے اندازاً قریش کے وقت تمام تاریکی تھی اس کے بعد خدا نے آفتاب اور ستاروں کا نور پیدا کیا ہو۔ اِنْ الشَّمْسُ کَانَ تَارِیْہَا

نماز عید عید کے دن نہ ہو سکے مثلاً مسلمان عید گاہ میں آسانی جمع نہ ہو سکیں اور نماز کا وقت تنگ ہو جائے یا بارش کی شدت سے عید گاہ تک پہنچ نہ سکیں یا دوپہر کے بعد چاند کی خبر لگے تو دوسرے روز صبح کو نماز عید ادا کریں + اگر کوئی شخص نماز عید کی ایک رکعت بھی پائے گا تو اسے ثواب نماز مل جائے گا۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اٹھ کر دو رکعت تہا پڑھے۔ جسے نماز عید نہ ملے وہ تہا دو رکعت نماز پڑھے لیکن اگر دو تین یا زیادہ آدمی ہوں تو جماعت کر لینی درست ہے۔ اس صورت میں خطبے کی ضرورت نہیں +

عید الفطر کے دن نماز سے پہلے طاق کجھریں کھانی سنت ہیں مگر عید قربانی کے روز نماز کے بعد کھانا مسنون ہے اگر میسر ہو تو اپنی قربانی کے جانور کا گوشت کھائیں عید گاہ جاتے وقت ایک رستے سے جائیں اور آتے وقت دوسرے سے تاکہ تمام سستی کو خیر ہو جائے اور اسلامی شوکتہ ظاہر ہو عید گاہ پہنچ کر بلند آواز سے تکبیر کہیں۔ نابالغ لڑکوں کو بھی عید گاہ لے جانا مناسب ہے عید گاہ پا پیادہ جانا مسنون ہے۔ بارش کی وجہ سے عید گاہ نہ جا سکیں تو محلے کی مسجدوں ہی میں نماز پڑھ لینا جائز ہے +

عیدین کی نماز کے بعد امام کو چاہیے کہ خطبہ پڑھنے کھڑا ہو جائے اور حاضرین اسی طرح جہاں کے تہا بیٹھے ہوئے نہایت سکوت اور خاموشی سے خطبہ سنیں جس طرح جمعے کے روز امام دو خطبے پڑھتا ہے۔ اسی طرح عیدین کی نماز میں بھی دو خطبے پڑھے اور نمازیوں کو عید الفطر اور عید الضحیٰ کے مسائل سے آگاہ کرے خطبوں سے فارغ ہونے کے بعد ہر شخص اپنی نماز کی جگہ بیٹھ کر دعائیں عیدین کے خطبے مستترہ موکدہ ہیں اور نمازیں واجب +

حدیثی روایہ کی روش سے صدقہ فطر مسلمان پڑھنا واجب ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے موقع پر ایک شخص کو حکم فرمایا کہ کتے کے بازار میں پکار دو کہ صدقہ فطر ہر مسلمان مرد و خورہ غلام آزاد چھوٹے بچے سب پر واجب ہے تو مسلمانوں کو ضرور ہے کہ صدقہ فطر نماز سے پیشتر اپنے ہی شہر اور اپنی ہی بستی کے محتاجوں بلکہ اپنے غریب و مفلس رشتہ داروں اور یتیموں مسکینوں ساقیوں اور مانگنے والوں کو تقسیم کر کے نماز کے لیے عید گاہ جائیں۔ نماز کے بعد صدقہ فطر ادا کریں گے تو وہ معمولی صدقہ نفل ہو گا نہ صدقہ فطر بلکہ عید دیکھ کر اگر رات ہی کو صدقہ فطر تقسیم کر دیں تو بھی درست ہے صحابہ اسی طرح کیا کرتے تھے بلکہ دو ایک روز پہلے بھی دے دیں تو بھی جائز ہے۔ ایک صحابی کہتے ہیں کہ ہم لوگ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عید مبارک میں گیتھوں یا جو یا خشک چھوڑے یا پیسے یا خشک انگوروں کا ایک صلہ صدقہ فطر دیا کرتے تھے۔ صلہ عرب کا ایک پیمانہ ہے جس میں ڈھائی سیر ڈھائی چھٹانک غلاتا ہو اگر نیزی تول کے حساب سے اگر کسی سے اس قدر نہ ہو سکے تو سو اسیر سو اچھا ٹانگ گیتھوں یا جو خیرات کر دے لیکن جس کے پاس ایک ن کی خوراک سے زیادہ غلہ نہ ہو اس کو صدقہ فطر معاف ہے +

رہی عید الضحیٰ کی قربانی۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے بعض واجب بتاتے ہیں اور بعض سنت لیکن جمہور علماء سنت موکدہ ہونے کے قائل ہیں۔ صاف بات یہ ہے کہ اگر کسی کو قربانی کرنے کا مقصد ہے تو اسے قربانی کرنی واجب ہے ورنہ نہیں۔ قرض لے کر قربانی کرے گا تو سنت ادا ہو جائے گی اور ثواب بھی ملے گا۔ لیکن سودی قرض لے کر یا فخر و نمود کے طور پر کرے گا تو قربانی مقبول نہ ہوگی اور مواخذہ الہی ہوگا سوالگ عید الضحیٰ کی قربانی اصل میں اس واقعہ عظیم کی یاد کو تازہ کرتی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام

نماز عیدین

من المترجم مسلمانوں کے لیے سال بھر میں دو دن خوشی کے مقرر ہیں۔ ایک عید کا دن دوسرے بقرعید کا چنا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو اہل مدینہ کے لیے خوشی کے دو دن مقرر تھے جن میں وہ کھیلتے اور خوشیاں منایا کرتے تھے۔ آپؐ فرمایا یہ دو دن کیسے ہیں عرض کیا گیا یہ وہ دن ہیں جن میں ہم مانہ جاہلیہ میں کھیلتے اور خوشیاں منایا کرتے تھے فرمایا خدا تعالیٰ نے تمہارے لیے ان سے بہتر دو دن ٹھہرائے ہیں ان میں کھیلو کو دو خوشیاں مناؤ ایک عید الفطر کا دن دوسرے عید الفطر کا۔ (ابوداؤد)

یہ دن آپؐ کھانے کھاتے آپؐ کپڑے پہنے خوشی منانے کے ہیں بشرطیکہ خلاف شرع کوئی بات نہ ہو۔ خود جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم عید کے روز اچھا کپڑا زیب جسم فرمایا کرتے تھے اور ایک چادر جو عمدہ اور تیسری ہوتی تھی عیدین اور جمعہ کے روز اوڑھنا کرتے تھے۔ کبھی ایسی چادر جس میں سرخ و سبز دھاریاں پڑی ہوتیں اوڑھنا کرتے تھے۔ عیدین کی نماز کا وقت صبح بلند ہونے سے شروع ہوتا ہے جن وقت نماز اشراق پڑھی جاتی ہے اور دوپہر تک باقی رہتا ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عید الفطر کی نماز روزا سویرے اور عید الفطر کی کچھ دیر کر کے پڑھا کر و چونکہ عید الفطر میں قربانی کرنی ہوتی ہے اس لیے اس نماز میں تعمیل بہتر ہے اور عید الفطر میں قربانی نہیں ہے اس لیے اس کی تاخیر میں کچھ جرح نہیں۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور الفطر کے دن سب کاموں سے پہلے نماز عید ادا کرتے اور عبادتوں میں نماز کو مقدم رکھتے یعنی نماز فجر سے فارغ ہو کر عید گاہ تشریف لے جانے کا اہتمام کرتے اور عید گاہ پہنچتے تو نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ نماز سے پیشتر نہ تو اذان ہی ہوتی نہ نماز نفل ہی پڑھی جاتی نہ تکبیر ہی کسی جاتی تھی بلکہ آپؐ صبح کے ساتھ صرف دو رکعت نماز ادا کرتے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں کی طرف موند کر کے کھڑے ہوتے اور وعظ و نصیحت سے بھرے ہوئے دو موثر خطبے سناتے۔

دو دنوں عیدوں کی نمازیں ایک ہی طرح پڑھی جاتی ہیں یعنی صرف دو رکعت خطبوں سے پیشتر تکبیرات عیدین میں علماء کا خطبہ ہوا بعض چھ کے قائل ہیں اور بعض باؤ کے لیکن ہم صرف ایک صحیح حدیث اس جگہ ذکر کرنی مناسب سمجھتے ہیں جس سے نماز عیدین کی کیفیت بھی طرح سمجھ میں آتی ہے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز پڑھانے کھڑے ہوئے تو تکبیر تحریر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ موندھوں تک لے گئے پھر ہاتھ باندھ کر دعائے ہفت قلچ پڑھی اور سات دفعہ بلند آواز سے اللہ اکبر کہا۔ پھر سورہ فاتحہ اور قرآن پڑھ کر رکوع میں تشریف لے گئے۔ دوسری رکعت پڑھنے کھڑے ہوئے تو قرآن سے فارغ ہو کر پہلے تکبیر میں کہیں غرض کہ دونوں رکعتوں میں باؤ تکبیر میں تیس آؤں تکبیر قیام کے علاوہ ایک حدیث میں ہے تکبیر میں بھی آئی میں گرائس کی سند میں علامہ نے کلام کیا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اکثر تو پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سو ق اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ قمر بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے اور کبھی دوسری رکعت میں سورہ غاشیہ لیکن جب عید اور جمعہ کے دن آتے تو حج اسم اور اہل اہلک دونوں نمازوں میں پڑھتے۔ اگر اختلاف ہلال کی وجہ سے

مشکوٰۃ کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ پیغمبر صاحب اپنی قربانی اپنے دست مبارک سے بچ کرتے اور بچ سے پیشتر مذکورہ بالا دعا پڑھتے اور فرماتے خداوند اس قربانی کو میرے اور میری اُس اُمت کی طرف سے قبول فرمایا جو قربانی نہیں کر سکتی۔
 دسویں فی الحج نماز عید کے بعد سے لے کر بارہویں اور بقول بعض تیرہویں تا پانچویں نماز عصر کے وقت تک قربانیاں کریں جو شخص نماز عید سے پہلے قربانی کرے گا وہ قربانی نہ ہوگی بلکہ معمولی گوشت ہوگا جو اُس نے اپنے لیے بچ کیا۔ بکرا یا بکری۔ گائے یا بیل دو برس کے پورے ہو کر تیسرے میں لگیں تو انھیں مٹھئے یعنی دودانت کہتے ہیں۔ ان جانوروں میں اتنی عمر کا جانور قربانی کے قابل ہو تا ہے۔ سینڈھا اور بھیڑ اور دنبہ۔ یہ جب ایک سال کے ہو کر دوسرے سال میں لگیں تو قربانی کے قابل ہوں گے۔ اونٹ اور اونٹنی اُس وقت قابل قربانی ہوتے ہیں جب چھ برس میں لگیں۔ ننگڑا یا کڈڑا یا ایسا کمزور و لاغر جانور جس کی ہڈی میں گوشت نہ رہا ہو یا بیمار یا سینک ٹوٹا یا کان کٹا یا اندھا ہو یا اوپر نیچے سے کان چرے ہو ہوں یا کم نظر تا ہو۔ اور عیب بخوبی ظاہر ہو تو ان جانوروں کی قربانی نہیں ہو سکتی۔ قربانی کا جانور فر پا اور موٹا تازہ ہونا چاہیے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگو! قربانی کے جانوروں کو خوب موٹا تازہ کرو۔ کیونکہ وہ ہل حیرط پر تمھاری سواریاں ہوں گے اور بات بھی یہی ہے کہ چونکہ جب خدا کے نام قربانی کرنی ہو تو رومی اندھی کیوں کی جائے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں اُن لوگوں کو سزائے کی جو جو رومی مال خدا کی راہ میں فیرات کرتے ہیں چنانچہ فرمایا اَلَّذِينَ آمَنُوا وَتَفَقَّوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَفَعَلُوا خَيْرًا لِّكُلِّ مَنٍّ اَلَا رَضِيَ وَكَأَيُّ مَنٍّ اَلْحَبِيَّتِ مِنْهُ تَفَقَّقُوا وَلَسْتُمْ بِاٰخِيْنَ يٰۤاُولَٰٔ اَنْ تَفْعَلُوْا فِىْهِ وَاَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ غَفِيْرٌ حَمِيْدٌ اور ایک جگہ یوں ارشاد کیا اِنَّ تَتَّقُوْا تَتَّقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَتَمَّا تُفَقُّوْا مِنْ شَيْءٍ فَرَأَى اللّٰهُ بِهٖ عَلِيْمٌ

نماز استسقا

جس سال بارش بند ہو جاتی اور قحط کے عام آثار نمایاں ہوتے تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن معین کر کے نہایت سیلے اور عجز و مسکنت کے کپڑے زیب جسم فرما کر عید گاہ تشریف لے جاتے وہاں مسلمان جمع ہوتے اور آپ در کتہ نماز بلند قراۃ سے ادا کرتے۔ نماز کے ساتھ خطبہ بھی پڑھتے مگر کبھی نماز سے پیشتر اور گا ہے نماز کے بعد۔ نماز کے بعد قبائیل ہوں کر دونوں ہاتھ اوپے کرتے اور بے انتہا عجز و انکسار کے ساتھ دعا کرتے۔ ہاتھوں کی ہتیلیاں زمین کی جانب اُٹھت آسمان کی طرف رکھتے اور چادر مبارک کو ٹوٹاتے۔ چادر کے ٹوٹانے میں تفاعل لینا مقصود ہوتا تھا کہ جس طرح چادر کی حالت بدل جاتی ہو۔ اسی طرح ریلے کی حالت بدل جائے۔ یعنی کال سے سماں اور قحط سالی سے فراخ سالی ہو جائے خطبہ استسقا ان لفظوں سے شروع کرتے۔

اے مسلمانو! (خدا کی راہ میں) عمدہ چیزوں میں سے بچ کر (مٹ جائے وغیرہ) آپ کمائی ہوں تو اور ہم نے تمھارے لیے زمین سے پیدا کی ہوں تو اور ناکارہ چیز کے لیے ناکارہ بھی نہ کرنا کہ لوگوں میں سے بچ کر (مٹ جائے) حالانکہ وہی چیز کو فی حق کو دینی چاہے تو تم اس کے کبھی خوشی (فی حق) نہ لو (اور) یہ کہ وہ نہایت اُس کے لیے) میں چشم پوشی کرو اور چاہو کہ اللہ بے نیاز (دوسرے) منکر اور حمد (دو شتا) ہو ۱۲ (لوگو!) جب تک (خدا کی راہ میں اُن چیزوں میں سے) بچ کر (مٹ جائے) جو تم کو عزیز ہیں (یعنی دے دے) کو ہرگز نہ پونج سکو گے اور کوئی سی چیز بھی بچ کر (مٹ جائے) اللہ اس کو جاتا ہے ۱۳

واقع ہوا یعنی خواب میں فرزندِ غریب حضرت اسماعیل کو فوج کرتے دکھا تو سچ مچ انھیں فوج کرنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ یہ فقرہ قرآن مجید کی ان آیتوں میں مذکور ہو رہا ہے: **فَبَشِّرْهُ بِبُحُلُومِ حَلِيمَةٍ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَبْنَؤُا رَأْيِي أَرَىٰ فِي النَّامُوسِ آيَةً لَّكَ فَأَنْظِرْ مَاذَا تَأْوِي قَالَ يَا بُتِّ أَهْلُ مَا تُؤْمَرُ سَيَّئِدُنِي إِنْ سَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّادِقِينَ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَكَلَّمَا الْكَلِيمَ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَلِكْ نَفْخِرُ الْفَخْرَى الْمُحْسِنِينَ إِنَّ هَذَا لَهَوُ الْبَلَاءِ الْمُبِينُ وَقَدْ يَنْبَغِي عَظِيمُهُ** (یعنی ابراہیم علیہ السلام نے جناب الہی میں یہ بھی دعا مانگی کہ) اور اگر پروردگار مجھ کو نیک و حوں میں سے (ایک نیک و ح بطورِ فرزند) عطا فرما تو ہم نے اُن کو ایک بڑے بڑ بارٹکے (اسماعیل کے پیدا ہونے) کی خوش خبری دی پھر جب لڑکا (حواں ہوا اور) ابراہیم کے ساتھ چلنے پھرنے لگا تو ابراہیم نے کہا بیٹا! میں خواب میں (کیا) دیکھا ہوں کہ (جیسے) میں تم کو فوج کر رہا ہوں۔ پس تم (بھی تو اپنی جگہ) سوچو کہ تمھاری کیا رائے ہو (بیٹے نے) کہا کہ ابا جان! آپ کو جو حکم ہوا ہو دے ناں اُس کی تعمیل کیجئے۔ اِن شار احمد آپ مجھ کو بھی صابر رہی) پائیں گے۔ پھر جب نول (باپ بیٹے) تعمیل حکم پر آمادہ ہوئے اور باپ نے (حلال کرنے کے لیے) بیٹے کو ماتھے کے بل پچھلا (تو ہم کو اُن کی فرماں برداری نہایت پسند آئی اور) ہم نے ابراہیم سے پکار کر کہا کہ ابراہیم! تم نے (اپنے) خواب کو خوب سچ کر دکھایا (اب ہم تم کو بڑے بڑے مراتب دیں گے اور) نیک بندوں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں بے شک ٹھیک ٹھیک ہوئی آزمائش تھی اور ہم نے بڑی قربانی کو اسماعیلؑ کا فدیہ کیا، مقدور و مالے اگر اپنے گھر کے ہر ہر آدمی کی طرف سے بہ نیتِ ثواب تقربِ خداوندی مجدداً قربانی کریں تو بہت اچھا اور نہ سائے خاندان کی طرف سے ایک قربانی بھی مانگ سکتی ہو۔ بہتر ہو کہ قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کریں۔ قربانی کا گوشت محتاجوں سکینوں۔ پڑوسیوں۔ دوستوں اور رشتے داروں کو تقسیم کریں۔ تھوڑا سا خود بھی کھائیں اور اہل و عیال کو بھی کھلائیں قربانی کا گوشت یا چھڑا قصاب کی مزدوری میں نہ دیں ہاں قصاب محتاج ہو تو مزدوری کے علاوہ تھوڑا سا گوشت بہ نیتِ صدقہ دے دیں۔ قربانی کا چھڑا بچ کر اپنے صرف میں لانا سنی ہو مگر خود چڑے کو کام میں لانے کا مضائقہ نہیں۔ لیکن بہتر ہو کہ کسب کے ستوں یا میسرے کے منظم کو خیرات کر دیں۔ قربانی کا جانور ذبح کرنے لگیں تو اپنی وَجْهَتُ وَجْهِي لِلَّهِ فِي ظِلِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَيِّقًا وَ مَا أَكَلْنَا مِنَ الشَّهْرِ لَيْلَةٍ أَوْ لَيْلَةٍ صَلَاتِي وَكُفِّي وَتَحِيَّاتِي وَحَمْدِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَلَوْ بَدَّلَ الْأُفْرُتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ پڑھ کر ہنسنا اللہ واللہ اکبر کہتے ہوئے گلے کے پاس سے ذبح کریں۔ اپنی طرف سے قربانی کریں تو اللہ تعالیٰ مقبَل مِتَّی اور دوسرے کی طرف سے کریں تو اللہ تعالیٰ تَقَبَّل مِنْ فَلَانِ کہیں اور فلاں کی جگہ اُس کا نام رہاں سے پس یا دل میں نیت کر لیں۔ کچھ بھی ضرور نہیں کہ ان لفظوں کو عربی زبان میں کہیں۔ چاہیں تو اردو میں اور اردین بیت کی طرف سے بھی قربانی کرنے کا ثبوت حدیث سے ملتا ہے بشرطیکہ وہ حیثیت کرم اہو۔ جناب سول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کی طرف سے قربانی کی۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمّت کی طرف سے بھی قربانی کرتے

دل۔ حضرت سخی تو بڑی قربانی سے وہ مٹانا نہ دیکھ رہا ہوا ہے جو اسماعیل علیہ السلام کے بچہ میں خدا نے جنس سے ذبح ہونے کے لیے بھیجا تھا اور ہاؤن اس طرف منتقل ہوا کہ بڑی قربانی سے ہر عید کی قربانی مراد ہو کہ وہ بھی سنت ابراہیمی کی ہے۔
 ۱۰۰ عین سے تو ایک ہی کا جو کرا چنانچہ اسی (قالت) کہ کی طرف کر لیا جس نے اسماؤں اور زمین کو بنایا اور میں شرکوں میں سے نہیں ہوں ۱۱۰ عین شک میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنے کا سب اللہ ہی کے لیے ہو اور میں اُس کے فرماں برداروں میں پہلا (فرمان بردار) ہوں ۱۲۰ اسی پر عید کی طرف سے قبول فرما ۱۳۰ خداوند اسے فلاں شخص کی طرف سے قبول فرما ۱۳۰

اہل جاہلیت کا اعتقاد تھا کہ عالم پر جب کوئی عظیم الشان حادثہ پڑنے کو ہوتا ہے مثلاً کوئی بڑا شخص مرنے کو ہوتا یا ماضی عام پیدا ہوا چاہتا ہو تو سورج گھن اسی طرح چاند گھن پڑتا ہے۔ پیغمبر صاحب کے عہد مبارک میں سورج گھن پڑا تو اتفاق سے اسی روز آپ کے فرزند ابراہیم کا جو بطن ماریہ قطیبہ سے تھے حالت شیرخواری میں انتقال ہو گیا۔ ماریہ قطیبہ پیغمبر صاحب کی لونڈی تھیں جنہیں مقوتس بادشاہ نے ہدیہ پیغمبر صاحب کی خدمت میں بھیجا تھا۔ ابراہیم کا انتقال ہوا تو لوگوں نے اپنے پڑنے خیال کے مطابق کہنا شروع کیا کہ پیغمبر صاحب کے فرزند ابراہیم کے انتقال معنی پر سورج گھن پڑا ہے چونکہ لوگوں کے اس اعتقاد میں ایک طرح کی بے شرک پائی جاتی تھی۔ اس کے دفع کرنے کے لیے پیغمبر صاحب نے خطبے میں فرمایا کہ چاند سورج خدا کی نشان دہی ہیں اور یہ دونوں کسی کے مرنے یا پیدا ہونے پر نہیں گتے۔ پیغمبر صاحب کا یہ خطبہ آپ کی کمال عبودیت اور صداقت پر بڑی بھاری دلیل ہو۔

حضرت ابراہیم کے متعلق ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ جب اُن کا انتقال ہونے کو ہوا تو پیغمبر صاحب سے چند صحابیوں کے ابوسیف آہنگر کے مکان پر تشریف لے گئے۔ یہ ابوسیف ابراہیم کی دایہ اور موضع کے شوہر تھے ان کا نام تھا ہار بن آعمش اور ان کی بیوی کا نام خولہ بنت المنذر پیغمبر صاحب نے ابراہیم کو گودی میں لے کر اُن کی پیشانی کو بوسہ دیا اور سوگھا حالانکہ ابراہیم نزدیک تھے کہ جان دے دیں۔ اس وقت اُن کی عمر دس برس کی تھی اور بعض کہتے ہیں سولہ مہینے آٹھ روز کی اور روایت بعض ایک سال دس مہینے چھ روز کی۔ بہر کیف حالت رضاع میں تھے کہ انتقال کیا۔ اس وقت پیغمبر صاحب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور آپ زار و خوار رہے تھے عبدالرحمن بن عوف جو ایک بڑے جلیل القدر صحابی تھے اور اس جلسہ میں موجود تھے لگے کہنے یا رسول اللہ آپ باوجود اس معرفت اور جلالت شان کے روتے ہیں فرمایا۔ ابن عوف! یہ آنسو بے صبری اور ناشکیبائی اور جرجع کی وجہ سے نہیں بہتے بلکہ رحمت اور رقت کے اثر سے بہتے ہیں۔ اے ابوسیف متواتر آنسو بہانے اور فریاد لگے کہ آنکھیں آنسو بہاتیں اور دل غمگین ہوتا ہے اور ہم وہی بات کہتے ہیں جسے ہمارا پروردگار پسند کرتا ہے۔ اور اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے غمگین ہیں۔

کسوف و خسوف کی حقیقت یہ ہے کہ ستارے دو قسم کے ہوتے ہیں ثوابت و سیار۔ جو ٹھیکے ہو دکھائی دیتے ہیں ثوابت ہیں اور جو حرکت کرتے ہیں سیار۔ ثوابت میں سے ایک ہمارا آفتاب بھی ہے۔ آفتاب کا طلوع و غروب اُس کی حرکت سے نہیں ہے بلکہ نہر مشتری۔ عطارد۔ زحل۔ مریخ اور زمین پر سیارے اُس کے ساتھ وابستہ ہیں اور اُس کے گرد گھومتے ہیں۔ زمین بھی ایک سیارہ ہے۔ متحرک۔ اور جس طرح ریل ورکشی کے سوار کو درخت اور مکانات اور دوسری ٹھہری ہوئی چیزیں نظر کی غلطی سے چلتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں اسی طرح اہل زمین چلتی ہوئی اُس کی وجہ سے نظر ظاہر آفتاب چلتا ہوا دکھائی دیتا ہے حالانکہ آفتاب ساکن ہے۔ پھر جو سیارے آفتاب کے ساتھ وابستہ ہیں اُن میں بعض ایسے بھی ہیں کہ اُن کے ساتھ آدھ چھوٹے سیارے وابستہ ہیں جو چاند کہلاتے ہیں مثلاً مشتری سیارہ اُس کے گرد آٹھ چاند گھومتے ہیں۔ زمین سیارہ ہے اُس کے گرد اگر دوسرا چاند گردش کرتا ہے۔ یہ سب سیارے اپنے چاندوں کے ساتھ آفتاب کے گرد گھومتے ہیں اور آفتاب اپنے سیاروں سمیت ایک نظام جداگانہ سمجھا گیا ہے اور اس کا نام ہے نظام شمسی۔ اسی طرح ہر چھوٹے سے چھوٹا ثابت ستارہ بجائے خود آفتاب ہے اور اُس کا نظام جداگانہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَاِنَّ یَوْمَ الدِّیْنِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یَفْعَلُ مَا یُرِیدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ
 اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْتَ الْخَفِیُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ اَنْزِلْ عَلَیْنَا الْغِیْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ عَلَیْنَا قُرْآنًا وَبَلَاغًا
 اِلَی الْحَیِّیْنَ۔ زان بعد رب و عا پر ہے۔ اَللّٰهُمَّ اَسْقِنَا غَمًّیْثًا مُّغِیْثًا قَرِیْبًا قَرِیْبًا عَا جِلًا غَیْرَ اَجَلٍ
 اَللّٰهُمَّ اَسْقِ عِبَادَكَ وَهَمَّائِکَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاحِیْ بَلَدَکَ الْمَیْمَتِ اَللّٰهُمَّ اَسْقِنَا اَللّٰهُمَّ اَسْقِنَا
 ایک دفعہ کا ذکر ہو کہ آنحضرت کے عہد مبارک میں قحط پڑا لوگوں نے پانی نہ برسنے کی شکایت آپ کی۔ حضور نے حکم فرمایا کہ
 عید گاہ میں منبر رکھا جائے۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ آپ علی الصبح عید گاہ تشریف لے گئے اور سورج نکل آیا تو خدا کی حمد و ثنا
 کی اور تکبیر و تہلیل کہتے ہوئے خطبہ شروع کیا۔ خطبے سے فارغ ہو کر دونوں ہاتھ اٹھائے اور دیر تک عجز و راسی کے ساتھ دعا
 کرتے رہے۔ پھر چار قوتانی اور لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر دعا کی۔ زان بعد منبر سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھی۔ آپ کی دعا کے اثر
 قبولیت نمایاں ہوئے۔ دھواں دھار ابرٹھا اور موسلا دھار پانی برسنا شروع ہوا۔

نماز کسوف و خسوف

عرف میں اکثر سورج گمن کو کسوف اور چاند گمن کو خسوف کہتے ہیں جب ایسا موقع پیش آئے تو امام کو مناسب ہو کہ کسی آدمی کو بھیج کر
 مسلمانوں کو جمع کر لے اور جب وہ جمع ہو جائیں تو مسجد میں دو رکعت نماز جماعت سے ادا کرے۔ قراۃ بلند آواز سے پڑھے پہلی
 رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ عنکبوت اور دوسری میں سورہ روم پڑھنا سنون ہی۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 کے زمانے میں سورج گمن پڑا تو آپ نے دو رکعتیں جماعت سے پڑھیں۔ اس نماز میں آپ کا قیام بہت طولانی تھا۔ اپنے سورہ بقرہ
 کے مقدار قرآن پڑھا۔ پھر رکوع کیا اور بہت دیر تک رکوع میں رہے۔ رکوع سے اٹھ کر پھر قیام کیا۔ لیکن قیام پستے قدر خفیف
 تھا۔ اس کے بعد پھر رکوع کیا اور پہلے رکوع کی نسبت یہ رکوع بہت ہی خفیف تھا۔ پھر کھڑے ہوئے اور سجدے میں تشریف لے گئے
 ایک سجدے کے بعد دوسرا سجدہ کیا۔ زان بعد دوسری رکعت پڑھنے کھڑے ہوئے اور جس طرح پہلی رکعت پڑھی تھی دوسری بھی
 اسی طرح پوری کی یعنی اس میں بھی دو رکوع تھے دو قیام تھے۔ دو قرائتیں تھیں۔ لیکن اس رکعت کا قیام اور رکوع اور قرائتیں پہلی
 رکعت کے قیام اور رکوع اور قرائتوں سے کم تھیں۔ نماز سے فارغ ہوئے تو سورج بالکل صاف اور روشن تھا اس کے بعد اپنے اٹھ کر
 ویسے ہی دو خطبے پڑھے جیسے جمعے میں پڑھے جاتے ہیں۔ ان خطبوں میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ سورج اور چاند خدا کی دو نشانیاں
 ہیں اور یہ دونوں کسی کے مرنے یا پیدا ہونے پر نہیں گتے۔ سلوگو! جب تمہیں یہ موقع پیش آئے تو ذکر اللہ میں مصروف ہو جاؤ
 دعا مانگو۔ تکبیر و تہلیل میں مشغول ہو نماز پڑھو خیرات دو۔ زان بعد ارشاد فرمایا کہ اُمّۃ محمد! خدا تعالیٰ سخت غیر متنبہ ہو اس
 بڑے کر کوئی غیر نہیں۔ بخدا اگر تمہیں اُن باتوں کا علم ہو جن کا مجھے علم ہی تو روو بہت اور نہ سو تھوڑا۔

۱۔ سب تعریف خدا کو ہی جو دنیا جہاں کا پروردگار ہی نہایت مہربان بہت رحم والا۔ روز جزا کا مالک۔ خدا کے سوا کوئی قابل پرستش نہیں۔ جو چاہتا ہی کر داتا ہی بار خدا تو ہی خداوند
 ہو ترے سوا کوئی معبود نہیں تو بے پروا اور بے نیاز ہی اور ہم فقیر و محتاج تو ہم پر مہربان اور دانا ہر سانس سے ہمیں روزی دے اور ایک مدت تک فائدہ پہنچا ۱۲
 خداوند! ہمیں پسند کا پانی ملا کر دے ہماری فریادیں کرے اور انجام کا نکلے۔ اے خداوند! جسے چاہے شاداب ہو قطع کو نہیائے اور نقصان نہ دے جلدی برستے تاخیر نہ کرے
 اسی اپنے بندوں اور جانوروں کو پانی پلا اور اپنی زمینیں رحمت کو ہر طرف پھیلا اور اپنے مژدہ شہر کو چلا اٹھا اپنے زمین کو مس سبزی اور شا دابی سے لالماں کر دے خداوند! ہمیں
 پانی پلا خداوند! ہمیں پانی پلا خداوند! ہمیں پانی پلا ۱۳

نماز خوف و سفر

وَإِذَا ضَلَجْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ تَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا مُبِينًا وَإِذَا كُنْتُمْ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَكُمْ وَلْيَاْخُذُوا سِلَاحَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِنْ صَرَائِيكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَى لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكُمْ وَلْيَاْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَيْلَةً وَاحِدَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِنْ مَقْطِرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَرَضَى أَنْ تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۝ فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَادْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَفُوعًا ۖ وَقَعَلَا جُنُودًا فَإِذَا أَطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِمُوا الصَّلَاةَ

اور (مسلمانو!) جب تم (جہاد کے لیے) کہیں کہ جاؤ تو تم کو خوف ہو کہ نماز پڑھنے میں کہیں (کافر تم سے (ٹرائی کی) چھیڑ چھاڑ نہ) کرنے لگیں تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ نماز میں کچھ گھٹا دیا کرو بے شک کافر تو تمہارے کھلے دشمن ہیں (تم کو طینان سے نماز نہیں پڑھنے دیں گے) اور (ایسی پیغمبر! جب تم (مسلمانوں کی فوج) کے ہمراہ ہو اور (امام بن کر) ان کو نماز پڑھانے لگو تو مسلمانوں کی ایک جماعت (مقتدی بن کر) تمہارے ساتھ کھڑی ہو اپنے ہتھیار لیے ہیں پھر جب سجدہ کر چکیں تو بیچے ہٹ جائیں اور دوسری جماعت جو (اب تک) شریک نماز نہیں ہوئی اگر تمہارے ساتھ نماز میں شریک ہو اور ہتھیاریں رکھیں (اور اپنے ہتھیار لیے ہیں) گزروں کی (تو یہ تمنا ہو کہ تم (ذرا بھی) اپنے ہتھیاروں اور ساز و سامان (رخک) سے غافل ہو جاؤ تو یکساںگی تم پر ٹوٹ پڑیں اور اگر تم لوگوں کو مینہ کی وجہ سے کچھ تکلیف ہو یا تم ہیاریں ہوں ہتھیار اتار رکھنے میں (بھی) تم پر کچھ گناہ نہیں ہاں اپنی ہتھیاریں رکھو اللہ نے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے پھر جب تم نماز (خوف) پوری کر چکو تو (اُس کے بعد) کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے اللہ کی یادگاری میں لگے رہو پھر جب تم دشمن کی طرف سے مطمئن ہو جاؤ تو (مسمول کے مطابق) نماز پڑھو۔

۱۔ کچھ گناہ دینے سے چار رکعت کا دو رکعت کر دینا اور ہر ادا اتنا بھی موقع۔ ۲۔ نہ تو ایک ہی رکعت یا کوئی جیسا کہ احادیث میں آیا ہے اور اس کا بھی موقع۔ ۳۔ نہ تو خدا کرے جیسا کہ پیغمبر خدا اور حضرت عمرؓ سے غزوہ خندق میں مصری نماز قضا ہو گئی تھی وہ

یہ باتیں علمِ نبیؐ کی ہیں جن کو خاص لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ یہ ہمارا آفتاب اپنی ذات سے روشن ہو۔ ہمارا چاند زمین کی طرح تاریک ہو جس طرح ہمارے ہاں آفتاب کی دھوپ پڑتی ہو چاند پر جو آفتاب کی دھوپ پڑتی ہو وہی نورِ قمر ہو۔ گھومتے گھاتے جب چاند زمین اور آفتاب کے بیچ میں حائل ہو جاتا ہو تو سورج گمن ہوتا ہو جس کے یہ معنی ہیں کہ کوہِ قرنہ نورِ آفتاب کو زمین تک پہنچنے سے روک دیا۔ سورج گمن کے وقت آفتاب سے نور سلب نہیں ہوتا بلکہ چاند کے آڑے آجانے کی وجہ سے ہم تک نہیں پہنچے پاتا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آفتاب تاریک ہو گیا۔ چاند گمن اس وقت ہوتا ہو جب زمین آفتاب اور چاند کے بیچ میں حائل ہو۔ ہر کیف یہ انقلاب جو اجرامِ فلکی کی حالت میں کبھی کبھی واقع ہوتا ہو خدا کی قدرت کی بڑی زبردست نشانی ہو۔ لوگ اس کو مقدمہٴ آفت سمجھتے ہیں اور یہ بخوبیوں کے اذنام ہیں۔ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو گمن کے وقت خدا کی طرف رجوع لاتے تھے کوئی ایچ کے سبب نہ تھا بلکہ خدا کی عظمت کا خیال کر کے مصروفِ عبادت ہو جاتے تھے۔

سورج اور چاند گمن کی نمازوں کا وہی وقت ہو جب گمن پڑنے لگے۔ لیکن جن وقتوں میں نماز پڑھنے کی شرعی ممانعت ہو یعنی سورج نکلنے ڈوبنے اور زوال کے وقت تو ان وقتوں میں نہ پڑھیں بلکہ خدا کی حمد و ثنا اور تکبیر و تہلیل میں مشغول ہوں اور گننا ہوں سے توبہ کریں۔ شرمندگی و مذمت اٹھائیں۔ بن پڑے تو خیرات و صدقہ دیں۔ ان اوقات کے نکل جانے کے بعد بھی گمن باقی رہے تو نماز ادا کریں خطبہ پڑھیں۔ لیکن جسے کے دن عین زوال کے وقت اور خانہ کعبہ میں ہرقت یہ نماز پڑھنا درست ہو۔

جب کبھی گمن پڑتا تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ڈر جاتے کہ مبادا آج ہی قیامت نہ ٹوٹ پڑے آپ گھبرائے گھبرائے مسجد میں تشریف لاتے اور نماز پڑھنی شروع کر دیتے اور حاضرین کی طرف روئے سخن کر کے فرماتے کہ لوگو! خدا اپنے بندوں کو ان نشانیوں سے ڈراتا ہو۔

کسوف و خسوف کی نماز ہمیں ہر صاحبِ کئی طرح پر منقول ہو کبھی تو آپ ان دو رکعتوں میں دو رکوع کرتے کبھی تین کبھی چار کبھی پانچ اور ہر رکوع کے بعد قرأت پڑھتے کبھی ایسا ہوتا کہ ہر رکعت میں ایک ہی رکوع کرتے۔ ان دونوں نمازوں میں عورتوں اور بچوں کو شامل ہونا اور نماز پڑھنا بھی پابہِ نبوت کو پہنچ گیا ہو۔ اس لیے اگر ان دنوں میں بھی بوٹھی عورتیں اور بچے سورج اور چاند گمن کی نمازوں میں شامل ہوں تو مضائقہ نہیں۔

اُس سے انتہا درجے ناراض ہوتا ہو۔ پھر خدا تعالیٰ اُس بندے سے کس طرح راضی ہو سکتا ہے جو اُس کے عظیم گنہگار ہو۔ خدا تعالیٰ نے دین میں ہر طرح کی آسانی رکھی ہے۔ عبادات میں سب سے افضل عبادۃ نماز ہے۔ پھر روزہ پھر زکوٰۃ پھر حج۔ نماز کے بارے میں یہ آسانی رکھی کہ سفر میں ہو تو قصر کر لو۔ کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکو تو بیٹھ کر اور بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکو تو لیٹے لیٹے اشاروں سے نماز پڑھ لو۔ جتنے کہ طہارۃ یعنی غسل جبابت اور وضو تک میں جو شرائط نماز میں خدا کو آسانی تہ نظر ہو مثلاً بے وضو اور جنبی کو پانی سے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو تو تمیز کرے۔ روزے میں یہ سہولت پیدا کی کہ مریض مسافر اور حاملہ اور مضعفہ غیر روزہ نہ رکھیں۔ ازالہ عذر کے بعد چاہیں روزے کی قضا بچھ دیں چاہیں فدیہ دے دیں چنانچہ قرآن مجید کے ایک موقع پر روزے کے سلسلہ بیان میں ارشاد ہوا ہے **يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ** حج کے بارے میں ارشاد ہوا **وَاللَّهُ عَلَى النَّاسِ حَرُّ الْبَيْتِ مِنْ اسْتِطَاعَةِ إِلَيْهِ سَبِيلًا** الغرض دین میں ہر طرح کی آسانی ہے کسی قسم کی تنگی اور مشکل نہیں **لَوْ اجْتُنِبَتْكُمْ دُمُوجُهُمْ لَكُنْتُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ** تو جو لوگ خدا کے دین میں سختیاں اور مشکلات پیدا کر کے اُس کے دائرے کو تنگ کرتے ہیں انہیں ہرقت ترسان خائف رہنا چاہیے۔ جس سفر میں نماز قصر کی جاتی ہے اُس کی حد ساق میں علماء کا اختلاف ہے بعض عین منزلوں کی قید لگاتے ہیں بعض اس کے کم لیکن صحیح حدیث سے نو میل ثابت ہے جس میں کسی گز کوئی شخص نو میل کا سفر کرے تو اسے قصر نماز جائز ہے اگرچہ چار روزہ پڑھنے کی نیت کی ہو تو نماز قصر کرے اور چار روزے سے زیادہ پڑھنے کا قصد کیا تو پوری نماز پڑھے۔ ہاں اگر قیام میں مسافر ہو اور آج کل کوچ کرنے کی نیت ہو تو قصر کیے جائے گو مہینے و رکیوں نہ گزر جائیں لیکن مہینے روزے سے متجاوز ہونے میں پوری نماز ادا کرنی پڑے گی۔ ریل کا سفر کبھی کبھی جیسا کہ اُس میں کبھی نماز قصر کرنا جائز ہے صرف نیت اور کبیر تحریر کے وقت مستقبل کعبہ کا فی ہے۔ بعد کو جس طرف سواری کا رخ ہو نماز نہ جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص قافلے کے ساتھ سفر کر رہا ہو اور سواری سے اتر کر نماز پڑھنے میں جان مال کا اندیشہ یا راستہ بھول جائے کا خوف ہو تو چلتی سواری پر نماز فرض ادا کرے مگر قیام گاہ پر پہنچ کر اُس کا اعادہ کر لینا انسب ہے۔ سفر کی حالت میں علاوہ نماز فجر کے اور نمازوں میں جمع جائز ہے یعنی دو وقت کی نماز میں ایک وقت میں پڑھنا درست ہے۔ مثلاً ظہر و عصر دونوں کو ظہر یا عصر وقت میں پڑھنا اور مغرب و عشاء کی دونوں نمازوں کو مغرب یا عشاء کے وقت ادا کرنا درست ہے ۱۰

۱۱ "اگر تمہارے ساتھ آسانی کرنی چاہتا ہو اور تمہارے ساتھ سختی نہیں کرنی چاہتا ۱۱"

۱۲ "اور لوگوں پر فرض ہو کہ خدا کے لیے غنائم کبہ کلج کریں جن کو اُس تک پہنچنے کا مقدر ہو ۱۲"

۱۳ "اُسی نے حمزہ و ذبیحہ کو لوگوں میں سے انتخاب فرمایا اور دین (کے بارے) میں تم پر کسی طرح کی سختی نہیں کی ۱۳"

۱۴ "یہ علماء محمد بن عبد اللہ کے نزدیک ہے فقہاء کہتے ہیں کہ تہجد کو ہمیشہ قصر کرنی چاہیے گو سالہا سال تک بھی اُس کا تہجد باقی رہے ۱۴"

بِالنَّصْلَةِ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا

(السنن ۱۳ - پارہ ۵)

عقودنا

کیونکہ مسلمانوں پر نماز بقیہ وقت فرض ہوئی

و مطلب یہ کہ اگر خوف کی حالت ہو اور نماز کا وقت نکلا جائے اور کوئی

نماز بن پر سے پڑھو اور اس کو عثمانہ ہونے دو ۱۲

من المترجم مسافر کو قصر نماز یعنی چار رکعت والی فرض نماز کو دو رکعت پڑھنا واجب ہو کیونکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی سفر میں پوری چار رکعتیں پڑھنا ثابت نہیں ہوا اور یہی معنی میں وجوب کے حجۃ سے پیشتر نماز مغرب سے علاوہ تمام نمازیں دو دو رکعتیں فرض تھیں مگر حجۃ کے بعد فجر نماز فجر کے جس نماز کی دو رکعتیں فرض تھیں چار فرض ہو گئیں۔ حالہ سفر میں صرف ان ہی نمازوں میں قصر ہو جن کی چار رکعتیں ہیں اور وہ تین نمازیں ہیں ظہر عصر عشاء۔ قصر صلوٰۃ کچھ خوف دشمن ہی پر موقوف نہیں ہو بلکہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے امن امان اور آدمیوں کی کثرت کے لئے بھی موضع مناسبت میں قصر کے ساتھ جامعہ سے نماز پڑھی۔ اور اسی لئے قصر صلوٰۃ پر دلیل گردانا گیا ہو عاترم سفر تاوغینکہ اسبہ شہر بستی میں ہو قصر نہ کرے البتہ جب شہر سے باہر نکلے اور آبادی شہر ختم ہو جائے تو قصر کرنا شروع کر دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں ظہر کی پوری نماز ادا کی اور ذوالخلفہ میں پونچھکر نماز عصر میں قصر کیا۔ چونکہ حدیث میں یہ یاد دہان کیا کہ کسی طرح کا فرق نہیں کیا گیا یعنی قصر صلوٰۃ جیسے پیادے کو دیسا سوار کو اس کے قیاس پر میل کے مسافر کو قصر صلوٰۃ کرنا چاہیے۔ گو ایک شیش سے دوسرے شیش تک جو غالباً نو میل سے زیادہ فاصلہ رکھتا ہو کیوں نہ سفر کرنا ہو۔ اللہ اللہ دین میں کیسی آسانیاں ہیں اور لوگ ان سے محروم۔ افسوس ہو کہ علمائے عموماً اسلامی مسائل اور خصوصاً مسئلہ قصر صلوٰۃ میں اس قدر تضیق و تنگی کر دی ہو کہ بیان سے باہر ہو عوام مسلمان چونکہ لاعلم ہیں علماء کی ان تنگیوں میں پھنس کر دنیا و دین سے گئے گزرے ہوتے چلے جاتے ہیں۔

اب ایک بات یہ ہو کہ مسافر باوجود وہاں کے پوری نماز پڑھ سکتا ہو یا نہیں۔ اس کے بارے میں جمہور علماء کا قول ہے کہ اسے حالت سفر میں ہمیشہ قصر صلوٰۃ کرنی چاہیے۔ نسائی میں یعلیٰ بن امیہ سے روایت ہو کہ میں نے حضور عمر بن الخطابؓ کو پوچھا کہ آیا لکھن علیکم جئنا ان تقصر وامن الصلوٰۃ ان خفتم ان یقتلکم الذین کفروا سے معلوم ہوتا ہو کہ خوف کی حالت میں قصر صلوٰۃ کرنی چاہیے اور اب لوگ ہیں کہ امن کے ساتھ ہر طرف آمد و رفت کر سکتے اور پھر بھی قصر صلوٰۃ کرتے ہیں تو کیا ایسے وقت میں قصر صلوٰۃ کیا جائے گا۔ حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا کہ یعلیٰ! جس طرح اس آیت کے مضموم سے سمجھتے ہوئے مجھے بھی ہوا تھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو فرمایا یہ خدا کا تم پر صدقہ ہو تو اس کے صدقہ کو قبول کر لو۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہو کہ حالت سفر میں قصر صلوٰۃ واجب ہو اور اس کا تارک گنہگار۔ وجہ یہ کہ اصول کے قاعدے کے رو سے صیغہ امر وجوب کو مقتضی ہوتا ہو اور تارک وجوب آثم و گنہگار۔ علاوہ بریں بندہ خدا کے آگے ایسا ہی فقیر و محتاج ہو جیسا غلام آقا کے سامنے اور رعیت بادشاہ کے روبرو۔ اور غلام کے حق میں یہ نہایت قبیح بلکہ بغاوت کی دلیل ہو کہ بادشاہ دے اور غلام اسے رو کر دے ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی کا عطیہ یا صدقہ رو کر دیتا ہو تو صدقہ دینے والا

مسلم یہ عام دینے سے چھ میل کے فاصلہ پر رونق ہو اور میں سے اہل مدینہ حج کا احرام باندھتے ہیں۔

علیہ وسلم ایک ضعیف الحریکہ ناقص الحلقہ آدمی کو دیکھ کر سجدے میں گر پڑے۔ ظاہر اسجدہ شکر کے لیے با وضو ہونا ضرور نہیں اور علیٰ ہذا القیاس استقبال قبلہ بھی مگر ہم کو کہیں سے اس کی سند ہم نہیں پہنچی۔

تلاوت قرآن کے سجدے

قرآن مجید میں پندرہ آیتیں ایسی ہیں کہ انہیں پڑھ کر یا سن کر سجدہ کرنا مسنون ہے۔ ایک سورہ اعراف میں إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرُونَ وَلَهُ يَسْجُدُونَ۔ پر۔ دوسرے سورہ رعد میں وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طُغْيَاءَ كُفْرَهُمْ هَٰؤُلَاءِ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ بِالْأَصْحَالِ پر تیسرے سورہ نمل میں وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَلَائِكَةُ السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ غَيْرِ قَهَرٍ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ۔ چوتھے سورہ نبی اسرئیل میں وَيَسْجُدُونَ لِلَّهِ فَإِنْ يَكُونُ وَبَيْنَ يَدَيْهِمْ خَشْيَةٌ يَخُفُّ عَنْهُمْ رُوحُهُمْ فَيَسْجُدُونَ لِرَبِّهِمْ مِنْ أَمَامِهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ۔ پانچویں سورہ مریم میں إِذْ أَنْشَأَ عَلَيْهِمُ آيَاتِ الرُّجْمِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا۔ پر۔ چھٹے سورہ حج میں آيَةُ وَمَنْ يُكِبْهُ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ۔ پر۔ ساتویں اسی سورہ حج میں آيَةُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا وَادْكَبُوا فَعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ پر۔ آٹھویں سورہ فرقان میں آيَةُ اسْجُدْ لِمَا تَأْمُرُ نَاوِزًا وَهُمْ يُفْعَلُونَ۔ پر۔ نویں سورہ نمل میں آيَةُ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ۔ دسویں سورہ سجدة میں آيَةُ إِنَّمَا يَتُومَنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِرُوا بِهَا حُضِرُوا وَاسْجَدُوا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ۔ پر۔ گیارھویں سورہ ص میں آيَةُ وَطَلَقَ دَاوُدَ إِتْمَامَ فَتَنَتُهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ۔ پر۔ بارھویں سورہ فصلت میں يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ۔ پر۔ تیرھویں سورہ انجم میں آيَةُ فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا۔ پر۔ چودھویں سورہ انشقاق میں وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ۔ پر۔ پندرھویں سورہ

علق میں آيَةُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ۔ پر۔

جب ان آیتوں میں سے کوئی آیت پڑھے یا سنے تکبیر کہہ کر سجدہ کرے۔ حالت سواری میں اگر سجدے کی آیت پڑھے یا سنے تو زمین پر دونوں ہاتھ رکھ کر سجدہ کرے اور پیدل ہو تو زمین پر۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم شب کو آیت سجدہ پڑھتے تو سجدے میں یہ دعا پڑھا کرتے۔ سَجْدَتِي لِلَّذِي خَلَقَنِي وَسَقَى سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ۔ یعنی میرا سونہ اُس کے لیے جھک گیا۔ جس نے اُسے بنایا اور اپنی قوت و قدرت کے ساتھ اُس کے کان اور آنکھیں پیدا کیں۔ استقبال قبلہ اور وضو کے بارے میں جو ہم سجدہ شکر میں لکھ آئے ہیں وہی یہاں بھی سمجھو۔

سجدہ سہو

جسے نماز میں شک واقع ہو کہ میں نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار۔ تو وہ شک کو دور کرے اور جتنی رکعتوں پڑل ٹھیرے اور یقین ہو اُن پر بنا کر کے سلام پھیرنے سے پیشتر دو سجدے کرے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اُگڑا سے بھلاتا بھٹکتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ دوسرے خیال میں محو ہو کر بھول جاتا ہے کہ کتنی رکعتیں پڑھیں۔ اُس وقت تمہیں چاہیے کہ کسی کا اعتبار کرو مثلاً دو تین میں شبہ ہو تو دو اور تین چار میں شبہ ہو تو تین پر یقین کرو پھر باقی رکعتوں کی تکمیل کر کے آخر کے تشهد میں التحیات اور درود شریف پڑھ کر سہو کے دو سجدے کر کے سلام پھیر دو۔ سلام پھیرنے کے بعد بھی سجدہ سہو کا جواز بہت سی حدیثوں سے ثابت ہوا ہے۔ امام اور زہنا نمازی اگر نماز میں سہو کریں گے تو انہیں سہو کے دو سجدے کرنے پڑیں گے۔ امام کے سہو سے مقتدی کو بھی سجدہ سہو کرنا ہوگا۔ مگر مقتدی کے سہو سے خود اُس کو یا امام کو نہیں۔ امام نماز میں سہو کرے مثلاً کھڑا ہونا چاہتا تھا اور وہ لگے بیٹھنے یا بیٹھنا چاہیے تھا اور وہ لگے کھڑا ہونے تو مقتدی اُس سے سُبْحَانَ اللہ کہہ کر یاد دلادے۔ امام اگر پہلے قعدے میں نہ بیٹھے اور سیدھا کھڑا ہو جائے تو مقتدیوں کو بھی اُس کے ساتھ سیدھا کھڑا ہونا چاہیے پھر اخیر رکعت میں امام سلام پھیرنے سے پیشتر یا بعد کو دو سجدے کرے اور مقتدی بھی اُس کا اتباع کریں۔ اگر کوئی قعدے میں بیٹھنا بھول گیا اور سیدھے کھڑے ہونے سے پہلے یاد آگیا تو فوراً بیٹھ جائے اور اب اُس کو سہو کے دو سجدے کرنے ضرور نہیں۔ ہاں پورا کھڑا ہو گیا ہو تو نہ بیٹھے اور آخر میں سجدہ سہو کر لے۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ نماز عصر پڑھائی۔ اور تین رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیا۔ حجرے میں تشریف لے گئے تو پیچھے سے ایک صحابی نے یاد دلایا۔ آپ اُسی وقت سجد میں تشریف لائے اور لوگوں سے تصدیق فرما کر ایک رکعت اُڑ پڑھی اور سلام پھیر کر دو سجدے کر کے نماز سے باہر آ گئے۔ اگر کوئی ختم سورہ کرنا بھول گیا یا پڑھنی تھی خالی رکعت اور بھری رکعت پڑھ گیا یا اس کے برعکس کر لیا تو محدثین کے نزدیک سجدہ سہو لازم نہیں آتا کیونکہ اُن کے نزدیک ختم سورہ سنتہ مؤکدہ ہے مگر فقہاء کے نزدیک حکم سورہ واجب ہے اور واجب کے ترک پر سجدہ سہو لازم۔ اس لیے وہ سجدہ سہو کو لازم بتاتے ہیں۔ نماز خواہ فرض ہو یا سنتہ یا نفل سب میں بجاۃ سہو دو سجدے کرنے چاہئیں۔ کئی دفعہ کی بھول چوک کے لیے صرف یہی آخر کے دو سجدے کفایت کرتے ہیں +

سجدہ شکر

خوشی اور نعمت پونپنے کے وقت سجدہ شکر نکالنا مسنون ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی خوشی کی بات سنتے تو خدا کے لیے سجدے میں گر پڑتے۔ آپ نے ایک دفعہ حضرت علی رضاکوین کی طرف بھیجا جب انھوں نے اہل بین کے مسلمان ہونے کا حال آپ کو لکھا تو آپ بہت خوش ہوئے اور سجدہ شکر ادا کیا۔ ابو جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ

روزہ

من المسلمین دنیا میں جتنے مذہب سنج ہیں سب میں فادۂ عبادۃ سمجھا گیا ہے۔ روزے سے مزاج میں عجز و انکسار کی صفۃ پیدا ہوتی ہے اور روزہ دار کو روزی کی قدر آتی ہے۔ اس کے علاوہ روزہ جسمانی تندرستی کے لیے بھی مفید ہے کہ اس سے رومی رطوبتیں جو اکثر مولد امراض ہوتی ہیں خشک ہو جاتی ہیں اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ روزہ دار ان مصیبت مندوں کی مصیبت کا اندازہ کر سکتا ہے جن کو ہیٹ بھر کر روزی میسر نہیں آتی۔ اور جب دوسروں کی مصیبت کا اندازہ کرے گا تو اس کی طبیعت میں ان کی امداد کا بھی تقاضا ضرور پیدا ہوگا۔ اور لوگ روزوں کے دنوں میں تو سیح رزق بھی کرتے ہیں۔ اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ روزوں کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ شب کو لوگ ترویج میں قرآن پڑھتے ہیں اور اس سے لوگوں کو قرآن کے حفظ کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے اور اس ذریعے سے خدا کا وعدہ ایفا کرتا ہے جو اس نے قرآن کے محفوظ رکھنے کی بابت کیا ہے اِنَّا لَنَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَآلَهُ الْخٰفِضُوْنَ روزے کو عبادات میں دخل کرنے سے شارع کی اصلی غرض یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو چست و چالاک اور صابر و ضابط قوم بنائے نہ بندہ شکم اور جریص و طامع کہ تھوڑی دیر بھی بھوک پیاس کے ضبط کرنے پر قادر نہ ہوں +

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ
كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ
تَتَّقُونَ ۝ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ
مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ
أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ
طَعَامُ مَسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ
خَيْرٌ لَهُ ۚ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ
كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي

مسلمانو! جس طرح تم سے پہلے لوگوں یعنی اہل کتاب پر روزہ رکھنا فرض تھا تم پر بھی فرض کیا گیا تاکہ تم رہت سے گناہوں سے بچو (یہ بھی گنتی کے چند روز ہیں) اس پر بھی جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں (ہو) تو دوسرے دنوں سے گنتی (پوری کرے) اور جن (مريضوں و بیماروں) کو کھانا دینے کا مقدور ہی ان پر (ایک روزے کا) بدلہ ایک محتاج کو کھانا کھلا دینا ہے اور جو شخص اپنی خوشی سے نیک کام کرنا چاہے تو یہ اس کے حق میں زیادہ بہتر ہے اور سمجھو تو روزہ رکھنا (بہر حال) تمہارے حق میں بہتر ہے (روزوں کا مہینہ رمضان)

اول مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک مسلمان کو فرضی روزہ رکھنا چاہیے مگر بیمار اور مسافر کو رخصت ہے کہ رمضان میں روزہ نہ رکھے بعد کو قضا رکھے اور یہی فرض و مسافر مقدور و الامور و قضا بھی نہ رکھے بلکہ روزے پیچھے ایک محتاج کا پیٹ بھر دے اور روزہ قضا بھی رکھے اور محتاج کا پیٹ بھی بھرے تو روزہ علیٰ ذلک رد ہے کہ پھر روزہ ہوا اور فضیلت رمضان جو فوٹ ہوگی قیاس کی تلافی کے لیے محتاج کا پیٹ بھر دیا اگرچہ بیماری اور سفر کی حالت میں مقدور والوں کو قضا کے

برے فہم و بے اختیار دیا گیا ہے مگر ان کے لیے بھی روزہ قضا کا رکھنا اولیٰ ہے تاکہ لوگ روزے سے بچنے کے لیے بہانے نہ ڈھونڈیں ۱۲

مِنَ النَّجَسِ ثُمَّ اَتَمُّوا الصِّيَامَ إِلَى الْبَيْلِ
لَا تَبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ
تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرُبُوهَا كَذَلِكَ
يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَّقُونَ ○ (بقرہ ۲۳۶ تا ۲۴۰)

تم کو صاف کھائی دینے کے چھرات تک
روزہ پورا کرو اور (ماں) تم مسجد میں اعتکاف
بیٹھے ہو تو (رات کو بھی) ان سے ہمستر نہ ہونا
یہ اس کی (باندھی ہوئی) حدیں ہیں تو ان
کے پاس بھی نہ پھٹکنا اسی طرح اس کے حکام
لوگوں سے کھول کھول کر بیان کرتا ہوتا کہ
وہ (خلاف حکم کرنے سے) بچیں +

من المتزججہ مسلمانوں پر خدا تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کیے ہیں۔ بغیر عذر کے روزہ نہ رکھنے کا ویسا بھی
ہو جیسا نماز نہ پڑھنے کا اور زکوٰۃ نہ دینے کا۔ غرض اہمیت اور وجہ التعمیل ہونے میں تمام فرائض برابر کے درجے میں ہیں مگر
ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ رمضان کی ٹیڑی کو بھگت کرتے ہیں۔ اتنی نمازی نہیں اور زکوٰۃ کی تو شاید کچھ بھی نہیں الا شاعر اللہ رمضان
چونکہ برسوں دن آتا ہے کچھ تو دُسر غنا تو دُحُتّا کی رو سے اور زیادہ تر افطاری اور سحری کے مزیں کی وجہ سے روزے کا اہتمام
نہ لاندہ واجب کیا جاتا ہے۔ اور ماں تراویح کے چیلے سے مساجد کی روشنی کا تماشا بھی سیر کی چیز ہو +

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کا روزہ بغیر عذر کے نہ رکھا اگر تمام سال یا تمام عمر نقلی روزے رکھے
یا دنیا کی ساری نعمتیں خیرات کرے تب بھی اس ایک روزے کے درجے کو نہ پونچھے گا۔ جو بیمار ہو یا سفر میں ہو یا عورتیں
حیض و نفاس میں ہوں یا حمل سے ہوں یا بچے کو دو دھ پلائی ہوں اور خوف ہو کہ روزے کی وجہ سے بچے کو نقصان پہنچے
گا تو یہ سب لگ وڑہ موقوف تھیں جو عذر جاتے ہیں روزوں کی قضا رکھیں سال بھر میں پورے کر لیں۔ چاہیں لیکن مہینے
چاہیں تھوڑے تھوڑے کر کے کئی دفعہ میں پورے کر لیں جو شخص اس قدر بوڑھا ضعیف ہو کہ روزے کی طاقت نہ رکھتا
ہو اسے روزہ معاف ہے۔ ہر روزے کے بدلے ایک مومن کا ہیٹ بھر دیا کرے۔ روزہ رکھنے والا صبح صادق سے غروب
آفتاب تک کھانے پینے اور سحر توں کی ہمبستری سے بند رہے کسی کی بُرائی غیبیہ نہ کرے۔ عذر بیماری کی وجہ سے
کریں تو روزے کی قضا لازم آئے گی ورنہ خود بخود دے ہو جانے سے روزے میں نقصان نہ آئے گا۔ روزے میں خوشبو
لگانا سر میں تیل ڈالنا۔ سرمہ لگانا۔ قصہ کھلوانا۔ بھری سنگی کھینچوانا۔ پچھنے لگانا۔ مسواک کرنا۔ کچلی کو باغسل کرنا۔ ناک
میں پانی دینا یہ سب باتیں سہل لیکن زیادہ مبالغہ کرنا نہ چاہیئے۔ روزے کی حالت میں بیوی کا بوسہ لینا جائز ہے۔ جسم سے
جسم لگانا درست ہے۔ مگر جو ان بے صبر آدمی کو مناسب نہیں۔ اگر کسی کو رات کو نہانے کی ضرورت ہو تو رات ہی کو نہا لینا
بہتر ہے ورنہ صبح کو بھی نہانے سے روزے میں کچھ نقصان واقع نہیں ہوتا جو شخص روزے میں عذر صحیحہ کرے گا اسے
ایک روزے کے بدلے ایک غلام آزاد کرنا پڑے گا۔ اور جو کہ ہندوستان میں غلام آزاد کرنے کا رواج نہیں ہے اس لیے
اب ایک روزے کے بدلے دو مہینے کے پے درپے روزے رکھے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ محتاجوں کا ہیٹ بھر دے

صاحِب صادق ہوتی جو قوال فتاویٰ کی اور روشنی کی حد و حصار میں ہی مشرق میں کھائی دیتی ہیں۔ پھر روشنی غالب نہ کرنا یہی سنت ہوتی ہے +

نظری روزہ اگر رکھ کر توڑ دیا تو اس میں کفارہ لازم نہیں آتا۔ البتہ قضا واجب ہوتی ہے کیونکہ جب نظری روزہ رکھ لیا گیا تو اس کا پورا کرنا واجب ہو گیا اور ترک واجبے قضا لازم ہوتی ہے۔

کسی نے روزے کی سنت مانی ہو تو سنت کا پورا کرنا یعنی روزہ رکھنا واجب ہے۔ بشرطیکہ جس دن روزہ رکھنے کی سنت مانی ہو اس میں روزہ رکھنا حرام نہ ہو۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے اور ایک شخص سامنے کھڑا ہوا تھا پیغمبر صاحب نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے۔ لوگوں نے عرض کیا ابوہریرہؓ۔ اس نے سنت مانی ہے کیوں ہی کھڑا ہے گا بیٹھے گا نہیں نہ اپنے اوپر سایہ کرے گا۔ نہ کسی سے بات کرے گا۔ اور ہمیشہ روزے سے رہے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے کہو کہ بات کرے سایے میں ہو جائے بیٹھ جائے اور روزہ پورا کرے۔ (بخاری)۔

رمضان شریف میں ایک رات نہایت برکت والی ہے جس میں عبادۃ کرنا ایک نہرار یعنی کی عبادۃ سے بہتر ہے اسی کو **لیلۃ القدر** کہتے ہیں۔ جو شخص کس رات کی عبادۃ سے محروم رہا وہ بڑی نعمتوں سے محروم رہا۔ اس مبارک رات کی تعیین میں شارع اسلام سے کوئی قول فیصل منقول نہیں ہے۔ صرف اس قدر بتایا گیا ہے کہ رمضان کے آخری دس دنوں میں کسی طاق رات میں ہوتی ہے۔ بخاری شریف کی روایت میں آیا ہے کہ اکثر یہ رات رمضان کی گیسٹوں یا تیسویں یا چوبیسویں یا ستائیسویں یا تیسویں تاریخ کی راتوں میں پھرتی ہوئی ہر سال ہوا کرتی ہے۔ اس رات کی بڑی علامت یہ ہے کہ اس کی صبح کو سورج کی روشنی مذہم پڑ جاتی ہے۔ اس رات میں حضرت جبریلؑ سمان سے اترتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ مقرب فرشتوں کی ایک جماعت ہوتی ہے۔ عبادۃ کرنے والے مسلمانوں کے حق میں دعائے مغفرت کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان کی دعا قبول فرماتا ہے۔ اور اس رات کی عبادۃ کی برکت سے مسلمانوں کے اگلے تمام گناہ بخش دیتا ہے۔

رمضان المبارک کے فضائل حدیث شریف میں بہت آئے ہیں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنتوں کے دروازے کھل جاتے اور دوزخ کے بند ہو جاتے ہیں۔ بتورو اور سرکش شیطانوں کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی جاتی اور چنات قید کر دیے جاتے ہیں۔ ایک رمضان کے ختم ہونے اور دوسرے رمضان کے آنے تک پورے گیارہ مہینے جنتوں کی تیاریاں خدا کے حکم سے ہوتی رہتی ہیں۔ رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے توحیت کی خوشگوار ہوا عرش کے نیچے سے ہو کر حوران بہشت کے سروں پر چلتی ہے اس وقت انھیں ایک بچہ شرم و لولہ پیدا ہوتا اور وہ جناب الہی میں دعا کرتی ہیں کہ خداوند! ہمیں ہمارے شوہر عطا فرما کہ ان سے ہماری آنکھیں اور ہم سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

اعتکاف کے مقصود پر +

رمضان کے علاوہ کچھ نفل روزے بھی ہیں جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابی رکھا کرتے تھے مثلاً عید کے بعد کچھ روزے، یوم عاشوراکا روزہ، پیر اور جمعرات کا روزہ، ہر مہینے کی تیرہویں چودھویں پندرہویں کے تین روزے اور ایسی کو ایام بیض بھی کہتے ہیں مہینے کی ابتدائی تاریخوں میں ہفتے اور اتوار اور پیر کے تین روزے۔ اسی طرح آخر کی تاریخوں میں منگل بدھ جمعرات کے تین روزے۔ لیکن متواتر اور پرے درپے روزے رکھنے سے پیغمبر صاحب نے بڑی سختی کے ساتھ انفتہ کی ہو چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابو قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جو شخص ہمیشہ یعنی تمام سال روزے رکھتا ہے وہ کیسا ہے۔ فرمایا اُس نے نہ تو روزہ ہی رکھتا اور نہ انقطاع کیا عرض کیا اور جو شخص دو دن روزہ رکھتا اور ایک دن افطار کرتا ہے؟ فرمایا کیا کوئی اتنی طاقت رکھتا ہے؟ عرض کیا اور جو شخص ایک دن روزہ رکھتا اور ایک دن افطار کرتا ہے؟ فرمایا یہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔ عرض کیا اور جو شخص ایک دن روزہ رکھتا اور دو دن افطار کرتا ہے؟ فرمایا کاش میں اس قدر طاقت دیا جاتا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ہر مہینے کے تین روزے اور رمضان کے روزے سارے برس کے روزوں کے برابر ہیں۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہاں تک روزے رکھتے چلے جاتے تھے کہ ہم کہتے تھے اب آپ افطار نہ کریں گے اور افطار کیے چلے جاتے تھے کہ ہم کہتے تھے کہ اب روزہ نہ رکھیں گے میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا کہ رمضان کے علاوہ کسی اور مہینے کے پورے روزے رکھے ہوں ۛ

رمضان کے روزوں کی قضا کے لیے آدمی مکلف نہیں ہو کہ جتنے روزے فوت ہو گئے ہوں سب کی قضا برابر اور متواتر کرے بلکہ اسے اختیار ہو کہ سال بھر میں جب چاہے اور جس طرح چاہے قضا کرے خواہ متواتر قضا بھرے خواہ ایک ایک دو دو کر کے۔ اگر کوئی شخص مَر جائے اور اُس پر رمضان کے روزے ہوں تو کیا کیا جائے۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام احمد اور ایک روایت میں امام شافعی اور محدثین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جتنے بھٹے میت کے فتنے ہوں اُن تھے اُسے اُس کا ملوی رکھ دے۔ اور ان کی دلیل صحیحین کی یہ حدیث ہے: **عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ صَامَ عَنْهُ وَلِثَمُهُ**۔ لیکن بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ کوئی کسی کی طرف سے نہ روزہ رکھ سکتا نہ نماز پڑھ سکتا ہو۔ اور یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ اور امام مالک کا اور صحیح روایت کی ہے امام شافعی کا بھی۔ ان کی حجت یہ ہے کہ یہ حدیث ہے: **عَنْ مَالِكٍ بَلَّغَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُسْأَلُ هَلْ يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ أَوْ يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ فَيَقُولُ لَا يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَلَا يُصَلِّي أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ**۔ اب یہی یہ بات کہ میت کے روزے کی قضا کی جائے تو کیونکر کی جائے۔ قضا کی جائے ہر روزے کے بدلے ایک سکین کو کھانا کھلا دینے سے۔ اگر میت وصیت کر گیا ہو۔ تو اُس کے ثلث مال میں سے یا نکل مال میں سے اور وصیت نہیں کر گیا تو ورثہ تَبَرُّعاً اُس کے ساتھ سلوک کر سکتے ہیں ضرور نہیں کہ کریں ہی کریں ۴۰

۱۵ ابن عمر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ فرمایا جو شخص مرتبا ہے اور اس کے خاتمے سے پہلے وہ تو اس کے ملے وارث اس کی طرف سے روزہ رکھوے ۱۲ ۱۶ امام مالک سے روایت ہے کہ انھیں حضرت ابن عمرؓ کا اثر تو یہ تھا کہ جب ان سے پوچھا جائے کہ کیا کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھ سکتا یا کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھ سکتا ہے؟ تو جواب میں فرماتے نہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ رکھ سکتا نہ کوئی کسی کی طرف سے نماز پڑھ سکتا ہے ۱۲

خدا کو تو ہماری شکرگزاری ہماری اسامندی کی کچھ بھی پروا نہیں اور دیکھتے بھی ہیں کہ بندے نافرمانیاں کرتے ہیں اور ہمتیہ تو اتنا بھی نہیں جانتے کہ خدا بھی کوئی جو۔ بلکہ کہتے تو یہ غضب کرتے ہیں کہ خدائی میں خدا کی مخلوقات کا سا بھا لگاتے ہیں کہ یہ کھلی بغاوت ہو۔ بایں ہمہ زندگی کے ساز و سامان جو فرماں برداروں کے لیے وہی نافرمانوں کے لیے جو نزدیکوں کے لیے وہی دوروں کے لیے جو دوستوں کے لیے وہی دشمنوں کے لیے۔ جیسے جیسے سلوک خاندنوں کے ساتھ کرتا ہو اگر اُس کا عشرِ عشر بھی کوئی ہمارا ہم جنس ہمارے ساتھ کرے تو ہم اگر آدمی ہیں اور ہمارے دل میں حق شناسی ہو حتی الامکان اُس کی خدمتِ گزاری میں ہرگز دریغ نہ کریں خدا کے بارے میں خاص بات یہ ہو کہ وہ بے نیاز ہو ہم اُس کی کوئی خدمت نہ کر سکتے۔ اگر آدمی سے خدا کی کوئی خدمت نہ بنے تو کیا وہ اظہارِ عبودیت سے بھی کیا گزرا ہوا عبادت کسی طرح کی بھی ہو یہ سمجھ کر نہیں کرنی چاہیے کہ خدا کے حکم کی تعمیل یا اُس کی خدمت کرتے ہیں نہیں بلکہ عبادت سے ہم عبودیت اظہار کرتے ہیں اور خود ہماری فطرۃ ہم سے عبادت کراتی ہو۔ بدنی عبادتوں میں تو کوئی بات نہیں جس کی وجہ سے اُس کو خدا کی خدمت سمجھا جائے یا مالی عبادت یعنی زکوٰۃ کو خدا کی خدمت سمجھا جا تو شاید بالکل بے جا نہ ہو اس لیے کہ حدیث میں **عِبَادُ اللَّهِ أَيُّهَا أَوْ عِبَالُ الْمَدِينِ** سے جو لوگ محتاج ہیں اُن ہی کو زکوٰۃ دی جاتی ہو۔

بدنی عبادت کے مقابلے میں مالی عبادت کو ترجیح ہو۔ دو وجہ سے۔ ایک یہ کہ مال بدنی عبادت کا کفارہ ہو سکتا ہو جیسے **وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيعُونَكَ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ** اور مالی عبادت کا کفارہ بدنی عبادت نہیں ہو سکتی۔ دوسری یہ کہ بدنی عبادت سے صرف خدا کے حقوق متعلق ہیں اور مالی عبادت سے خدا اور بندگانِ خدا دونوں کے۔ کیونکہ زکوٰۃ جیسے خدا کا حق ہو ویسے ہی محتاجوں کا۔ عبادت کو خدا کی خدمت سمجھو تو اور خدا کا حکم سمجھو تو۔ دونوں حالتوں میں خلوص شرط ہو نماز کا خلوص یہ ہو کہ دکھاوانہ ہو تاکہ لوگ اُس کو دینِ اربابِ بد شرع سمجھ کر اُس کے حق میں نیک گمان رکھیں۔

پارسیانِ روئے در مخلوق پشت بر قیامے کنند نماز

پھر نماز میں اس طرح مشغول ہو کہ جیسے ایک زبردست بادشاہ کے سامنے ماتھ باندھتے مجرم عجز و رماندگی بیم ورجا کی محکم تصویر بننا ہو اکھڑا ہو۔ چالپوسی اور خوشامدی کوئی اونہیں جو اس سے سر نہ ہوتی ہو۔ روزے کا خلوص یہ ہو کہ روزے کی تکلیف کو رات سمجھ کر خوش دلی سے انگیز کر رہا ہو۔ علیٰ ہذا القیاس حج کہ وہ طرح طرح کی تکالیف کے اعتبار سے بڑی شاق و عبادت ہو۔ چونکہ معاملہ خدا کے ساتھ ہو آدمی کو چاہیے کہ جو عبادت بھی کرے اپنے نفس میں اُس کے خلوص کو جانچ لے۔ **بَلَىٰ الْإِنْسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيلَةٌ ۖ وَ لَوِ اتَّقَىٰ مَعَاذَ حِرَابٍ**۔ ہم کو اپنا حال تو معلوم ہو اور لوگوں کے ظاہر حال نتیجہ نکال سکتے ہیں تو عبادت کو عبادت کہتے ہوئے بھی تامل ہوتا ہو۔ نماز کے بارے میں تو ہماری عقل اس میں جبرن ہو کہ جو نمازی الفاظِ نماز کے معنی تک نہیں سمجھتے اور بد قسمتی سے اکثر ایسے بہت ہیں اُن کو نماز میں حضورِ قلب کیسے ہوتا ہوگا۔ رام روزہ تو اس میں شک نہیں کہ رمضان شریف برس میں ایک بار تشریف لاتے ہیں اور مسلمان دروغِ عبادتِ زکوٰۃ حجتا کے مطابق رمضان کا استقبال بھی بڑے تپاک سے کرتے ہیں مگر حق یہ ہو کہ لوگوں نے رمضان کو ایک میلہ

۱۔ خلقِ خدا کی عبادت ۱۲۔ اور جس (میں) مسافر کو کھانا دینے کا مقدمہ ہو اُن پر (ایک روزے کا) بدلہ ایک مصلح کو کھانا کھلا دینا ہو ۱۳۔ ۱۴۔ بلکہ خود انسان اپنے مقابلے

حقوق اللہ کا چوتھا باب یعنی اعمال مالی زکوٰۃ

وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا
مَعَ الرَّاكِعِينَ ○ (بقہ ع ۵۔ پارہ۔ الم)

اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور جو لوگ (نماز) خود میں بوقت
ادائے نماز جھکتے ہیں اُن کے ساتھ تم بھی جھکا کرو۔

وَالَّذِينَ يَكْتُمُونَ الذَّهَبَ الْفُضَّةَ وَ
لَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ
بِعَذَابٍ لَّيُّونَ يَوْمَ يُخْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ
جَهَنَّمَ فَيُكْوَىٰ بِهَا جُوهَرُهُمْ وَجُوهُهُمْ
وَيُظَاهَرُهُمْ هَٰذَا مَا كُنْتُمْ لَا تَفْقَهُونَ
فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ○ (استہ ۶۰ پارہ)

اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے رہتے اُن
کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو (ای پیغمبر اُن
روز قیامت کے عذابِ روزناک کی خوش خبری سنا دو
جیسے اُس (سونا چاندی) کو دوزخ کی آگ میں (رکھ کر)
تپایا جائے گا پھر اُس اُن کے ماتھے اور اُن کی
کروٹیں اور اُن کی پیشین (اُچی جائیں گی) (اور اُن
کما جائے گا کہ) یہ جو تم نے اپنے لیے (دنیا میں)
جمع کیا تھا تو (آج) اپنے لیے کچھ کا مزہ چکھو۔

من المترجم خدا کی شان اور بندوں کے ساتھ اُس کا معاملہ اُس کے احسانات اُس کی بے شمار نعمتیں جب ہم ان
باتوں کا خیال کرتے ہیں اور نیز اس کے کہ آدمی ایک شریف النفس مخلوق ہے ایک تنکا اتارے گا بھی احسان ماننا ہے تو بے
اعتیار ماننا پڑتا ہے کہ آدمی خدا کے شکر سے کسی طرح عہدہ برائ نہیں ہو سکتا قطعہ

بندہ ہماں بہ کز تقصیر خویش عذر بدرگاہ خدا آورد
ورنہ سزاوار خداوندیش کس نتواند کہ بجب آورد

۱۔ زکوٰۃ کے ہر میں صدائیں قرآن مجید میں ہم کو دستیاب ہو سکیں سب نام کے عنوان میں لکھی ہیں وہاں ملاحظہ ہو۔ قرآن میں جہاں جہاں ناکا حکم ہو وہاں اُس
کے ساتھ زکوٰۃ کا بھی جو گونا گونا اور زکوٰۃ لازم مزموم میں ۱۲ آیتیں اور ان کے مخاطب اہل ہیں یہودی ہیں جیسا کہ عنوان صلوٰۃ کے نوٹ ایک میں بیان کیا گیا ہے

مسائل زکوٰۃ

(فقہین کے متعلق)

جس کے پاس دس سو درہم یعنی باؤن روپے کھدار ہوں اور پورا برس گزر جائے تو اُس کو چالیسواں حصہ یعنی ایک سو پانچ آنے دینے آئیں گے اور یہی نصاب ہو چاندی کا یعنی جس شخص کے پاس آٹھ سو تین ماشے کے قریب چاندی ہو اور چاندی کا نرخ فی تولہ باطلہ کئے ہو گیا کہ اس زمانے میں اکثر یہی نرخ رہتا ہو تو بھی ایک سو پانچ آنے اُس پر فرض ہوں گے۔ اس سے کم میں زکوٰۃ فرض نہیں۔ اگر نصاب قے پورا ہو لیکن سال کے اندر اندر اُس میں کمی واقع ہو جائے تو بھی اُس میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ ہاں جس قدر نصاب بڑھتا جائے گا زکوٰۃ کی رقم بھی بڑھتی جائے گی مثلاً چار سو درہم یعنی ایک سو چار روپے ہو جائیں گے تو دو سو روپے دس آنے دینے ہوں گے کیونکہ چار سو درہم کا چالیسواں حصہ حسابی قاعدے کی دو سو روپے دس آنے ہوتے ہیں۔ مگر آسانی کے لیے یہ قاعدہ ٹھیک لایا گیا ہے کہ فی صدی ملتی پڑے نکالتے جائیں سال کے اندر کچھ اور روپیہ جمع ہو جائے اور اُس پر پورا سال نہ گزرے تو زائد پڑے پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی جب تک اس زائد روپے پر تا بیع جمع سے لے کر پورا سال نہ گزرے اور یہ روپیہ حد نصاب کو نہ پونج جائے۔ مثلاً ایک شخص باؤن روپے کا مالک تھا اُس نے ایک سو پانچ آنے زکوٰۃ کے نکال دیئے۔ اب سال آئندہ میں اُس کے پاس دس یا بیس روپے اور جمع ہو گئے تو باؤن روپے سے جس قدر رقم زائد ہو۔ اُس پر زکوٰۃ فرض نہیں مگر ہاں جب یہ زائد رقم حد نصاب یعنی پوسے باؤن روپے تک پونج جائے اور پورا سال بھی گزرے تو اُسے دو سو روپے دس آنے دینے ہوں گے ایک سو پانچ آنے پہلے نصاب کے اور ایک سو پانچ آنے اس دوسرے نصاب کے جو رقم نصاب سے کم ہوگی اُس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ اگر فرض زکوٰۃ کے ادا کرنے کی شرط ہو نصاب کا پورا ہونا اور برس روز کا گزر جانا۔ اور جب یہ ہو تو نصاب کی گسر اور سی طرح برس کی گسر پر زکوٰۃ نہیں۔ اور اس میں شارع کی طرف سے بہت بڑی آسانی ہو چاندی اور سونے کا نصاب الگ الگ ہو جس کے پاس ساٹھ سات تو لے سونا ہو اور اُس پر پورا سال گزر جائے تو دو ماشے سونا یا اُس کی قیمت جو کچھ اُن وقت کے نرخ کے حساب سے پھیلے دینا فرض ہو۔ اس کم میں زکوٰۃ فرض نہیں۔ زیور کی زکوٰۃ کے بارے میں مختلف حدیثیں آئی ہیں مگر قوی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ زیور کی زکوٰۃ بھی چاندی سونے کی طرح دینی چاہیئے۔ بہتہ پہننے کے کپڑوں میں رہنے کے مکان میں زکوٰۃ نہیں اگر اُس کا کسی پر فرض نہ آتا ہو اور اُمید وصول کی ہو تو اُس پر زکوٰۃ واجب ہو اور جو وصول ہونے کی اُمید نہ ہو تو نہیں لیکن زکوٰۃ اُسی وقت ادا کی جائے جب فرضہ وصول ہو۔

جانوروں کی زکوٰۃ

جس کے پاس چالیس بکریاں ہوں اور اُن پر پورا سال گزر جائے تو ایک بکری یا اُس کی قیمت زکوٰۃ میں دے دے ایک سو بیس تک یہی ایک بکری دینی ہوگی۔ ایک سو بیس سے آگے دو سو تک میں دو بکریاں اور دو سو سے تین سو تک میں تین بکریاں یا اُس کی قیمت دینی ہوگی۔ اگر کسی پر ہر سیکڑے میں ایک ایک بکری زیادہ کرتے جائیں۔ اور بیچ میں جس قدر بچے بڑھے یا پھر مائیں زکوٰۃ میں اُسی طرح کی

بنارکھا ہو اور عوام ہرگز عبادۃ کے طور پر روزہ نہیں رکھتے اور خاص کر گرمیوں میں جبکہ دن بھی بڑے ہوتے ہیں فلفح اور کمزوری کی فریاد بھی عام طور پر پڑھنی جاتی ہے۔ اور جن کو سختے اور زردی کی لٹ ہوتی ہے وہ تو رمضان بھر ایسے چڑچڑے رہتے ہیں کہ ہوا سے لڑنے لگتے ہیں۔ حج کے بارے میں جو کچھ کوتاہیاں لوگوں سے ہوتی ہیں ایک بات خاص کر کھٹکا کرتی ہے کہ لوگ حاجی کے لفظ کو جزو نام کیوں قرار دے لیتے ہیں؟

تاکید کے اعتبار سے دیکھا جاتا ہے تو بدنی عبادتوں میں اول درجے نماز پھر روزہ پھر حج نماز دن رات میں پانچ بار۔ روزہ برسوں دن۔ حج عمر میں ایک بار وہ بھی بشرط ^{تہ} استطاعۃ الیٰ اللہ سبیلًا۔ فقط حاجی کو جزو نام قرار دینے سے دوسری بدنی عبادتوں پر اس کی فضیلت سمجھی جاتی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بدنی عبادتوں پر زکوٰۃ کی ترجیح کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ انسان کو مالی نقصان بدنی تکلیفات سے زیادہ لکھتا ہے۔

گر جان طلبی مضائقہ نیست زرے طلبی سخن درین است

مال کے لیے دنیا میں انواع و اقسام کی تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اسی لیے زکوٰۃ ہر چند بہت ہی قلیل ہو مگر مال کی محبت ہم لوگوں کے دلوں پر اس قدر غالب ہے کہ زکوٰۃ کا جزو قلیل بھی دیتے ہوئے جی کر ٹھکتا ہو غرض آدمی بالطبع زکوٰۃ کو ناپسند کرتا ہے اور لوگ ہیں کہ اس کم کی تعمیل میں بہت ہی مال مٹول کرتے ہیں بہتیروں نے تو عملاً زکوٰۃ کو احکام الہی سے خارج کر رکھا ہے اور اسے زکوٰۃ کا نہیں ٹھہرا کر بھی خیال نہیں آتا۔ اور جو دیتے ہیں تو ناحق کی کچی سمجھ کر اور وہ بھی پوری نہیں اور سن و کاؤنی اور نام و نمود کے عیوب کے علاوہ چاروں طرف سے فریاد ہو رہی ہے کہ مسلمانوں کی دنیاوی حالت روز بروز بگڑتی اور خراب ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ایک ن تھا کہ ہندوستان میں ان کی سلطنت تھی یا اب انگریزوں کی رعیت ہیں اور رعیت بھی ہیں تو دوسری رعایا کے مقابلے میں مغلس اور تنگ حال جتنے درویش معاش کے ہیں ان کے لیے قریب قریب بند کے ہیں۔ سرکاری نوکری کے لیے سرکاری مدارس کی تعلیم شرط ہے اور تعلیم منفرد زمینداری۔ سامہوکاروں اور مہاجنوں کی طرف بہت کچھ منتقل ہو چکی اور قندے قلیل جو باقی ہے موصوعہ اگر ماند شے ماند شے دیکھنے مانڈا تجارت کے لیے چاہیے سرمایہ اور وہ مسلمانوں کے پاس نام کو نہیں۔ جمالت کی وجہ سے ان کے اخلاق بد سے بدتر ہو گئے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر مسلمانوں میں جو صاحب الزامے اور دل رومند بھی رکھتے تھے درجہ تقشیر سبب ہوئے اور آخر کار فقدان تعلیم تمام خرابیوں کا سبب قرار دیا۔ مگر تعلیم بھی افلاس کی وجہ سے مسلمانوں کے بس کی نہیں۔ پس سولے اس کے چارہ نہیں کہ مسلمان ہی اپنا پیٹ کاٹ کر وہ پیہ جمع کریں اور قوم کو تعلیم لائیں۔ مسلمان سسٹم سسٹم کر کچھ کرتے بھی ہیں مگر دل کھول کر نہیں کرتے اور جتنا کچھ کیا ہے قومی ضرورت کے لیے کافی نہیں مسلمان کچھ نہ کریں صرف زکوٰۃ کو جتنی کچھ بھی ہے قومی تسلیم میں صف کریں تو قوم کا بیڑا بار ہو مگر قیمتی نے یہ حال کر رکھا ہے کہ ^{وہ} لَھُمْ قُلُوبٌ لَا یَفْقَہُونَ بِہَا وَہُمْ اَعْمٰی لَا یُبْصِرُونَ بِہَا وَہُمْ اَذٰنٌ لَا یَسْمَعُونَ بِہَا اُولٰٓئِکَ کَالَا نَعَامٍ بَلْ ہُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْغٰفِلُونَ

۱۵۔ ان کی دل نہیں لگاؤں سے سمجھنے کا کام نہیں لیتے اور ان کی اکھیں بھی نہیں لگے اور ان سے دیکھنے کا کام نہیں لیتے اور ان کا کان بھی نہیں لگے اور ان سے سننے کا کام نہیں لیتے۔

یہ لوگ چار ایوں کے مثل ہیں جو کہن سے بھی لگنے لگے ہوئے ہیں وہ لوگ جس جو دین سے باطل رہے ہر ہیں ۱۶

لے جس کو اس کی اپنی خاندان کے ایک ایک سے لکھتا ہے۔

عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ“ یعنی خیرات (کا مال) تو میں فقیروں کا حق ہے اور محتاجوں کا اور اُن کا رکنوں کا جو (مال) خیرات (کے وصول کرنے) پر (تعیینات) ہیں اور اُن لوگوں کا جن کے دلوں کو پہنچانا منظور ہے (ان مصارف میں مال خیرات یعنی زکوٰۃ کو خرچ کیا جائے) اور (نیز قیدِ غلامی سے غلاموں کی) گردنوں (کے پھڑپھڑانے) میں اور قرضِ ارضوں (کے قرضے) میں اور نیز خدا کی راہ (یعنی مجاہدین کے ساز و سامان) میں اور مسافروں (کے زاوراہ) میں (یعنی حقوق) اللہ کے ٹھہرائے ہوئے ہیں) اور ادا جاننے والا (اور) صاحبِ تدبیر ہو۔“ بہتر تو یہی ہے کہ اس قسم کے سب لوگوں کو جمع کر کے مالِ زکوٰۃ تقسیم کریں لیکن اگر ان میں سے ایک قسم کے ایک آدمی اور ایک مصرف میں بھی دیں گے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی +

زکوٰۃ کے وصول کرنے والے اور مسافر کو اپنے گھروں میں مالدار ہو۔ تو بھی انہیں مال زکوٰۃ لینا جائز نہ رہتا عورت اپنے مال کی زکوٰۃ محتاج خاوند اور غسٹن بچوں کو دے تو بھی درست ہے مگر خاوند اپنی بی بی اور نالائق بچوں کو مال زکوٰۃ نہیں دے سکتا کیوں کہ ان کا نان نفقہ اس کے ذمے واجب ہے۔ دولتمند اور قوی اور روزگار پیشہ کو زکوٰۃ کا مال دینا چاہئے اگر پیشہ و آدمی تنہا درست ہے مگر ہر مجلس لپار تو اسے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بستی کے تو گمروں سے زکوٰۃ لی جائے وہیں کے فقراء پر تقسیم کر دی جائے۔ صاحب نصاب تو گریز اور فقیر وہ جو نصاب کا مالک نہ ہو۔ اور جس کے پاس کچھ نہ ہو وہ مسکین ہے۔

علامہ کتبہ کی سیدوں اور اُن کے نوٹڈی غلاموں کو زکوٰۃ لینا حرام ہے۔ اور سیدوں سے مراد میں بنی ہاشم یعنی آل عباس اور آل عقیل اور آل علی اور آل جعفر۔ اگر کسی محتاج کو صدقہ دیا جائے اور وہ اپنی طرف سے کسی مجید کے سید کو بدیہ پیش کر دے تو سید کو اُس کا لینا اہم کھانا درست ہے۔ مال زکوٰۃ غریب مسلمانوں کو دینا چاہیے کافروں کو دینا درست نہیں سائل فاسق مسلمانوں کو دینا جائز ہے جو شخص مستحق زکوٰۃ نہ ہو اُسے جانے بوجھے زکوٰۃ دی جائے گی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ بلکہ مبارہ دینی پڑے گی۔ ہاں اگر نادانیت اور لاعلمی میں ناستحق کو زکوٰۃ دے گا تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ چاہیے کہ والدین کو مال زکوٰۃ میں سے کچھ نہ دیں بلکہ اور طرح اُن کی خدمتہ کریں۔ اور جہاں تک بن پڑے سلوک سے پیش آئیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے اَنْتَ وَمَا لَكَ لَا يَنْتَ یعنی تُو اور تیرا مال باپ کے لیے ہے تو والدین کو محتاج سمجھ کر محتاجوں کی طرح دینا نہایت نالائق اور دون ہمتی ہے۔ اور اس سے اُن کی تذلیل و تحقیر لازم آتی ہے۔

یہ تمام مصارفِ زکوٰۃ پہلے وقتوں میں جاری تھے اب ان میں سے چار صرف متروک ہیں۔ ایک اَلْعَلَّالِیْنَ عَلَیْہِمَا یعنی وہ کارکن جو مالِ زکوٰۃ کے وصول کرنے پر تعینات تھے کیونکہ پیغمبر صاحب اور ان کے بعد خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کے عہد تک مالِ زکوٰۃ بیت المال میں جمع کیا جاتا تھا اور اس جب سے عاملین اور محصلین مالِ زکوٰۃ کے جمع کرنے اور وصول کرنے پر تعینات تھے۔ اور تعینات تھے تو ان کی تنخواہیں اسی میں سے نکالی جاتی تھیں۔ لیکن جب خلیفہ سوم حضرت عثمان کا دور دورہ ہوا تو انھوں نے مالِ زکوٰۃ بیت المال میں جمع کرنا موقوف کر دیا اور حکم دیا کہ لوگ بطور خود زکوٰۃ ادا کر دیا کریں۔ چنانچہ اس وقت تک یہی دستور جاری رہا یعنی لوگ بطور خود زکوٰۃ دیتے ہیں نہ کوئی بیت المال قائم ہو نہ اُس پر عاملین تعینات ہیں اور جب یہ نہیں تو عاملین مصرفِ زکوٰۃ بھی نہیں۔ دوسرے الْمُقَاتِلَیْنَ قُلُلُہُمْ یعنی و

بیشی ہوتی جائے گی جس طرح نقدین میں ہوتی ہو۔ خلاصہ یہ کہ بکریوں کی نصاب چالیس کہیں ہیں جب ان پر پورا سال گزرے گا زکوٰۃ فرض ہو جائے گی۔ لیکن شرط یہ ہو کہ جنگل میں چرتی ہوں گھر میں کھڑی ہو کر کھائیں تو زکوٰۃ نہیں۔ بھینس گائے بیل پر ناواقفیکہ پورے تیس مہینوں زکوٰۃ فرض نہیں۔ پورے تیس مہینوں اور برس کی گزرے تو سال بھر کا ایک پچھڑا زکوٰۃ میں نہ فرض ہو اور چالیس مہینوں تو دو برس کی۔ اونٹوں میں پانچ سے کم پر زکوٰۃ نہیں۔ پانچ یا پانچ سے زیادہ ہوں تو چوبیس تک ہر پانچ میں ایک بکری دینی ہوگی پچیس سے پینتیس تک میں ایک اونٹنی جو دوسرے سال میں لگ گئی ہو پچھتیس سے پینتالیس تک میں وہ ایک اونٹنی جو دو سال پورے کر کے تیسرے میں شروع ہو۔ چھتالیس سے ساٹھ تک وہ اونٹنی جو چوتھے برس میں لگی ہو ایک ٹھہ سے لگا کر پچھتر تک ایک اونٹنی جو پانچویں سال میں لگی ہو چھتر سے نو تک وہ دو اونٹیاں جو دو سال پورے کر کے تیسرے میں لگی ہوں۔ اکیانوہ سے ایک سو میں تک میں دو اونٹیاں جو چوتھے سال میں لگی ہوں۔ اور جب ایک سو میں اونٹوں سے زیادہ ہوں تو ہر چالیس میں ایک اونٹنی جو دو سال بھر کر تیسرے سال میں لگی ہو اور ہر چار سال لہ اونٹنی جو چوتھے سال میں لگی ہو۔ جانوروں میں زکوٰۃ اُس وقت فرض ہوتی ہے جب گھر میں پلنے ہو۔ کھیتی میں سواں حصہ زکوٰۃ ہے جسے عشر کہتے ہیں۔ بشرطیکہ اُس کی پیداواری برسات یا تالاب یا نہر کے پانی یا زمین کی تری سے ہو۔ اس صورت میں فرض کرو کہ کسی کے کھیت میں بیس من غلہ پیدا ہو تو اُس میں سے سواں حصہ یعنی دو من غلہ زکوٰۃ میں دینا چاہیے۔ مگر جو کھیتی کوئیں کے پانی سے ہوتی ہو۔ اُس میں صرف بیسواں حصہ زکوٰۃ کا دینا ہوگا۔ مثلاً بیس من غلہ پیدا ہو تو من بھر زکوٰۃ میں دیں۔ کھجور، تنقہ، گیہوں جو کا نصاب انگریزی وزن اکیس من ہو۔ اس سے کم میں زکوٰۃ فرض نہیں۔ ہاں جب یہ چیزیں پورے اکیس من ہوں تو ان میں سواں حصہ دینا ہوگا۔ کشمیر میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔ ہندوستان میں باوجودیکہ سیکڑوں سلمان مولشی اور باغات اور زراعت کے مالک ہیں۔ مگر وہ ان چیزوں کی زکوٰۃ نہیں دیتے گویا ان چیزوں سے زکوٰۃ نکالنے کی رسم ہندوستان سے بالکل اٹھ گئی بلکہ اب تو نقدین یعنی سونے روپے کی زکوٰۃ دینے کے بھی لائے پڑ گئے۔ فی صدی ایسے دو آدمی بھی نظر نہیں آتے جو حساب کے رو سے اپنے موجودہ مال میں سے پوری اور کمال زکوٰۃ مکالتے ہوں۔

سواری کے گھوڑوں۔ خدمتہ کے غلاموں اور کام کاج کے گدھوں خچروں اور رہنے کے مکانوں اور کرنے کے جانوروں اور سبز ترکاریوں اور جو اہرات اور صوبوں پر زکوٰۃ نہیں۔ اسی طرح تیم اور دیولے اور جواں نصاب سے کم ہو یا اُس پر برس تمام نہ ہو اسو اور کار آمد کتابوں اور برتنوں اور گھر کے فرش فروش اور سامان سستی پر بھی زکوٰۃ فرض نہیں۔ ہاں یہ چیزیں تجارتی ہوں گی تو ان پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ حضرت کے عہد مبارک میں زکوٰۃ کا مال فقرا، مساکین زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو مسکینوں کا جہنم کو دیا جاتا تھا۔ مسلمانوں کے جرنانے اور کرنے اور دینی کاموں مثلاً مسجد و مدارس میں اور مسافروں کی امداد میں بھی صرف کرنا مناسب سمجھا جاتا تھا۔ مصارف زکوٰۃ کے بارے میں ایک جامع آیت قرآن میں یوں ہے: اِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهِمْ اَوْ لِمَا وَلَوْ لَقَرَةً قُلُوْهُمْ وَفِي الْاَوْقَابِ الْخَالِقِينَ

ڈرے کسی زکوٰۃ دے تو دے نہیں تو کون پوچھتا اور کون پوچھ سکتا ہے۔ وہی وقت اچھے تھے کہ آغاز اسلام میں تحصیل زکوٰۃ کا ایک محکمہ قائم تھا اور لوگوں سے حکماً زکوٰۃ وصول کی جاتی تھی جیسے ہمارے وقتوں میں انگریز ٹیکس لیتے ہیں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے شروع ہو کر حضرة عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت تک یہی دستور رہا۔ مگر کوڑی کوڑی پیسے کا حساب رکھنا تھا وقت طلب۔ اور علاوہ بریں عمری فتوحات کی وجہ سے مسلمانوں کی ابھی خاصی سلطنت قائم ہو گئی تھی اور بہت کچھ حاصل ہونے لگا تھا حضرة عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو کوہ گندن کاہ بر آوردن سمجھ کر اس دروس کو موقوف اور تحصیل زکوٰۃ کے چمکے کو برخاست کر دیا۔

جب حضرة عثمان رضی اللہ عنہ سے جو خلیفہ اور سید المؤمنین یعنی اپنے وقت کے بادشاہ تھے اس ٹھیک حساب کا انتظام نہ ہو سکا اور انھوں نے تنگ ل ہو کر رقم زکوٰۃ ہی کو حسابے خراج کیا تو اب کیا ہو سکتا ہے جبکہ اسلام کی جھاڑو کا بندھن ٹوٹ کر ساری سینکڑیں کچھری ہوئی ہیں مسلمانوں کا کوئی سر دھرا نہیں۔ ان میں ربط و ضبط اور اجتماعی حیثیت سے انتظام کی ایاق ت نہیں۔ اس حالت کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کی سب سے زیادہ ٹنگی پلیدی۔ سب سے پہلے تو نصاب ترسیم کی ضرورت ہے۔ اس واسطے کہ نقد کی قیمت بہت گھٹ گئی ہے۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے روپے کے آٹھ آنے تو اب گئے ہیں آئندہ کی خدا کو خبر ہے۔ مگر یہ ترسیم کریں نہ کریں مولوی جو منصب اجتہاد لیے بیٹھے ہیں۔ سو خزانے ان کو اس قسم کے دل دماغ ہی نہیں دیئے۔ ہر چہ مسلمانوں میں سے تو نگرانی روز بروز اٹھتی چلی جاتی ہے الاماشار اللہ مگر ابھی تک بھی جس قدر غنیمت ہے۔ اسی کا مناسب طور پر انتظام کیا جائے تو طاعون افلاس کی شدت میں بہت کچھ کمی ہو سکتی ہے لیکن مصیبت تو یہ ہے۔

کچھ اس طرح کے ہضم بگڑے ہوئے ہیں کہ فاقے نہیں ہیں تو منجھے ہوئے ہیں اپنی کمائی سے قومی دولت کو تو کیا خاک پتھر بڑھائیں گے کسی کے پاس بزدلوں کے وقت کا کچھ بچا کچھا ہے بھی تو وہ اس کو بے دریغ اڑا رہا ہے۔ یہ نہیں کہ مسلمان دل کے تنگ ہیں۔ نہیں۔ بلکہ سچ پوچھو تو مسرف اور فضول خرچ اور ناعاقبتہ اندیش ہیں۔ خیر خیرات کرتے بھی ہیں تو ایسی بھونڈی طرح کہ گدے کا کھایا پاپ نہ پڑے۔ نیٹے ہیں ان کو جنھوں نے بے غیرتی کا ٹھیکر آنکھوں پر رکھ لیا ہے۔ اور باوجودیکہ خیرات کا لینا انہیں حرام ہے۔ مفت کا مال شیر مادر سمجھ کر ڈکوسے چلے جاتے ہیں اور جنک کی طرح پلٹے ہوئے قوم کا گارھا خون پڑے چوس رہے ہیں۔ ایسا دینا اور ایسوں کو دینا نیکی برباد گناہ لازم۔ **خَيْرُ الدِّينِ وَالْآخِرَةِ ذَٰلِكَ هُوَ الْخَيْرُ مِنَ الْكُفْرِ**۔ قوم میں کاہلی اور بے غیرتی بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ ہلکے تنگے فقیروں کو ناجائز بھیک کا جو کچھ گناہ ہوتا ہو سو ہوتا ہو موجب نہیں کہ صبح سویرے اندھیرے منہ نہ جگا دینے کا کچھ نہ کچھ نواب بھی ملتا ہوگا۔ ابھی کہہ رہے ہیں پانی کہ انھوں نے دروازے پر آدھنک سی اور پھر چورتا تا شروع ہوا تو پھر رات گئے تنگ انہیں آنے پانا۔ اور رمضان میں تو نماز تراویح اور سحری اور فقیروں کی صدقے بے ہنگام سے رات کا سونا حرام ہے۔ خیر ایک بلا تو ان فقیروں کی ہے۔ اُس سے بدرجاء بڑھ کر خود دار فقیر ہیں جو مسجدوں اور مدرسوں اور خانقاہوں سے اُس سے دنیا دہی، کھوئی اور آخرت دہی، صریح گمناہی دکھاتا ہے۔

تو مسلم جن کے دل پر چانے منظور تھے۔ یہ لوگ ابتدائے اسلام میں مصرفِ زکوٰۃ سمجھے جاتے تھے۔ کیونکہ اُن دنوں مسلم ضعیف تھا اور لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے کی سخت ضرورت تھی۔ جو لوگ نئے نئے مسلمان ہوتے تھے پیغمبر صاحبِ اُن کی تالیفِ قلوب میں مالِ زکوٰۃ خرچ کرتے تھے۔ لیکن جب اسلام قوی ہو گیا تو نو مسلموں کی تالیفِ قلوب میں مال صرف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی اور خدا نے صاف طور پر فرما دیا **فَلْيُؤْنُوا ذَٰلِكَ مِمَّا فَرَغَ** یعنی خدا لوگوں کے ایمان و کفر سے بالکل بے پڑا ہے۔ جس کی جی چاہے ایمان لائے جس کی جی چاہے کفر اختیار کرے۔ تیسرے **وَفِي الزَّكَاةِ** یعنی وہ لونڈی غلام جو قیدِ غلامی میں گرفتار ہوں۔ یہ لوگ بھی ہمارے ملک میں مصرفِ زکوٰۃ نہیں کیونکہ حقیقت میں وہ مذہبی غلام وہ ہیں جو لڑائی میں مسلمانوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہو کر آئے ہوں اور جب سرے سے جہاد ہی نہیں رہا تو لونڈی غلام کہا جوتے **وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ** اس کا ظاہر اور تباہ و برباد محل ہے مجاہدین۔ اور اس زمانے میں جہاد ہوتا نہیں تو مجاہدین مصرفِ زکوٰۃ سے خارج +

غرض کہ ان چار گروہوں کے خارج ہو جانے کے بعد چار گروہ باقی رہے۔ فقراء ایک ساکین دو۔ غائبین تین۔ ابنِ اسبیل چار۔ اور اب بھی لوگ مصارفِ زکوٰۃ ہیں اور اُس فقر اور ساکین کے معنوں میں امام شافعی اور امام ابو حنیفہ جرحاً امتد کا اختلاف ہے۔ لیکن قولِ فضیل یہ ہے کہ شدید الحاجۃ مفلس کو فقیر اور قلیل الحاجۃ کو مسکین کہتے ہیں +

عبادتوں میں نماز روزہ حج خالص حق اللہ میں اور اُن کا فائدہ یعنی اجر و ثواب صرف عبادۃ گزار کو پہنچتا ہے۔ ایک کو ایسی عبادۃ ہو کہ زکوٰۃ دہندہ کو اجر و ثواب جو کچھ ہو گا سو ہو گا سر و دست زکوٰۃ لینے والوں کو اس سے مالی امداد ملتی ہے غرض فرض ہونے میں سب عبادتیں برابر ہیں۔ مگر زکوٰۃ کو زکوٰۃ لینے والوں کے لحاظ سے کل عبادتوں پر ترجیح ہے۔ بایں ہمہ اول تو مسلمانوں میں مالکانِ نصاب گھٹتے گھٹتے بہت تھوڑے رہ گئے ہیں اور جن میں خوش فہمی کے ساتھ زکوٰۃ نہیں دیتے اور جو باطل مانو استہفیتے ہیں وہ مستحقین کے انتخاب اور مصرف کی تعیین میں حسیاس نہیں کرتے۔ ان گئے گزے وقتوں میں بھی مسلمانوں میں اتنا دم ہے کہ اگر زکوٰۃ کی رقم کو جتنی کچھ بھی ہو مفید طور پر خرچ کریں تو قوم کی حالت بہت کچھ بہتر ہو سکتی ہے مگر نصیحت سنتا ہی گونہ ہے۔ ہر ایک کی ڈیڑھ ہینٹ کی مسجد چڑھاؤ +

زکوٰۃ ہو تو اصل میں حق اللہ کیونکہ وہ مدد خرچ کے طور پر حاجتمندوں کو دی جاتی ہے۔ با اینہم ہم نے زکوٰۃ کو حقوق اللہ میں رکھا اس لیے کہ خدا کی طرف سے ادائے زکوٰۃ کی سخت تاکید ہے۔ اب یہ بات کہ خدا کی طرف سے ادائے زکوٰۃ کی سخت تاکید کیوں ہے۔ سوتا کیا اس لیے ہے کہ قرآنِ اسلامی زندگی کا دستور العمل ہے اُس میں جتنی ہدایتیں ہیں اس مطلب کے لیے ہیں کہ آدمی جیسا اشرف المخلوقات پیدا کیا گیا ہے دنیا میں اشرف المخلوقات بن کر رہے۔ ضدِ باطنی کی پابندی کے ساتھ موجوداتِ عالم پر حکمرانی کرے خدا کی دی ہوئی نعمتوں سے شکر گزارانہ متبع ہو نہ آپ تکلیف پائے نہ کسی دوسرے کو ستائے اور نہ دنیا کی چلتی گاڑی میں مٹے اٹکائے غرض اسودہ اور مطمئن زندگی کرے یہ سائے احکامِ اس تعسبات سے کہ وہ آدمی کے مفاد کے لیے ہیں حق اللہ ہیں اور اس تعسبات سے کہ خدا نے انتظامِ دنیا کے لیے نافذ کیے ہیں حق اللہ ہیں +

زکوٰۃ حاجتمندوں کا حق ہے مگر نہ ایسا کہ صاحبِ مال سے فرض کی طرح کوئی حاجتمند اُس کا مطالبہ کر سکے پس صاحبِ نصاب خدا کے

میں مولوی یا واعظ یا مشائخ چندیں شکل برائے اکل بھلا بھگت بنے ہوئے لوگوں کو ٹھگتے ہیں اور تعلیم دین اور اصلاح کی پوچھ تو سولے الفاظ فی سبیل اللہ کے دوسری بات نہیں۔ جس قوم پر اتنی بلائیں مسلط ہوں اُس کو پرسوں کی برباد ہوتی ہوئی کُل اور کُل کی برباد ہوتی ہوئی آج برباد ہوتی سمجھو۔ زکوٰۃ کے متعلق ایک پیچیدہ بحث مصارفِ زکوٰۃ کی جو خدانے تو ایہ اِنکُمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفَقَرَاءِ اِلٰی الْاٰخِرِ میں زکوٰۃ کے مستحقوں کو قسم دار گناہ دیا ہو پیچیدگی اگر پڑی ہو کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقات کو خواہ از قسم زکوٰۃ ہوں یا از قسم خیرات نہ نہ صرف اپنے اور بلکہ اہل ہاشم پر حرام کر رکھا تھا۔ ہاشم بنیہ صاحب کے پر دادا تھے۔ اس طرح پر کہ آپ کے والد ماجد عبداللہ جد بزرگوار عبدالمطلب پر دادا ہاشم ہاشم کے ایک فرزند عبدالمطلب۔ ان کے فرزند کو دوس۔ ابولہب جس کا دوسرا نام عبد العزیز ہے اور جس کی شان میں سورہ لب نازل ہوئی عباس۔ حارث۔ زبیر۔ قثم۔ حضرت حمزہ۔ جحل جس کا دوسرا نام مغیرہ۔ ابوطالب عبداللہ۔ ان میں ابولہب۔ زبیر۔ قثم۔ حضرت جحل چھوڑ کر باقیوں پر اور ان کی نسلوں پر صدقات کا لینا حرام ہے۔ اب دیکھنا یہ کہ بنیہ صاحب نے اپنے اور اہل حارث اور اہل عباس اور اہل حمزہ اور اہل ابوطالب پر صدقات کو کیوں حرام کیا تھا۔ لوگوں کی رائے تو یہ ہے کہ صدقات کا لینا ذلت کی بات ہے بنیہ صاحب نے اس عار کو اپنے لیے اور اپنے ان بھائیوں کے لیے جو اسلام لے آئے تھے گوارا نہیں فرمایا اور ہم کہتے ہیں کہ یہ سارا انتظام کا اَمْسَلُکُمْ عَلَیْکُمْ اَجَلُ کَاثِبَاتِ کر رکھا تھا۔ اگر بنیہ صاحب صدقات کا دروازہ اپنے پر اور اپنے ہم جلیوں پر کھول دیتے تو یہ بھی ایک طرح پر تبلیغ رسالہ کا اجر سمجھا جاتا۔ اگر یہ توجیہ ٹھیک ہے تو منع صدقات کا حکم موقع حکم تھا اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ساتھ ختم ہو گیا اب نہ رسول خدا سے نہ تبلیغ رسالہ رہی نہ اجر کے طعن کا موقع باقی رہا۔ اسلامی سلطنت بنیہ صاحب کی زندگی ہی میں قائم ہو چکی تھی۔ خلفاء رضی اللہ عنہم کے عہد میں کئی زنج اُخرجہ شطا کہ قاذرہ کا اَمْسَلُکُمْ عَلَیْکُمْ اَجَلُ کَاثِبَاتِ مسلمان فوجی القرعے کو بھی بغرض یہ لوگ بنیہ صاحب کی زندگی میں کا اَمْسَلُکُمْ عَلَیْکُمْ اَجَلُ کَاثِبَاتِ وجہ سے ممنوع الصدقات تھے بنیہ صاحب کی وفات کے بعد سے تابقائے سلطنت یہ میرٹھ کی وجہ سے۔ مگر اب کیا حال ہے نسبی فقر و فضیلہ کو تو خود بنیہ صاحب ہی میا میٹ کر گئے تھے اُن ہی کی زبان سے خدانے اَمْسَلُکُمْ عَلَیْکُمْ اَجَلُ کَاثِبَاتِ اَمْسَلُکُمْ عَلَیْکُمْ اَجَلُ کَاثِبَاتِ قَاتِلِی وَجَعَلْنَاکُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰیہُ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ خَیْرٌ پھر جب آیہ وَاَنْزِلْ رُءُوسَیْرَکَ اَلَا قُرَیْشِیْنَ نازل ہوئی تو بنیہ صاحب نے تمام قریشیوں کو جمع کر کے وعظ فرمایا چنانچہ صحیحین حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْزِلْ رُءُوسَیْرَکَ اَلَا قُرَیْشِیْنَ صَوَّوْا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکُنَّا کَالصَّفَا فَمَلَّکَ یُنَادِیْ یَا بَنِی قُحَیْرَ یَا بَنِی عَدِیْ یَا بَنِی لُطَیْمَہِ قُرَیْشِیْنَ حَتّٰی اجْتَمَعُوْا فَعَالَ اَزَا یَسْتَعْمَلُوْنَ اَخْبَرْنَاکُمْ اَنْ

۱۔ میں تھے (اس تبلیغ رسالہ پر) کوئی مزدوری تو مانگتا نہیں ۱۲۔ جیسے کہی کر اس نے (پچھے زمین سے) اپنی سوتی نکالی پھر اس نے (خلفے بنائے) کو ہوا اور اسی سے جنم کر کے) اپنی اُس سوتی کو (قومی کیا چنانچہ وہ رفتہ رفتہ) سوتی ہوئی (جس کا کہ) آخر کار کہی اپنی نال پر یہی سوتی ہو گئی (اپنی سرسبز سے) گلی کسانوں کو خوش کرنے (اور خدانے اُن کو درافروں ترقی ترقی سے ترسار سا کر فزوں کو بھلائے ۱۳

۱۱۔ یہ کہی کر اس نے (پچھے زمین سے) اپنی سوتی نکالی پھر اس نے (خلفے بنائے) کو ہوا اور اسی سے جنم کر کے) اپنی اُس سوتی کو (قومی کیا چنانچہ وہ رفتہ رفتہ) سوتی ہوئی (جس کا کہ) آخر کار کہی اپنی نال پر یہی سوتی ہو گئی (اپنی سرسبز سے) گلی کسانوں کو خوش کرنے (اور خدانے اُن کو درافروں ترقی ترقی سے ترسار سا کر فزوں کو بھلائے ۱۳

۱۳۔ یہ کہی کر اس نے (پچھے زمین سے) اپنی سوتی نکالی پھر اس نے (خلفے بنائے) کو ہوا اور اسی سے جنم کر کے) اپنی اُس سوتی کو (قومی کیا چنانچہ وہ رفتہ رفتہ) سوتی ہوئی (جس کا کہ) آخر کار کہی اپنی نال پر یہی سوتی ہو گئی (اپنی سرسبز سے) گلی کسانوں کو خوش کرنے (اور خدانے اُن کو درافروں ترقی ترقی سے ترسار سا کر فزوں کو بھلائے ۱۳

اسلام تقلیدی اسلام میں وجدنا اباءنا علی اُمّیہ وَاَنَا عَلٰی اَنَّا رَہْمَہُمْ تَحْتَدُوْنَ ہم سے کوئی مسلمان ہونے کی وجہ دریافت کرے تو ہم ہی کہہ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے مسلمانوں کا سام رکھا گیا مسلمانوں میں جُرش پائی تو ہم موردی مسلمان ہیں۔ اور وہ لوگ سمجھ بوجھ کر اسلام لائے تھے اور مجتہد مسلمان تھے نہ ہماری طرح مقلد اور اسی لیے

(بقیہ) نوٹ صفحہ ۱۸۸) پھر جب زید اُس (عورۃ) سے بے تعلقی کر چکا (یعنی طلاق دے دی اور عدت کی مدت پوری ہو گئی) تو ہم نے تمہارے ساتھ اُس (عورۃ) کا نکاح کر دیا تاکہ (عام) مسلمانوں کے بے پالک جب اپنی بیویوں سے بے تعلقی ہو جائیں تو مسلمانوں کے لیے اُن (عورۃ) سے نکاح کر لینے میں (کسی طرح کی) تنگی نہ ہے اور خدا کا حکم تو ہو کر ہی رہتا ہے۔ اللہ پیغمبر کے لیے جو بات ٹھیرا دی ہو۔ اُس (کے کوئے) میں پیغمبر کے لیے کچھ مضائقے کی بات) نہیں جو (پیغمبر) پہلے ہو چکے ہیں اُن میں (بھی یہی) عادت آئی (یہی) ہو کر اُن پر خدا نے نکاح کے بارے میں تنگی نہیں کی اور خدا کے (مجھے) حکم (زہیں ایک امر) تقابیری (میں جو روزِ ازل سے) ٹھیرے ہوئے ہیں وہ اگلے پیغمبر (اس صفحہ کے تحت) کے خدا کے پیغام (لوگوں کو) پونچانے اور خوفِ خدا رکھنے تھے اور خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے (تو ای پیغمبر تم کیوں ڈرو) اور صاحب (اعمال) کے لیے اللہ بس (وہ سب) سمجھے گا۔ لوگو! محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں (تو زید کے کیوں ہوں) وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور (مخلوق کی مُر کی طرح سب) پیغمبر کے آخر میں ہیں اور اللہ تمام چیزوں (کے حال) سے واقف ہو گا۔

۱۱ : واقعہ پیغمبر صاحب کی زندگی کے بڑے واقعات میں سے ہے کہ زینب بنت عیش پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی زاد بہن تھیں۔ ان کی والدہ کا نام آمنہؓ اور وہ بیٹی تھیں پیغمبر صاحب کے چچا بزرگوار عبد المطلب کی۔ یہ تو زینب کا حال ہوا۔ دوسری طرف زید بن حارثہ سے شریف زادے کے چچپن میں اُن کو لوگ پکارتے گئے تھے اور اُس وقت دستور تھا اور اب تک بھی کہ بچوں کو زبردستی کر لے جاتے اور غلام بنا لیتے۔ ابھی جوان نہ ہوئے تھے کہ زید غلامی کی حالت میں آ کر فروخت ہوئے۔ پیغمبر صاحب نے اُن کو خرید لیا اور اُن کو کر کے اپنے پاس رکھا۔ اُس بڑھتے بڑھتے پیغمبر صاحب نے اُن کو اپنا بیٹا کر لیا۔ اُس وقت تک بیٹے کے بارے میں کوئی حکمِ خدا کی طرف سے صادر نہیں ہوا تھا۔ اور بیٹی بیٹے کے ساتھ ہر طرح پر صلیبی بیٹوں کی سی مدارات کی جاتی تھی۔ اور اب تک بھی مسلمانوں کے مسلمانوں کا قریب قریب یہی حال ہے۔ زید پیغمبر صاحب کو بھی یہاں تک عزیز تھے کہ اپنے زینب کے ساتھ اُن کا نکاح کر دیا اور زینب نے اُن سے بچاؤ سے ناخوشی سی تھیں کیونکہ زید اگرچہ پیغمبر صاحب کے بیٹے نہ تھے مگر اُن کے علاوہ شاید معدودہ کے استیصال سے بھی زینب کی جوڑ نہ تھے۔ بہر کیف میاں بی بی میں موافقت نہ آئی۔ یہاں تک کہ زید زینب کے چھوڑنے پر آمادہ ہوئے۔ پیغمبر صاحب نے اُن کو بہتیرا سمجھایا لیکن حربہ بیعت میں ناموفق ہوئی جو تو میاں بی بی کے تعلق میں لطف باقی نہیں رہتا۔ آخر زید نے زینب کو طلاق دے دی۔ اب پیغمبر صاحب کو کئی شکایں پیش آئیں۔ سب سے پہلے زینب کی دھڑکی کہ اُن کو پیغمبر صاحب نے زید سے بیاہ دیا تھا اور وہ نکاح اُن کو ناگوار تھا اب اس پر طلاق کا دیا جانا یہ دوسرے ناگوار ہے اور اسی کی مقدار خدا کو منظرِ ہوا کہ بیٹے کی رسمِ بدمی موقوف کی جائے۔ نہ کہ لوگ بے پالک نہ بنائیں بلکہ بے پالک کو صلیبی بیٹے کی طرح نہ سمجھیں اور نہ صلیبی بیٹے کے سے ان کے حقوق تسلیم کیے جائیں۔ اور جب ایک شخص دنیا میں کوئی اصلاح کرنی چاہتا ہے تو سب سے عمدہ تدبیر اس اصلاح کے جاری کرنے کی ہے جو کہ خود اُس پر عمل کر کے اپنا نمونہ دوسروں کو دکھائے۔ اب یہ موقع تھا کہ پیغمبر صاحب زینب سے خود نکاح کر لیں مگر خدا تعالیٰ کے بیٹے کی بی بی سے نکاح کرنا صلیبی بیٹے کی بی بی سے نکاح کرنے کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ اگرچہ پیغمبر صاحب زینب سے نکاح نہ کرتے تو زینب کی دل جوئی نہیں ہو سکتی تھی اور نہ بیٹے کی رسم کی اصلاح ہو سکتی تھی۔ لوگ یہ تجویز کرتے کہ خود پیغمبر صاحب کو ایسا موقع ملا اور جو دوسروں سے کرنا چاہتے تھے آپ نے کیا۔ اور نکاح کرنے میں یہ قیادت تھی کہ رسمِ بدمی کے مطابق نہایت مکروہ الازام پیغمبر صاحب کے ذمے عائد ہوتا تھا۔ بے شک پیغمبر صاحب بہ تقاضا سے بشری اُس وقت بہت ہی مستعد ہو چکے ہوں گے۔ مگر آخر کار اصلاح کا پہلو غالب رہا اور اپنے خود زینب سے نکاح کر لیا اور کرنا چاہتے تھا اور اصلاح کے واسطے پیغمبر صاحب نے خود اپنا نمونہ دکھایا۔ تاکہ جو اسلام کا دعوے کرتا ہو بیٹے کے بارے میں ذرا نہ ہچکچائے اور بیٹے کو صلیبی بیٹا نہ سمجھے ۱۲

پیغمبر صاحب کے بعد ان کی آل کے ساتھ مسلمانوں کے برتاؤ کو دیکھتے ہیں تو عقل حیران ہوتی ہے کہ ایک طرف تو وہ لوگ مسلمان تھے اور مسلمان بھی پیغمبر صاحب کا زمانہ دیکھے ہوئے مسلمان ان لوگوں کے مقابلے میں ہم لوگوں کے (بقیہ صحابہ ص ۱۸۷) حتی بات فرماتا ہے اور وہی (لوگوں کو سیدھا) رستہ دکھاتا ہے وہ بے پالگوں کو ان کے (حقیقی) باپوں کے نام سے بلایا کرو یہی بات اللہ کے نزدیک زیادہ قرین انصاف ہے پس اگر تم کو ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو تمھارے دینی بھائی اور بھینز تمھارے (دینی) دوست ہیں (تو ان ہی کے مناسب حال لفظوں سے ان کو بلایا کرو) اور تم سے اس میں ٹھول چک ہو جائے تو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں مگر بائبل سے ارادہ کر کے ایسا کرو (تو البتہ گناہ کی بات ہے) اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۱۲۷

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ دَرَسَهُ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْهُ مِنْ أَمْرِ هُمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ صَدَّقَ خَلْقًا مُبِينًا وَادْعُوا إِلَى اللَّهِ عَالِيَةً وَأَنْصَحْتَ عَلَيْهِمْ أَمْسِكَ عَلَيْكَ ذَوَاتُ الْأَقْبَانِ وَاللَّهُ وَخَفِ فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَخَشِيَ النَّاسُ اللَّهَ أَحَقَّ أَنْ تَخْشَاهُ فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَ ابْنًا لَكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجًا فِي أَنْزَلِ أَرْبَعًا مِنْهُمْ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُومًا مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فَمَا فَضَّ اللَّهُ لَهُ سُؤْلَهُ اللَّهُ فِي الَّذِينَ خَلَعُوا مِنْ قَبْلُ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا الَّذِينَ يَمْلِكُونَ مِنْ سُلَيْتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَاسِبًا مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا اور کسی مسلمان مرد اور کسی مسلمان عورت کو شایاں نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول (ان کے بارے میں) کوئی بات ٹھیکریوں (تو اپنی رائے کو دخل میں اور) اس بات میں ان کا (اپنا) اختیار (باقی) رہے اور جو شخص امد اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو وہ حیرت گراہی میں پڑ چکا۔ اور (ای پیغمبر اس بات کو یاد کرو کہ) جب تم اس شخص کو سمجھاتے تھے (یعنی زید بن حارثہ کو) جس پر امد نے (اپنا) احسان کیا کہ اس کو اسلام کی توفیق دی (اور تم بھی اس پر احسان کرتے رہے ورنہ اپنی بی بی (زینب) کو اپنی زوجیت میں رہنے دے اور امد سے ڈر (اور اس کو چھوڑ نہیں) اور تم اس (بات) کو اپنے دل میں چھپاتے تھے ورنہ جس کو (آخر کار) امد ظہر کرنے والا تھا اور تم (اس معاملے میں) لوگوں سے ڈرتے تھے اور خدا اس کا زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو۔ (بقیہ ص ۱۸۹)

والسلام سے پہلے عرب میں ایک طرح کی طلاق کا رواج تھا جس کو ظاہر کرتے ہیں وہ اس قسم کے الفاظ سے واقع ہوتی تھی کہ مرد نے عورت کو کہہ دیا کہ تیری بیٹھ بچھے اپنی ماں کی بیٹھ کی جگہ ہے جس کا مطلب یہ ہوتا کہ تو میری ماں کی جگہ ہے ورنہ کہہ دینے سے عورت مرد سے چھوٹ جاتی تھی۔ اب بھی لوگوں سے اس قسم کی نادانیاں سرزد ہو جاتی ہیں مگر اسلام نے اس کو طلاق نہیں مانا بلکہ اس کا ایک کٹھارہ ٹھیکر دیا ہے جس کی علامت اٹھائیسویں بارے کی سورہ مجادل میں ہے جو کہ یہ بے پالک کی تھی اور اب بھی ہے کہ مسیحی کو تمام باتوں میں پہلی بیٹھ کی طرح سمجھا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ان دونوں رسوں کو پیسہ مارا تھا دیا کہ کسی آدمی کے سینے میں دل نہیں ہوتا جس کا یہ مطلب ہے کہ آدمی کی طرز خاص کا میلان طبعیتہ دو طرف نہیں ہو سکتا تو جبرئیل ان آدمی کو اپنی ماں کی طرف ہوتا ہے اس قسم کا میلان بی بی کی طرف کیوں نہ ہو گا۔ پس اگر آدمی بی بی کو کہہ دے کہ تو میری ماں کی جگہ ہے اس سے بی بی کی ماں کی جگہ نہیں ہو جاتی ماں ماں ہی کی جگہ ہے اور بی بی بی بی کی جگہ۔ اسی طرح غیر کے فرزند کو بیٹا بنانے سے وہ پہلی بیٹا نہیں ہو جاتا۔ پس اس قسم کی باتیں خدا کے نزدیک معتبر نہیں۔ ہم نے اپنی کتاب معصنات کے لوح کے صفحے پر اس آیت کا مائل ترجمہ یوں لکھ دیا ہے ہم مستحق دعویٰ بال نہیں ہوتے۔ بیٹے میں کسی شخص کے دل میں نہیں ہوتا۔ مناسب حال لفظوں کا یہ مطلب ہے کہ مثلاً صاحب زادے یا میاں ارشد کے یا اسی طرح کا کوئی اور لفظ کہہ کر ملتا ہے ۱۲۸

۱۲۸ بیٹے والا پورا سا پھر غلامی سے آزاد کیا اور اپنی چھوٹی زناو بہن زینب اس سے بیاہ دی ۱۲

۱۲۹ بیٹے زید چھوڑ دے گا تو میں نہ بچے نکاح پڑھاؤں گا ۱۲

ج

وَاتِمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ
فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَخْلِقُوا
رُءُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحَلَّهُ فَمَنْ
كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ آذَى مِنْ زُنْأِهِ
فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ
فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى
الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ
يَجِدْ فَوْصِيَامَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ
إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ ذَلِكَ
لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرًا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ
وَاتَّقُوا اللَّهَ وَعَلِمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ
الْعِقَابِ الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَعْلُومَةٌ فَمَنْ

اور (مسلمانو!) اللہ کے لیے حج اور عمرے (کی نیت کر لی ہو تو اُس) کو پورا کرو اور اگر (راہ میں کہیں) گھر جاؤ تو قربانی (کرو) جیسی کچھ میسر آئے اور جب تک قربانی اپنے نیگ نہ لگ جائے اپنا سفر منہ لو اور جو تم میں بیمار ہو یا سفر کی طرف سے اُسے (کسی طرح کی) تکلیف ہو تو زبالہ تراو دینے کا، بدلہ روزے یا خیرات یا قربانی پھر جب تمہاری خاطر حج یعنی عذر دفع ہو جائے تو جو کوئی عمرے کو حج سے ملا کر فائدہ اٹھانا چاہے تو (اُس کو قربانی (کرنی ہوگی) جیسی کچھ میسر آئے اور جس کو قربانی میسر نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں (رکے لے) اور سات جب واپس آؤ یہ پورا دیا ہو یا یہ (حکم) اُس کے لیے جو جس کا گھر بار کہیں میں نہ ہو اور اللہ سے ڈرو اور جانے رہو کہ اللہ کا عذاب سخت ہوتا ہے (کے تو خاص) مینے (ہیں جو سب کو) معلوم ہیں تو جو شخص

[illegible]

اسلام کی رستی کو خوب مضبوطی کے ساتھ پکڑے ہوئے تھے۔ شاید نماز پنجگانہ میں کہ یہی اسلام کی ظاہری علامت ہو ان کی ایک نماز بھی قصائد ہوتی ہوگی۔ اور نماز کے پابند تھے تو یہ تمیل اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّؐ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اور نیز لَا اَسْأَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمُوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی تمہیں اللہ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ وَ عَلَی اٰلِ مُحَمَّدٍؑ بھی ضرور پڑھتے رہے ہوں گے اور اب تیرے سوس برس کے بعد آل پیغمبر میں کلام تو ہو کہ ہمارے وقتوں میں جو لوگ سیادۂ کئی ہیں آل پیغمبر ہیں یا نہیں مگر ان وقتوں میں تو سب کو معلوم تھا کہ اس کہو۔ آل کہو۔ اولاد کہو۔ ذوی القربے کہو جو کچھ ہیں پیغمبر صاحب کے دونوں سے حسن حسین میں رضی اللہ عنہما۔ پھر ان ذوی زکوة اور بزرگ زادوں اور نہ صرف بزرگ زادوں بلکہ پیغمبر زادوں کے ساتھ اسی پیغمبر کی اُمت نے جو سلوک کیا آج تک اس کا نام کیا جا رہا ہے **قطعا**

اِنَّ جَمْعَهُ قُلَّتْ حُسْنًا شَفَاعَةُ جَدِّهِ یَوْمَ الْحِسَابِ
فَلَا وَاللّٰهِ لَیْسَ لَهُمْ شَفِیعٌ قَوْمُ الْقِیَمَةِ فِی الْعَذَابِ

امام حسین کی مظلومانہ شہادت کچھ فوری مخالفت کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ یہ آگ پیغمبر صاحب کی زندگی ہی میں سلگنی شروع ہوئی حضرت علی اکرم اللہ وجہہ نے پیغمبر صاحب کی وفات ہی کے بعد ان چند و چند خصوصیتوں کی وجہ سے جو ان کو جناب سول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں اور وہ اپنی ذات سے بھی بڑے بہادر اور بڑے خطیب تھے خلافت کی ترقی کی ہوگی گو وہ ان کی تقدیر میں تھی چوتھے نمبر پر ان کی باری آئی تو اس سے روئے ان کو چپین سے نہ بیٹھنے دیا ان کی جگہ برائے نام امام حسن ہو تو وہ معاویہ کی مقاومت نہ کر سکے اور غنہ خرب سے ذکر خلافت سے دست بردار ہو گئے۔ ان کے بعد امام حسین نے خلاف مصلحت دعویٰ کیا تو اس کا غمیانہ ٹھکنا کہ ان کی جان گرامی گئی سو گئی آل پیغمبر کا راسخا ادب بھی اٹھ گیا پھر تو باطلینان ہی امینہ ظالم تسلط ہوئے اور ان کی سلطنت کا سارا زمانہ نسل پیغمبر کی توہین اور تحقیر اور تذلیل اور بیچ کنی میں گزرنا بنی عباس کی حکومت کے زمانے میں یہ لوگ کچھ پختہ چلے تھے سو بھی آل پیغمبر مہنے کی وجہ سے نہیں بلکہ غلطی وقت کے ہمجدی ہوئی وجہ عبادتوں کی سلطنت کے زوال کے بعد پھر قدیمی کس مہر سی میں پڑ گئے۔ اب ان میں سے دولت یا ایات کی وجہ سے بین الاقوام کوئی جاتا پیدا کرے تو کرے آل پیغمبر ہونا تو کچھ ہستیاز کی بات نہیں۔ سید کا لقب بھی ان لوگوں نے ہندوستان میں اختیار کر لیا ہو کہ جناب سول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حسینؑ کی شان میں سیدنا شباب اہل الجنۃ فرمایا وہ حدیث اور فقہ اور تاریخ میں لفظ سید کا کوئی اور ماخوذ بھی نہیں پایا جاتا اور یوں زبان عرب میں تنظیما سہی کو سید کہنے یا کرتے ہیں شکر جو کسمافو میں ہندوؤں کی طرح کا تفرقہ تو یہ نہیں کر ایک جتھے کا آدمی دوسرے جتھے میں شادی بیاہ نہ کرے ان کے ساتھ کھائے پیئے نہیں مگر ہندوؤں کی دیکھا دیکھی ہند کے مسلمانوں نے بھی نسب اور پیشو کے لحاظ سے ذاتیں بنا رکھی ہیں اور شادی بیاہ میں حتی الوسع گھنٹو کا لحاظ کرتے ہیں ممنوع الصدقات تو تمام بنی ہاشم ہیں مگر ہندوستان میں صرف بنی فاطمہ سید سمجھے جاتے ہیں اور ان کو ادعائی فخر نسب سے تباہ کر رکھا سو جمع الصدقات ہونا ان کے حق میں مرتے کو مارے شاہ مار ہی مارے پر سو دیتے ہ

۱۰۰ اور اس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے رہتے ہیں تو مسلمانوں (تم بھی) پیغمبر پر درود اور سلام بھیجتے ہو ۱۰۰ کیا جس گروہ نے حسین کو قتل کیا وہ ان کا

کی شفاعت کے خاتمہ کے بعد امید واپس؟ خدا کی قسم وہ ان کے شفیع نہ ہوں گے بلکہ قیامت کے دن عذاب میں گرفتار ہوں گے ۱۱

النَّاسُ أَسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ
رَحِيمٌ فَإِذَا قُضِيَتْ مِنْكُمْ أُمُورٌ
فَادْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ
أَشْدَّ ذِكْرًا فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا
اتَّكُفِ فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلْقٍ
وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا اتَّكُفِ فِي الدُّنْيَا
حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقَدْ آتَاكَ
الدَّارَ الْأُولَىٰ لَكَ لَهَا نُصِيبُ مَا كَسَبُوا
وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ (البقرة ۲۵۶ پارہ ۲)

اور لوگ چلیں تم بھی وہیں سے چلو اور اس سے گناہوں
کی مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہر طرف
پھر جب اپنے جج کے ارکان تمام کر چکو تو جس طرح تم اپنے
باپ دادوں کے ذکر میں لگ جاتے تھے (اُس کو چھو کر)
اُسی طرح بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر خدا کی یاد میں مشغول ہو جاؤ
پھر لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو دعائیں مانگتے ہیں کہ اے
ہمارے پروردگار (جو کچھ) ہم کو (دنیا ہی) دینا میں ذکر چنانچہ
اُن کو دنیا مل بھی جاتی ہے اور آخرت میں اُن کا کچھ حصہ نہیں
اور لوگوں میں سے کچھ ایسے (بھی) ہیں جو دعائیں مانگتے ہیں کہ
اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی خیر برکت دے اور آخرت
میں بھی خیر برکت دے اور ہم کو دونوں کے عذاب سے بچا ہی ہیں
(وہ لوگ) جن کو (آخرت میں) اُن کے لیے کچھ حصہ (یعنی ثواب
ملنا) ہے اور اسد تو پھٹنے بھر میں اس کا حساب کرنے والا ہے +

من المسترحم۔ آدمی آدمی کجنت بات بات میں ایک دوسرے سے لڑے مارتے ہیں ورنہ خدا نے تو دنیا کا انتظام
کے اتفاق و اتحاد اور ایک دوسرے کی اعانتہ و امداد پر مبنی کیا ہے اور اس کا پتہ ہم کو تمام آیات سے ملتا ہے۔ خاص کر دین اسلام
دین اسلام کے جتنے بھی احکام ہیں سب کی غرض غایت وہی لوگوں کا اتفاق و اتحاد ہے۔ اور ایک دوسرے کی اعانتہ و امداد جتنی کہ
اسلامی عبادات میں بھی ایسی کی جھلک پائی جاتی ہے۔ دے کر اسلامی عبادات چار ہیں۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ ان
میں زکوٰۃ تو صاف اپنا سے جنس کی اعانتہ و امداد ہے۔ کیونکہ مسکینوں اور حاجتمندوں کو دی جاتی ہے۔ روزہ بھی اپنا سے
جنس کی اعانتہ و امداد کا پہلو لیے ہو ہے۔ اول تو رمضان کے مہینے میں اور پھر عید کی تقریب پر ہر ایک مسلمان اپنے اہل و
عیال پرچی کھول کر خرچ کرتا ہے اور خیرات بھی زیادہ تر رمضان ہی میں کی جاتی ہے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت
حادثہ میں آیا ہے کہ یوں تو آپ مصارف خیر میں ہمیشہ بے دریغ خرچ کرتے ہی رہتے تھے رمضان میں تو بلا مبالغہ داد و دہن
آندھی سی پیل جاتی تھی دوسرے روزے سے فائز کی قدر آتی ہے۔ اور غالباً دل میں قدر زدوں کی اعانتہ و امداد کی تحریک پیدا
ہوتی ہے۔ اور اکثر صورتوں میں تحریک کچھ کر گزرتی ہے۔ مالی امداد کے اعتبار سے حج روزوں سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ حاجی کے مدینے
جا کر ساری عمر کی کسر نکال آتے ہیں۔ اور چونکہ حج کے ساتھ تجارت کی بھی اجازت ہے لہذا تجارت علیکم کہ اُن تہتغیٰ افضلہ من زکوٰۃ
بہت لوگ تجارت سے آپ بھی منتفع ہوتے ہیں اور لوگوں کو بھی فائدہ پہنچاتے ہیں چار گانہ عبادات میں ایک نماز جو جس میں

وَلِکَی رِبَّیْنِ دَاعِیَاتِیْنَ ہاں نہیں ٹھہرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم عین حرم کے رہنے والے ہیں حرم کی حد کے باہر کیوں جائیں۔ حالانکہ عرفات

ٹھیک لڑکھنڈم جو تو اُن لوگ تو توحید کو عرفات سے پہلے اور یہ لوگ سرحد حرم جہاں ٹھہرتے تھے خدا نے اس غلط فہمی کی اصلاح فرمادی ۱۱

جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے فقہاء علیٰ مکلفہم قائل تھے کہ علی (رضی اللہ عنہ) نے اپنے کو ورنہ پونہ چاروں اہل بیت سے پہلے اہل جاہلیہ بھی حج کیا کرتے تھے۔ اور حج کو اصول دین سمجھتے تھے لیکن انھوں نے اُس میں بہت سی بی باتیں اپنی طرف سے ملا دی تھیں جن کا پتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت میں نہیں لگتا تھا۔ مثلاً اساف و نالکہ جو مرد و عورتہ کی شکل کے دو بت تھے اور طاعینہ جو مشرکین مکہ کا بڑا بت تھا ان کے لیے احرام باندھتے اور تلبیہ میں لا تھیرا تھیرا ہوا لک لکے کہتے تھے اور یہ باتیں اس قسم کی تھیں جن سے لوگوں کو باز رکھنا ضرور تھا اور نہایت ضرور تھا علاوہ بریں اہل مکہ میں عجب خود پسندی تھی۔ تعصب اس قدر بڑھ گیا تھا کہ ان کی کوئی عبادت خاص کر عباہجج ان باتوں سے خالی نہیں ہوتی تھی۔ لہذا ضرور ہوا کہ شریعت محمدیہ میں جو خاتم الشرائع حج فرض کیا جائے اور لوگوں کو ان امور کی تسلیم و قبولی جانے جن سے حق و باطل جو ایک عرصہ دراز سے گھٹی کھڑی کی طرح گڈھ ہو رہے تھے ایک دوسرے سے جدا اور ممتاز ہو جائے اور دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ ہو جائے چنانچہ پیغمبر آفران صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جاہلیہ کی تمام بدعتوں اور بیسج رسوم کو مٹا کر حج پر عبادت خاص کر رنگ چڑھایا اور جو باتیں اہل جاہلیہ کی عادات میں داخل ہو کر مکرر خاطر ہو گئی تھیں نہایت عمدگی اور خوبصورتی کے ساتھ ان کا قلع قمع کر دیا۔ ابراہیم شریعت کے مردہ قالب میں نئی اور تازہ روح پھونکی اور شعائر اب جیسے کے تیسے اپنی اصلی حالت پر کوٹ آئے +

الغرض سلمان کو ساری عمر میں ایک فہ اور صرف ایک دفعہ حج کرنا فرض ہو تو جسے خدا توفیق دے اور تھکے ہوئے ہوں۔ امن و امان سے سفر کر سکتا ہوں۔ زرا اور اہل پاس ہو۔ کماد و رفت اور وٹاں کی ضروریات اور حج سے واپس آنے تک اہل و عیال کے کھانے پینے کے لیے خرچ بات کافی موجود ہو اسے چاہیے کہ خدا کا فرض جان کر حج ادا کرے کوئی ضرر بہت ضعیف اور بوڑھا ہو اور سفر حج کا تحمل نہ کر سکتا ہو اُس کی طرف سے اُس کا کوئی رشتہ دارج کر سکتا ہو جو شخص ہوتے ساتھ حج کے لیے نہ جائے وہ خدا کا سخت گنہگار اور مجرم ہو۔ خدا بندوں کی تمام عبادتوں سے اور ان ہی میں سے حج بھی محض بے پروا اور مستغنی ہو۔ وَ لِلّٰہِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْکَ سَبِیْلًا ۚ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ عَلٰی الْعٰلَمِیْنَ۔ عبادات و شرائع کے مقرر کرنے میں کچھ بندوں ہی کا فائدہ ہو نہ خدا کا +

جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے خدا کے واسطے صرف خدا کے واسطے حج کیا اور حالت حج میں نہ تو کسی سے لڑا ہی نہ جھگڑا نہ لڑائی نہ کیا نہ عورتوں کی طرف میل و رغبت نہ ہی کی تو وہ حج سے ایسا پھلدار گناہوں کی نجاست سے ایسا پاک ہو گا جیسا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

حج کرنے کی تین صورتیں ہیں اور تینوں کے نام اور احکام علیحدہ علیحدہ ہیں ایک یہ کہ حج اور عمرے کی ایک ساتھ نہایت کرے اور اسے قرآن کہتے ہیں۔ اس کے احکام یہ ہیں تیقات سے حج اور عمرے کا ایک ساتھ احرام باندھنا اللہم لکرمک حجکم و عمرکم کہنا۔ کتنے میں اگر حج کے امکان سے فلغ ہونے تک اُسی احرام پر قائم رہنا جب قارن اعمال حج بجالائے تو عمرہ بھی ادا ہو جائے گا کیونکہ قرآن کی حالت میں عمرہ حج میں ایسا ہی داخل ہے جیسا وضو غسل میں۔ لیکن طواف کعبہ اور

نفع رسانی خلافت کی کوئی بات دکھائی نہیں تھی تو یہ ہماری سمجھ کا قصور ہو ورنہ نماز تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔ اس لیے کہ وہ دن رات میں پانچ بار خدا کی یاد دہانی کرتی ہو و لکن کفر اللہ اکبر۔ حج میں بھی شروع سے آخر تک گویا ہمہ وقت ذکر خدا ہو۔ اسلام نے عبادت کے نئے طریقے ایجاد نہیں کیے۔ ہاں اُن میں کچھ یوں ہی سارے بدل ضرور کر دیا ہے۔ اب یہی حج ہے کہ اس میں جتنی رسمیں ہیں ذکر اللہ سے قطع نظر سب میں عبادت کی شان ہے۔ احرام ہے تو وہ فقہاء کی سنی شکل بنا ہوا ہے۔ طواف ہے تو اُس گھر پر قربان ہونا ہے جو رے زمین پر سب سے پہلے خدا نے وحہ لاشربک لہ کے نام پر بنایا گیا۔ عرفات میں جا کر ٹھہرنا ہے تو وہ بعینہ ایسا ہے جیسے عیدین یا استسقاء کی نماز کے لیے جنگل میں جا کر خدا سے دعائیں مانگتے ہیں۔ نئے کے قریب صفا اور مزد جو دو پہاڑیاں ہیں اور اُن میں دوڑتے ہیں تو یہ دوڑنا بھی ایک طرح کا طواف ہے اور اُس قابل یادگار واقعے کی یاد کا تازہ کرنا ہے کہ حضور ابراہیم علیہ السلام نے جوابو الانبیاء کہلاتے اور جن کو سب اہل کتاب بالاتفاق مانتے ہیں اور جنہوں نے نبوت تشریف کے گھر پیدا ہو کر بقاضائے فطرۃ توحید کا رستہ اختیار کیا اور اس سچے عقیدے کے بانی بنے خاتمہ کعبہ بنا کر اپنے فرزند ایل اور اُن کی والدہ ماجدہ کو اُسی کے پاس اس اُسید سے لائے گئے تاکہ اُن کی اس غیر آباد جگہ میں تعمیل کی تسلی ہو سکے اور وہاں عرب خدا کے واحد کی پرستش کی آواز سے گونج اُٹھے۔ اچھا تو ابراہیم اہل و عیال کو متوکل علی اللہ بنے سر سامان چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ ماجدہ باپنی کی جستجو میں ان ہی دو پہاڑیوں صفا اور مزد کے درمیان دوڑی دوڑی پھر میں سعی بین الصفا والمزدہ اسی دوڑنے کی نقل ہے۔ اب ایک ہو کنکریوں کا پھینکنا تو یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ ابراہیم نے تین روز متواتر خواب میں سمیٹیل کا بیج کرنا دیکھا چونکہ سمیٹیل کا خواب بھی ایک قسم کی وحی ہوتا ہے ہر مرتبہ ابراہیم علیہ السلام تعمیل حکم کی آمادگی کرتے شیطان بہکا تا اور یہ اُس کو کنسکریاں پھینک بھگاتے۔ لیکن آج کل کے انگریزی خواں تو ایسی روایتوں کو سچ اسلام چٹکیوں میں اڑاتے ہیں وہ سر سے شیطان ہی کے قائل نہیں۔ پھر اس کل ابراہیم کو بہکا تا اور ابراہیم کا اس کو کنسکریاں اُن کے لیے ہتھنرا اور تسخیر کا پورا سامان ہے۔ تو عجب نہیں کہ یہ رمی جاری بھی سعی بین الصفا والمزدہ کی طرح ماجدہ کا فعل ہو اور انھوں نے تعمیل کی حفاظت کی نظر سے مودی جانوروں کے ہنکانے اور بدکانے کو پتھر پھینکے ہوں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال حج اسلام کا پانچواں رکن ہے اور اس کے مشروع کرنے میں شارع کو جن مصلحتوں کا لحاظ نظر ہو وہ چند امور ہیں گویا یہی امور فرضیت حج کے باعث ہیں ازاںچھلہ تنظیم بیت اللہ ہے کیونکہ یہ شعائر الہی میں سے ہے اور اُس کی تنظیم عین خدا کی تنظیم ہے ازاںچھلہ ہر ملت و دولت کے لیے ایک ن اجتماع کا ہوتا ہے جس میں اُس ملت و دولت کے تمام اوسنے اعلیٰ چھوٹے بڑے موجود ہوتے ہیں۔ اور یہ اس لیے کہ لوگ باہم ایک دوسرے سے تعارف پیدا کریں اور ملت کے احکام سیکھیں مسلمانوں کے جمع ہونے کے لیے خدا نے یہ دن مقرر کیا ہے جس میں اُن کی شوکت اُن کے دین کی عزت اُن کا رعب و دبہ ظاہر ہوتا ہے ازاںچھلہ حضور ابراہیم اور اسمعیل علیہما السلام کا جو طریقہ لوگوں میں ایک عرصے سے چلا آتا ہے اُس کی موافقت حاصل ہو کیونکہ حضور ابراہیم اور اُن کے فرزند رشید حضور اسمعیل دونوں ملت حنیفیہ کے مقتدا اور عرب کے لیے اُس کے احکام مقرر کرنے والے تھے اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے خدا کو اسی ملت کا ظاہر کرنا اور اسے تمام ملتوں پر غالب کرنا منظور تھا اور جب یہ ہو تو ملت حنیفیہ کے اماموں اور پیشواؤں سے جو طریقہ جاری ہوا ہو اُس کی محافظت لازمی اور ضروری بات ہے اور یہی معنی ہیں

تیسرے ہال منڈانے، ناخن کٹوانے، اگر کسی نے بال منڈا ڈالے یا کسی مقام سے ایک یا کئی بال توڑ دیئے تو بھی ایک بانی واجب ہوگی مگر حرام میں جانا، فصد کھلوانا، پچھنے لگوانا اور اس طرح بال کھولنے درست ہیں کہ ٹوٹنے نہ پائیں۔ جو تھے عورت سے بہتر ہو نا، اگر ہوگا تو ایک نٹ یا گائے یا سات بھیڑ بکری واجب ہوں گی۔ اور حج فاسد ہو جائے گا۔ قضا واجب ہوگی ہاں پہلے تھقل کے بعد ہم بہتر ہوگا تو حج فاسد نہ ہوگا مگر ایک دن نبی کرنا پڑے گا۔ پانچویں مقدمات جماع مثلاً مساس کرنا۔ بوسہ لینا یا کسی اور طرح سے عورت سے خطا اٹھانا یا عجت سے بات چیت کرنا۔ ان صورتوں میں سے ایک کا بھی مرتکب ہوگا تو ایک قربانی کرنی پڑے گی۔ چھٹے شکار کرنا۔ لیکن ریائی شکار درست ہو۔ خشکی میں شکار کیا تو اسی جیسا جانور ذبح کرنا لازم ہوگا و اجبات کے ترک اور نہیات کے ارتکاب کی صورتوں میں جو ہم نے وجہ دم یعنی قربانی کا ذکر کیا ہے یہ قسمی روایات ہیں کیا ہے ورنہ قرآن حدیث سے تو بجز چند صورتوں کے اور کسی صورت میں قربانی کا وجوب پایہ ثبوت کو پونچھتا نہیں تھا۔ ان صورتوں کے علاوہ اور بھی بہت صورتوں میں محرم کو قربانی کرنے کی ہدایت کی ہے لیکن ہم نے حدیثوں کا تتبع کیا تو یہ کوئی بھی ایسی مرفوع اور متصل الاسناد حدیث نہیں ملی جس سے ثابت ہو کہ فقہاء کی تجویز کی ہوئی صورتوں میں قربانی کرنی شرعی ہے۔ غالباً فقہاء نے صورت مذکورہ کو قتل حیا، غیر برقیاس کر کے ان میں بھی فدیہ غیر تجویز کیا ہے ورنہ کوئی نص صریح و صحیح تو ان پر قائم ہے نہیں قرآن مجید میں صرف چار صورتوں میں فدیہ دینے کا حکم ہے تین صورتیں تو آیہ و اتمو الحج و العمرہ للہ میں کو ہیں جو عنوان حج کی پہلی آیت ہے (اور جس کی تفصیل آپ اپنی آیت کے فائدے میں ملاحظہ کر چکے ہیں) اور ایک ساتویں پارکے دوسرے رکوع میں یعنی قتل حید۔ و اجبات کی فہرست میں جو چیزیں مذکور ہیں بے شک پنہیر صاحب نے ان کے کرنے اور نہیات کے ذیل میں جو باتیں لکھیں ان سے باز رہنے کی بابت محرم کو تاکید حکم فرمایا ہے اور بعض صورتوں میں تو یہاں تک فرمادیا ہے کہ فلاں چیز کے عمل میں لانے یا ترک کرنے سے حج اکبر عمرہ فاسد ہو جاتا ہے لیکن چند صورتوں کے علاوہ کسی صورت میں فدیہ غیر و کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ جب ایک بدوی نے آپ سے دریافت کیا کہ میں خوشبویوں میں بہتر ہوں یا نبیہ میں کر عمرے کا احرام باندھا ہے مجھے کیا کرنا چاہیئے تو آپ نے فرمایا کہ خوشبو کو تین فصد دھو ڈال اور جبہ اتار کر عمرہ بجالا چنانچہ صحیحین میں یحییٰ بن اسیہ سے ایک حدیث آئی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص حالہ احرام میں خوشبو میں بہتر ہوا کہ پھر اپن لے تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ کپڑے کو تین فصد دھو ڈالے اور اسی پر قیاس کر لیجئے اور صورت منوعہ کو بھی۔ الغرض حدیث سے کہیں اس بات کا پتہ نہیں چلتا کہ پنہیر صاحب نے ان صورتوں میں فدیہ کا حکم فرمایا ہو اور جب یہ نو دہار میں ان ہی خونوں پر انگٹا کرنا چاہیئے جو قرآن یا حدیث میں آئے ہیں۔ پھر یہ جو لوگ یوم النحر میں کثرۃ سے قربانیاں کرتے ہیں یہاں تک کہ ایک ایک شخص سو سو دو سو سو جانور ذبح کر ڈالتا ہے تاکہ کیاں میں محض بے سود اور نہ صرف بے سود بلکہ داخل سرفسہ بالخصوص ایسے موقع پر جبکہ ان کا کوئی کھانے والا اور ان سے فائدہ اٹھانے والا نہ ہو۔ سنا جاتا ہے کہ یوم النحر کو متا میں اربع قربانیاں ہوتی ہیں کہ گوشت کثرۃ کی جسے کھٹوں میں بادیا جاتا ہے اور کوئی کھانے والا نہیں ملتا۔

جج کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ جب ہندوستان اور مضافات ہندوستان کے مسلمان عدین ہوئے بلبلیم بہار کے سامنے پوچھیں جسے اہل جہاز دور سے پہنچنا دیتے ہیں تو احرام باندھنے کے غیے غسل کریں عمرو پا بجاہم کرتا تو پنی

له و حديث يروى قال كنا عند النبي صلى الله عليه وسلم بالجعرات فوجدنا رجلا من اهل المدينة وهو مصاب بالحمى فقال
يا رسول الله اني اتممت العزيمة وهبته علي فقال اما العيب الذي بان فاعلمه فقلت خراب واما الجعة فالزهاوة اضممت في جفرك كما

سعی بین الصفا والمروة میں اختلاف ہے۔ ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسے شخص کو دو طواف اور دومرتبہ سعی کرنی چاہیے اور دوسری روایت میں ہے کہ صرف ایک طواف اور ایک سعی کافی ہے۔ قارن کو اس شکر یہ میں کچھ اور عمرہ دونوں ایک ساتھ ادا ہو گئے ایک قربانی فسخ کرنی ہوگی۔ لیکن کتے کے رہنے والے پر نہیں بلکہ اس پر جو باہر سے آیا ہو۔ قارن اگر عرفات میں ٹھہرنے سے پہلے طواف اور سعی کر لے گا تو گویہ سعی حج اور عمرے میں محسوب ہو جائے گی مگر وقوف عرفات کے ہی طواف کا اعادہ ضروری ہوگا کیونکہ طواف کن کی شرط ہے کہ وقوف عرفات کے بعد ہو۔

دوسرے یہ کہ میقات پر پہنچ کر عمرے کا احرام باندھے۔ کتے میں اگر عمرے کے ارکان بجالائے اور احرام سے باہر ہو جائے آیام حج تک بے احرام ہے جب آیام حج شروع ہونے لگیں یعنی خیبرجہ کی آٹھویں تاریخ ہونے کا احرام باندھے اور اعمال حج ادا کرنے میں مصروف ہو۔ اس صورت کو تمتع اور ایاب کرنے والے کو تمتع کہتے ہیں۔ تمتع پر بھی قربانی کرنی واجب ہے۔ اگر تمسہ ہو ورنہ دس روزے۔ تین آیام حج میں اور شات سفر سے کوٹھیلوں کو۔

تیسرے یہ کہ آیام حج لینے شوال۔ ذیقعد۔ ذی الحج کے دس روز میں صرف تہلج کا احرام باندھے اور ارکان حج پورے ہو چکیں تو حرم سے باہر اگر عمرے کا احرام باندھے اور اس کے ارکان اعمال پورے ہو جائیں اسے افراد کہتے ہیں۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سعی تک حج نہیں کیا مگر اس آرزو میں ہے کہ موقع ملے تو کروں۔ ماں پہلی قسم کج حج آپسے ثابت ہے اور اس کی علماء کے نزدیک قرآن۔ تمتع سے اور تمتع افراد سے افضل ہے۔

حج کے ارکان۔ جن کے بغیر حج نہیں ہوتا۔ پانچ ہیں۔ احرام۔ طواف۔ سعی۔ وقوف عرفات۔ ستر سٹاٹا یا قصر کرنا۔

واجبات حج۔ جن کے ترک کرنے سے حج باطل تو نہیں ہوتا مگر قربانی کرنی لازم ہو جاتی ہے چھ ہیں۔ میقات احرام باندھنا۔ کنکریاں پھینکنا۔ غروب آفتاب تک عرفات میں ٹھہرنا۔ رات کو مرفقے میں مقام کرنا۔ شام میں ٹھہرنا۔ طواف فروع یعنی آخری طواف کرنا۔ ان چھ چیزوں میں سے اگر ایک بھی ترک کر دی جائے گی تو قربانی کرنی واجب ہوگی مگر ایک قول کے مطابق پچھلے چار واجبات میں لازم نہیں کہتے۔

منہیات۔ حج میں چھ باتیں منع ہیں۔ ایک لباس یعنی سہلے پہلے کپڑے پہننا کہ حالہ احرام میں کرنا اور آزار اور عامہ دست نہیں بلکہ تہبہ اور چادر اور نعلین چاہئیں کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ محرم کو کس طرح کے کپڑے پہننے چاہئیں۔ فرمایا کرتے مت پہنو عمامے نہ باندھو برائے یعنی بارانی نہ اوڑھو پاجامے نہ پہنو۔ عورت کو عا کے موافق لباس پہننا درست ہے۔ ماں مرد کو سر کھلا رکھنا اور عورت کو ڈھکا رکھنا ضروری عورت کو چاہیے کہ مونہ کو نقاب وغیرہ سے نہ چھپائے بلکہ کھلا رکھے۔

دوسرے خوشبو کا استعمال کرنا یعنی خوشبو میں بسا ہوا کپڑا پہننا یا جسم پر خوشبو داغنے ملنا یا بالوں کو خوشبو دار چیز سے دھونا یا تیل مناسبت حرام اور ممنوع ہیں اور اسی میں منہی بھی داخل ہے ان دونوں صورتوں میں اگر کوئی شخص ایک بات کی بھی مخالفت کرے گا تو فضا کے نزدیک ایک بکرا فسخ کرنا واجب ہوگا۔

رکنوں کا تقبیلاً بوسہ لے یا ہاتھ سے چھو کر رخسار پر ملے کیونکہ یہ قائم مقام پوسہ لینے کے ہو۔ اور ہر دفعہ کے چکر میں نو نون کنوں کے بیچ میں یہ عا پڑے رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ جب جب حجر اسود کے پاس پونچھے اُسے بوسہ دے اور پیشانی اور رخسار اُس پر رکھے اور کہے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اگر توبوں کی کثرت اور ازاد عام حجر اسود کے چومنے اور ہاتھ سے چھونے کو مانع ہو تو اُسے لکڑی لگا کر اور یہ بھی میسر نہ ہو تو ہاتھ سے یا لکڑی سے اُس کی طرف کو اشارہ کر کے بوسہ دے۔ الغرض جب اس طرح سات چکر پورے ہو لیں تو مقام ابراہیم میں کھڑے ہو کر دو رکعت نفل پڑھے۔ سواری پر بھی طواف درست ہو مگر پیادہ بہت سہراوئے ہے۔ خانہ کعبہ کے طواف سے فارغ ہو تو باب صفا سے نکل کر حرم سے باہر آئے اور صفا پر چڑھ کر اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَابِیْنِ اللّٰهُ پڑھے اور تین بار کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْكَ لَهُ لَا الْمَلِكُ فَلهُ الْحَمْدُ وَهوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِیْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا وَصَدَقَ وَعْدُهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ۔ اس کے بعد کوہ مروہ کی طرف چلے۔ صفا مروہ پر دو رکعت چلے مگر تیز نہ دوڑے بخوبی اہستہ اہستہ چلیں۔ مروہ پر ذرا دیر کھڑے ہو کر وہی پڑھے جو صفا پر پڑھا تھا۔ صفا سے مروہ تک ایک پھیرا ہوا۔ اسی طرح سات پھیرے کرے اور اسی کو کہتے ہیں سعی۔ سعی کرنے ہوئے صفا مروہ کے بیچ میں دعا پڑھے رَبِّ اغْفِرْ ذَنْبِيْ وَارْحَمْ اَرْكَامِيْ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ

یہاں تک عمرے کے احکام ختم ہو گئے۔ اب حاجی احرام کے کپڑے اتار دے سر کے بال کتروائے یا منڈاؤ۔ معمولی لباس پہن کر تے میں ہے اور جہاں تک بن پڑے طواف کعبہ کرتا ہے آٹھویں فی سجدہ کوچ کی نیت سے احرام باندھے اور لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ بِاَلْحَمْدِ لَبَّيْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ کہتے ہوئے میٹھا روانہ ہوا وہ پانچوں وقت کی نمازیں اپنے اپنے تہوں میں وہاں ادا کرے۔ توں کو سورج نکلنے کے بعد مناس سے عرفات کو چلے اور ستے میں بحیرہ ابیدیک کتاب ہے زوال کے بعد خطبہ سنئے جو میدان عرفات میں جبل رحمتہ سے قریب ایک میل کے فاصلے پر ہوتا ہے۔ یہاں طلوع اور عصر کی دونوں نمازیں جمع کرے تیسرے پہر کے قریب جب امام جبل رحمتہ پر خطبہ پڑھنے کھڑا ہو تو سب لوگ کھڑے ہو کر خطبہ سنیں اور اہستہ اہستہ بحیرہ ابیدیک کہتے ہیں۔ عرفات میں جانا فرض ہے اور حج کا رکن اعظم۔ اس کے فوہ ہونے سے حج نہیں ہوتا۔ جو شخص فی سجدہ کی تسبیح رات کو صبح صادق سے پہلے پہلے عرفات میں داخل ہو جائے گا اُس کا حج صحیح ہوگا۔ توں تلخ کو آفتاب غروب ہو چکے عرفات سے ابیدیک کے نعرے مارتے ہوئے مزدلفہ میں آئیں اور مغرب عشا کی دونوں نمازیں ایک اذان دو تکبیریں جمع کر کے پڑھیں۔ اس مقام پر رات بھر ذکر خیر کرتے رہیں یا سو رہیں۔ فجر کی نماز اول وقت پڑھ کر مشعر الحرام میں آئیں۔ یہ مزدلفہ کی ایک چھوٹی سی پہاڑی کا نام ہے۔ یہاں تکبیریں بہت کہیں اور تکبیریں کے ساتھ یہ الفاظ بھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْكَ لَهُ

۱۵ ای ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی خیر و برکت دے اور آخرت میں بھی خیر و برکت دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا ۱۲ بے شک کوہ صفا اور کوہ مروہ خدا کی رحمت الہی ہوئی، آداب گاہوں میں سے ہیں ۱۲ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اُس کو کوئی شریک نہیں اُسی کے لیے بادشاہی اور اُسی کے لیے قربان ہو اور وہی برترین و قدیم رکھتا ہے خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اُس نے اپنا وعدہ سچا کر دیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور اکیلے نے لشکر کفار کو شکست دی ۱۲ ای پروردگار بخش اور رحم کر تو غزوة و بڑائی والا ہے ۱۲ یہ ایک مقام ہے جس سے تین کوس مشرق کی طرف ۱۲ عتبات سے چھ کوس ۱۲ ایک پہاڑ جس پر چڑھ کر امام خطبہ پڑھتا ہے ۱۲ عرفات تین کوس کے کی طرف

عبد خدایا میں عمر کے لیے حاضر ہوں ۱۲

پکڑی موزہ سب اتار دیں ایک تہمد باندھ لیں ایک چادر اوڑھ لیں مگر ٹخنوں کو کھلا رکھیں کیونکہ یہ گداؤں اور فریادیوں کی شکل ہے اور حاجیوں کو خدا کے گھر میں جانا ہوتا ہے تو انہیں بھی گداؤں اور فریادیوں کی شکل بنا کر بیت اللہ میں جانا چاہیے۔ نیز حج احرام سے لے کر آخر تک سر پائے عبادۃ و اور عبادت میں جہاں تک ہو سکے نذر اور عاجزی کا اظہار کرنا مناسب ہے چونکہ حالہ کمال عجز و ولایت کرتی ہے اس لیے حاجیوں کو حکم ہے کہ احرام میں داخل ہوتے ہی اس حالت کو اختیار کریں اولیک بات یہ بھی ہو کہ حج کے موسم میں اجتماع مردم نمونہ محشر ہو اور محشر تمام بنی آدم نیچے بدن نیچے سر بہ نہ پاؤں اٹھیں گے پاس ہو تو خوشبو لگائیں تحریم باندھے وقت عمرے کی تیہ کریں اور دو رکعت نفل پڑھ کر یا زید کہیں لَئِذَاكَ اللَّهُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - اور کتبے میں داخل ہونے تک نفل کے الفاظ بار بار پکارا کر کہتے رہیں لَئِذَاكَ اللَّهُمَّ لَئِذَاكَ شَرِيكَ لَكَ لَئِذَاكَ أَنْ تَلْحَدَ وَاللَّهُمَّ لَكَ وَلِلَّهِ لَكَ كَالْفَرْيَا لَكَ أَحْرَامُ باندھ چکیں تو پھر خوشبو کا استعمال نہ کریں کسی لڑائی جھگڑانہ کریں جانو کا فکا کرنا نہ کریں درخت نہ کاٹیں بال ناخن لیں زعفرانی کپڑا نہ پہنیں۔ حالہ احرام میں کوئی تر جائے تو اس کو خوشبو نہ لگائیں۔ ام کھلے مشرف نہ کریں۔ احرام میں مرد سردار و نمونہ نہ ڈھائیں اور عورتیں سر ڈھک لیں لیکن نمونہ کھلا رکھیں اور سب کپڑے پہنے رہیں۔ کپڑے پر خوشبو لگ جائے تو اسے تین دفعہ پانی سے دھو ڈالیں تحریم نہ تو خود نکاح کرے نہ دوسرے کا نکاح پڑھاوے نہ نکاح کا پیام دے جس نہ مارے پکڑ کر چھوڑ دے تو مضائقہ نہیں۔ سر میں جوئیں پڑجائیں اور سرمہ اڈالیں تو کفایہ دے دیں یعنی چھپ چھپاجوں کو آٹھ سیہ غلہ دیں یا تین روزے رکھیں یا ایک قربانی کر دیں۔ حرم میں۔ حاجی احرام باندھے پیچھے اگر کسی عند کی وجہ سے رُک جائے تو اٹھا چلا آئے اور قربانی ہو تو ذبح کر دے۔ غدیرغ ہو تو ج کو بجائے تحریم کو پھول سوئجھئے۔ آئینہ دیکھنا انگوٹھی پہنی۔ بیانی کرے باندھنی نہ کپڑے بدلے۔ قربانی جانوروں کا فکا کرنا ضرورۃ کے وقت سینگی لگانا۔ بدن کھجانے سے ناخن ٹوٹ جائے تو باقوس تراش نہیلہ جانور ذبح کرنا۔ پھول کر کر تا ہیں لب نہایا خوشبو لگانا۔ دھوپ کے سبب سر پر سایہ کرنا۔ ضرورۃ کے وقت گمی اور زیتون سے علاج کرنا درست اور جائز ہے۔ تحریم چوا چیل۔ بھجو۔ کتا۔ سانپ مار ڈالے تو درست ہے۔ چاہے حرم ہی میں کیوں نہ ہو۔ کعبہ شریف کے قریب پونچھے تو غسل کرے اور بیت المقد نظر پڑے تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ زِدْ هَذَا الْبَيْتَ تَشْرِيفًا وَاعْظِمَاؤَ تَكْرِيمًا وَتَشْرِيفًا وَتَعْظِيمًا وَقَدْ اَمَّا پھر منٹے دروازے سے کتے میں اور باب ابرہیم سے حرم میں داخل ہو۔ داہنی طرف طواف شروع کرے۔ اس طرح ہر کہ مروری تو پٹی چادر کو دائیں ہاتھ کی نفل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لے اور اسی کو مضطرب علی کہتے ہیں بخورۃ چادر سے سا ربم چھپائے پھو طواف کرے۔ خانہ کعبہ کے گرد سات چکر کھائے اور اسی چکر کو شوط کہتے ہیں۔ پہلے تین چکروں میں حجرۃ کے پاس سے موڑھے ہلاتا ہوا ذبا بھاگ کر چلے اس کو رمل کہتے ہیں۔ ابتدائے اسلام میں مسلمان ضعیف اور خستہ حال تھے۔ لہذا اظہار شوکتہ و توانائی کی غرض سے اُن کو اس طرح سے طواف کرنے کا حکم ہوا تاکہ کفار اُن کی توانائی و دیکھ کر حقیقتیں۔ اب تک اسی ہیئت کی نقل ہوتی چلی آتی ہے۔ لیکن عورتیں ساتویں چکروں کو آہستہ چال سے پورا کریں۔ دنوں

۱۷ خداوند! میں تیری خدمت میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں تیری خدمت میں حاضر ہوں سب قہر فاعلہ فستیں پر ہے زمین اور بادشاہت تیرے واسطے ہے تیرا کوئی شریک نہیں ۱۸ خداوند! اپنا اس گھر کی بڑی عظمت زیادہ کر ادا کر امت و بیعت اکھڑے ادا ہو شخص

میقات احرام

یعنی وہ مقامات جہاں سے آفاقی (باہر سے آنے والے) لوگ احرام باندھتے ہیں۔ اصل میں کعبہ کے چاروں طرف اُن حاجیوں کے احرام باندھنے کے لیے جو خارج از مکہ دو ستر شہروں سے حج کو آتے ہیں چار مقام مقرر ہیں ایک ذوالحلیفہ۔ یہ اُن لوگوں کے احرام باندھنے کی جگہ ہے جو مدینہ اور اطرافِ مدینہ سے آتے ہیں۔ یہ مقام مدینہ سے چھ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور یہاں سے کئی تک دس پڑاؤ کرنے پڑتے ہیں۔ دو ستر محضہ۔ یہ ایک غیر آبادی ہے یہاں سے مکہ تین منزل پر رہ جاتا ہے یہ اُن لوگوں کے احرام باندھنے کا مقام ہے جو شام و مصر اور ان کے مضافات سے آتے ہیں تیسرے میل کم۔ ایک پھونسا سا پہاڑ ہے جہاں سے عدن اور یمن کے باشندے احرام باندھتے ہیں یہی مقام ہندوستان اور مضافاتِ ہندوستان سے جانے والوں کے لیے مقرر ہے۔ یہاں سے مکہ دو منزل کے فاصلے پر رہ جاتا ہے چوتھے قرن منازل یہ طائف کے قریب ایک مختصر سا گاؤں ہے جہاں سے اہل نجد احرام باندھتے ہیں یہاں سے مکہ دو منزل رہ جاتا ہے۔ ان کے علاوہ ایک اور مقام ہے جو ذات عرق کے نام سے مشہور ہے یہ اُن لوگوں کے احرام باندھنے کے لیے مقرر ہے جو عراق اور اطرافِ عراق سے آتے ہیں رہے کئی ان کے احرام باندھنے کے لیے حل متعین ہے جو حد حرم سے باہر ہے۔ حرم کی حدیں ہر طرف میں مختلف ہیں۔ شمالِ غرب میں ساڑھے تین کوس کے فاصلے پر تنغیم ہے اور جدہ کی راہ میں حدیبیہ۔ یہ کتبے سے سات کوس کے فاصلے پر واقع ہے اور جنوب کی طرف حسینہ۔ یہ کتبے سے ساڑھے دس کوس پر شمرق کی جانب فات کے متصل مسجدِ فخرہ۔ یہ بھی کتبے سے ساڑھے دس کوس کے فاصلے پر ہے۔ کئی حج اور عمرے دونوں کا اور آفاقی فخر عمرے کا احرام ان ہی مقامات سے باندھتے ہیں +

عمارت حرم کی تفصیل

سارے حرم میں ایک سو باون قبتے ہیں جن کی صورت گولائی میں الٹی کڑاہی کی سی ہے۔ خاص مسجد الحرام میں چھپن مصلے ہیں۔ اور ایک ہزار تین سو اسی کنکڑے۔ حرم محترم کے بڑے دروازے سترواں اور تالیس کھڑکیاں شرقی جانب میں بڑے چار دروازے ہیں ایک باب السلام جسے باب بنی شیبہ بھی کہتے ہیں۔ اس میں تین کھڑکیاں یعنی چھوٹے چھوٹے دروازے قائم ہیں۔ دوسرا باب النبی جو باب الجنائز اور باب العباس بھی کہلاتا ہے۔ اس میں دو کھڑکیاں ہیں۔ تیسرا باب علی اس میں بھی دو کھڑکیاں ہیں چوتھا باب بنی شمس۔ جنوبی سمت میں بڑے دروازے سات ہیں باب بازان ایک۔ اس میں دو کھڑکیاں ہیں باب البعلد و اس میں بھی دو کھڑکیاں ہیں باب الصفاتین۔ اس میں پانچ کھڑکیاں ہیں۔ اسے باب بنی غثام بھی کہتے ہیں باب الاحیاء و صغیر چار۔ اس میں دو کھڑکیاں ہیں باب الرحمتہ پانچ جسے باب المجاہد بھی کہتے ہیں۔ اس

جب خوب اُجالا ہو جائے تو سو بچ نکلنے سے پہلے پہلے کوچ کریں میدانِ محترم سے نکل کر مناکے بازار سے ہوتے ہوئے اُس آخری منارے کے پاس آئیں جو مکے سے آتے وقت شروع میں ملتا ہو اور جسے حجرہ کُبرے یا حجرہ عقبہ بھی کہتے ہیں۔ سات کنکریاں جو رستے میں سے اٹھا رکھی ہیں اِس منارے پر پھینکیں اور اب ٹیک کھنا موقوف کریں۔ کنکریاں پھینکتے وقت مناکو دائیں اور بکے کو بائیں جانب کریں اور ہر کنکری پھینکتے وقت یہ دعا پڑھیں اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مَحْجَا قَبْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُورًا۔ اب ہر نماز کے بعد اویسوں بھی اکثر اوقات تکبیر کہتے رہیں۔ اِس کے بعد قربانی شروع کروں۔ یہ قربانی اُس قربانی کے علاوہ ہے جو ارکانِ حج میں کسی غرابی اور فساد کی وجہ سے حاجی پر لازم ہو جاتی ہے اور جسے دَم اور کفارہ کہتے ہیں۔ کفارے کے جانور مستعین ہیں اور قربانی کے نہیں۔ قربانی میں آدمی کو خستیا ہو چاہے اونٹ بچ کرے یا گائے یا بھیڑ بکری ایک یا دو یا زیادہ۔ مگر کفارے میں وہی جانور بچ کرنا ہو گا جس کی شائع نے تعیین کر دی ہے۔ قربانی کے بعد ضرور سر نہ اٹائیں یا بال کتروائیں اور عورتیں بھی بالوں کی ایک دولٹری کترویں۔ اِس وقت حاجی کو عورت کے پاس جانا تو نہیں لیکن وہ سب چیزیں حلال ہو جاتی ہیں جو احرام کی حالت میں حرام تھیں مثلاً حرام کے کپڑے اُتار دیں اور بیت اللہ میں جا کر طوافِ فرض ادا کریں۔ اِس کو طوافِ زیارت اور طوافِ افاضہ اور طوافِ صدقہ بھی کہتے ہیں۔ اِس طواف کے بعد حج کے تمام ارکان پورے ہو گئے اور ارکان پورے ہو گئے تو سب چیزیں حلال ہو گئیں۔ یہاں تک کہ عورت کے پاس جانا بھی۔ اب چاہہ زمرم میں سے ٹھوڑا پانی پیئیں۔ اور نما میں جا کر ظہر کی نماز پڑھیں۔ گیارہویں تاریخ کو زوال کے بعد حجرہ عقبہ پر سات کنکریاں پھینکیں اور فراہٹ کر دعا مانگیں پھر حجرہ مُوسَطَ پر کنکریاں ماریں اور دعا مانگیں۔ اِس کے بعد تیسرے منارے کو کنکریاں ماریں اور ہر کنکری پر تکبیر پڑھیں۔ اسی طرح بارہویں اور تیرہویں تاریخ کو ان مناروں پر سات سات کنکریاں پھینکیں اور مکہ معظمہ میں آجائیں۔ حاجی قربانی سے پہلے سر نہ اٹائے یا مناروں پر نہ کنکریاں پھینکنے سے پہلے قربانیِ نحر کر دے یا شام کے بعد کنکریاں پھینکے تو اِس میں کچھ ہرج نہیں۔ کسی کو قربانی کا مقصد نہ ہو تو تین روزے ایامِ حج میں بھی ساتویں آٹھویں نویں تاریخ کو رکھ لے اور سات مکے میں آکر یا سفر سے کوٹھیلوں کو رکھ کر دس پورے کر دے جب گھر کو واپس جانے لگے یا مدینہ طیبہ کے قصد سے باہر نکلے تو آخری طواف کرے اور اِسے طوافِ وِاع کہتے ہیں۔

یہ تمام کیفیت جو یہاں تک بیان ہوئی تمتع کی تھی۔ افراد کی صورت میں میتقات سے احرام باندھنا اور لبیک اللہم ہا جی پکار کر کھڑا کئے شریف میں داخل ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرنا صفا مردہ میں دوڑنا پڑتا ہے۔ مفرد پر صرف ایک طواف اور ایک سعی فرض ہے دو سر طواف فرض نہیں نہ قربانی لازم۔ قرآن کی صورت میں احرام باندھنے کی جگہ قربانی ساتھ لانی ہوتی حج و عمرے دونوں کی ایک ساتھ نیت کرنی پڑتی ہے۔

سب کنگرے مسجد حرام میں ایک ہزار تین سو باون ہیں۔ بایں تفصیل حرم کی مشرقی جانب میں ایک سو پینتیس^{۳۳} جن میں ایک بڑا سنگ مرمر کا اور باقی سنگ شیشی کے۔ شمالی جانب میں تین سو اکتالیس^{۳۴} سات سنگ مرمر کے تین بڑے چار چھوٹے اور باقی سنگ شیشی کے۔ مغربی جانب میں دو سو چار۔ ان میں پچھتر سنگ مرمر کے جن میں ایک بڑا ہو۔ اور باقی سنگ شیشی کے۔ جنوبی سمت میں تین سو پینتیس^{۳۵} اسیتر سنگ مرمر کے جن میں تین بڑے ہیں اور دو سو پینتیس^{۳۶} سنگ شیشی کے۔ باب الندوہ کی زیادتی میں ایک سو اکیانوے یہ سب سنگ شیشی کے ہیں۔ بابا براہیم کی زیادتی میں ایک سو چھیالیس^{۳۷} جو بالکل سنگ شیشی کے ہیں +

مسجد الحرام کی پیمائش

مسجد الحرام کا طول مغربی دیوار سے مشرقی دیوار تک ہاتھ کے گز سے چار سو سات گز ہو۔ اور عرض شامی دیوار سے کربانی دیوار تک تین سو چار گز۔ اس صوفیوں کے صرف خانہ کعبہ کی پیمائش اس کے طول کو عرض میں بیسے کی جانتا تھا۔ سو گز اور گز مٹی کے کعبے کا ارتفاع اب شری گز لینے چوبیس گز سے سو اٹھارہ گز ہے اور طول شرقاً و غرباً چار سو گز عراقی تک پچیس گز چھ انگشت اور رکن یمانی سے رکن شامی تک چوبیس گز ایک بالشت ہو۔ خانہ کعبہ کا عرض جنوباً و شمالاً رکن یمانی سے حجر اسود تک اکیس گز ایک بالشت ہو اور رکن شامی سے رکن عراقی تک بائیس گز دیوار خانہ کعبہ کا عرض یعنی آثار دو گز ہو۔ بیت امد شریف کی تلے اوپر دو چھتیں ہیں۔ دونوں متصل اور ملی ہوئی نہیں بلکہ بیچ میں سیع خلل ہو۔ دونوں کا طول ایک طرف سے کچھ اوپر اکیس گز اور دوسری طرف سے ستر گز ہے۔ کعبہ شریف کا دروازہ مشرقی دیوار میں ہو جس کا طول چھ گز دس انگشت اور عرض چار گز ہے۔ کولڑوں کے تختے سال کے ہیں جن پر چاندی کے پترے ٹڑے ہوئے اور نقرئی کیلیں چڑی ہوئی ہیں زمین سے دہلیز کی بلندی کچھ اوپر چار گز ہے۔ کعبے کی چھتوں کا پرنا لہجے میسر اب رحمۃ کہتے ہیں شمالی دیوار میں نصب ہوئے اور رکن عراقی اور رکن شامی کے بیچ میں ہو۔ اسی میز اب کے نیچے حضرت اسماعیل علیہ السلام مدفون ہیں۔ دیوار مشرقی اور جنوبی کے ملنے سے جو ایک لویہ کی سی صورت پیدا ہو گئی ہو یہاں حجر اسود منصوب ہے حجر اسود زمین سے کچھ اوپر ڈھانی گز اونچا ہو اس کا عرض طول ایک بالشت چار انگشت ہو۔ مستحار یہ ایک مقام ہو رکن یمانی اور خانہ کعبہ کے مغربی دروازے کے بیچ میں۔ یہاں لوگ کھڑے ہو دیوار کعبہ پر ہاتھ رکھ کر دعا کرتے ہیں۔ حلیم جسے بحر بھی کہتے ہیں خانہ کعبہ کی شمالی سمت میں میز اب رحمۃ کے نیچے آدھے دائرے کی صورت میں واقع ہو اس کی حد رکن عراقی سے رکن شامی تک ہو یہاں سنگ مرمر اور سنگ سیاہ اور رخ وند و لورسبز بچھا ہوا ہو۔ میز اب رحمۃ سے دیوار حلیم تک پونے گیارہ گز کا فاصلہ ہو۔ اس میں آنے کے دو راستے ہیں۔ ایک رکن شامی کے پاس سے دوسرا رکن عراقی کے قریب سے۔ ان دونوں راستوں میں بیس گز کا فاصلہ ہو حلیم کی اندر کی جانب کا محیط اٹھائیس گز کا اور باہر کی جانب سے سو اچالیس گز کا ہے۔ خانہ کعبہ کی دیوار مشرقی سے ملا ہوا آستانہ کعبہ کے پاس ایک چھوٹا سا عرض ہو جسے حفرہ کہتے ہیں قدیم ایام میں اسے مقام جبریل سے ملا ہوا آستانہ کعبہ کے پاس ایک چھوٹا سا عرض ہو جسے حفرہ کہتے ہیں قدیم ایام میں اسے مقام جبریل

میں دو کھڑکیاں ہیں باب المدرسہ چھ۔ جسے باب عجلان بھی کہتے ہیں۔ عجلان ایک شریف کا نام تھا۔ اسی کا نام سے یہ دروازہ مشہور ہوا۔ اس میں بھی دو چھوٹے دروازے ہیں اور نہایت خوبصورت ہیں باب ام بانی سات اس میں بھی دو کھڑکیاں ہیں +

حرم کی جانب غرب میں تین بڑے دروازے ہیں اول باب للزورہ جو باب الوداع بھی کہلایا جاتا ہے اس میں دو کھڑکیاں ہیں۔ دوم باب ابراہیم۔ سوم باب العمرہ۔ اسے باب بنی سہمی کہتے ہیں۔ حرم کی شمالی جانب میں پانچ بڑے دروازے ہیں۔ پہلا باب السدہ جسے باب العتیق اور باب عمر بن العاص بھی کہتے ہیں۔ اس میں ایک کھڑکی ہے دوسرا باب العجلہ جو باب الباسطیہ کے ساتھ شہرت رکھتا ہے کیونکہ عبد الباسط کے مدرسے سے ملاحوا ہے۔ تیسرا باب القطبیہ۔ اس میں ایک کھڑکی ہے۔ چوتھا دروازہ شام کی طرف واقع ہے اس میں تین کھڑکیاں ہیں۔ پانچواں باب المدینہ جسے باب المدرسہ بھی کہتے ہیں۔ یہ منارۃ السلام کے متصل ہے اور ایک کھڑکی نہایت خوبصورت جڑی ہوئی ہے +

حرم کے مناروں کی تعداد

پہلے زمانے میں حرم میں بہت سے منارے تھے لیکن اب صرف سات موجود ہیں۔ باب العمرے کا منارہ ایک اس کا ارتفاع ستر گز کا ہے۔ اس کا پہلا بانی ابو جعفر عباسی اور دوسرا ابو اصفہانی والی مصلیٰ ہو۔ باب السلام کا منارہ دو۔ اس کا ارتفاع پینتھ گز کا ہے۔ یہاں رمضان کی راتوں میں سحری کا وقت بتانے کے لیے تذکیر ہوا کرتی ہے اس کا اصل بانی مہدی منصور عباسی ہے لیکن زیادہ بوسیدہ ہو چکا ہے سلطان سلیم خان نے اسے تعمیر کرایا۔ گرا کر از سر نو بنایا۔ باب علی کا منارہ تین۔ اس کا طول چوٹن گز کا ہے۔ اسے بھی سلطان سلیم خان نے بنایا تھا لیکن جب منہدم ہو گیا تو سلیمان خان نے دوبارہ تعمیر کرایا اور روم کے مناروں کی طرح اس میں بھی اسفل اعلا درجے مرتب کیے۔ باب الخورہ کا منارہ چار۔ جو باب الوداع کے ساتھ شہرت رکھتا ہے۔ اس کی بلندی پچاس گز کی ہے اور اوپر تلے دو درجے ہیں اسے اول مہدی بامد نے تعمیر کیا اور جب بوسیدہ ہو کر گر پڑا تو مصلیٰ کے ایک حکمران شعیان نے اسے تعمیر کرایا۔ باب الزیادۃ کا منارہ پانچ۔ اس کا ارتفاع ستر گز کا ہے اور قدیم سے دو درجے ہیں شاید معتضد بامد عباسی نے تعمیر کرایا تھا۔ سلطان قابلیہ کا منارہ چھ۔ جو سنی کی جانب واقع ہے۔ اس میں تین درجے ہیں اور اسی گز کا اونچا ہے۔ سلطان سلیمان خان کا منارہ سات۔ یہ باب السلام اور باب الزیادۃ کے بیچ میں واقع ہے۔ اس کی بلندی پینتھ گز اور چار بجائے شعیسی کی طلائعیاں لگی ہوئی ہے +

مسجد حرام کے کنگرے

ضمیمہ

متعلقہ

حصہ اول حقوق اللہ

حقوق قرآن

استماع و انصاف

وَاذْكُرُوا الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ (اعراف ۶-۷ پارہ ۹۰)

وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يَقْتَرَىٰ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ قَدْ صَدَّقَ الَّذِي بَيَّنَّ يَدَايَهُ وَتَفْصِيلَ لِكَيْ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

اور (لوگو!) جب قرآن پڑھا جا یا کرے (یعنی پیغمبر تم کو قرآن سناتے ہوں) تو (غفل نہ چاؤ بلکہ) اُس کو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو عجب نہیں (اس کی برکت سے) تم پر رحم کیا جاوے اور یہ قرآن اس قسم کی کتاب نہیں کہ خدا کے سوا کوئی اس کی اپنی طرف سے بنالگا بلکہ جو (کتابیں) اس کے نام نہ نزول اسے پہلے (موجود) ہیں یہ قرآن پروردگارِ عالم کی طرف سے اُن کی تصدیق ہے اور (اُن ہی) کتابوں کے حکام کی تفصیل ہے اور اس کے کتابیہ سامانی ہونے میں کچھ بھی شک نہیں کیلئے لوگ قرآن کی نسبت کہتے ہیں کہ اس کو خود پیغمبر نے بنایا ہے تو (ای پیغمبر تم ان) کہو کہ اگر تم اپنے دعوئیں (سچے ہو) اور جیسا تم کہتے ہو میں اُس کے بنالینے پر قادر ہوں اور تم بھی اہل زبان ہو ایسی ایک سورۃ تم بھی بنالو اور خدا کے سوا (جس) جس کو تم سے (جانتے) ہن پڑے اپنی مدد کے لینے (سو یہ لوگ اس پہلو سے گریز کر کے) لگے اُس چیز کو جسٹھلانے جس کے سمجھنے پر اُن کو دسترس نہ ہو اور ابھی تک اس کی تصدیق کا موقع ہی اُن کو پیش نہیں آیا اسی طرح اُن لوگوں نے بھی ٹھٹھکیا تھا جو ان سے پہلے ہو گئے ہیں تو (ای پیغمبر) ادیکھو ان ظالموں

لے اس آیت کی اور اس کے بعد کی آیت کی شان نزول خاص ہو مگر اصل مطلب سامعین کو استماع قرآن کی طرف توجہ دینا ہے اور یہ ضرورت تہجد و مستحضر غرض مورد

فاسد و در حکم علم از حد تک ہے اور اس آیتوں کو استماع و انصاف کے معنی میں لے کر لیں چاہئے۔ اصل مطلب یہ کہ جو باتیں ان کی سمجھ سے بہر تحسین غفلت کا حالات میں ہو کر یا مثلاً حالات استیلا کے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام

کہتے تھے اور بعضوں کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبہ کے وقت اس میں گرا بناتے تھے۔ اس کا طول سات باشت سات انگشت اور عرض پانچ باشت تین انگشت ہے۔ **حدود و مطاق**۔ مطاق سے وہ جگہ ملاو ہے جو طواف کے لیے مقرر ہے دائرے کی صورت میں۔ یہ امرہ سلطان سلیم خان الی روم نے مسند میں بنوایا تھا۔ اور سنگ صوان کے پتھروں کو ترشوا کر چھوایا تھا جو اب تک موجود ہے۔ دیوارِ احطیم سے یہاں تک پچیس گز ایک باشت دو انگشت کا فاصلہ ہے اور غربی جانب میں خلاف کعبہ سے لے کر پچیس گز کا جنوبی سمت میں خلاف یہاں تک اکیس گز آٹھ انگشت اور کعبہ کے دروازے سے حد مطاق تک تریس گز اور قدیم باب السلام تک چوالیس گز کا فاصلہ ہے۔ مطاق کا طول حد شمالی سے جنوب تک اٹھارے گز دو باشت سات انگشت ہے اور عرض مشرق کی جانب کعبہ کے دروازے سے مقام ابراہیم تک چھٹا سٹھ قدم اور شمال کی طرف کھارہ مطاق سے دیوارِ احطیم تک اڑتیس قدم چھ انگشت سمتِ غرب میں کھارہ مطاق سے خلاف کعبہ تک دو انگشت کم کیا ورنہ قدم جنوب کی جانب مطاق کے کنارے سے خلاف کعبہ تک جہاں حجر اسود قائم ہے سینتالیس قدم۔ دائرہ مطاق کے ستون جن میں شبکے قندیل لگتی ہیں تینتیس ہیں ان میں سے دو سنگ مرمر کے ہیں جو دونوں نوں پر گڑے ہوئے ہیں اور اکتیس نفٹ جوش لینی سات دھاتوں کے۔ ان میں سے ہر ستونوں کے پنج میں شیشے کی سات سات قندیل لگتی رہتی ہیں جو شبکے روشن ہوتی ہیں۔ مطاق کے گرد گول قندیلین دستوچ ہیں میں اور ساکر حرم میں پوری ایک ہزار مسجد الحرام میں چار مصلے ہیں ایک حنفی مصلے ایک عظیم الشان منبر دعا ہے شمالی سمت میں مطاق کے ستونوں سے باہر دوسرا شافی مصلے جو چارہ زمزم کے پاس دیوار کعبہ سے چالیس گز کے فاصلے پر واقع ہے۔ تیسرا حنبلی مصلے۔ یہ ایک مختصر عمارت ہے ایک ری حجر اسود کے مقابل مطاق کے ستونوں سے باہر مشرقی سمت میں یہاں حجر اسود نیچے کی دیوار تک سینتالیس گز کا فاصلہ ہے جو تھا ما کی مصلے جس پر ایک مکان جانبِ غرب میں مطاق کے ستونوں سے باہر امرہ موجود ہے یہاں سے خلاف کعبہ تک پینسٹھ گز کا فاصلہ ہے۔ **مقام ابراہیم**۔ یہ ایک بڑا پتھر جس پر گڑے ہو کر حضرت ابراہیم نے خانہ کعبہ بنا یا تھا۔ یہ زمین گز کی ایک تہائی اور اٹھواں حصہ دیا گیا اس کے اوپر کی سطح مربع ہے یعنی چاروں طرف سے پاؤں گز اس چھترہ ابراہیم کے دونوں قدموں کے نشان پڑے ہوئے ہیں قدموں کی جگہ کے ارد گرد چاندی کے پترے لگے ہوئے ہیں۔ یہاں طواف کا دو گنا نہ پڑھا جاتا ہے۔ مقام ابراہیم سے خلاف کعبہ تک دو گز کم اکیس گز کا فاصلہ ہے۔ رکنِ عراقی کے مقابل فیہ سنگ مرمر کا ایک عظیم الشان منبر ہے جس پر گڑے ہو کر امام خطبہ جمعہ پڑھتا ہے۔ اس کے تیرہ فرسے ہیں۔ اس کے اوپر مخروطی شکل کا ایک خوبصورت گنبد بنا ہوا ہے جس پر سونے کا طع ہے۔ **چاہ زمزم**۔ دیوار کعبہ سے تینتیس گز کے فاصلے پر ہے اور مقام ابراہیم اور چاہ زمزم کے بیچ میں اکیس گز کی مسافت ہے۔ اس کنوئیں کی کھرائی سرسٹھ گز ہے اور منو نہ کی چڑاں چار گز اس کے عقب میں ایک گنبد ہے جسے **قبۃ الفرضین** کہتے ہیں اور یہ اس لیے کہ فراراش لوگ یہاں محمدان دہائیاں بچھونے جاتا رہیں غرض مسجد الحرام کی آرائش و زیبہ کی تمام چیزیں حفاظت سے رکھتے ہیں۔

یہاں تک حقوق امد بکر ہو گئے۔ ہم نے ذیل کے چند مضامین بطور ضمیمہ یادہ کر دیے ہیں اگرچہ مضامین حقوق امد میں داخل نہیں ہیں مگر ان سے قوی تعلق رکھتے ہیں۔ حقوق قرآن۔ خدا کی قدر کی نشانیوں میں غور کرنا۔ آیات الہی سے استہزاء نہ کرنا حقوق خانہ کعبہ۔

فِي ضَلِيلٍ مُّبِينٍ ○ (خلاف ۴ پارہ ۲۶) جج گمراہی میں (پڑھے) میں و

ترتیل قرات

يَا أَيُّهَا الْمَرْفُوعُ قِمِ الْيَلَّ الْأَقْلِيلًا ○
يَصْفَاةً أَوْ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ○ أَوْ زِدْ
عَلَيْهِ وَرَبِّهِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ○ (الزلزال ۱۹)

تاثر

لَوْ أَنزَلْنَاهُ الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَّرَأَيْنَاَهُ
خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ط
تِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَفَكَّرُونَ ○ (سورہ شجرہ ۳۶ پارہ ۲۸)

وَإِذَا فُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ
(سورہ انفقاق ۱۶ پارہ ۲۰)

راؤ پیغمبر تم (جو وحی کی سمیت سے) چادر لپیٹے پڑے ہو
ہو رات (کے وقت نماز) میں کھڑے رہا کرو (سوچی سمجھی
ساری رات نہیں بلکہ ساری رات سے کم یعنی آدمی رات
یا اس میں بھی تھکا سا کم کر لیا کرو یا آدمی سے کچھ بڑھا دیا کرو اور

راؤ پیغمبر اگر ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارا ہوتا اور
آدمی کی طرح اُس کو شعور بھی ہوتا تو تم اُس کو دیکھ لیتے کہ
خدا کے ڈر کے مارے بھٹک گیا (ہوتا اور) بھٹ پڑا ہوتا اور
ہم یہ مثالیں لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں تاکہ وہ
سوچیں (سمجھیں) +

اور جب اُن کے (یعنی کافروں کے) رب پر قرآن پڑھا جائے
تو (خدا کے آگے) سجدہ نہیں کرتے +

من لم یرجم ہم نہیں سمجھتے کہ جو لوگ قرآن نہیں سمجھتے وہ کیوں کر اُس سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ مانا کہ عربی ہمارے
مادری زبان نہیں ہو اور اُن کو لانا سہ ہونے کی وجہ سے اُس کی صرف خوب کچھ تو مشکل ہو اور کچھ لوگوں نے مشکل بنا رکھی ہو اور
عرب کے لوگوں سے اختلاف بھی نہیں کہ رات دن کی گفت شنود سے بے مدد صرف خود عربی سیکھ لی جائے یہ مشکلات ایک طرف اور

ول مولوی شاہ عبدالقادر صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت نیکے تھے حج کے دنوں میں شہر مکہ سے باہر نماز صبح کی پڑھنے لگے اپنے یاروں کے ساتھ
اُس وقت کئی جن جس گئے اور سلمان ہوئے۔ پھر اپنی قوم کو جا کر سمجھایا۔ اس بار حضرت سے نہیں ملے پھر بہت لوگ سلمان ہو کر ایک رات کتے سے جا
آئے حضرت اکیلے باہر نکلے گئے۔ رہے قرآن سیکھا اور دین قبول کیا سہولت جن میں ان کی باتیں مفصل ہیں اور جسے حضرت پر وحی آئی تیسے جنوں پر
خبر آسمان کی بند ہوئی۔ ان کو سب معلوم نہ تھا قرآن جب سنا تو جاناکر اس کا نزول ہوتا ہی اس سے پہلے خبر نہ تھی کہ ۱۲
فل نزول وحی پیغمبر صاحب پر سخت گزرا کہ تا تھا نفسی کی کیفیت تو معلوم نہیں مگر کڑا کے کے جالٹے میں پسینے پسینے ہو ہو جاتے تھے۔ رنگت
فتح ہو جاتی تھی اور جسم بھاری پڑ جاتا تھا ہاں تک کہ کبھی آپ ادھنی پر سوار ہوتے تھے تو نزول وحی کے وقت ادھنی مارے بوجھ کے پیٹھ جاتی
تھی اور شروع شروع میں تو پیغمبر صاحب کو بہت ڈر لگتا تھا چنانچہ یہ سورۃ ادریس اگلی دونوں جی ابتدا ہی ہیں کہ پیغمبر صاحب مارے خوف کے کپڑا اور
کر لیت گئے تھے۔ اسی سبب سے ایک جگہ مزل فرمایا اور دوسری جگہ مزل فرمایا دونوں کے ایک ہی ہیں ۱۲

<p>کا کیسا (برا) انجام ہوا * اور جو لوگ منکرین ہ (ایک دوسرے سے) کہا کرتے ہیں کہ اس قرآن کو سنو ہی مت اور (سنائے لگیں تو) اس (کے سچ پچ) میں غل مچا دیا کرو شاید (اس میں سے) تم (مسلمانوں سے) بازی لے جاؤ تو جو لوگ (دین اسلام سے) منکر ہیں ہم ان کو ضرور عذاب سخت (کافروں) چکھاکر دیں گے اور ضرور ان کے (ان) بدترین اعمال کا بدلہ دیں گے۔</p>	<p>الظالمین ○ (پونس ۴۶ پارہ ۱۱) وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ فَلَنْ يُقَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا وَلَجَزَاءٌ يَنْهَمُ عَنْهُمُ الَّذِينَ كَانُوا يَعْمَلُونَ</p>
<p>اور (ایک) پیغمبر ان لوگوں سے اس واقعے کا بھی ذکر کرنا چاہتا چند جہنوں کو (گھیر کر) تھامی طرف لے آئے کہ وہ قرآن نہیں پھر جب وہ اس (موقع) پر آنا ضرور تھے تو (ایک دوسرے سے) بولے چپ رہیے سنتے رہو پھر جب قرآن کا پڑھنا) تمام ہوا تو وہ اپنے لوگوں کی طرف لوٹ گئے کہ ان کو (عذاب خدا سے) ڈرائیں (اور ان) جاکر گئے کہنے کو بھائیو! ہم ایک کتاب سن آئے ہیں جو کسی بعدزل ہوئی تمام اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے (دین حق) (بتانی) اور سیدھا راستہ دکھاتی ہے۔ بھائیو! (یہ پیغمبر محمد) جو خدا کی طرف سے منادی کرتے ہیں ان کی بات مانو اور خدا پر ایمان لاؤ تاکہ خدا تمہارے گناہ معاف کرے۔ اور (آخر کے) عذاب دردناک سے تم کو (اپنی) پناہ میں رکھے۔ اور (یہ پیغمبر) جو خدا کی طرف سے منادی کرتے ہیں جو کوئی ان کی بات نہ مانے گا وہ روئے زمین پر رکھیں کو بھاگ کر خدا کو تو عاجز کر سکتا نہیں اور نہ خدا کے سوا کوئی اس کے حمایتی ہیں یہ لوگ</p>	<p>وَاذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِبْرِائِطِ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَوْ إِلَى قَوْمِهِمْ مِّنْ ذُرِّيَّتِهِ قَالُوا يَقْرَأُ مُنَاكِرًا لَّنَا لَمْ نَكُنَّا نَسْمَعُ لَوْلَا يُقْرَأُ مَوْسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَالْحَقِّ طَرِيقٌ مُّسْتَقِيمٌ يَقَوْمًا رَّجِبُوا دَارَ عِ اللَّهِ وَآمَنُوا بِهِ يَكْفُرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُخْرِجَكُمْ مِّنْ عَذَابِ آلِيكُمْ وَمَنْ لَا يُحِبَّ دَارَ عِ اللَّهِ فَلَيْسَ يَنْفَعِهِ فِي الْأَرْضِ لَيْسَ لَهُ مِزْدُوقٌ فِيهِ أُولَئِكَ</p>

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۰۵) آفرینش عالم جب ان کی کیفیت ان کی سمجھ میں نہ آئی تو بجائے

اس کے کہ اپنے تصورِ فہم کا اعتراف کریں ان کو لگے جھٹلانے۔ اور تصدیق کا موقع پیش نہ آنے

کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً وہی حالات بعد مرگ ہیں کہ مرسے پیچھے ان کی حقیقت کھلے گی یا مثلاً جن

بعض معبد میں کڑیاہی میں اپنے وقت پڑاتے ہوں گے اور ابھی تک اقع نہیں ہوئے۔ لیکن صرف

اتنی ہی بات ان کو جھٹلانے کا تو کوئی حق نہیں ۱۲

پڑھنے اور حسروں کو اُن کے مخارج سے نکالنے بیٹھ گیا اور اُن احکام کو جو اُس میں لکھے ہیں نہ تو سمجھا ہی نہ عمل میں لایا ایسا غلام بے شک منزور اور عقوبت اور استحق عذاب ہوگا حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگلے لوگ قرآن شریف کو جانتے تھے کہ یہ کلام خدا ہے اور خدا کے پاس سے آیا ہے وہ شب کو اُس میں غور و فکر کرتے اور دن کو اُس کے حکموں پر عمل درآمد کرتے تھے۔ اب لوگوں کا یہ حال ہے کہ اُس کی درس دیتے اور حروف کے مخارج اور زیر و زبر کو درست کرتے ہیں اور اُس کے سمجھنے اور عمل کرنے میں سستی کرتے ہیں۔

الغرض قرآن مجید کے نزول سے پہلے مقصود صرف لفظوں کا پڑھنا نہیں بلکہ اُس کو سمجھنا اور عمل کرنا ہی پڑھنا تو یاد رکھنے کے لیے ہے اور یاد رکھنا عمل کرنے کے واسطے۔ جو لوگ صرف الفاظ کے یاد رکھنے اور پڑھنے پر بس کرتے اور مطالب میں غور و فکر نہیں کرتے۔ ایسے ہی لوگوں کی نسبت مولانا نے فرمایا ہے

من قرأ القرآن مغزلاً بر دہشتم استخوان پیشیں سگال انداختم

آداب تلاوت

قرآن کا حق ہے کہ تلاوت کے وقت چھ باتوں کی رعایت کی جائے ایک یہ کہ تعظیم سے پڑھے اور تعظیم سے پڑھنے کے سہنے ہیں کہ پہلے وضو کرے۔ پھر قلم بنے بیٹھے اور نہایت عجز و انکسار کے ساتھ مصحف تلاوت ہو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ قول ہو کہ جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر قرآن پڑھتا ہے اُسے حرف حرف پر سونو نیکیاں ملتی ہیں۔ اور بیچہ کر نماز میں پڑھتا ہے تو ہر ایک حرف پر پچاس نیکیوں کا ثواب پاتا ہے۔ اور نماز سے خارج با وضو تلاوت کرتا ہے تو ایک ایک حرف کے عوض پچیس پچیس نیکیاں ملتی ہیں لکھی جاتی ہیں۔ بے وضو پڑھتا ہے تو دس دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھے اور مطالب میں خوب غور و تامل کرتا جائے۔ جلد ختم کرنے کا فکر نہ کرے۔ توڑت میں آیا ہے کہ ”خداوند فرماتا ہے ای بندے تجھے شرم نہیں آتی کہ جب تیرے بھائی کا خطرہ ہے تو پہنچتا ہے تو تو ٹھہر جاتا اور رستے سے الگ ہو کر پڑھنے بیٹھتا اور حرف حرف نہایت غور و فکر کے ساتھ پڑھتا ہے۔ یہ کتاب تورات میرا ایک فرمان ہے جو میں نے تجھے لکھا اور حکم کیا کہ اس میں تاجا بسکائے غور و تامل کر اور اس کے قوانین کا پابند ہو مگر تو اس سے انکار کرتا اور اس پر عمل کرنے سے جی پڑاتا۔ اور پڑھتا بھی ہے تو غور و تامل نہیں کرتا۔“

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کسی کو قرآن مجید جلدی جلدی پڑھتے دیکھا تو فرمایا یہ شخص نہ قرآن پڑھتا ہے نہ خاموش ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اگر میں سو زلزل اور قارعہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھوں اور ان کے مطالب میں غور و تامل سے کام لوں تو سورہ بقرہ اور آل عمران کے جلدی پڑھنے سے مجھے بہت زیادہ پسند ہے۔ تعلیم ہوا کہ یہ جو لوگ رات یا دن بھر میں ایک ختم کر لیتے ہیں وہ قرآن کا کچھ بھی حق ادا نہیں کرتے۔ بلکہ قرآن کی بے حرمتی کا الزام اپنے اوپر لیتے ہیں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی تین دن سے کم میں قرآن ختم کرنا ہے وہ فہم قرآن سے بے نصیب ہے تیسرے یہ کہ قرآن پڑھتے وقت روئے کیونکہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن پڑھتے وقت روؤ اور خود بخود رونا

اُن کا معاوضہ فلاح دنیا اور آخرتہ ایک طرف۔ مگر یوں کہو کہ فلاح دنیا اور آخرتہ کی حق قدر ہی کون کرتا ہو وہ انگریزی جو فی نفسہ سخت اور کثرت زبان ہو اور اُس کے ساتھ ہم بائبل، گان ہن کو کسی طرح کی مناسبتہ نہیں۔ لوگ نیکی عافیت اور چند روزہ مہووم فائدوں کی طرح سے پڑھتے اور ایسا پڑھنا پڑھتے ہیں کہ اُس میں فضیلت کی فکر یاں فی اسے اور ایم اسے حاصل کرتے ہیں اور اس کے لیے اکثر اس قدر محنت کرنی پڑتی ہو کہ لوگ ساری عمر کے لیے روحی مطمئن اور ضعیف ہو جاتے ہیں۔ مگر اُس کا عشرہ عشرہ بھی عربی کے لیے کریں تو حق بجانب ہو اور یوں موندہ سے لمبے چوڑے اسلام کے دعوے کرنا اور عملاً ان کی ثبوت نہ دینا ہم تو ان تھو تھو چنوں کے چٹخنے کے قابل ہیں نہیں۔

تدریس و تفکر

کیا یہ لوگ قرآن (کے مطالب) میں غور نہیں کرتے کہ کہیں سرِ موفرق نہیں، اور اگر (قرآن) خدا کے سوا (کسی اور) کے پاس سے (آیا)، ہوتا تو ضرور اُس میں بہت اختلاف پاتے۔

اَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۝ (النسار ۶۶ پارہ ۵)

کیا یہ لوگ قرآن (کے مطالب) کو نہیں سوچتے یا دلوں پر تالے (لگے) ہیں۔

اَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ۝ (محمد ۳ پارہ ۲۶)

(اوپر پیمبر! یہ قرآن بڑی، برکت والی کتاب ہو جو ہم نے تمہاری طرف تائی ہو تاکہ لوگ اُس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ جو لوگ عقل رکھتے ہیں (اس کے مطالب) نصیحتہ پکڑیں۔

كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ مُبَارَكًا لِّیَذَكَّرُوْا اٰیٰتِهٖ وَلَیْسَ تَنْكُرُوْا لَآلِیَابِ ۝ (ص ۳۶ پارہ ۳)

من المترجم۔ اس عنوان کے متعلق قرآن مجید میں بہت سی آیتیں آئی ہیں جن سے صاف ظاہر ہوتا ہو کہ منجملہ حقوق قرآن کے بڑا حق اُس کے مطالب مضامین میں غور و فکر کرنا ہو۔ قرآن مجید خدا کا ایک فرمان ہو بندوں کی طرف جس اُس نے اپنی رضامندی اور نارضامندی کے موجبات لوگوں کو اطلاع دی ہو۔ اور خدا کی رضامندی نارضامندی کے موجبات پر آدمی کو اُسی وقت اطلاع ہو سکتی ہو کہ اُس فرمان کے مضمون کو غور سے پڑھے اور لفظوں کے معنی سمجھے۔ اگر دنیا کا کوئی حاکم اپنے محکوم کو پروانہ لکھے اور محکوم بجز الفاظ کے رٹے اور جھوٹے لینے کے اُس کے اصلی منشا اور حکم کو نہ سمجھے اور اُس پر عمل درآمد نہ کرے تو اُس سے حاکم ضرور ناراض ہوگا بلکہ عجب نہیں کہ حکم عدلی کے مجرم میں مواخذہ کرے۔ قرآن مجید کے الفاظ کو طوطے کی طرح پڑھنا اور مطالب احکام میں غور نہ کرنا بعینہ ایسا ہو کہ کسی غلام کے پاس اُس کے آقا کا خط آیا اُس میں لکھا تھا کہ تو فلاں فلاں کام کیجیو فلاں فلاں سے باز رہیو۔ غلام سچاے اس کے کہ آقا کے احکام کی تعمیل میں سرگرمی دکھاتا خط کو نہایت خوش آواز سی

آواز جس قدر اچھی ہوگی قرآن کا اثر اتنا ہی زیادہ پڑے گا۔ لیکن کلمات و حروف میں بہت الحان کرنا جیسے قوالوں اور گویوں کی عادت ہو مکروہ ہے۔

یہ تلاوت کے آداب ظاہر تھے۔ رہے آداب باطن وہ بھی چھ ہیں **اول** یہ کہ کلام کی عظمت و ذہن نشین کرے اور اُسے خدا کا کلام یقین کرے۔ **دوسرے** یہ کہ قرآن شریعہ کرنے سے پہلے حق تعالیٰ کی عظمت دل میں حاضر ہو اور سمجھے کہ کس کا کلام پڑھتا ہے۔ کلام کی اوجہ کا کلام ہی اُس کی عظمت اور کلام کی حقیقتہً وہی لپاتے ہیں جو اخلاق و بدی گندگی سے پاک اور پتھر سے اور تعلیم و توفیق کے نور سے منور و آراستہ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ حکمران رضی اللہ عنہ جب صوف کھوتے تو ان پر غشی طاری ہو جاتی اور فرماتے کہ ھُوَ کَلَامُ رَبِّیْ۔ کوئی شخص قرآن کی عظمت نہیں جان سکتا تا وقتیکہ خدا تعالیٰ کی عظمت معلوم نہ کرے اور خدا تعالیٰ کی عظمت جب ہی دل میں ساتی ہو کہ آدمی اُس کے صفات و افعال میں انتہا درجے کے غور و فکر سے کام لے **تیسرا ادب** یہ ہو کہ تلاوت کرتے وقت دل حاضر ہے۔ غافل نہ ہو۔ وسوسوں و نفس امارت سے اور دُور نہ لے لیے پھر میں اور جو کچھ غفلت کی حالت میں پڑھا اُسے نہ پڑھنے کے برابر سمجھے۔ کیونکہ قرآن مجید اصل میں ایمانداروں کا تامل گاہ ہے۔ اس میں بہت عجائبات اور حکمتیں موجود ہیں۔ اگر کسی نے اس میں تامل و غور نہ کیا اُس کی مثال عیسٰیؑ اُس شخص کی ہے جو سیکرے بغیر باغ میں تو پونچھا اگر اُس کے عجائبات و غرائب سے غافل رہ کر باہر چلا آیا۔ ایسے شخص کو اہل الرائے ضرور بے وقوف بتائیں گے تو جس نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور اُس کے معنی نہ سمجھا اُسے بڑا کم نصیب اور محروم الخیر سمجھنا چاہئے **چوتھا ادب** یہ ہو کہ ہر لفظ کے معنی کا خیال رکھے تاکہ مضامین قرآن اچھی طرح سمجھ میں آجائیں۔ اگر ایک مرتبہ کے پڑھنے سے نہ سمجھے تو دوسری اور تیسری دفعہ پڑھے۔ اور کسی مضمون سے لذت حاصل ہو تو اُسے مکرر کر کے پڑھے۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک شب نماز میں اس آیت کو بار بار پڑھتے تھے اِنَّ تَعٰوَنَہُمْ فَاَتَمَّ عِبَادَکَ وَاِنْ نَعٰوَنَہُمْ فَاَتَمَّ فَاَتَمَّ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَلِیْمُ۔ حضرت سعید بن جبیرؓ نے آیت وَاَتَمَّ اَذْوَ الیَوْمَ اَتَمَّہَا لَیْسَ مَوْنٌ میں ساری رات بسر کر دی۔ جو شخص ایک آیت پڑھے اور اُس کی اگلی آیت کے معنی میں غور کرے۔ اُس نے پہلی آیت کا کچھ حق ادا نہیں کیا۔ حضرت عامر بن عبد اللہؓ ہمیشہ وسوسوں کی شکایت کیا کرتے تھے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کو دنیوی وسوسے ملتے ہیں جواب دیا کہ اگر میرے سینے میں زہر کی ٹیچی ہوئی چھریاں ماریں تو نماز میں دینی خیالات آئیں یہ مجھے بہت آسان ہے مجھے اکثر یہ خیال سا کرتا ہوں کہ قیامت کے روز خدا کے آگے کیونکر کھڑا ہوں گا۔ اور کس طرح وہاں سے لوٹوں گا۔ دیکھو بزرگان دین اس طرح کے خیالات کو بھی وسوساں جانتے تھے۔ پس آدمی کو مناسب ہے کہ جو آیت نماز میں پڑھے اُس کے معنی اور مطلب کے سوا اور کچھ خیال نہ کرے۔ جب اور بات کا خیال آیا اگرچہ وہ بات دینی ہی کیوں نہ ہو تو بھی وسوساں ہو۔ آدمی کو حق الامکان کو شش کرنی چاہیے کہ ہرگز میں اُسی کے معنی کی تصویر ذہن نشین رکھے اور دوسرے خیال کو پاس نہ آنے دے۔ مثلاً خدا کے صفات کی آیتیں پڑھے تو صرف اسرار صفات میں غور و تامل کرے اور سمجھے کہ عزیز اور قدوس اور جبار اور کریم کے کیا معنی ہیں اور افعال کی آیتیں پڑھے جیسے سَخَّوْا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تو عجائبات

حقوق القرآن - آداب تلاوت

نہ آئے تو تکلف کر کے روویہ بھی فرمایا کہ قرآن رنج کے واسطے اُترا ہی جب اس کی تلاوة میں مصروف ہو تو اپنے تن میں ٹھیکیں بناؤ اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ جو شخص قرآن کے احکام اور اس کے وعدہ و وعید میں غور و تامل کرے گا اور اپنی عاجزی اور کمزوری اور بے حقیقتی اور کوتاہی زیر نظر رکھے گا وہ خواہ مخواہ اندر نگین ہو گا۔ بیش طریکہ اس پر غفلت نہ سوار ہو چوٹھے ایک ہر روز آیت کا حق ادا کرے اور ہر آیت کے حق ادا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آیت پر پورے پورے توجہ سے پناہ مانگے۔ آیت رحمتہ پر گزر ہو تو طالبِ رحمت ہو۔ تشریہ کی آیت پڑھے تو خدا کی تسبیح و تقدیس کرے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ تلاوة قرآن کے وقت آیت عذاب پر پورے توجہ سے پناہ مانگے۔ رحمت کی آیت پڑھتے تو طالبِ رحمت ہوتے۔ تشریہ کی آیت پر پورے توجہ سے توجہ کرتے اور قرآن شریف شروع کرتے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھتے اور تلاوة سے فلاح ہونے کے بعد فرماتے اَللّٰهُمَّ اَرْحَمْنِيْ بِالْقُرْآنِ وَاَجْعَلْهُ لِيْ اِمَامًا وَتَوْزَا وَاَهْدِيْ وَرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِيْ مِنْهُ مَا نَسِيتُ وَعَلِّمْنِيْ مِنْهُ مَا جَعَلْتَ وَارْزُقْنِيْ تِلَاوَتَهُ اَنَا اَعْلَى اللَّيْلِ وَاَطْرَافِ النَّهَارِ وَاَجْعَلْهُ حِجَّةً لِّيْ يَا كَرِبَ الْعَالَمِيْنَ قاری جب سجدے کی آیت پر پورے توجہ سے تو اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں جائے۔ طہارت اور استقبال قبلہ کے بارے میں جو ہم سب کو اور سب کو تلاوة میں بیان کرتے ہیں یہاں بھی سمجھنا چاہیے اگر یا کا شبہ یا انبیشہ ہو یا کسی کی نماز میں خلل پڑتا ہو تو آہستہ پڑھنا حدیث شریف میں آیا ہے کہ چپکے چپکے قرآن مجید پڑھنا پکار کر پڑھنے پر ویسی ہی فضیلت رکھتا ہے جیسے چپکے سے صدقہ دینا کھلم کھلا خیرات کرنے پر۔ ہاں اگر نمودور یا اور کسی کی نماز میں خلل پڑنے کا اندیشہ نہ ہو تو پکار کر پڑھنا بہتر ہے تاکہ اور لوگ بھی مضامین قرآن سن کر مستفیج ہوں اور اس کی ہمتہ جمع ہو۔ شوق پڑے۔ آگاہی حاصل ہو۔ نیت بھاگے۔ سوتے جاگیں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ دیکھا تو وہ نماز میں قرآن شریف چپکے چپکے پڑھ رہے تھے۔ فرمایا کہ تم آہستہ آواز سے کیوں پڑھتے ہو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ جس سے میں کہتا ہوں ہنستا ہے اس کے بعد پیغمبر صاحبِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کو چلا چلا کر قرآن پڑھتے دیکھا فرمایا تم چلا چلا کر کیوں پڑھتے ہو عرض کیا میں سوتوں کو جگاتا اور شیطان کو بھگاتا ہوں۔ پیغمبر صاحب نے دونوں صاحبوں کی تصویب کی اور فرمایا تم دونوں آدمی اچھا کرتے ہو۔ معلوم ہوا کہ تمام اعمال نیت کے تابع ہیں۔ چنگیز دونوں حضرات کی نیت بخیر تھی دونوں طرح پرستی تصویب ہوئی۔ قرآن دیکھ کر پڑھنا بہتر ہے تاکہ آنکھیں بھی ثواب سے محروم نہ رہیں لہذا گیا ہے کہ قرآن مجید ایک دفعہ دیکھ کر پڑھنا سات دفعہ حفظ پڑھنے کے برابر ہے۔ یا د پڑھنے سے تشابہ لگنے کا خوف ہو اور تشابہ لگنے سے مطلب کے کچھ سے کچھ ہو جانے کا چھٹے خوش آوازی سے پڑھنے کی کوشش کرے۔ جناب نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کو اتنی آواز سے آراستہ کرو۔ ایک دفعہ پیغمبر صاحب نے ابو حذیفہ کے غلام کو نہایت خوش آوازی سے قرآن پڑھتے سنا تو فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ لِيْ اَهْتَرٰى مِنْكَ۔ اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ

۱۵ میں خدا کے نام کے ساتھ شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں ۱۶ خداوند قرآن کے ذریعے سے مجھ پر رحم کر اور اسے میرے لیے مقتدا اور نور اور ہدایت اور رحمہ کر اتنی جہاں میں سے میں بھول گیا اسے مجھے یاد دلادے جو میں نہیں جانتا مجھے سکھا اور اس کی تلاوة رات کی ساری اور دن کی طرفوں میں سیکر نصیب کے اور اسی دونوں جہان کے پروردگار سے میرے لیے جو کر ۱۷ خدا کا شکر جو جس نے میری امت میں اس جیسا شخص پیدا کیا

خدا کی قدرت کی نشانیوں میں غور کرنا

بڑے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے بدل میں اور جازوں میں جو لوگوں کے فائدے کی چیز ہیں (یعنی مال تجارت) سمندر میں لے کر چلتے ہیں اور زمین کو اُس کے مابین سے برساتا پھر اُس کے ذریعے سے زمین کو اُس کے مابین سے (یعنی افقہ) پیچھے پھر زندہ (یعنی شاداب) کرتا ہے اور ہر قسم کے جانوروں میں جو خدا نے روئے زمین پر پھیلار کھے ہیں اور ہواؤں کے (اور ہر سے اُدھر اور اُدھر سے اُدھر) پھرنے میں اور بادلوں میں (جو خدا کے حکم سے) آسمان زمین کے درمیان گھرے بستے ہیں (غرض ان سب چیزوں میں) اُن لوگوں کے لیے جو عقل رکھتے ہیں (قدرتِ خدا کی بہتیری) نشانیاں موجود ہیں +

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ
اِخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي
تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا اَنْزَلْنَا
اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَاحْيَا بِهِ الْاَرْضَ
بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَشِّرْ فِيْهَا مَنْ كُلَّ دَابَّةٍ
وَتَصْرِيفِ الْرِّيحِ وَالسَّحَابِ الْمُسْتَطْبِقِ
السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا يَتَذَكَّرُ لِقَوْمٍ يُعَذَّبُوْنَ

(بقرة ۲۰۶ پارہ ۲)

تجلی ان لوگوں نے آسمانوں اور زمین کے انتظام اور خدا کی پیدا کی ہوئی کسی چیز پر بھی نظر نہیں کی اور نہ اس بات پر کہ عجب نہیں ان کی موت قریب آگئی ہو تو اب اتنا سمجھتے پیچھے اور کون سی بات ہے جس کو سن کر ایمان لے آئیں گے +

اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ وَّاَنْعَسَ
اَنْ يَكُوْنَ قَدًا قَلْبًا اَجَلُهُمْ فِيْ اَيِّ حَدِيْثٍ
بَعْدَ اَیُّوْمِنُوْنَ (الاعراف ۲۳۶ پارہ ۱۳)

پھر آسمانوں اور زمین میں (خدا کی قدرت کی ایسی کتنی نشانیاں ہیں جن پر سے لوگ ہو کر گزر جاتے تھے اور وہ اُن کی کچھ پروا نہیں کرتے +

وَكَاٰیْنِ مِنْ اٰیٰتِ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
يَمُرُّوْنَ عَلَیْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ

(سورہ یوسف ۱۲ پارہ ۱۳)

کیا ان لوگوں نے اپنے دل میں غور نہیں کیا کہ اللہ آسمانوں اور زمین کو اور ان چیزوں کو جو ان دونوں کے درمیان میں ہیں کسی مصالحت ہی سے اور (ایک وقت مقرر کے لیے پیدا کیا ہے اور بہتیرے آدمی تو (قیامت کے دن) اپنے

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ مَا خَلَقَ اللّٰهُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا اَلَّا يَكُوْنُ
وَاَجَلٌ مُّسَمًّى وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ

خلق سے خالق کی غلطی سمجھے اور اُس کے کمال علم و قدرت میں تدبیر کرے۔ اگر مبداء انسانی کے متعلق کوئی آیت پڑھے مثلاً اَنَا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ اَمْشَاكِہ تو نطفے کے عجائبات کا تصور کرے کہ ایک طرح کے پانی کے ایک قطرے سے کیسی کیسی مختلف چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ گوشت پوست۔ ہڈی۔ رگ۔ پٹھے۔ سر۔ ہاتھ پاؤں۔ آنکھ۔ ناک۔ کان۔ زبان وغیرہ۔ **پانچواں ادب** یہ ہے کہ فارسی کا دلائلِ آیات کے اختلاف معنی کے وقت صفات مختلفہ کی طرف پھرتا رہے مثلاً غوف کی آیت پر پونچھے تو دل پر غوف اور مہ اس اور رقتہ غالب ہو۔ رحمتہ کی آیت پر گرزے تو دل میں فرحت اور بساط پیدا ہو۔ خدائی صفتوں کا بیان ہو تو ہمہ تن تواضع اور مجسم انکسار ہو جائے۔ کفار کے طعن آمیز اقوال سُنے تو آواز نہچی کرے اور شرم و خجالت کے لہجے میں پڑھے۔ **چھٹا ادب** یہ ہے کہ قرآن اس طرح سُنے کہ گویا حق تعالیٰ سے سنتا ہی اور فرض کرے کہ فی الحال اُسی سے سنتا ہی۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ مجھے قرآن میں کچھ حلاوت اور لذت نہیں آتی تھی۔ یہاں تک کہ میں نے فرض کر لیا کہ میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنتا ہوں اس سے مجھے کچھ حلاوت میسر ہوئی پھر میں آگے بڑھا اور فرض کیا کہ حضرت جبریلؑ سے سنتا ہوں اس سے آواز زیادہ حلاوت پائی۔ اب آواز آگے بڑھا اور عظیم الشان سب سے کہ پونچھا۔ چنانچہ اب میں اس طرح پڑھتا ہوں کہ گویا بے واسطہ خدا سے سنتا ہوں اس وقت مجھے وہ لذت حاصل ہوتی ہے جو اس سے پیشتر کبھی میسر نہیں ہوئی تھی ۴

۱۵ ہم نے آدمی کو مرکبِ نطفے سے پیدا کیا **۱۲**

و نطفے کو مرکب اس واسطے فرمایا کہ مرد و عورت دونوں کے نطفوں کے ملنے سے انسان پیدا ہوتا ہے یا اس اعتبار سے کہ نطفہ تمام اعضائے جسم کا پختہ ہونا ہے تو گو نطفہ ایک چیز ہو مگر وہ حقیقتہً مرکب ہے ہر عضو کے پختہ ہونے سے **۱۲**

حقوق خانہ کعبہ حرم مکہ

اور ایسی پیغمبری اسرئیل کو وہ وقت بھی یاد دلائی: جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کا مرجع (و مقصد) اور امن کی جگہ ٹھہرایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ، ابراہیم کی (اسی) جگہ کو نماز کی جگہ مقرر رکھو اور ابراہیم اور اسمعیل سے فرمایا کہ ہمارے (اس) گھر کو طواف کرنے والوں اور مجاوروں اور کو عبادت سجدہ کرنے والوں (یعنی نمازیوں) کے لیے پاک (صاف) رکھو اور ایسی پیغمبران کو وہ وقت بھی یاد دلاؤ: جب ابراہیم نے دعا مانگی کہ ای میرے پروردگار اس شہر کو امن کا شہر بنا اور اس کے بسنے والوں میں سے جو اللہ کی روزِ آخرت پر ایمان لائیں اُن کو نیکل پھلاری کھانے کو دے (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کہ جو (اللہ اور روزِ آخرت کا) منکر ہوگا اُس کو بھی چند روز کے لیے ہم (ان چیزوں سے) فائدہ اٹھانے دیں گے پھر (آخر کار) اُس کو مجبور کر کے عذاب و نزع میں لے جاؤ گے اور اس کو (بہت ہی) بُرا ٹھکانا ہو اور ایسی پیغمبری اسرئیل کو وہ وقت بھی یاد دلاؤ: جب ابراہیم اور اُن کے ساتھ اسمعیل (دونوں) خانہ کعبہ کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے اور وہاں مانگتے جاتے تھے کہ، ای ہمارے پروردگار ہم سے (یہ خدمت) قبول کرے بے شک تو ہی (دعا کا) مستحق والا اور نیک کا جانتے والا ہے۔

لوگوں کی عبادت کے لیے یہ پہلا گھر ٹھہرایا گیا وہ ہی (جو شہر) مکہ میں (واقع) ہے، مکہ والا اور دنیا جہان کے لوگوں کے لیے (موجب) ہدایت اس میں (فضیلت کی) بہت سی کچھ ہوتی نشانیاں ہیں (از انجملہ) ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اس گھر میں داخل ہوا امن میں گیا اور لوگوں پر فرض ہو کہ خدا کے لیے خانہ کعبہ کا حج کریں جس کو

وَاذْجَعْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ
أَمْنًا وَاحْتِزًّا وَمِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى
وَعَهْدًا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنَّ طَهِّرَا
بَيْتِي لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ
السُّجُودِ وَأَذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ
هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْتُكِّهِ أَهْلَهُ مِنَ النَّسْرِ
مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ
وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ
إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ وَأَذْ
إِبْرَاهِيمَ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

(البقرہ ۶، ۱۲۶ پارہ ۲)

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِّلنَّاسِ لَلَّذِي
بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ فَوَقَّعَ
بَيْنَهُمَا مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ
آمِنًا وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ

وَل یسود کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ کہے کو مسلمانوں نے کیوں قبلہ بنایا جو حالانکہ تمام انبیاء و صالحین کا قبلہ بیت المقدس تھا اس کا جواب دیا کہ خانہ کعبہ بھی ابراہیم کا بنا یا ہوا اور اُس کی بنا بیت المقدس کی بنا سے مقدم ہو اور اُس کی فضیلت اور بنائے ابراہیم ہونے کی بہت سی دلیل ہیں انجملہ

پھر جس پر کھڑے ہو کر ابراہیم نے کہے کو بنا یا ہوا وقت تک علیٰ حال موجود ہے آج ہم حال حاضر میں اس کا ذکر کرتے ہیں کہ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

<p>بَلَقَاءِ رَبِّهِمْ كُفْرًا ۝ (الروم ۶۱) اِذَا وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَا اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لَتَسْكُنُوا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَخَلْقُ السِّنَدِ كُمْ وَالْوَاٰكِمِ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِنْ فُضْلِهِ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيْكُمْ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَاحًا وَيُنْزِلُ مِنْ السَّمَاءِ مَآءً فَيَخْجِيْ بِهٖ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ وَ مِنْ آيَاتِهِ اَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهِ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذْ اَنْتُمْ تَخْرُجُونَ ۝ وَلَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلُّ لَهٗ قَانُتُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي يَبْدُؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهُ وَهُوَ اَهْوَنُ</p>	<p>پروردگار سے ملنے کو میرے سے مانتے ہی نہیں ۝ اور اسی (خدا) کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے (ایک یہ بھی ہے) کہ اُس نے تم (لوگوں) کو مٹی سے پیدا کیا پھر اب تم انسان ہو کہ (روئے زمین پر ہر طرف) پھیلے ہوئے ہو اور اسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے (ایک یہ بھی ہے) کہ اُس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس کی بیبیاں پیدا کیں تاکہ تم کو ان کی طرف (رغبت کرنے سے) راضے ملے اور تم میاں بی بی میں بیار اور افلاک پیدا کیا جو لوگ سوچ سمجھ کو کام میں لاتے ہیں اُن کے لیے ان باتوں میں (قدرت خدا کی ہتھیری ہی) نشانیاں ہیں اور آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری بیبیوں اور تمہاری نگنتوں کا مختلف ہونا یہ بھی اُس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ہے کہ کچھ شک نہیں سمجھنے والوں کے لیے ان باتوں میں خدا کی قدرت کی ہتھیری ہی، نشانیاں ہیں اور تمہارا رات کا سونا اور دن کا سونا اور اُس کے فضل یعنی اپنی معاش کے لیے تمہارا لگتے دو کرنا (یہ بھی) اُس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ہے جو لوگ گوش دل سے سنتے ہیں اُن کے لیے ان باتوں میں (قدرت خدا کی ہتھیری ہی) نشانیاں ہیں اور اسی کی (قدرت کی) نشانیاں میں سے (ایک یہ بھی ہے) کہ وہ تم کو ڈرنے اور امید کرنے کے لیے بجلیاں دکھاتا اور آسمان سے پانی برساتا اور اُس (پانی) کے ذریعے سے زمین کو اُس کے مرے (یعنی بیتی پڑے) پیچھے چلا آٹھا جو لوگ غفل رکھتے ہیں اُن کے لیے ان باتوں میں (قدرت خدا کی ہتھیری ہی) نشانیاں ہیں اور اسی کی (قدرت کی) نشانیاں میں سے (ایک یہ بھی ہے) کہ آسمان اور زمین اُس کے حکم سے قائم ہیں ایک وقت خاص تک نہنگی کر کے زمین میں گارے جاتے ہو پھر (قیامت کے دن) جب تم کو ایک وار دے کر زمین میں بلائے گا تو بس آواز کے سنتے ہی تم (سب کے سب) نکل پڑو گے اور جو (فرشتے) آسمانوں میں ہیں اور (جو لوگ) زمین میں ہیں (سب) اُسکی راہ</p>
---	---

خدا کی قسم کا ادب

اور (مسلمانو!) اپنی (یہودہ) قسموں (کے جیلے) سے خدا کو (یعنی اُس کے نام کو) لوگوں کے ساتھ سلوک کرنے اور پرہیزگاری رکھنے اور لوگوں میں ملاپ کرنے کا مَنع و مَنع نہ ٹھیکر اور اور اسد سنتا اور جاتا ہوں تمہاری قسموں جو لایینی (قسمیں) ہیں اُن پر تو خدا تم سے کچھ مواخذہ کرتا نہیں۔ لیکن اُن (قسموں) پر تم سے (ضرور) مواخذہ کرے گا جو تمہارے دلی ارادے سے ہوں اور اسد بخشنے والا بردبار ہوں

وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِّإِيمَانِكُمْ
أَنْ تَبْرُوا وَاتَّقُوا وَتُصَلُّوا بِزِينَةِ النَّاسِ
وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ لَا يُؤْخَذُكُمْ
اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُؤْخَذُكُمْ
بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ
رَّحِيمٌ ۝ (نحو ۳۷۶ تا ۳۸۰)

اور (ای پیغمبر کہیں) تم کسی (ایسے نابکار کے) کچے میں
(دبی) نہ آجانا جو بہت قسمیں کھاتا ہو (اور) آبرو باختہ ہو
(لوگوں پر) آواز سے کسا کرتا ہو (ادھر کی ادھر کی) (لوگوں کو)
(ادھر) چٹلیاں لگاتا پھرتا ہو اچھے کاموں (لوگوں کو)
روکتا رہتا ہو **وَلَا حَرَّ** (بندگی) سے بڑھ گیا ہی بدی اگھر ہو

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۖ كَلِمَاتٍ
مَّشَاءٍ بِنَمِيمٍ ۚ مَتَاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ
إِثْمٍ ۚ عَنْ لَبِّدٍ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ ۚ

(القلم ع ۱ پا ۵ ۲۹)

سمر کے بیٹے عبدالرحمن سے روایت ہے کہ
جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے: ہر کے بیٹے عبدالرحمن کو
حکومت از خود طلب نہ کر کیونکہ اگر تو مانگے
سے حکومت دیا جائے گا تو اس کے لیے کوئی جگہ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ إِلَّا مَادَّةَ
فَلَئِنْكَ إِنْ أُوتِيَتْهَا عَنْ مَسْئَلَةٍ وَكَانَتْ

فل کسی ایسا ہوتا ہو کہ ایک کام شرعاً مودع اور موجب ثواب ہو اور آدمی غصے میں اگر اُس کے نہ کرنے کی قسم کھا چیتا ہو تو ایسی قسم کا پیمانہ نہ کرنا چاہیے اسی کے قریب ہے شیخ سعدی کا قصہ از آرزوین ولی دوستان پہل بہت و کفایت بہین ہسل "۔ **فل** اپنی قسم سے وہ قسم مزلو ہے جو نہ فی قصہ و اولاد کے محکمہ کلام کے طور پر زبان سے نکل جائے جیسے بعض لوگ باتوں کے سلسلے میں بے ارادہ قسم و اعدا بامدکمہ یا کرتے ہیں اگرچہ اس طرح کی قسموں کا تھوڑا تو نہیں ہے مگر خدا نے اُس کو لغو فرمایا ہے اور مومن کی شان یہ ہے کہ لغو سے محتاط رہے۔ قد اطلع کے شرع پر اسے میں مومن کی چند صفیں مذکور ہیں ان میں ایک صفت والدین ہم عن اللغو مع رضی بھی ہے یعنی اوصایان دل سے جو اپنی امر او کو پہنچ گئے (ہیں) جو کئی باتوں کی طرف متوجہ نہیں کرتے، بکلفانہ ہو مگر خدا کے نام پاک کی بے توقیری تو لغو قسموں میں ضرور پائی جاتی ہے۔ اعلا فاما ذمہا و دساہ السلیمن "۔ **فل** یہ آیتیں اگرچہ ایک کا فرق و بعد از ہر

کے حق میں نازل ہوئی جس کہ وہ بڑا ہی خبیث اور موزی تھا مگر جن ملائکوں کے لیے خدا نے اس پر طہمت کی جو آدمی کو چاہئے کہ وہ اسے

إِلَيْهَا وَلَنْ أُوْتِيَتْ عَنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ
أُحْنِتَ عَلَيْهِمْ لَإِذْ حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ
فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَكَفَّرَ عَنْكَ
يَمِينُكَ وَأَبِ الدِّنَى هُوَ خَيْرٌ (صحیح)

اور اگر بے مانگے حکومت دیا
جائے گا تو اُس پر تیری مدد کی جائے گی اور
جب تو کسی چیز پر قسم کھائے اور اُس کے غیر
کو اُس سے بہتر دیکھے تو قسم کو توڑ ڈال اور
کفارہ دے گا اور جو چیز بہتر ہو اُس کو بجالا

عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ سَمِعْتُ لِي أَيْتَةً
أَسْأَلُهُ فَلَا يُعْطِيَنِي وَلَا يَصِلَنِي ثُمَّ يَخْتَلِجُ
إِلَيَّ فَيَأْتِيَنِي فَيَسْئَلُنِي وَقَدْ حَلَفْتُ أَنْ
لَا أُعْطِيَهُ وَلَا أَصِلَهُ فَأَمْرِي أَرْجُو
الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَأَكْفَرُ عَزَّيْزٌ تَمِينٌ (مشق)

ابو الاحوص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے
کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اس بار میں مجھے
کیا حکم دیتے ہیں کہ میرا ایک چچا زاد بھائی جو جس کے پاس
جا کر میں کچھ مال مانگتا تھا مگر وہ مجھے نہ تو کچھ مال ہی دیتا
تھا نہ جیسی صلہ رحمی کرنی چاہیے میرے ساتھ صلہ رحمی کرتا
تھا اب محتاج ہو کر میرے پاس آتا اور مجھ سے مانگتا ہے اور
میں قسم کھا چکا ہوں کہ اسے کچھ نہ دوں گا نہ صلہ رحمی کروں گا تو
پنیر صابن مجھے حکم فرمایا کہ میں بہتر بات کو بجالاؤں اور اپنی قسم کا
کفارہ دے دوں *

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَخْلُقُوا بَابَكُمْ
وَلَا بِأَقْمَاتِكُمْ وَلَا بِأَلْبَانِدَادِ وَلَا تَخْلُقُوا
بِاللَّهِ إِلَّا وَأَنْتُمْ صَادِقُونَ * (ابو داؤد، نسائی)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پنیر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ (لوگو!) تم اپنے ماں باپ کی
قسمیں نہ کھاؤ اور نہ بتوں کی قسمیں کھاؤ اور نہ
خدا کی ماں (خدا کی قسم کھانے کا اُس وقت مضائقہ
نہیں) جب کہ تم سچے ہو *

کفارہ قسم

لَا يُؤْخَذُ كُفُّ اللَّهِ بِالْإِخْمَةِ فِي أَيْمَانِكُمْ
وَلَكِنْ يُؤْخَذُ كُفُّ بِمَا عَقَدْتُمْ الْإِيمَانَ
رَبُّكُمْ طَاعِمُ عَشْرَةِ مَسْكِينٍ مِنْ
بَنِ أَهْلِيكُمْ أَوْ كَسَوْتُهُمْ

(مسلمانوں!) تمھاری قسموں میں جو لائے ہیں اُن پر خدا تم سے
کچھ مواخذہ کرتا نہیں ماں پتی قسم کھاؤ اور پھر اُس کے خلاف
کرو تو خدا تم سے (اُس کا مواخذہ کرے گا تو اُس اپنی قسم کے
توڑنے کا کفارہ دس مسکینوں کو متواضع درجے کا کھانا کھلاؤ یا
ہر عیسا تم اپنے اہل عیال کو کھلایا کرتے ہو یا اُن (ہی) دس

اور آسمانوں اور زمین میں اُسی کی شان (سب سے) بالا
ہو اور وہ زبردست (اور) حکمت والا ہو۔

عَلَيْهِ ۖ وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَوَاتِ وَ
الْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (الروم ۶۳ پارہ ۶)

کیا ان منکرینِ حشر نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نظر
بھرا کر، نہیں دیکھا کہ ہم نے اُس کو کیسا بنایا اور (ستاروں)
اُس کو سجایا اور اُس میں کہیں قدر دکھانام، نہیں اور زمین کو
ہم نے پھیلایا۔ اور اُس کے اندر بھاری بوجھل پہاڑ پلا دیے
اور سب طرح کی خوشامچیزیں اُس میں اُگائیں تاکہ جتنے بندے
(ہماری طرف) رجوع لانے والے ہیں (وہ ہماری قدرت کا شاکہ
دیکھیں اور عجز پر کھڑیں)۔

أَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا
وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوجٍ ۖ وَالْأَرْضَ
مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رِجًا وَابْنَعْنَا
فِيهَا مَاءً مِنْ كُلِّ زَوْجٍ مَّيِّدٍ ۚ تَبَصَّرُوا وَذَكِّرْ
لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ (۶۱ پارہ ۶)

اور (لوگو!) یقین لانے والوں کے لیے زمین میں (قدرت)
خدا کی پسندیدہ ہی نشانیاں ہیں اور خود تم میں
(بھی) تو کیا تم کو سوچھ نہیں پڑتا۔

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِلْمُوقِنِينَ ۖ وَفِي
الْأَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصَرُونَ (الذاریات ۶۱ پارہ ۶)

من المترجم خلاصہ یہ ہے کہ کارخانہ عالم ایک بسوط کتاب ہے اور موجوداتِ عالم اُس کے حروف اور الفاظ اور جملے
میں ان میں سے ایک ایک حرف ایک ایک لفظ ایک ایک جملہ سوچنے سمجھنے والے کے لیے خدائی ہستی اور اُس کی صفات کاملہ کے
ثبوت کا کام دیتا ہے۔

برگ درختان سبز و نظر ہوشیار ہر مرتقے دفترِ مسرتہ کردگار

برگیا ہے کہ از زمین روید وحدہ لا شریک لہ گوید

اور کوئی خیال ہی نہ کرے تو اُس کی نظر میں یہ سب کچھ کھیل تماشا ہے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا
عَذَابَ النَّارِ۔ اے ہمارے پروردگار! تو نے (اِس) کارخانہ عالم کو بے فائدہ (تو نہیں بنایا۔ تیری ذات (بے فعل
عبث کے کرنے سے) پاک ہے اور یہ کارخانہ خبر دے رہا ہے کہ آخرتہ میں نیکی کی جزا اور بدی کی سزا موعنی ہے) تو (اے ہمارے
پروردگار! ہم کو عذابِ خدا سے محفوظ رکھیو)۔